جنّت کا راستہ

(اسلامی طرزِ زندگی)

استاذہ نگہت ہاشمی

النّور پبلیکیشنز

جنت کا راستہ

(اسلامی طرزِ زندگی)

استاذہ نگہت ہاشمی

جنت کا راستہ

(اسلامی طرزِ زندگی)

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : **جنت کا راستہ** (اسلامی طرزِ زندگی)
مصنفہ : استاذہ نگہت ہاشمی
طبع اوّل : جون 2010
تعداد : 2100
ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III فون: 042-35881169,35851301
اسلام آباد : اسٹریٹ 41، H-No 112، F10/4, ناظم الدین روڈ
051-2293225,2293224,5827740
فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ فون: 041-8759191
کراچی : 47/2، 8th کمرشل اسٹریٹ، Phase 4، ڈیفنس فون: 021-35464147

ای میل : alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ www.alnoorpk.com
النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:
مومن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور، فون نمبر: 062-2888245

قیمت : روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

2.2۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ سے متعلق دیگر احکامات

2.3۔ روزہ

2.4۔ حج

ابتدائیہ

جنت وہ اَبدی گھر ہے جہاں ہمارے ماں باپ کو بسایا گیا، پھر آزمایا گیا اور بالآخر اُس گھر سے زمین پر اُتارا گیا۔ وہ گھر جسے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ کیسے چھوڑتے جب کہ ہمیشہ کی زندگی اور لازوال بادشاہت انسان کی فطرت میں ہے۔ اسی گھر میں رہنے کے لئے شیطان کے فریب میں آ کر انہوں نے ممنوعہ درخت کا پھل کھالیا اور اُن سے اُس گھر میں رہنے کا استحقاق واپس لے لیا گیا۔ وہ گھر جہاں کسی کی جوانی کو بڑھاپا نہیں آتا، جہاں کسی کی خوشیوں کو غم نہیں ڈستا، جہاں کسی کی صحت کو بیماری نہیں پکڑتی، جہاں کسی کی مالداری پر زوال نہیں آتا، جہاں کسی کی زندگی کو موت نہیں آتی، جہاں نہ مشقت ہے نہ تھکاوٹ۔ جہاں رنگ ہیں، روشنیاں ہیں، خوشبوئیں ہیں، ذائقے ہیں، لازوال خوشیاں ہیں۔ جہاں عزت ہے، ذلت نہیں، جہاں کوئی دُکھ، پریشانی اور ملامت نہیں۔ جہاں بے فکری اور عیش کی زندگی ہے۔ جہاں رونقیں ہیں، لذتیں ہیں۔ جہاں امن ہے، وسعتیں ہیں۔ جہاں ہر خواہش اظہار سے پہلے پوری ہو۔ وہی خوابوں کا گھر جنت ہے۔ اُس گھر کا راستہ ہم سے کھو گیا ہے۔ اُس راستے کا پتہ کہاں سے پائیں؟ کوئی تو ہو جو ہمیں بتائے! کہیں وہ گھر ہم سے کھو نہ جائے!

جس جہان میں ہمیں بسایا گیا اس میں زندگی چند برس کی ہے اور آخرت کی زندگی کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں لیکن انسان اس زندگی پر مطمئن ہو گیا ہے۔ ربّ العزت نے فرمایا: ''وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں تھوڑے سے سامان کے سوا کچھ نہیں۔'' (الرعد:26) ''کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے؟ پھر دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔'' (التوبہ:38) ''اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے دنیا کی زندگی کا سروسامان اور اس کی زینت ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا پھر تم عقل نہیں رکھتے؟ پھر کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو، پھر وہ اُس کو پانے والا ہو اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کا فائدہ دیا ہو؟'' (القصص:61،60)

انسان دنیا ہی کو جنت بنالینا چاہتا ہے۔ اس کی ساری سرگرمیاں اَرضی جنت کی تلاش کے لئے ہیں حتیٰ کہ اسی تلاش میں اسے موت آجاتی ہے۔ ربّ العزت نے فرمایا:

''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور اُن کا اجر اُن کے اعمال سے زیادہ بہتر دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔'' (النحل:96) ''کہہ دو کہ کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ کی جنت جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں سے کیا گیا ہے؟ جو ان کے لیے بدلہ اور ٹھکانہ ہو گی۔'' (الفرقان:15) ''جنت کی مثال جس کا اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اُس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُس کے پھل اور اُس کا سایہ دائمی ہے۔'' (الرعد:35)

انسانوں کی دنیا میں خوف ہے، غم ہے، دُکھ ہے، بیماری ہے، بڑھاپا ہے، مشکلات ہیں، حسد ہے، دشمنی ہے، جنگ ہے، موت ہے۔ انسان ہمیشہ سے امن، سکون اور بے خوفی کی تلاش میں ہے۔ یہ تلاش اس زمین پر بے سود ہے۔ امن کا مقام تو جنت ہے۔ ربّ العزت نے فرمایا:

''بے شک متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ وہ باریک ریشم اور دبیز ریشم میں سے پہنیں گے۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اسی طرح ہم ان کو گوری اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے۔ ان میں وہ طرح طرح کے لذیذ پھل اطمینان سے طلب کریں گے۔'' (الدخان:51-56) ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ داخل ہو جاؤ ان میں سلامتی کے ساتھ امن میں آنے والے۔ اور ان کے سینوں میں جو بغض ہے ہم اس کو کھینچ نکالیں گے۔ وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی کی طرح ہوں گے۔ وہاں انہیں کوئی مشقت نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جانے والے ہوں

''اور جو لوگ اپنے ربّ سے ڈر کر رہے، انہیں گروہ دَر گروہ جنت کی طرف لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہوں گے اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: ''سلام ہو تم پر! بہت اچھے رہے تم۔ پھر داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔'' (الزمر:73) وہ زندگی جس کا آغاز سلامتی کی دُعاؤں اور خوشیوں کی مبارک باد سے ہوگا۔ ''اَبدی باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد اور ان

کی بیویوں اوران کی اولا دمیں سے جوصالح ہیں وہ بھی۔اورفرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔تم لوگوں پر سلامتی ہواس لیے کہ تم نے صبر کیا۔پھر کتنا اچھا ہے آخرت کا گھر!'' (الرعد:24,23) ''جس دن ہم ڈر جانے والوں کو رحمٰن کی طرف مہمانوں کی طرح جمع کر کے لے جائیں گے۔'' (مریم:85) وہ گھر جہاں نعمتوں کی فراوانی ہو گی۔''اور جب تم دیکھو گے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور عظیم بادشاہت۔'' (الدھر:20) ''پھر اگر وہ مقربین میں سے ہو تو راحت اور عمدہ رزق اور نعمت بھری جنت ہے۔'' (الواقعہ:89,88) ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں کے لیے کامیابی کا ایک مقام ہے۔باغ اور انگور۔اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں۔اور چھلکتے ہوئے جام۔وہ اُس میں کوئی لغو نہیں سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹی بات۔بدلہ (اور) بہت سا انعام تیرے ربّ کی طرف سے۔'' (النبا:31-36)

''کچھ چہرے اُس دن بارونق ہوں گے۔اپنی کوشش پر خوش ہوں گے۔عالی مقام جنت میں۔اُس میں وہ کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔اُس میں چشمے جاری ہوں گے۔اُس میں اونچے تخت ہوں گے۔اور ساغر رکھے ہوئے ہوں گے۔اور گاؤ تکیے قطاروں میں لگے ہوئے۔اور نفیس قالین بچھے ہوئے ہوں گے۔'' (الغاشیہ:8-16) ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہنے والے سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔اور اُن پھلوں میں جو وہ چاہیں گے۔کھاؤ اور پیو مزے سے اُن اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔'' (المرسلات:41-43)''

جنت کی مثال جس کا وعدہ ڈرنے والوں سے کیا گیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہوں گی جس میں تبدیلی نہیں ہو گی۔اور ایسے دودھ کی نہریں جس کا مزہ بدلا نہیں ہوگا۔اور ایسی شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہو گی۔اور ایسے شہد کی نہریں جو صاف ہوگا۔اور اُس میں اُن کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور اُن کے ربّ کی طرف سے بخشش ہوگی۔کیا وہ اُس کی طرح ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والا ہے؟ اور اُن کو گرم پانی پلایا جائے گا۔پھر وہ اُن کی آنتیں کاٹ کر رکھ دے گا۔'' (محمد:15)

''تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔اُن پر سونے کے تھال اور ساغر گردش کرائے جائیں گے۔اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور جس سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔'' (الزخرف:71,70)

''جڑاؤ تختوں پر۔(اُن پر) تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھنے والے۔ہمیشہ رہنے والے لڑکے اُن کے پاس پھر رہے

ہوں گے۔پیالے اور کنٹر اور چشمے کی شراب کے ساغر۔اس سے نہ اُن کو سر درد ہوگا اور نہ اُن کی عقل میں فتور آئے گا۔اور پھل اس میں سے جو چاہیں چُن لیں۔اور پرندوں کا گوشت اس میں سے جس کی خواہش کریں گے۔اور بڑی آنکھوں والی حوریں۔جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔بدلہ اُن کاموں کا جو وہ کرتے تھے۔اُس میں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سُنیں گے۔ٹھیک ٹھیک بات کے سوا۔'' (الواقعہ:15-26)

''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہنے والے باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔وہ اُن چیزوں سے لطف لینے والے ہوں گے جو اُن کا ربّ اُنہیں دے گا۔اور اُن کے ربّ نے اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے اُن اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔وہ صف بہ صف تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں اُن سے بیاہ دیں گے۔اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے بھی ایمان میں اُن کی پیروی کی، اُس اولاد کو بھی ہم اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہ کریں گے۔ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں رہن ہے جو اُس نے کمائے ہیں۔اور ہم اُن کو لذیذ پھل اور گوشت دیتے رہیں گے اُس میں سے جو وہ چاہیں گے۔وہ اُس میں ایک دوسرے سے جامِ شراب لپک کر لے رہے ہوں گے جس میں نہ کوئی یاوہ گوئی ہوگی اور نہ بدکرداری۔اور اُن کی (خدمت میں) ایسے لڑکے دوڑتے پھریں گے گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں۔'' (الطور:17-24)

''وہ کانٹوں کے بغیر بیریوں میں اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں اور پھیلی ہوئی چھاؤں اور بہتے پانی اور کثیر پھلوں اور بے روک ٹوک ملنے والے (پھلوں) اور اُونچے بچھونوں (میں ہوں گے)۔یقیناً ہم اُن عورتوں کو نئے سرے سے پیدا کریں گے۔پھر ہم اُن کو کنوارا بنائیں گے۔دل رُبا، ہم عمر۔ (الواقعہ:28-37)

''اللہ عزوجل فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔یہ نعمتیں ان کے لیے جمع کر رکھی ہیں بلکہ ان کا ذکر چھوڑو جن نعمتوں کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے۔ (السجدہ:17) پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: ''پھر کوئی شخص نہیں جانتا جو کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لیے چھپا کر رکھی گئی ہے۔اُن اعمال کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں۔'' (مسلم:7134)

زمین کی زندگی میں انسان کی خواہش ہوتی ہے تمنائیں پوری ہو جائیں لیکن کسی دنیا کے بادشاہ کی بھی ساری خواہشات پوری نہیں ہوتیں۔ ربّ العزت نے فرمایا: ''اُن کے لیے اُن کے ربّ کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ یہی بڑا فضل ہے۔'' (الشوریٰ:22) اسی لیے ربّ العزت نے فرمایا

''اور اپنے ربّ کی طرف سے مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جیسی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔'' (آل عمران133&135)

وہ جنت جس کا راستہ ہم سے کھو گیا ہمیں اُس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ وہ راستہ پاک زندگی گزارنے کا طریقہ ہے جس میں فکر کی پاکیزگی کے لیے عقیدہ، ربّ کی عبادت کے احکامات، دل اور زبان کی عبادت کے طریقے، تعلقات کی پاکیزگی کے لیے حقوق و فرائض، دل اور زبان کی پاکیزگی کے لیے اخلاقیات اور جسم کی پاکیزگی کے لیے طہارت کے احکامات ہیں۔

جنت کے راستے کے مسافر اس دُنیا کو جنت جانے کے لیے برتتے ہیں۔ اُن کی نظریں اپنی منزل پر ہوتی ہیں اُن کا وقت اسی مقصد کے حصول کے لیے لگتا ہے اُن کی قوتیں اور صلاحتیں اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صرف ہوتی ہیں۔ اس راستے کے مسافر کے لیے عقیدہ سب سے بڑی دولت ہے۔ عقیدے کی وجہ سے طرزِ فکر بدلتا ہے۔ اسی کی بنیاد پر عمل کی عمارت وجود میں آتی ہے، اس راستے کے مسافر کے لیے عبادت قوت فراہم کرتی ہے۔ دل کی عبادت سے ایمان میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے، اَخلاق میں حسن پیدا ہوتا ہے اور حقوق کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے۔

جنت کا راستہ علم کا راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان) یہی علم عمل کا امام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے علم کو پختہ کریں۔ اس کتاب کا مقصد جنت کے راستے پر چلنے کے لیے آسانی فراہم کرنا ہے تاکہ ہم وہ طرزِ زندگی اختیار کر سکیں جس سے ہم اپنے ربّ کو راضی کر سکیں۔ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے اس کتاب کو جنت کا راستہ آسان کرنے میں معاون اور مددگار بنائے۔ (آمین)

نگہت ہاشمی

کچھ ''جنت کا راستہ'' کے بارے میں

اسلام قبول کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی زندگی گزارنے کے لیے وہ طریقۂ زندگی سیکھنا ضروری ہے جس کی واضح ہدایات اللہ ربّ العزت نے اپنے کلام میں دیں۔ جس کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ نے زندگی گزار کر دکھائی۔ اسی کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تربیت دی اور آج تک ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے اَسلاف نے اسی کی طرف راہ نمائی کی۔ اسلامی طرزِ زندگی کی تقسیم عقائد، عبادات، آداب، حقوق، اخلاقیات وغیرہ کے تحت کی جاتی ہے۔ ''جنت کا راستہ'' ان موضوعات کا جامع احاطہ ہے اور اس کی حیثیت ایک مسلمان کی زندگی میں راہ نما کتاب کی ہے۔

'جنت کا راستہ' کا پہلا موضوع ''عقیدہ'' ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی کے لیے عقیدے کا علم ضروری ہے۔

'جنت کا راستہ' کا دوسرا موضوع ''عبادات'' ہے۔ 'جنت کا راستہ' میں 'عبادات' کا انداز بہت سادہ اور جاندار ہے۔ مختصر سوال جواب کے طریقے سے عبادات کے طریقۂ کار کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

'جنت کا راستہ' کا تیسرا موضوع ''آداب'' ہے۔ آداب جنت کے راستے کے مسافر کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

'جنت کا راستہ' کا چوتھا موضوع ''اخلاقیات'' ہے۔ اس میں اچھے اَخلاق کو اپنانے کے لیے ترغیبات اور برے اَخلاق سے بچنے کے لیے ترہیبات ہیں جن کا ماخذ قرآن و حدیث ہے۔

'جنت کا راستہ' کا پانچواں موضوع ''حقوق'' ہے۔ حقوق کی ادائیگی تبھی ممکن ہوتی ہے جب دینے کا اجر اور نہ دینے کا نقصان معلوم ہو اور یہ معلوم ہو کہ دینا کیا ہے؟ 'حقوق' کے باب میں ان کی وضاحت ہے۔

'جنت کا راستہ' کا چھٹا، ساتواں اور آٹھواں موضوع اذکار، درود اور دعائیں ہیں۔ 'جنت کا راستہ' میں ان دُعاؤں اور اَذکار کو شامل کیا گیا ہے جو ہر مسلمان کی ضرورت ہیں۔

'جنت کا راستہ' کے اختتام پر متفرق موضوعات ہیں۔ اس میں ان موضوعات کو شامل کیا گیا ہے جن کے بارے میں درست معلومات رکھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

''جنت کا راستہ'' ہر مسلمان کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب نومسلموں کو اسلام کے بارے میں ابتدائی معلومات فراہم کرنے کا بھی مفید ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، تمام کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں اپنے شکرگزار بندوں میں شامل فرمالے۔ (آمین) وما توفیقنا اِلا باللہ

النور ریسرچ سیکشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ عقیدہ

سوال: عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ابوبکر الجزائری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''عقیدہ اُن فیصلوں کا نام ہے جنہیں انسان اپنی عقل سے سوچ کر، کانوں سے سن کر اور قوانینِ الٰہی کے ذریعے پرکھ کر صادر کرتا ہے۔ یہ فیصلے دوٹوک اور بے لاگ ہوتے ہیں اور عقل و نقل کی کسوٹی پر قطعی پورے اُترتے ہیں۔ اسی لئے ایک بار جب انسان کا ذہن اس قسم کا کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے اور اپنے دل و دماغ میں وہ ٹھان لیتا ہے کہ جو اس نے سوچا وہی برحق اور درست ہے تو اب کوئی طاقت اسے نہ اپنے فیصلے سے ہٹا سکتی ہے، نہ ہی اس کے بارے میں کسی قسم کا نقص، فتور یا شک وشبہ اس کے دل میں پیدا کر سکتی ہے۔'' (عقیدۃ المومن: 43)

سوال: عقیدہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: 1۔ وحیٔ الٰہی کے مطابق عقیدہ دینِ اسلام کی بنیاد ہے۔ عقیدے کی وجہ سے ہی انسان مسلمان بنتا ہے۔ پھر اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرتا ہے۔ جیسے کوئی عمارت بنیاد کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح عقیدے کے بغیر اسلامی طرزِ زندگی کو اختیار نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ اسلام میں عقیدے کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے انسانی جسم میں دماغ کی حیثیت ہے۔ جس طرح دماغ کے بغیر انسان کا تصور نہیں کیا جا سکتا، ایسے ہی عقیدے کے بغیر اعمالِ صالحہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

3۔ عقیدہ اسلامی زندگی کی بنیاد ہے۔ جیسے کسی بھی عمارت کی مضبوطی اور استحکام کا انحصار بنیاد کی گہرائی اور مضبوطی پر ہوتا ہے، اسی طرح اسلام پر، اعمالِ صالحہ پر ثابت قدمی کا انحصار عقیدے کی مضبوطی اور گہرائی پر ہے۔

4۔ عقیدے کے بغیر انسان اپنے مقصدِ زندگی کو پورا نہیں کر سکتا۔ مقصدِ زندگی کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے انسان کو کچھ فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ سب سے پہلا فیصلہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کے بارے میں کرتا ہے۔ اس فیصلے کو دل سے ماننا، زبان سے اِقرار کرنا کہ وہ ذاتِ واحد ہے جس نے اُسے وجود بخشا، وہی اُس کا مالک اور رازِق ہے، اس نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا، اسی مقصد کے لئے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ ان کتابوں کے سب احکامات پر ایمان لانا اور عمل کرنا فرض ہے۔ اسی لیے اس نے آخرت کا دن رکھا تاکہ

فیصلہ ہو سکے کہ کون مقصد کے مطابق زندگی گزار کر آیا ہے اور کون بے مقصد زندگی گزار کے آ گیا۔

5۔عقیدہ مسلمان کی وہ ضرورت ہے جو عبادت کی بنیاد ہے۔نماز تب عبادت بنتی ہے جب وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات کے لئے ہو۔روزہ تب عبادت بنتا ہے جب وہ اللہ ربّ العالمین کے لئے ہو۔زکوۃ تب عبادت بنتی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔حج تب قبول ہوتا ہے جب اسے اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کیا جائے۔جہاد تب قبول ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کے کلمے کی بڑائی اور سربلندی کے لئے ہو۔

6۔عقیدہ مسلمان کی وہ ضرورت ہے جس کی وجہ سے اس کے عام بھلائی کے کام بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

7۔عقیدے کی درستگی کی وجہ سے ہی انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کیا جاتا ہے۔

8۔عقیدے کی درستگی کی وجہ سے انسان کے نیک اعمال قبول کئے جاتے ہیں۔اللہ کو بندے کے نیک اعمال بہت پسند ہیں اسی لئے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے یہاں ضائع نہیں کئے جاتے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ صالح عقیدے سے پھوٹے ہوں۔

9۔صحیح عقیدہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔اسی وجہ سے اللہ کے رسولوں نے اپنی زندگیاں لگا دیں۔ربّ العزت کا ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران:164)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ جب اُنھی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں تزکیہ سے مراد عقیدہ کی اصلاح ہی ہے۔قران مجید کا ایک تہائی حصہ عقائد پر مشتمل ہے۔

10۔باطل اور کمزور عقائد کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ باطل عقائد گھن کی طرح انسان کے اعمال کو برباد کر دیتے ہیں۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الزمر:65)

''اور تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (المائدۃ:5)

''اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے تو یقیناً اس کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

11۔عقیدے کی پختگی اور پاکیزگی مسلمان کی ضرورت ہے۔یہ پختگی کہاں تک ہو؟ جتنی کسی انسان میں ہمت ہو۔مثلاً جو شخص غیر اللہ سے جتنا زیادہ برأت کا اظہار کرنا چاہے اس کی کوئی حد نہیں۔اللہ تعالیٰ کی عظمت جتنی دل میں گہری اتر سکے کوئی انتہا نہیں۔اس کا خوف جتنا بڑھا سکیں کوئی حد نہیں۔جتنا توکل کر سکیں، جتنی امید باندھ سکیں، عقیدے کی کوالٹی بہتر بنانے کی کوئی حد نہیں۔اعمالِ صالحہ کی کوالٹی اسی سے بہتر ہوتی ہے۔یہ وہ میدان ہے جہاں لوگوں کے اعمال، ان کے درجات اور ان کا مقام ایک جیسا نہیں رہتا۔اس لئے عقیدے کی اصلاح ایک مستقل عمل ہے اور خوب سے خوب تر کی تلاش یہی زندگی کا مقصد ہے۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ (الملک:2)

''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے؟ اور وہ زبردست ہے، درگزر کرنے والا ہے۔''

12۔عقیدہ وہ بیج ہے جو دلوں میں کاشت ہوتا ہے۔اسی سے رسم و رواج، تہوار، تہذیب اور ثقافت کے پھل پھول لگتے ہیں۔جتنا بیج قوت والا ہوتا ہے اتنے ہی پھل پھول اعلیٰ ہوتے ہیں۔جو لوگ عقیدے میں کمزور ہوتے ہیں وہ باطل طور طریقے اختیار کرتے ہیں۔

سوال: دینِ اسلام کیا ہے؟

جواب: 1۔دینِ اسلام ''صراطِ مستقیم'' ہے جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو بھیجا ہے۔اسی دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے

تمام کتابیں نازل کی ہیں۔ جو اس دین پر چلے وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ''یقیناً دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔'' (آل عمران:19)

2۔ جو شخص اس دین کے علاوہ کسی اور مذہب پر چلے اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں۔ (آل عمران:85)

3۔ پچھلے انبیاء علیہم السلام کا دین اسلام تھا۔ (الشوریٰ:13، بخاری:3443)

4۔ دنیا میں ہر بچہ دینِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ (الروم:30)

5۔ تمام انسانوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا ضروری ہے (بخاری:2942، ابوداؤد:3661) لیکن کسی کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ (البقرۃ:256)

6۔ جو شخص عقیدۂ توحید کی حقیقت کو سمجھ کر طاغوت کا انکار کر کے شرک سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لے، اس کی دل سے تصدیق کرے اور ان سارے احکامات کی پابندی کرنے کا ارادہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیئے ہیں تو وہ کلمۂ توحید کا اقرار کر کے اسلام قبول کر سکتا ہے۔

7۔ اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص پر غسل فرض ہے۔ (ابوداؤد:355)

8۔ اسلام لانے کے بعد پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (صحیح الجامع الصغیر:2777)

9۔ انسان کو موت تک اسلام پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ (آل عمران:102، ابوداؤد:3201)

10۔ اسلام سے مرتد ہونے کی سزا قتل ہے۔ (ابوداؤد:4351)

11۔ اہلِ اسلام کا زمین میں بنیادی کردار یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گواہ بن کر رہیں۔ (بخاری:1367)

12۔ اہلِ اسلام کے لئے خوشخبری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی ابتداء غربت (اجنبیت) سے ہوئی اور پھر یہ حالتِ غربت کی طرف لوٹ آئے گا پس غرباء کے لیے خوشخبری ہو۔ (مسلم:372)

سوال: دینِ اسلام کے کتنے درجات ہیں؟

جواب: دینِ اسلام کے تین درجے ہیں: 1۔ اسلام 2۔ ایمان 3۔ احسان۔

سوال: اسلام کیا ہے؟

جواب: 1۔ اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لا کر اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے اس کا فرماں بردار ہو جانا اور شرک اور اہلِ شرک سے برأت کا اظہار کرنا ہے۔

2۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوۃ دینا، اور حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری:8)

سوال: ایمان کیا ہے؟

جواب: 1۔ شریعت کی اصطلاح میں ایمان دل کے اعتقاد، زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل کا نام ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان (الاعراف:158) دو شہادتیں ہیں۔ ان کے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اور یہ زبان اور دل کے اقرار سے ہی ممکن ہے۔

3۔ ایمان میں عمل بھی شامل ہے اور عمل سے مراد دل، زبان اور اعضاء کا عمل ہے۔ ربّ العزت نے سورۃ البقرۃ کی آیت 143 میں نماز کو ایمان قرار دیا ہے اور نماز دل، زبان اور اعضاء کے عمل کا نام ہے۔

4۔ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ (بخاری کتاب الایمان: باب:33 قبل الحدیث:44)

5۔ ایمان اطاعت اور فرماں برداری سے بڑھتا ہے۔ ایمان میں اضافے کے اسباب یہ ہیں:

i۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید اور سنتِ رسول ﷺ کا علم حاصل کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔

ii۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا فہم حاصل کرنا۔ **iii**۔ قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اس میں غور و فکر کرنا۔

iv۔ حدیث اور سیرتِ رسول ﷺ کا علم حاصل کرنا۔ **v**۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کرنا۔

vi۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کرنا۔ **vii**۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا اور دُعائیں مانگنا۔

viii۔ اسلامی عقائد کی حقیقت اور اَخلاقیات پر غور و فکر کرنا اور انہیں اپنانا۔

ix۔ کثرت سے نوافل ادا کرنا۔ **x**۔ تمام عبادات پر مضبوطی سے جمے رہنا۔

xi۔ دعوت اِلی اللہ میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔

xii۔ حق اور صبر کی تلقین کرنا۔ **xiii**۔ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرنا۔

xiv۔اپنے اندر سچے مؤمنوں کی صفات پیدا کرنا۔ xv۔علمی مجالس میں شرکت کرنا۔

xvi۔صالحین کی صحبت اختیار کرنا۔ xvii۔کافرانہ کاموں اور کبیرہ گناہوں سے دور رہنا۔

xviii۔ایمان کو کمزور کرنے والے کاموں سے اجتناب کرنا۔

6۔ایمان گناہ اور معصیت سے گھٹتا ہے اور کسی بوسیدہ کپڑے کی طرح پرانا ہو جاتا ہے۔(مستدرک حاکم:5) ایمان میں کمی کے چند اہم اسباب یہ ہیں:

i۔دین سے اعراض کرنا۔ ii۔غفلت۔

iii۔گناہوں اور نافرمانیوں کا ارتکاب۔ iv۔دینی علوم سے جہالت۔

v۔نفس کی بری خواہشات کی پیروی کرنا۔ vi۔دنیا کی محبت اور اس کی زینت کی طرف مائل ہونا۔

vii۔برے لوگوں کو دوست بنالینا۔ viii۔لہو ولعب کی مجالس میں شرکت۔

ix۔شیطانی کاموں میں رغبت۔(عبداللہ بن عبدالحمید، الایمان حقیقتہ، خوارمہ، نواقضہ :23/1)

7۔اہلِ ایمان آپس میں برابر نہیں ہوتے۔ربّ العزت نے قرآن حکیم میں ذکر کیا ہے:

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ (فاطر:32)

پھر اُن میں سے کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے، اور کوئی میانہ رَو ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے۔

سوال: اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب ایمان اور اسلام کا اکٹھے ذکر ہو تو ان میں فرق ہوتا ہے۔ایسی صورت میں ایمان سے مراد اعتقادات اور باطنی اعمال ہیں اور اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں۔جب دونوں کا الگ الگ ذکر ہو تو ہر ایک سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں یعنی اکیلے ایمان کا ذکر ہو تو اسلام بھی شامل ہوگا کیونکہ ظاہری اعمال کی ایمان کے بغیر کوئی حیثیت نہیں۔جب اکیلے اسلام کا ذکر ہو تو اس میں ایمان بھی شامل ہوگا کیونکہ ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے۔(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:13/7) درحقیقت ایمان اور اسلام دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ہی لازم وملزوم ہیں جیسے درخت کا ظاہری حصہ اپنی جڑ سے یا بدن اپنی روح سے لازم وملزوم ہوتا ہے۔

سوال: ایمان کی کتنی شاخیں ہیں؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔(بخاری:9)

سوال: ایمان کے کیا اَرکان ہیں؟

جواب: 1۔اَرکان رُکن کی جمع ہے جو کسی چیز کا ایسا اہم جزو ہوتا ہے جس کے بغیر وہ چیز مکمل نہیں ہوسکتی۔ایمان کا اگر ایک رُکن ساقط ہو جائے تو انسان مؤمن نہیں رہتا خواہ ایمان کے کتنے ہی دعوے کرے۔

2۔ایمان اپنے تمام اَرکان کے ذریعے ہی مکمل ہوسکتا ہے۔

3۔ایمان کے چھ ارکان ہیں:

i۔اللہ تعالیٰ پر ایمان ii۔فرشتوں پر ایمان iii۔رسولوں علیہم السلام پر ایمان

iv۔آسمانی کتابوں پر ایمان v۔یومِ آخرت پر ایمان vi۔اچھی بری تقدیر پر ایمان

سوال: اِحسان کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔احسان عبودیت کی منازل میں سے افضل ہے کیونکہ وہ ایمان کا لبِّ لباب، اس کی روح اور اس کا کمال ہے۔(نضرۃ النعیم:72/2) فیروز آبادی کہتے ہیں کہ دو وجوہات سے احسان کا لفظ استعمال ہوتا ہے:

i۔دوسرے پر انعام کے لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کے ساتھ احسان کرو

ii۔دوسرے اپنے کام میں احسان اور وہ یہ ہے کہ جب وہ جانے تو اچھی طرح سے جانے یا عمل کرے تو اچھا عمل کرے۔(نضرۃ النعیم:68/2)

2۔حدیثِ جبریل میں رسول اللہ ﷺ نے احسان کی تعریف کی ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔(بخاری:50) اس کے مطابق اس کے دو درجے ہیں:

1۔اعلیٰ درجہ مشاہدہ: انسان دل کی حاضری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔

2۔دوسرا درجہ مراقبہ: اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اس یقین کے ساتھ عمل کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

سوال: دینِ اسلام میں شہادتین کا کیا درجہ ہے؟

جواب: کوئی شخص شہادتین یعنی دو گواہیاں دیئے بغیر دین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (النور:62)

مؤمن وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

سوال: لا الٰہ اِلاّ اللہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: لا الٰہ الاّ اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

سوال: کیا کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں؟

جواب: وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا لا الٰہ الاّ اللہ جنت کی چابی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں! لیکن ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں۔ اگر تم ایسی چابی لاؤ جس کے دندانے ہوں تو وہ تمہارے لئے کھولے گی ورنہ نہیں۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب ومن کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ) **کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ، کہنے والے کے لئے کچھ شرائط کے ساتھ جنت کی چابی بنتا ہے جو یہ ہیں:**

1۔ **علم:** لا الٰہ الاّ اللہ کے معنی کا علم ہونا یعنی یہ کلمہ کیسے غیر اللہ سے اُلوہیت کی نفی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے۔ (مسلم:136)

2۔ **یقین:** لا الٰہ الاّ اللہ پر دل سے یقین رکھنا کیونکہ یہ کلمہ شکوک وشبہات، تردّد اور توہمات کو قبول نہیں کرتا۔ (مسلم:138)

3۔ **قبول:** اس کلمے کے تقاضوں کو ظاہری اور باطنی طور پر قبول کرنا کیونکہ قبول نہ کرنے والا کافر ہے۔ (الصافات:35)

4۔ **انقیاد (فعل سے اتباع کرنا):** اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا اور اس کے منع کردہ کاموں سے رُک جانا۔ (لقمان:22)

5۔ **صدق:** لا الٰہ الاّ اللہ کے اقرار میں انسان اتنا سچا ہو کہ اس کی صداقت جھوٹ اور نفاق کے منافی ہو۔ (الفتح:11)

6۔ **اِخلاص:** لا الٰہ الاّ اللہ کی گواہی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ ہو۔ (البینۃ:5)

7۔ **اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت:** ربّ سے محبت کی یہ علامت ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو ترجیح دے اگرچہ وہ اس کی خواہش کے خلاف ہوں اور اسی کا تقاضا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جائے، ان کی اتباع کی جائے اور ان کی سیرت کو اپنایا جائے۔ (بخاری:16) (الشہادتان:113-106)

8۔ **اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا کفر کرنا۔** (مسلم:130) (مختصر شرح ارکان الاسلام)

سوال: حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی کا کیا مطلب اور شرائط ہیں؟

جواب: حضرت محمد ﷺ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی کا مطلب ہے:

1۔ زبان سے اقرار کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے تصدیق کرنا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ جنوں اور تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ (الاحزاب:45,46)

i۔ نبی ﷺ نے ماضی اور مستقبل کے حالات وواقعات کے بارے میں جو خبریں دی ہیں سب کی تصدیق کرنا۔ (النجم:3,4)

ii۔ نبی ﷺ نے جن امور کو حلال کہا ہے انہیں حلال اور جنہیں حرام کہا ہے انہیں حرام سمجھنا۔ (الحشر:7)

iii۔ نبی ﷺ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت کرنا اور جن سے منع کیا ہے ان سے باز رہنا۔ (النساء:80)

iv۔ نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا۔ (آل عمران:31)

v۔ نبی ﷺ کے ہر فیصلے کو دل سے تسلیم کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ (بخاری:7280)

vi۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس وقت تک واپس نہیں بلایا جب تک کہ انھوں ﷺ نے دین کو مکمل طور پر پہنچا نہیں دیا اور دین کی تکمیل کر دی۔ (المائدۃ:3)

vii۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نبی ﷺ کے لائے ہوئے طریقے کے مطابق کرنا۔ (مسلم:4493)

viii۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو روشن راستہ پر چھوڑ گئے ہیں۔ (ابوداؤد:4607)

2۔ شہادتِ محمد رسول اللہ ﷺ کی وہی شرائط ہیں جو لا الٰہ الاّ اللہ کی شرائط ہیں۔

3۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ذات اپنے والدین، اولاد، دنیا کے تمام انسانوں، اپنے مال حتیٰ کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو۔ (بخاری:15)

4۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامات یہ ہیں:

i۔ کثرت سے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنا۔ **ii**۔ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کا شوق رکھنا۔

iii۔ رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنے والوں سے بغض رکھنا اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھنا۔

iv۔ رسول اللہ ﷺ کے اَخلاق کی پیروی کرنا۔

1.1۔عقیدۂ توحید (اللہ تعالیٰ پر ایمان)

سوال 1: توحید سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔توحید وحدت سے بنا ہے جس کے معنی ایک ماننا اور ایک سے زیادہ ماننے سے انکار کرنا ہے۔شریعت کی زبان میں اس بات کی معرفت، تصدیق، اقرار اور عقیدہ رکھنے کا نام توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنے افعال (ربوبیت) میں یکتا ہے۔وہ اپنے اسماء وصفات اور عبادت (اُلوہیت) میں اکیلا اور بے مثال ہے۔وہ اپنی ذات، صفات اور اوصاف وکمال میں یکتا اور بے مثال ہے۔کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں۔کوئی اس کا ہم پلہ یا ہم مرتبہ نہیں۔صرف وہی بااختیار ہے۔اُس کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔اسے کسی کی امداد کی ضرورت نہیں۔نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔سورۃ الاخلاص میں ربّ العزت کا فرمان ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص)

کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔(1) اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔(2) اُس کی کوئی اولاد نہیں اور وہ کسی کی اولاد نہیں۔(3) اور کوئی اُس کے برابر نہیں۔(4)

2۔اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے۔اسی لئے اس کو دینِ توحید کہا جاتا ہے۔(مسلم:111)

3۔اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں جاننا ضروری ہے کیونکہ:

i۔ ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی ذات کی معرفت پر پیدا ہوتی ہے۔ان کی زندگیوں کی درستگی کا دارومدار اس عقیدے پر ہے۔

ii۔عقیدۂ توحید جب دلوں میں پختہ ہوجاتا ہے تو پوری زندگی میں اعمالِ صالحہ کی حکمرانی ہوجاتی ہے۔انسان کی عبادات، اَخلاقیات، معاملات، معیشت، معاشرت، سیاست ہر کام نیکی بن جاتا ہے۔اسی کی وجہ سے جنت میں داخلہ ممکن ہے۔

iii۔ ہر عمارت کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔دین کی بنیاد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان لانے پر ہے۔جتنی یہ بنیاد مضبوط ہوگی اتنی ہی عمارت مضبوط ہوگی اور گرنے اور منہدم ہونے سے بچے گی۔

iv۔عقیدۂ توحید جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے اور جنت کا حصول ہی مؤمن کا اس جہان میں سب سے بڑا مشن ہے۔

v۔دینِ اسلام کی بنیاد چونکہ توحید پر ہے اور توحید کے بغیر کوئی عمل نفع نہ دے گا اس لئے توحید کی پہچان حاصل کرنا

واجب ہے۔جب تک توحید کا صحیح معنوں میں علم نہیں ہوگا اس وقت تک دین کو صحیح طور پر اپنانا ممکن نہ ہوگا۔ربّ العزت نے خود اس کا علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔(محمد:19)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن عمار سے روایت نقل کی ہے کہ علم کی ایک وہ قسم ہے جس کے بغیر انسان کی زندگی مکمل نہیں ہوتی۔وہ توحید کا علم ہے۔(شرح لامیہ، ابن تیمیہ:6/6) بلاشبہ توحید کے علم کے بعد ہی حقیقی زندگی کا تصور کیا جاسکتا ہے۔(الانعام:122)

سوال: اسلام میں عقیدۂ توحید کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: 1۔عقیدۂ توحید انسانی فطرت میں شامل ہے۔(النمل:62)

2۔عقیدۂ توحید پر اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی ہے۔(آل عمران:18)

3۔اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ توحید ہی کی دعوت دی ہے۔(النمل:63,64)

4۔سارے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی دعوت توحید ہے۔(الانبیاء:25، النحل:36، المومنون:23، الاعراف:65,85، ھود:61، الانعام:80)

5۔قرآن مجید کی دعوت توحید ہے۔(البقرۃ:21)

6۔توحید کا اقرار ہی افضل ایمان ہے۔(ابوداؤد:4676، مسلم:152، بخاری:9)

7۔عقیدۂ توحید ہی امن کی ضمانت دیتا ہے۔(الانعام:82)

8۔توحید کا انکار قیامت کے دن ہر عمل کو بے فائدہ کردے گا۔(مسلم:518)

9۔توحید کے انکار سے موت کے بعد دوسرے کا عمل نفع نہیں دے گا۔(السلسلۃ الصحیحۃ:484، مسند احمد:2/187)

10۔توحید کا انکار ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق بنادے گا۔(بخاری:6683)

11۔توحید کا انکار کرنے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری بھی فائدہ مند نہیں۔(بخاری:2753)

12۔توحید کا انکار کرنے والوں کے خلاف حکومتِ وقت کو جنگ کرنے کا حکم دیا گیا۔(مسلم:125)

سوال: عقیدۂ توحید کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: 1۔توحید کا اقرار کرنے والے پر جہنم حرام ہے۔(بخاری:425,128)

2۔توحید کا اقرار کرنے والے کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔(بخاری:44)

3۔توحید کے اقرار سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔(صحیح الجامع الصغیر:6433،سلسلہ الصحیحہ:2355)

4۔توحید کا اقرار گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔(ترمذی:3540،بخاری:1237)

5۔توحید کا اقرار دنیا میں جان اور مال کی حرمت کا ذریعہ ہے۔(مسلم:130)

6۔توحید کا اقرار کرنے والے کے گناہ ہر سوموار اور جمعرات کو معاف کئے جاتے ہیں۔(مسلم:6544)

7۔توحید کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا جرم ہے۔(مسلم:277)

8۔توحید کا اقرار وزن میں بھاری ہے۔(صحیح الادب المفرد،البانی426,548)

9۔توحید کا اقرار کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔(بخاری:99)

سوال: توحید کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: توحید کی تین اقسام ہیں: 1۔توحیدِ ربوبیت 2۔توحیدِ الوہیت 3۔توحیدِ اسماء وصفات

سوال: توحیدِ ربوبیت کیا ہے؟

جواب: 1۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا تنہا خالق و مالک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔(الزمر:62،آل عمران:189)

2۔اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔(الفاتحہ:2) 3۔اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے۔(ھود:6)

4۔اللہ تعالیٰ ہی بندوں کی پکار سنتا ہے۔(البقرۃ:186) 5۔اللہ تعالیٰ ہر شر اور شیطان سے بچاتا ہے۔(المومنون:97-98)

6۔اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے۔(الشعراء:80) 7۔اللہ تعالیٰ ہی اولاد دینے والا ہے۔(الشوریٰ:49-50)

8۔اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے اور روکنے والا ہے۔(فاطر:2) 9۔اللہ تعالیٰ ہی نفع و نقصان کا مالک ہے۔(الانعام:17)

10۔اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے۔(الاحزاب:3) 11۔اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔(البقرۃ:272)

12۔اللہ تعالیٰ ہی ولی اور مددگار ہے۔(البقرۃ:107) 13۔اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔(البقرۃ:20)

14۔اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔(ھود:107) 15۔اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ ہے۔(الانعام:57)

16۔اللہ تعالیٰ ہی نیک کاموں کی توفیق دیتا ہے۔(ابوداؤد:1522)

17۔اللہ تعالیٰ مختارِ کُل اور عظیم بادشاہ ہے۔(آل عمران:26)

18۔اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا انتظام چلانے والا ہے۔(آل عمران:27)

19۔اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔(الرعد:41)

20۔شریعت بنانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔(التحریم:1)

21۔زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔(النجم:44)

22۔اللہ تعالیٰ ہی کسی کو بخشنے اور معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔(البقرۃ:284)

سوال: توحیدِ اُلوہیت کیا ہے؟

جواب: توحیدِ اُلوہیت کو توحیدِ عبادت بھی کہا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت اور بندگی کا مستحق فقط اللہ تعالیٰ ہے۔

1۔تمام قولی و عملی، ظاہری اور باطنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا توحیدِ اُلوہیت ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے عبادت کی نفی کرنا خواہ وہ فرشتے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہی کیوں نہ ہوں۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل:23)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اُس کی۔

3۔توحیدِ کامل کا بلند مقام یہ ہے کہ بندہ عملی طور پر یہ ثابت کرے کہ اس کی بندگی کی تمام صورتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (الانعام:162،163)

کہہ دو: ''میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔''

سوال: عبادت کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔عبادت اللہ تعالیٰ کے (اوامر) احکامات پر عمل کرنے اور اس کے (نواہی) روکے ہوئے کاموں کو چھوڑنے کا نام ہے۔یہی دین کی اصل حقیقت ہے۔عبادت ایک جامع اصطلاح ہے۔اس میں تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔عبادت ان تمام چیزوں سے برأت بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے وہ راضی نہیں ہوتا۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عبادت درحقیقت اللہ تعالیٰ

کی اطاعت کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو جو احکامات دیئے ہیں ان کی تابعداری کی جائے۔

2۔اہلِ علم کے نزدیک عبادت کے بنیادی اَرکان تین ہیں:

i۔اللہ تعالیٰ کی کامل محبت (البقرۃ:165) **ii**۔اللہ تعالیٰ سے کامل اُمید (بنی اسرائیل:57)

iii۔اللہ تعالیٰ کا کامل خوف (بنی اسرائیل:57)

3۔اہلِ علم کے نزدیک عبادت کی تین اقسام ہیں:

i۔قلب کی عبادات: اس سے مراد وہ عبادات ہیں جن کا تعلق براہِ راست دل سے ہے جیسے ایمان و یقین، محبت، خوف وخشیت، رجاء ورغبت، توبہ وانابت اور توکل وغیرہ۔

ii۔زبان کی عبادات: اس سے مراد عبادت کے وہ سارے کام ہیں جو انسان اپنی زبان کے ذریعے انجام دیتا ہے۔ مثلاً ذکر، دُعاء، خیر کی دعوت، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا وغیرہ۔

iii۔اعضاء کی عبادات: اس سے مراد عبادت کے وہ سارے کام ہیں جو انسان اپنے اعضاء کے ذریعے انجام دیتا ہے۔ زیادہ تر عبادت کا تعلق اعضاء اور جوارح سے ہے۔ مثلاً وہ عبادات جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور افعال سے ہمیں ان کی ادائیگی کا صحیح طریقہ پتہ چلا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ، قربانی، نذر، صدقہ، اعتکاف، جہاد، اسلامی سرحدوں کی پہرے داری، صلہ رحمی عبادت ہے یعنی نیکی کے کام اور وہ سارے کام جن کا ثبوت کتاب اور سنت سے ملتا ہے عبادت ہیں۔

4۔عبادت کے تمام کام اللہ تعالیٰ کے یہاں اُس وقت قبول ہوتے ہیں جب:

i۔اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انجام دیئے جائیں۔

ii۔اللہ تعالیٰ کی تمام احکامات کو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق انجام دیا جائے۔

iii۔ریاکاری، بدنیتی اور نمائش سے کُلّی طور پر پرہیز کیا جائے۔

5۔عبادت کے کام اگر غیر اللہ کے لئے انجام دیئے جائیں تو انہیں شرک کہا جائے گا۔

سوال: توحید اسماء و صفات سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔توحید اسماء و صفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اُن اسمائے حسنیٰ اور صفات پر ایمان لایا جائے جو اُس نے اپنے بارے میں قرآنِ حکیم میں بیان کئے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لئے احادیث میں بیان کئے ہیں۔

2۔اللہ تعالیٰ کے بندوں پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ربّ کے بارے میں جانیں کیونکہ ربّ کے بارے میں جان کر ہی اس کی حقیقی عبادت کی جاسکتی ہے۔ (محمد:19) انسان جب اللہ تعالیٰ کو اکیلا تسلیم کر لیتا ہے تو اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ جب اس کی رحمت کا تذکرہ کرتا ہے تو اس سے امید باندھتا ہے اور اس کے عذاب کی شدّت کو محسوس کرتا ہے تو وہ ربّ سے خوف کھاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا حقیقی علم حاصل کرنا چاہئے۔ ان کے معانی کو سمجھ کر ان کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ (الاعراف:180)

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ؛ مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ". (بخاری:2736)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

3۔اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ''احصاء'' کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ان ناموں کے مطابق عمل کرے۔

i۔اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعظیم کرے اور اُن کے وسیلے سے دُعا کرے۔

ii۔بندہ جب اللہ تعالیٰ کو الحکیم کہتا ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر حکمت رکھنے والا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے فیصلے الحکیم کرسکتا ہے کوئی اور نہیں کرسکتا اور انسانی زندگی کے تمام کام حکمت کے تقاضوں کے مطابق نہیں اس لئے بندے کو چاہئے کہ اپنے تمام معاملات ''الحکیم'' کے سپرد کردے۔

4۔اللہ تعالیٰ کے بعض نام اور صفات ایسی ہیں کہ بندہ جب اپنے اندر یہ صفات پیدا کرتا ہے تو وہ قابلِ تعریف ہیں جیسے رحمت، علم اور عدل وغیرہ اور بعض صفات سے متصف ہونا قابلِ مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ افضل لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات اپنائیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

سوال: قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی کن صفات کا تذکرہ ہے؟

جواب: 1۔اللہ تعالیٰ ربّ ہے۔ (الفاتحہ:2) 2۔وہ الرحمٰن اور الرحیم ہے۔ (الفاتحہ:3، بخاری:7)

3۔ وہ حی و قیوم ہے۔ (آل عمران:2)

4۔ وہ احد اور صمد ہے۔ (الاخلاص:1,2)

5۔ وہ اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہے۔ (الحدید:3)

6۔ وہ قادر ہے۔ (البقرۃ:20)

7۔ اسی کا ارادہ ہی واقع ہوتا ہے۔ (الانعام:125)

8۔ وہ کلام کرتا ہے۔ (النساء:164)

9۔ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (المائدۃ:97)

10۔ وہ غضب ناک ہوتا ہے۔ (الممتحنۃ:13)

11۔ اس کی طرف سے لعنت کی جاتی ہے۔ (الاعراف:44)

12۔ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ (البقرہ:195)

13۔ وہ راضی ہوتا ہے۔ (المائدۃ:119)

14۔ وہ مسکراتا ہے۔ (مسلم:4892)

15۔ اللہ تعالیٰ رات کو آسمان دنیا پر اُترتا ہے۔ (بخاری:1145)

اللہ تعالیٰ کے اسماوصفات کے بارے میں بحث کرنے والوں کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''وہ لوگ اہلِ بدعت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور اس طرح خاموش نہیں رہتے جیسے صحابہ اور تابعین خاموش رہتے تھے۔'' (بغوی، شرح السنۃ: 1/217)

طاغوت کا انکار

سوال: طاغوت کیا ہے؟

جواب: 1۔ طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کی جائے اور اس کی فرماں برداری کی جائے خواہ وہ بت ہو، شیطان ہو، امام ہو یا اپنا نفس۔ ابوبکر الجزائری لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر دے خواہ وہ انسان ہو یا شیطان یا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور چیز۔ (ایسر التفاسیر:1/130)

2۔ محمد بن عبدالوہاب کہتے ہیں: طاغوت تو بہت ہیں مگر ان کے سردار پانچ ہیں:

i۔ ابلیس (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے) **ii**۔ جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے اور وہ اس پر خوش ہو۔

iii۔ جو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائے۔ **iv**۔ جو علمِ غیب میں سے کسی چیز کا دعویٰ کرے۔

v۔ جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات کے خلاف فیصلے کرے۔ (حاشیۃ الاصول الثلاثۃ:1/148)

3۔ مسلمانوں کو طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (النساء:60)

سوال: طاغوت کا کفر (انکار) کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ طاغوت کے ساتھ کفر (انکار) یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور شیطان کی اطاعت چھوڑ دی جائے۔ (تفسیر السعدی: 1/307) علماء کا قول ہے کہ جو شخص غیر اللہ کی عبادت اور شیطان کی اطاعت ترک کر کے اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان لے آئے جس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم ہو جائے۔ (تفسیر السعدی:1/301)

2۔ طاغوت کا انکار ہوگا تو ایمان لانے کا موقع ملے گا۔ (البقرۃ:257) محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف طاغوت کے انکار کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

3۔ سب انبیاء علیہم السلام نے طاغوت سے کفر کی دعوت دی ہے۔ (النحل:36)

سوال: طاغوت کی راہ میں کون لڑتا ہے؟

جواب: ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ (النساء:76)

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔

سوال: طاغوت کے دوست کون ہیں؟

جواب: ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ (البقرہ:257)

اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کے دوست طاغوت ہیں۔ وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی آگ میں جانے والے ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

سوال: طاغوت سے بچنے والوں کے لئے کیا خوش خبری ہے؟

جواب: طاغوت سے بچنے والوں کے لئے خوش خبری ہے:

وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ (الزمر:17)

اور جن لوگوں نے طاغوت سے اجتناب کیا کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف

رجوع کیا، اُن کے لیے خوش خبری ہے۔ پھر میرے بندوں کو خوش خبری دے دو۔

نواقضِ اسلام

سوال: نواقضِ اسلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: نواقضِ اسلام سے مراد دین اور ایمان سے خارج کرنے والے عقائد اور اعمال ہیں جو ایمان کو بگاڑ دیتے ہیں اور انسان کو اسلام سے کفر کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

سوال: کیا نواقضِ اسلام کے بارے میں کسی انسان کے قول اور رائے کا کوئی دخل ہے؟

جواب: نواقضِ اسلام یعنی دین سے خارج کر دینے والے اُمور کا کوئی تعلق کسی کی رائے یا قول سے نہیں ہے۔ یہ وہ اُمور ہیں جن کا ذکر قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول ﷺ میں ہوا ہے۔

سوال: نواقضِ اسلام کون کون سے ہیں؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا۔ (النساء:116، المائدۃ:72)

2۔ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں اور مشرکوں کی مدد کرنا۔ (التوبہ:23، المجادلۃ:22، النساء:144)

3۔ اللہ تعالیٰ کے دین سے اعراض کرنا، اس کے بنیادی عقائد کو نہ سیکھنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔ (السجدۃ:22، الکھف:57، الاحقاف:3)

4۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا۔ (العنکبوت:47، الانعام:33، فصلت:28)

5۔ قرآنِ مجید اور رسالتِ محمدی ﷺ میں شک کرنا۔ (التوبہ:45)

6۔ کفر اور شرک چھپانا اور اسلام کا اظہار کرنا۔ (النساء:142، البقرۃ:8-9، النساء:145)

7۔ مشرکوں کو کافر نہ سمجھنا یا ان کے کفر میں شک کرنا۔ (آل عمران:85)

8۔ اللہ تعالیٰ کی آیات یا رسول اللہ ﷺ کا مذاق اُڑانا۔ (التوبہ:65-66، النساء:140)

9۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں یا احکامات کو جھٹلانا۔ (العنکبوت:68، الزمر:32، 59، 60)

10۔ اللہ تعالیٰ یا رسول یا دینِ اسلام کو گالی دینا۔ (التوبہ:61)

11۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا اور شریعت کا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنا۔ (نوح:7، الصافات:35)

12۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو ناپسند کرنا اگرچہ کوئی اس پر عمل پیرا ہو۔ (محمد:9)

13۔ جو شخص یہ سمجھے کہ شریعت کے احکامات میں سے کچھ لوگوں کو عمل کرنے یا نہ کرنے کی اجازت ہے۔ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ (آل عمران:85)

14۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان کچھ شخصیات کو واسطہ بنالے، ان سے مدد مانگے، اُن سے شفاعت کا طالب ہو اور ان پر توکل کرے تو ایسا شخص کافر ہے۔

15۔ مستقبل کی خبریں دینا یا گزرے ہوئے واقعات کی خبریں دینا۔ (ابوداؤد:3904)

16۔ جادو کرنا اور کرانا۔ (البقرۃ:102، صحیح الترغیب:3046، بخاری:2766)

17۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال بنالینا۔ (التوبہ:29)

18۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی حکم سے بغض رکھنا۔ (محمد:8-9)

سوال: کفر کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔ کفر ایمان کی ضد ہے۔ انکار اور عناد کو کہتے ہیں۔ کفر میں تکبر اور معصیت لازم و ملزوم ہیں۔

2۔ کفر کی دو اقسام ہیں:

i۔ کفرِ اکبر کفرِ اعتقادی کفر ہے، جس کی وجہ سے انسان ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

ii۔ کفرِ اصغر کفرِ عمل ہے جو ایمان کے کمال کے منافی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ (بخاری:6809)

3۔ کفرِ اکبر کی چار قسمیں ہیں:

i۔ کفرِ جہالت و تکذیب جس کی بنیاد پر جہالت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے تکذیب کی جاتی ہے۔ (المؤمن:70)

ii۔ کفرِ جحود کتمانِ حق یعنی حق کو چھپانے اور حق کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرنے کو کہتے ہیں حالانکہ دل میں اس کے حق ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ (النمل:14)

iii۔ کفرِ عناد و تکبر حق کا اقرار کرنے کے باوجود حق کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرنے کو کہتے ہیں جیسے ابلیس نے کفر کیا۔ (البقرۃ:34)

iv۔ کفرِ نفاق یعنی لوگوں کے دِکھلانے کے لئے بظاہر اطاعت اور فرماں برداری کرنا اور دل بالکل ایمان اور تصدیق سے خالی ہو۔ (البقرۃ:8-10)

سوال: نفاق کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔ امام جرجانی رحمہ اللہ کے بقول نفاق زبان سے ایمان کا اقرار کرنا اور دل میں کفر کا چھپانا ہے۔ (التعریفات:245)

2۔ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: شرعی اعتبار سے نفاق کی دو قسمیں ہیں: نفاق اکبر اور نفاق اصغر۔

i۔ نفاق اکبر یہ ہے کہ انسان ظاہری طور پر اللہ اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، اُس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے۔ اور باطن میں وہ جو سارے کا سارا یا اُس کا کچھ حصہ اسلام کو توڑنے والا ہو۔ یہ نفاق رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا اور قرآن مجید میں اُن کی مذمت کی گئی، اُن کو کافر قرار دیا گیا اور خبر دی گئی کہ یہ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ (النساء:143-142)

ii۔ نفاقِ اصغر سے مراد نفاقِ عمل ہے کہ انسان ظاہر میں جو کچھ ہے دل میں اُس کے خلاف چھپا ہے۔ (جامع العلوم والحکم 375، بخاری:34)

سوال: فسق و فجور کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔ مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: گناہ کر کے اطاعت سے نکل جانے کو فسق کہتے ہیں اگرچہ وہ چھوٹا ہی ہو۔ (التوقیف علی مھمات التعارف:577)

کفوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر اُس سے نکل جانا اور نافرمانی کرنا اور حق کے راستے سے نکل جانا اور فجور فسق ہے۔

2۔ فسق کی دو اقسام ہیں:

i۔ فسقِ اکبر: رب کے حکم کی نافرمانی فسق اکبر ہے۔ یہ فسق کفر ہے۔ (التوقیف:2)

ii۔ فسقِ اصغر: فسقِ اعتقادی ہے۔ جیسے اہل بدعت کا فسق ہے جو اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، اُس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حرام کرتے ہوئے اور جو اللہ نے واجب قرار دیئے اُسے واجب کہتے ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے ثابت ہے جہالت، تاویل اور اپنے شیوخ کی تقلید کی وجہ سے اس کی نفی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے ثابت نہیں کیا اُسے ثابت کرتے ہیں۔ (مدارج السالکین 1/389-393)

سوال: ظلم کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔ کسی چیز کو اس کے جائز مقام سے ہٹا دینا ظلم ہے۔ اسی طرح حق دار کو اس کا حق نہ دینا ظلم ہے۔

2۔ ظلم کی دو قسمیں ہیں: **i**۔ ظلم اکبر: اس سے مراد شرک ہے۔ (لقمان:13)

ii۔ ظلم اصغر: اس سے مراد وہ ظلم ہے جس کا درجہ شرک سے کم ہے۔ (الطلاق:1)

سوال: شرک سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت میں شرک سے مراد ہے صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص امور میں کسی اور کو اس کا شریک اور ہم سر بنانا۔ شرک یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص فرمائی ہیں مثلاً سجدہ، قربانی، مشکل کے وقت پکارنا، قدرت میں دوسروں کو حصہ دار سمجھنا۔ اس معاملے میں نبی، ولی، جن، شیطان، بھوت سب برابر ہیں۔ شرک توحیدِ اُلوہیت کی ضد ہے۔

سوال: شرک کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: شرک کی دو اقسام ہیں: 1۔ شرکِ اکبر 2۔ شرکِ اصغر

سوال: شرکِ اکبر سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اُلوہیت اور اسماء وصفات میں کسی زندہ، مردہ، جاندار، بے جان کو اس کا ہم سر بنانا۔

2۔ انسان غیر اللہ کو ربّ العالمین کے برابر درجہ دے اور اس سے ایسی محبت رکھے جیسی اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے۔ اس سے اسی طرح خوف کھائے جیسے اللہ تعالیٰ سے خوف کھایا جاتا ہے۔ اس سے اُمیدیں باندھے، اس پر اعتماد کرے۔ اس سے پناہ مانگے، اسی سے خوف کھائے، اسی کو پکارے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کا حکم مانے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اس کی فرماں برداری کرے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿116﴾ (النساء:116)

یقیناً اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ جس کے لیے چاہے گا معاف کر دے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو وہ یقیناً دور کی گمراہی میں کھو گیا۔

اس شرک کی وجہ سے انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے خواہ وہ کھلا شرک کرے یا چھپا کر۔ شرکِ اکبر کی وجہ سے

آخرت میں ہمیشہ کے لئے جہنم ہے۔شرکِ اکبر تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔

سوال: شرکِ اُصغر سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔اس سے مراد وہ امور ہیں جن پر کتاب وسنت میں شرک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔شرکِ اُصغر کرنے والا دائرۂ اسلام سے باہر نہیں ہوتا، نہ ہی آخرت میں جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔یہ شرک صرف اس عمل کو برباد کرتا ہے جس کے ساتھ یہ منسلک ہو۔شرکِ اصغر، شرکِ اکبر کی طرف لے جانے کا وسیلہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے اور نہ چاہے تو معاف نہ کرے۔

2۔شرکِ اصغر کی جو تقسیم کی گئی ہے اس کے مطابق یہ تین اقسام پر مشتمل ہے:

1۔قولی شرک:

i۔غیر اللہ کی قسم کھانا (ترمذی:1535) **ii**۔غیر اللہ کی طرف نسبت کر کے نام رکھنا (صحیح ابی داود:4949، ابن ماجہ:3728)

iii۔یہ کہنا کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں۔(سلسلۃ الصحیحۃ:139، الادب المفرد:783، احمد:20970)

iv۔خود کو بادشاہ کہنا۔(صحیح الجامع الصغیر:988) **v**۔مالک کے لئے ربّ اور نوکر کے لئے عبد کا لفظ استعمال کرنا۔(بخاری:2552)

vi۔حالات وواقعات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا۔(مسلم:6774)

vii۔ستاروں میں تاثیر ماننا۔(بخاری:846)

2۔فعلی شرک اس کا تعلق جسمانی اعضاء سے ہے۔

i۔بدشگونی لینا (ابوداود:3921) **ii**۔تعویذ لٹکانا (صحیح الترغیب:3457) **iii**۔کاہن یا عرّاف کے پاس جانا۔(ابوداود:3904)

3۔قلبی شرک یہ وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل سے بھی ہے اور زبان سے بھی۔

i۔ریاکاری (احمد:17270) **ii**۔نیک اعمال کو دنیا کے مفادات کے لئے انجام دینا (بخاری:6435، ابن ماجہ:4735)

سوال: شرک کرنا کیسا عمل ہے؟

جواب:1۔شرک کرنا حرام ہے۔(الانعام:151، الاعراف:33) 2۔شرک کرنا ظلمِ عظیم ہے۔(لقمان:13، مسلم:327)

3۔شرک ناقابل معافی جرم ہے۔(المائدہ:72، النساء:48، 116) 4۔شرک موجبِ عذاب ہے۔(المومنون:117، الشعراء:213)

5۔شرک ہلاک کرنے والا گناہ ہے۔(بخاری:2766) 6۔شرک کبیرہ گناہ ہے۔(بخاری:4477، مسلم:86)

7۔مشرک دیدارِ الٰہی سے محروم ہوگا۔(الکھف:110) 8۔مشرک آسمان سے گرنے والے کی طرح ہے۔(الحج:31)

9۔مشرک بدحال و بے یار و مددگار ہوگا۔(الاسراء:22) 10۔مشرک کے نیک اعمال بھی ضائع ہوجاتے ہیں۔(الانعام:88)

11۔مشرک پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔(المائدہ:72) 12۔مشرک جہنمی ہوگا۔(الانبیاء:98، بنی اسرائیل:39)

13۔مشرک کے لئے استغفار نہیں ہوسکتی۔(التوبۃ:113) 14۔مشرک کی شفاعت نہیں ہوسکتی۔(الاعتقاد:7)

15۔مشرک نجس ہوتا ہے۔(التوبۃ:28) 16۔مشرکوں کے خلاف جنگ کا حکم ہے۔(التوبۃ:5)

17۔مشرک کی قبر پر اسے آگ میں جانے کی وعید سنانی چاہئے۔(ابن ماجہ:1573)

18۔مشرک کو کسی نبی کی رشتہ داری فائدہ نہ دے گی۔(بخاری:3350)

19۔قیامت کے دن مشرکوں کے معبود انہیں فائدہ نہ دیں گے۔(سبا:40-41)

20۔مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔(المائدۃ:73، مسلم:269)

سوال: کیا شرک سے بچنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''لوگو! اس شرک سے بچو کیونکہ اس کی آہٹ چیونٹی کی آہٹ سے بھی ہلکی ہوتی ہے۔'' کسی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! جب اس کی آہٹ چیونٹی کی آہٹ سے بھی ہلکی ہوتی ہے تو پھر ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہتے رہا کرو: اے اللہ! ہم اس بات سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں کہ کسی چیز کو جان بوجھ کر آپ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں اور اس چیز سے معافی مانگتے ہیں جسے ہم جانتے نہیں۔'' (احمد:19835)

سوال: شرک کے ذرائع کون سے ہیں؟

جواب:1۔**غلو**: کسی چیز کو اس کی حد سے بڑھا دینا غلو ہے۔شرک کا آغاز غلو سے ہوا۔اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے۔(النساء:171)

2۔**برکت حاصل کرنے کے ذرائع**: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں میں برکت کے بارے میں بتایا ہے وہیں تک خود کو محدود رکھنا چاہئے۔مثال کے طور پر قرآنِ مجید باعثِ برکت ہے کیونکہ یہ کتاب ہدایت کا ذریعہ ہے لیکن اس کے مقابلے میں کسی پتھر، درخت یا مزار کو باعثِ برکت سمجھنا شرک ہے۔(ترمذی:2180، مسند احمد:218/5)

3۔**دھاگوں، چھلوں، کڑوں کو بلائیں اور مصائب دور کرنے کا ذریعہ سمجھنا**: ہر دور میں مصیبت زدہ انسان توہمات کا شکار ہو

جاتے ہیں جیسے آج کے دور میں قدیم دھاگوں، چھلّوں اور کڑوں نے جدید شکلیں اختیار کر لی ہیں مثلاً Evil Eye یعنی نظرِ بد کو دور کرنے کے لئے نیلے اور کالے رنگ کے مختلف شیڈز میں ایک آنکھ مختلف چیزوں پر بنائی گئی ہے اور ایک ایسے حلقے کو فریب دینے کی کوشش کی جاتی ہے جو قدیم روایتی طریقے سے ہاتھ نہیں آتا۔ عرب بھی بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے ان کے گلے میں کوڑیاں باندھتے تھے۔ اسلام نے اس عمل کو باطل قرار دیا۔ (الزمر:8، احمد:17539) اللہ تعالیٰ کے سوا بلاؤں کو ٹالنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔

4۔ غیر اللہ کی پناہ لینا: عرب اپنے سفروں کے دوران جب کسی وادی میں اُترتے تو اُس وادی کے سردار جن کی پناہ مانگتے تھے۔ (الجن:6) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ لینے کے لئے دُعا سکھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کسی مقام پر اُترتے (رُکتے) تو کہتے: **اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ**

''میں اللہ کے تمام کلمات کی اس کی مخلوق کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔'' (مسلم:6880)

5۔ جھاڑ پھونک: جب کوئی کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور بیماری لاعلاج ہو جائے یا بسا اوقات آغاز میں بھی کچھ لوگ اس کے لئے جھاڑ پھونک اور دَم وغیرہ کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے نظرِ بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر ایسے دم کی اجازت دی ہے جس میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ (مسلم:5732)

6۔ نیک اعمال سے دنیا چاہنا: دنیا کی حرص رکھنے والے مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے عبدالخمیصہ، عبدالدینار اور عبدالدرہم کہا ہے۔ (بخاری:2886) جو لوگ اپنے نیک اعمال سے دنیا طلب کرتے ہیں ان کے لئے دنیا ہی سب کچھ ہو جاتی ہے۔ یوں وہ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

7۔ اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کو تبدیل کرنے میں علماء اور اُمراء کی اطاعت کرنا: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عدی! اس بت (صلیب) کو اتار پھینکو'' میں نے (اس وقت) آپ ﷺ کو سورۃ برأت کی یہ آیت پڑھتے سنا: ''انہوں نے (یعنی اہلِ کتاب نے) اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا'' تب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ ''وہ (اہل کتاب) اپنے علماء اور درویشوں کی (ظاہری) عبادت نہ کرتے تھے لیکن جب علماء کسی چیز کو حلال کہتے تو وہ بھی انہیں حلال جان لیتے اور جب علماء کسی چیز کو حرام ٹھہراتے تو وہ بھی اس چیز کو حرام جان لیتے۔''

(اور یہی مطلب ہے علماء کو اللہ کے سوا رب بنانے کا)۔'' (ترمذی:3095)

8۔ غیر اللہ پر بھروسے کا اظہار کرنا: اللہ رب العزت نے غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والوں کے بارے میں منافقین کا قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ (آل عمران:156) اس سے مراد یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں جانے کی وجہ سے موت آ گئی وگرنہ اگر اپنے گھر میں ہوتے تو ساتھ رہنے کی وجہ سے بچ جاتے۔ یہ شرک کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔ اسی لئے ربّ العزت نے اس سوچ کی اصلاح فرمائی ہے۔ فرمایا: کہہ دو: ''اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن کا قتل ہونا لکھا گیا تھا، وہ اپنے مقتل کی طرف ضرور نکل آتے۔'' (آل عمران:154)

9۔ قبروں پر مساجد کی تعمیر شرک کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ (بخاری:1341، مسلم:528)

10۔ قبروں یا مزاروں کی طرف سفر کرنا: یہ سفر برکت کے حصول اور مصائب کو دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری:1189)

11۔ شرکیہ مقامات پر عبادت کرنا: جس جگہ پر کسی کی قبر ہو یا بُت ہوں ایسے مقام پر عبادت کی جائے تو اس مقام کی عظمت کا احساس انسان کے دل میں راسخ ہوتا ہے۔ دیکھنے والے بھی اسے اپنے لئے اچھا خیال کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے مقامات پر عبادت سے روکا گیا ہے۔ (ابوداؤد:3331)

12۔ ناجائز وسیلہ بنانا: ربّ العزت کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (المائدة:35)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اس کی طرف (قرب کا) ذریعہ تلاش کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد نیک اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ (ابن کثیر:2/50)

وسیلہ کے معنی دو چیزوں کے درمیان واسطے کے بھی ہیں۔ اس لئے کئی لوگ غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کے لئے کسی نبی، ولی یا کسی بزرگ ہستی کا واسطہ ڈالا جائے۔ پھر دُعا کی جائے کہ اے اللہ! فلاں ہستی کے صدقے ہماری مشکلات دور فرما دے۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

سوال: وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ وسیلہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس سے مراد ایسا عمل ہے جس کے ذریعے رغبت کے ساتھ کسی کا قرب حاصل کیا جائے۔ جنت کے سب سے اعلیٰ مقام کو بھی وسیلہ کہتے ہیں۔

2۔ شریعت کی اصطلاح میں وسیلہ عبادت اور اعمالِ صالح کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس کی رضا کے تمام راستوں پر چل کر اُسے خوش کرنا ہے تاکہ آخرت کی کامیابی نصیب ہو۔ وسیلہ وہ سبب ہے جس کے ذریعے وسیلہ چاہنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچتا ہے اور مقبولِ بارگاہ بنتا ہے۔ (المائدہ:35)

3۔ قرآن وسنت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ان اعمالِ صالح کو وسیلہ بنائیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ عملِ صالح وہ عمل ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے، اس کے خوف کے تحت نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کیا جائے۔ (آل عمران:31)

4۔ **شرعی وسیلہ** وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا اور جس کی نبی ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ ان اعمال کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔

5۔ **ممنوع وسیلہ** یہ ہے کہ ایسے اعمال وسیلہ سمجھ کر اختیار کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور اس کی روح کے خلاف ہوں بلکہ شریعت میں ان کی حیثیت حرام یا مکروہ کی ہو۔

6۔ **دنیاوی وسیلے** ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

i۔ مثلاً رزق حاصل کرنے کے لئے تجارت، ملازمت یا اُجرت وغیرہ۔ یہ سب جائز ذرائع ہیں لیکن رزق کے حصول کے لئے سود، چوری، ذخیرہ اندوزی خیانت کو ذریعہ بنایا جائے تو یہ حرام ہے۔

ii۔ اسی طرح صحت کے حصول کے لئے حلال دواؤں سے علاج کروانا جائز ہے لیکن حرام، زہریلی اور ناپاک دواؤں سے علاج کروانا حرام ہے اور صحت نہ ملنے پر کسی درگاہ پر حاضری دینا، قبر والے کو پکارنا، فریادیں کرنا شرکِ اکبر ہے۔

iii۔ نکاح کرنے کے لئے پیغام دینا جائز ہے۔ رشتہ منظور نہ ہونے کی صورت میں کسی جادوگر کے پاس جا کر ایسی تدبیر کرنا کہ لڑکی خود اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ یہ شریعت کی نظر میں حرام ہے۔

iv۔ کسی کا مال چوری ہو جائے اور چور نہ ملے تو کسی عامل کے جن کے ذریعے چور کا پتہ لگانا شرعاً حرام ہے اس لئے کہ کوئی غیب کی خبر نہیں جانتا۔

سوال: مشروع وسیلے کون سے ہیں؟

جواب: 1۔ **خالص ایمان کا وسیلہ:** خالص ایمان سب سے بڑا نیک عمل اور عظیم ترین وسیلہ ہے۔ اسی کے ذریعے آخرت کی

نجات ممکن ہے۔ (آل عمران:193)

2۔ **نماز کا وسیلہ:** نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین عمل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ (مسلم:252)

3۔ **روزے کا وسیلہ:** روزہ اعلیٰ درجے کی عبادت اور بہترین وسیلہ ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی ایسا کام بتائیے کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم روزے رکھا کرو۔ اس لئے کہ اس جیسی کوئی عبادت نہیں۔ (نسائی:2223)

4۔ **حج کا وسیلہ:** حج اعلیٰ درجے کی عبادت اور بہترین وسیلہ ہے۔ (بخاری:1773)

5۔ **عمرہ کا وسیلہ:** عمرہ اِنفرادی عبادت ہے جس کا ثواب بہت ہے۔ دُعا کی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہترین ہے۔ (بخاری:1773)

6۔ **صدقے کا وسیلہ:** اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خوش دلی کے ساتھ پاکیزہ مال اس کی راہ میں خرچ کرنا بہترین اور عمدہ وسیلہ ہے۔ (بخاری:6023)

7۔ **جہاد کا وسیلہ:** اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا افضل وسیلہ ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے یہاں اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ (بخاری:2790)

8۔ **استغفار کا وسیلہ:** انسان سے غلطیاں اور گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ توبہ اور استغفار سے بڑے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے گناہوں سے حفاظت کے لئے یہ وسیلہ اختیار کرنا چاہئے۔ (آل عمران:135)

9۔ **دُعا کا وسیلہ:** اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا عبادت ہے۔ سچے دل سے دُعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ مشکلات اور پریشانیوں میں دُعا سے بہتر کوئی وسیلہ نہیں۔ (غافر:60، البقرۃ:186، ترمذی:3524)

10۔ **درود کا وسیلہ:** رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا دُعا کی قبولیت کے لئے وسیلہ ہے۔ دُعا مانگنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ (احمد، ترمذی، صحیح الجامع:4/4389)

11۔ **قرآنِ مجید کا وسیلہ:** قرآنِ مجید کی تلاوت اعلیٰ ترین وسیلہ ہے۔ اس کے وسیلے سے جو دُعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کی مجلسوں کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ صاحبِ قرآن سے (قیامت

کے روز) کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ترتیل کے ساتھ آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا۔ تیری منزل وہ ہوگی جہاں تو آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔'' (ابوداؤد:1464)

13۔**اسمائے حسنٰی کا وسیلہ:** اعلیٰ اور مقبول ترین وسیلہ اسمائے حسنٰی کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر کے اس کی بزرگی والے اسماء وصفات کو پیش کیا جائے، پھر دُعا کی جائے تا کہ ذکر اور تسبیح وسیلہ بن جائیں اور دُعا قبول ہو۔ (الاعراف:180) رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو یہ کہتے سنا یا ذا الجلال والاکرام۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری دُعا قبول ہوگی۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔ (ترمذی:3527)

14۔**مؤمن بھائی کی دُعا کا وسیلہ:** ایک مومن جب دوسرے مؤمن سے دُعا کے لئے کہتا ہے کہ تم میرے لئے دُعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے یا فلاں دُعا پوری کرے تو یہ دُعا مشروع بھی ہے اور مقبول بھی۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے دُعا پوری ہوگی۔ (ترمذی:3562)

15۔**نیک اعمال کا وسیلہ:** خیر اور بھلائی کے کاموں سے اجر بھی ملتا ہے اور اس سے دُعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ (بخاری:4/211، مسلم:7/44)

16۔**گناہوں سے بچنے کا وسیلہ:** برائی سے بچنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اس وسیلے سے انسان دُعائیں کرے تو قبول ہوتی ہیں۔ (بخاری:3465)

سوال: حرام وسیلے کون سے ہیں؟

جواب: 1۔**اولیاء اللہ اور نیک لوگوں سے فریادیں کرنا:** شریعت کے خلاف اور حرام کام ہے کہ نیک لوگوں سے فریادیں کی جائیں۔ ایسا وسیلہ اختیار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

2۔**غیر اللہ کے لئے نذر ماننا** 3۔**قبروں پر جانور قربان کرنا**

4۔**کسی کے حق کا وسیلہ لینا:** حق کے وسیلے سے دُعا کرنا ممنوع ہے کیونکہ کسی مخلوق کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ اے اللہ! میں تیرے نبی اور رسول کے حق کے وسیلے سے دُعا کرتا ہوں۔ (النساء:32)

5۔**کسی کے جاہ ومرتبہ کا وسیلہ لینا:** غیر شرعی طریقہ ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اے اللہ! تیرے نبی یا تیرے فلاں بندے کے وسیلے سے تجھ سے دُعا کرتا ہوں۔

سوال: ولی کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے:

i۔ اگر ولی فاعل ہو تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ارحم الرّاحمین ہے۔

ii۔ اگر ولی مفعول ہو تو اس سے مراد وہ ہے جس کی حفاظت کی جائے یعنی وہ ایمان والا جو عقائد اور ضروری اعمالِ صالحہ کو انجام دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے۔ (الاعراف:196)

2۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حق کے راستے کی ساری مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ حق کے دشمنوں سے ٹکر لیتے ہیں۔ ان کا اعتماد اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہوتا ہے۔ ان کے لئے دنیا میں خوش خبریاں ہیں۔ (یونس:62-64) دنیا میں یہ سعادت مند لوگ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے دشمن اور جن سے ربّ راضی ہوتا ہے ان کے دوست بن جاتے ہیں اس لئے جب یہ سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بامراد لوٹاتے ہیں۔

3۔ اعلیٰ درجے کی ولایت حاصل کرنے والے کو ولی کامل کہتے ہیں جس کی دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور جس کی زندگی رسول اللہ ﷺ کے تابع ہوتی ہے۔

4۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں لیکن اولیاء اللہ سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کا ضمیر روشن ہوتا ہے اس لئے غلطی پر فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔

سوال: کرامت کیا ہے؟

جواب: 1۔ عزت، شرافت اور اعزاز واکرام کو کرامت کہتے ہیں۔

2۔ کرامت کے درجات:

i۔ کرامتِ عامہ: اللہ تعالیٰ نے جو خوبیاں ہر انسان کو دی ہیں مثلاً گویائی، عقل وتدبیر، اور ظاہری اور باطنی خوبیاں۔ ہر انسان اگر ان خوبیوں سے کام لے تو دوسری مخلوقات کو قابو میں لا کر اپنے کام میں لگا سکتا ہے۔ یوں مادی ترقیوں کی وجہ سے سارے انسانوں کو فوائد نصیب ہوتے ہیں۔

ii۔ کرامتِ خاصہ: یہ افضل ترین ہے۔ اس کے اہل وہ سعادت مند لوگ ہوتے ہیں جو اِخلاص اور سچائی کے ساتھ عام مؤمنوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ ساری مشکلات کا مقابلہ کر کے ایمان پر جمے رہنا سب سے بڑی کرامت ہے۔

(الاحقاف:13-14) یہ وہ لوگ ہیں جو نوافل کی پابندی کرتے ہیں، صدقہ وخیرات کرتے ہیں، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ (الواقعہ:10-14) اللہ تعالیٰ کے یہ خاص بندے ہوتے ہیں جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ عام حالات سے ہٹ کر واقعات ظاہر کرتا ہے۔

3۔ ولایت کا دارومدار ان خرقِ عادت کرامات پر نہیں ہوتا۔ اسی لئے بزرگانِ دین ان کو چھپانے کو ترجیح دیتے تھے اور ایسی کرامتوں کے ظاہر ہونے پر توبہ واستغفار کرتے تھے کہ کہیں دنیا میں ہی بدلہ ختم نہ ہو جائے۔

سوال: اولیاءاللہ کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟

جواب: 1۔ اولیاءاللہ کا اِکرام کرنا چاہئے۔ انہیں اذیت نہیں پہنچانی چاہئے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہوں۔ (بخاری)

2۔ اولیاء کی پرستش نہیں کرنی چاہئے۔ 3۔ اولیاء کی سفارش پر بھروسہ کر کے عمل کرنا نہیں چھوڑ دینا چاہئے۔

4۔ اولیاء سے فریادرسی کی درخواستیں نہیں کرنی چاہئیں۔

سوال: تبرک کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: 1۔ تبرک سے مراد ہے کسی سے برکت حاصل کرنا۔ اللہ تعالیٰ بعض چیزوں کے اندر دائمی طور پر خیر وبرکت عطا فرماتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے برکت کہتے ہیں۔ جس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اس میں عزت اور برکت کی صفت نمایاں ہوتی ہے اس لئے اسے تبرک کہا جاتا ہے۔

2۔ خیر وبرکت حاصل کرنا اچھا فعل ہے۔ کون سا ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ضرورت نہیں یا جو اللہ تعالیٰ کا محتاج نہیں۔

سوال: حصول برکت کی کیا صورتیں مشروع ہیں؟

جواب: 1۔ بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا، طواف کرنا، حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کا بوسہ لینا، اس کے قریب بیٹھنا اور دُعائیں کرنا۔

2۔ آبِ زمزم پینا، سر پر بہانا، اسے پی کر دُعائیں کرنا۔

3۔ تین مساجد یعنی مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی ﷺ اور مسجدِ اقصیٰ کی زیارت کرنا، ان میں نمازیں ادا کرنا، اعتکاف، ذکر اور تلاوت کرنا۔

4۔ دیگر مساجد میں بار بار آنا جانا، نمازیں پڑھنا، تسبیح کرنا، تعلیم کے حلقے آباد رکھنا اور تلاوت کرنا۔

5۔ صالحین اور نیک کردار لوگوں کے ساتھ ان کی سرزمین پر سکونت اختیار کرنا اور وہیں دفن ہونا۔

6۔ اہلِ علم لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنا برکت کا باعث ہوتا ہے۔ ان سے ایمان، یقین، تقویٰ، پرہیزگاری، دعوت کی تعلیم لینا، اُن کی نصیحتوں کو سُننا اور اس پر عمل کرنا، اُن سے دُعاؤں کی درخواست کرنا۔

سوال: برکت کے حصول کے لئے کن اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے؟

جواب: 1۔ برکت کے حصول کے اعمال کی حیثیت مستحب کی ہے۔ اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں۔

2۔ برکت کے حصول کے لئے کسی مکروہ یا حرام فعل کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔

3۔ برکت کے حصول، شفاعت اور وسیلے کے لئے مشرکانہ رجحانات عام ہیں۔ ہر وہ کام جس پر شرک یا کفر کا سایہ بھی ہوگا باطل ہے۔

4۔ مجلسوں سے برکت تبھی نصیب ہوسکتی ہے اگر مجلس متقی اور پرہیزگار کی ہے ورنہ کسی کو نیک یا بزرگ قرار دینے سے کوئی نیک یا بزرگ نہیں ہوسکتا، نہ اس مجلس کو نیکی کی مجلس قرار دیا جاسکتا ہے۔

5۔ کسی ایسے شخص سے برکت کی توقع نہیں رکھی جاسکتی جو مال ودولت اور عزت کے حصول کے لئے ولایت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایسے شخص سے برکت کی توقع رکھنا گناہ ہے۔

سوال: بدعت کیا ہے؟

جواب: 1۔ بدعت خودساختہ شریعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ بدعت سنت کی ضد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ نے فرمایا: ”جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں وہ کام مردود ہے۔“ (بخاری:2697، ابوداؤد:4607، ترمذی:2676)

2۔ بدعت کی دو اقسام ہیں: عبادات میں بدعت اور معاملات میں بدعت

1۔ عبادات میں بدعت: i۔ کسی ایسے کام کو بطورِ عبادت کرنا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ جیسے ناچ گانے، سیٹی، تالی اور بانسری بجانے کو عبادت کے طور پر جائز سمجھنا۔ (الانفال:35)

ii۔ ایسے کام کو عبادت کے طور پر کرنا جس کی اصل شریعت میں موجود ہے مگر اس کو اس کی اصل جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً شک کے دن روزہ رکھنا، عیدوں کے دن روزہ رکھنا، ممنوع اوقات میں نوافل پڑھنا

وغیرہ۔ یہ سب بدعات اور حرام کام ہیں۔

2۔ معاملات میں بدعت: ایسی چیز کی شرط لگانا جو نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول ﷺ میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی جڑ بنیاد کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسی شرط لگائے جس کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی زیادہ حق اور زیادہ مضبوط ہے۔ (بخاری:2560)

سوال: علمِ نجوم کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: 1۔ علمِ نجوم ناجائز اور حرام ہے۔ نجوم کی حقیقت کے بارے میں ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الانعام:97)

وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو بنایا تاکہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرو۔

2۔ علمِ نجوم جادو کے درجے میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ستاروں کا علم سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا، پھر وہ ستاروں کے علم میں جتنا آگے جائے گا، اتنا اس کے جادو کے علم میں اضافہ ہوگا۔'' (ابوداؤد:3905)

سوال: جادو کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: 1۔ امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جادو ایسی گرہوں اور ایسے دم درود اور الفاظ کا نام ہے جنہیں بولا یا لکھا جائے یا یہ کہ جادوگر ایسا عمل کرے جس سے اس شخص کا بدن یا دل یا عقل متاثر ہو جائے جس پر جادو کرنا مقصود ہو۔'' جادو واقعتاً اثر رکھتا ہے۔ جادو سے کوئی شخص قتل بھی ہو سکتا ہے، بیمار بھی ہو سکتا ہے، اپنی بیوی کے قرب سے عاجز بھی آ سکتا ہے بلکہ جادو شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی بھی ڈال سکتا ہے اور ایک دوسرے کے دل میں نفرت بھی پیدا کر سکتا ہے اور محبت بھی۔ (المغنی:104/10) امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جادو خبیث روحوں کے اثرات سے ہوتا ہے جس سے انسانی طبیعتیں متاثر ہو جاتی ہیں۔''

2۔ جادو کا وجود برحق ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ (البقرۃ:102، یونس:82,81، طٰہٰ:67-79، بخاری:6857) رسول اللہ

ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ (بخاری:5763)

4۔ جادوگر اور شیطان کے درمیان معاہدہ طے پاتا ہے جس کے مطابق جادوگر کو کچھ مشرکانہ یا کافرانہ کام کرنے ہوتے ہیں اور اس کے بدلے میں شیطان جادوگر کی خدمت کرتا ہے اور اس کے لئے خدمت گار مہیا کرتا ہے۔ اس طرح جادوگر جن کو اپنے پسند کے برے کاموں کے لئے استعمال کرتا ہے۔

5۔ جادو کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

i۔ شادی میں رکاوٹیں ڈالنے کا جادو **ii**۔ بیوی کے قرب سے بندش کا جادو

iii۔ سحرِ تفریق (رشتہ داروں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کا جادو)

iv۔ سحرِ استحاضہ: عورتوں کو استحاضہ کی بیماری میں مبتلا کرنے والا جادو

v۔ سحرِ محبت **vi**۔ سحرِ جنون **vii**۔ سحرِ امراض

viii۔ سحرِ ہواتف (نینداور بے داری کی حالت میں ذہنی طور پر غیر حاضر کرنے والا جادو)

ix۔ سحرِ خمول (کاہلی اور سستی کا جادو) **x**۔ سحرِ تخیل (وہم میں مبتلا کرنے والا جادو)

xi۔ بانجھ پن اور ناقابلِ اولاد بنانے کا جادو

6۔ جادوگر کی سزا قتل ہے۔ حضرت جندب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جادوگر کی حد تلوار سے مار ڈالنا ہے۔'' (ترمذی:1460) اس حدیث پر نبی ﷺ کے بعض اصحاب کا عمل ہے۔

سوال: نُشرہ (دم) کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: 1۔ جس پر جادو کیا جائے اس پر سے جادو کے اُتارنے کو نُشرہ کہتے ہیں۔

2۔ اگر نُشرہ اسی جیسا جادو ہو تو شیطانی عمل ہے۔ اگر دُعا یا جھاڑ پھونک سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔

3۔ اسلام چند شرائط کے ساتھ جھاڑ پھونک کی اجازت دیتا ہے:

i۔ اگر جھاڑ پھونک قرآنِ مجید اور سنتِ رسول ﷺ کے ذریعے ہو اور عربی زبان میں ہو۔

ii۔ اگر جھاڑ پھونک کرنے اور کروانے والے دونوں کا عقیدہ یہ ہو کہ جھاڑ پھونک کی اپنی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے موثر ہوتی ہے۔

4۔ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جھاڑ پھونک کی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لیے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے لیے مانگا کرتے تھے۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّۃٍ (بخاری:3371)

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظرِ بد سے۔''

رسول اللہ ﷺ پر حضرت جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں جھاڑ پھونک کی۔

بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ (مسلم:5700)

''اللہ تعالیٰ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ ﷺ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفا دے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔''

5۔ جس جھاڑ پھونک سے اسلام نے روکا ہے وہ قرآن وحدیث سے الگ جھاڑ پھونک ہے۔ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں جھاڑ پھونک ہے۔ طلسم اور ہمزاد کی کتابوں وغیرہ کے ذریعے کی جانے والی جھاڑ پھونک ہے۔

6۔ تعویذ گنڈے، کڑے، کوڑی، گھونگے، تانت اور دھاگے سب حرام طریقے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جھاڑ پھونک (نظرِ بد وغیرہ سے تحفظ کے لیے) تعویز گنڈے (باندھنا اور محبت کے لیے کیے جانے والے اعمال) جادو سب شرک ہیں۔'' (ابوداؤد:3883)

سوال: قرآنِ مجید کی آیت یا حدیث لٹکائی جائے تو کیا اس کا جواز بنتا ہے؟

جواب: 1۔ سلف صالحین کی اکثریت اس کے ناجائز ہونے کی قائل ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مؤقف ہے۔ لٹکانے کی نہی عام ہے۔

2۔ اس سے قرآنِ مجید کی بے عزتی ہوتی ہے کیونکہ تعویذ لٹکانے والے ناپاکی کی حالت میں بھی لٹکاتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔

3۔ جب لوگ قرآنِ مجید والے تعویذ پہنتے ہیں تو قرآن کے علاوہ دوسرے تعویذوں کے لئے اسے دلیل بنا لیا جاتا ہے۔

4۔ حرام اور ناجائز چیزوں پر اعتقاد پختہ ہونے کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا اور لوگوں کی توجہ غیر اللہ کی طرف ہو جاتی ہے۔

اس وجہ سے تعویذ ناجائز اور حرام ہیں۔

سوال: نظرِ بد کے بارے میں اسلام کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: 1۔ ابن الاثیر کے مطابق: ''کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کو نظر لگ گئی ہے تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب دشمن یا حسد کرنے والا انسان اس کی طرف دیکھے اور اس کی نظریں اس پر اثر انداز ہو جائیں اور وہ ان کی وجہ سے بیمار پڑ جائے۔'' (النہایۃ:332/3) حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ''نظرِ بد کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ ایک خبیث انسان اپنی حاسدانہ نظر جس شخص پر ڈالے اسے نقصان پہنچ جائے۔'' (فتح الباری:200/10)

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظرِ بد لگنا حق ہے۔'' (بخاری:5740) حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: نظرِ بد کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگنا اور اثر انداز ہونا حق ہے۔ (ابن کثیر:410/10)

3۔ جو شخص دوسرے سے حسد کرتا ہے حسد کی ناپاکی کے ساتھ جب سامنے آتا ہے تو اس کی کیفیت کا اثر دوسرے پر ہو جاتا ہے۔ اس کے تین مراحل ہوتے ہیں:

i۔ دیکھنے والے کے اندر حیرت پیدا ہوتی ہے۔　**ii**۔ اس میں حاسدانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

iii۔ نظر کے ذریعے وہ جذبات منتقل ہو جاتے ہیں۔ (زادالمعاد:165/4)

4۔ نظر کا اثر کبھی دیکھنے کی وجہ سے بھی ہو جاتا ہے لیکن کبھی محض سامنے آنے سے اور کبھی صرف روح کی توجہ سے اور کبھی دعاؤں اور دم پڑھنے سے اور کبھی وہم و گمان سے ہو جاتا ہے۔

5۔ نظرِ بد کے اثر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ جب کسی چیز کو دیکھیں تو **ماشاء اللہ یا بارک اللہ** کہیں۔ (ابن ماجہ:3509) اپنی نظر سے بچنے کے لئے آئینہ دیکھنے سے پہلے یا کوئی کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینی چاہئے تاکہ جنوں اور انسانوں کی نظرِ بد کی تاثیر سے بچ سکیں۔

6۔ نظرِ بد کا علاج کرنے کے لیے:

i۔ اگر یہ پتہ چل جائے کہ کس کی نظر لگی ہے تو اسے غسل کرنے کے لئے کہا جائے۔ پھر غسل والے پانی سے نظر بد کے متاثرہ شخص پر پانی بہادیا جائے۔ اس طرح شفا نصیب ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ:3509)

ii۔ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس (بخاری:5017) اور یہ دعائیں پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے:

بِاسْمِ اللّٰہِ یُبْرِیْکَ وَمِنْ کُلِّ دَاءٍ یَّشْفِیْکَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ کُلِّ ذِی عَیْنٍ.

’’اللہ تعالیٰ کے نام سے میں مدد چاہتا ہوں۔ وہ تمہیں ہر بیماری سے اچھا کرے گا۔ تمہیں ہر حسد کرنے والے کی برائی سے محفوظ رکھے گا اور ہر بُری نظر ڈالنے والے کی نظر سے تمہیں بچائے گا۔‘‘ (مسلم:5699)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شَافِیَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا.

’’اللہ تعالیٰ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ کو دم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو دَم کرتا ہوں۔‘‘ (بخاری:5742)

1.2۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان

سوال: فرشتوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے اور انہیں اپنے احکامات کی مکمل اطاعت اور ان کو نافذ کرنے کی پوری قوت عطا کی ہے اور وہ کبھی اپنے کاموں سے نہیں تھکتے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور نبی ﷺ کی احادیث میں جن فرشتوں کے ناموں اور ان کی جن صفات اور جن افعال کا ذکر کیا ہے ان پر پختہ اعتقاد رکھا جائے۔

i۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور غیر معبود ہیں۔ (الانبیاء:26)

ii۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ (التحریم:6)

iii۔ ملائکہ کی تعداد کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ (المدثر:31)

سوال: فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: 1۔ ایمان کی تکمیل کے لئے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (البقرۃ:258، النساء:136)

2۔ فرشتوں پر ایمان لانا دراصل اللہ تعالیٰ کی غیبی قوتوں پر ایمان لانا ہے۔ (الحاقۃ:17)

3۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور انتظام کو سمجھنا ممکن نہیں۔

4۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر وحی کو تسلیم کرنا ممکن نہیں رہ جاتا۔ (التکویر:19-21)

5۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر موت کی حقیقت سمجھ نہیں آسکتی۔ (الانعام:16، السجدۃ:11، مسند احمد:4/287، ابوداود:4753)

6۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا ممکن نہیں رہ جاتا۔ (الشعراء:192-194)

7۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر دوزخ اور جنت پر ایمان لانا ممکن نہیں رہتا۔ (المدثر:26-31، الزمر:71-73)

8۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر جزا سزا پر ایمان لانا ممکن نہیں رہتا۔ (الانفطار:9-12، ق:17-18)

9۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر تقدیر پر ایمان لانا ممکن نہیں ہوسکتا۔ (بخاری:318، مسلم:2636)

10۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر قبر کے معاملات پر ایمان لانا ممکن نہیں رہتا۔ (ابوداود:4753)

سوال: فرشتوں کی کیا ذمہ داریاں اور فرائض ہیں؟

جواب: ذمہ داریوں اور فرائض کے اعتبار سے فرشتوں کی بہت سی قسمیں ہیں:

1۔ وحی پہنچانے کی ذمہ داری حضرت جبریل علیہ السلام کی تھی۔ (الشعراء:192-194)

2۔ بارش برسانے کی ذمہ داری حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہے۔ (البقرۃ:98)

3۔ صور پھونکنے کی ذمہ داری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہے۔ (ابن ماجہ:1357، ترمذی:3243)

4۔ روح قبض کرنے کا کام ملک الموت اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں: رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے۔ (الترغیب والترہیب:5221، مسند احمد:4/287، السجدۃ:11، الانعام:61)

5۔ بندوں کے اعمال لکھنے کی ذمہ داری ’’کراماً کاتبین‘‘ کی ہے۔ (الانفطار:9-12، مسلم:1230)

6۔ بندوں کے آگے پیچھے سے ہر وقت اُن کی نگرانی اور حفاظت کرنے کی ذمہ داری ’’مُعَقِّبات‘‘ کی ہے۔ (الرعد:11)

7۔ جنت اور ان کی نعمتوں کی حفاظت کی ذمہ داری ’’رضوان‘‘ اور اس کے ساتھیوں کی ہے۔

8۔ جہنم کے داروغہ ہونے کی ذمہ داری ’’مالک‘‘ کی ہے۔ (بخاری:3236، الزخرف:77)

9۔ جہنم کے عذاب کی ذمہ داری ’’مالک‘‘ کے ساتھیوں ’’زبانیہ‘‘ کی ہے اور ان کی تعداد 19 ہے۔ (المدثر:30-31)

10۔قبر میں سوال وجواب کی ذمہ داری ''مُنکر نکیر'' کی ہے۔(ابوداؤد:4753،ترمذی:1071،70)

11۔کچھ فرشتوں کے پاس عرش اُٹھانے کی ذمہ داری ہے۔(غافر:7،الحاقۃ:17)اُن میں سے بعض ''کرّوبی'' کہلاتے ہیں۔

12۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری خواتین کے رحموں پر ہے۔اسے فرشتۂ تقدیر کہتے ہیں۔(بخاری:318،مسلم:2646)

13۔کچھ فرشتوں کے پاس بیتِ معمور میں داخل ہونے کی ذمہ داری ہے۔ہر روز اس میں 70 ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور قیامت تک دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی۔(بخاری:3207،مسلم:164)

14۔کچھ فرشتوں کے پاس مجالسِ ذکر کو تلاش کرنے کی ذمہ داری ہے۔انہیں ''ملائکۃ السیارہ'' کہتے ہیں۔(بخاری:6408،مسلم:2689،نسائی:1282)

15۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ جب ایک مؤمن اپنے مؤمن بھائی کی عدم موجودگی میں دُعا کرتا ہے تو وہ دُعا کریں کہ یا اللہ! قبول فرما اور دُعا کرنے والے کو بھی عطا فرما۔(مسلم:826/8)

16۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری نمازِ جمعہ کے لئے آنے والوں کا اندراج کرنا ہے۔(بخاری:929،مسلم:85)

17۔پہاڑوں کی ذمہ داری ملک الجبال کی ہے۔(بخاری:3237،مسلم:1795،4653)

18۔کچھ فرشتے اہل جنت کے خادم ہیں۔ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔(الرعد:23-24)

19۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے اپنے مقام پر صف بستہ کھڑے رہیں انہیں ''الصافات'' کہا گیا ہے۔ان کی ذمہ داری ہے کہ صف باندھ کر کھڑے رہیں،رکوع کریں،اور سجدہ کریں۔(الصافات:1)

20۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ڈانٹیں۔انہیں ''الزاجرات'' کہا گیا ہے۔(الصافات:2)

21۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جان کو سختی سے نکال لیں انہیں ''النازعات'' کہا گیا ہے۔(النازعات:1)

22۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جان کو آسانی سے نکال لیں۔انہیں ''الناشطات'' کہا گیا ہے۔(النازعات:2)

23۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تقسیم کار کریں۔انہیں ''مقسّمات'' (تقسیم کرنے والے) کہا گیا ہے۔(الذاریات:4)

24۔کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ انتظام کریں انہیں ''مدبّرات'' (انتظام کرنے والے) کہا گیا ہے۔(النازعات:5)

فرشتوں کی ذمہ داریوں سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کائنات کا سارا انظام فرشتوں کے سپرد ہے۔(احمد:173/5،الانبیاء:19،20)

سوال: کیا فرشتوں میں مخصوص صفات پائی جاتی ہیں؟

جواب: فرشتوں کی تخلیق نور سے کی گئی ہے اس لئے وہ بشری ضروریات مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا، ازواج اور اولاد کی ضرورت،

گناہ کرنے کی طاقت وغیرہ نہیں رکھتے۔فرشتے مخصوص صفات رکھتے ہیں:

1۔فرشتے حیا کرتے ہیں۔(مسلم:6209)

2۔فرشتوں میں اذیت کا احساس ہوتا ہے۔(مسلم:1248)

3۔فرشتے نفرت کرتے ہیں مثلاً کتے اور تصویر سے نفرت کرتے ہیں۔(بخاری:4002)

4۔فرشتے محبت کرتے ہیں۔(صحیح مسلم:6705)

5۔فرشتے تکبر نہیں کرتے۔(النحل:49)

6۔فرشتے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں۔(النحل:50،الانبیاء:28)

7۔فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔(التحریم:6،الانبیاء:26-27)

8۔فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔(الانبیاء:19)

9۔فرشتے اللہ تعالیٰ سے نیک بندوں کے حق میں مغفرت طلب کرتے ہیں۔(غافر:7)

10۔فرشتے علم رکھتے ہیں۔(النجم:5)

11۔فرشتے معزز اور پاکباز ہیں۔(عبس:15-16،الانبیاء:26)

12۔فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔(الانبیاء:20)

13۔فرشتے دوستی کرتے ہیں۔(التحریم:4،فصلت:30-31)

14۔فرشتے رحمت کی دُعائیں کرتے ہیں۔(الاحزاب:43)

i۔لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں کے لئے (ترمذی:2685،صحیح الجامع الصغیر:1838)

ii۔رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کے لئے (ترمذی:775)

iii۔باجماعت نماز کا انتظار کرنے والوں کے لئے (بخاری:647)

iv۔اگلی صفوں میں نماز ادا کرنے والوں کے لئے (ابوداؤد:664)

v۔صفوں میں مل کر کھڑے ہونے والوں کے لئے (ابن ماجہ:995)

vi۔صف کی دائیں طرف کھڑے ہونے والوں کے لئے (ابوداؤد:676)

vii۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد نماز کی جگہ بیٹھنے والوں کے لئے (بخاری:659)

viii۔سحری کھا کر روزہ رکھنے والوں کے لئے (صحیح الجامع:1844،الصحیحہ:1654)

ix۔بیماروں کی عیادت کرنے والوں کے لئے (ترمذی:969)

x۔صدقہ کرنے والوں کے لئے دو فرشتے رات کو دُعا کرتے ہیں: اے اللہ دینے والے کو اور زیادہ دے۔(بخاری:1442)

15۔فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔(البقرۃ:161-162)

i۔اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا کفر کرنے والوں پر(البقرۃ:161،آل عمران:86-87)

ii۔عہد توڑنے والوں پر(مسلم:1370)

iii۔اللہ تعالیٰ کے قانون کے نفاذ میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں پر(نسائی:4790)

iv۔صحابہ کرام کو گالیاں دینے والوں پر(صحیح الجامع الصغیر:6285)

v۔اپنے بھائی کے خلاف اسلحہ اُٹھانے والوں پر(مسلم:2616)

vi۔اہل بدعت کو پناہ دینے والوں پر(بخاری:1870،مسلم:5124)

vii۔اپنے باپ کے علاوہ دوسروں سے نسب ملانے والوں پر(ابن ماجہ:2209)

viii۔شوہروں کی نافرمانی کرنے والی عورتوں پر(بخاری:5193،مسلم:1436)

ix۔بخل کرنے والوں کے لیے رات کو دُعا کرتے ہیں:اے اللہ!روکنے والے کا پہلا بھی ضائع کردے۔(بخاری:1442، مسلم:2336)

جنات اور شیاطین پر ایمان

سوال:جنات اور شیاطین پر ایمان سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔جنات اور شیاطین پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت میں جنات اور شیاطین کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس پر بغیر کسی تاویل اور بغیر کسی تبدیلی کے یقین رکھنا۔

2۔جنات پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ ان کا تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا اور قرآن حکیم پر ایمان میں جنات پر ایمان بھی شامل ہے۔(شرح العقیدہ الطحاویہ:323)

3۔کافر فلسفیوں اور ڈاکٹرز کا ایک گروہ جنات کے وجود کا انکار کرتا ہے حالانکہ قرآن وسنت ان کی تردید کرتے ہیں۔ جس نے جنات کے(خارجی وجود) کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والا ہے۔
(امانۃ المستفید شرح کتاب التوحید:33/1)

سوال:جن سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔جن سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔جن کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیز۔یہ مخلوق چونکہ انسان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہے اس لئے انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔

2۔سب سے بڑے جن کا نام جان ہے۔(الحجر:26،27)

3۔جنوں کا وجود انسان سے قدیم ہے۔

4۔جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا۔(الحجر:27،مسلم:3238،2996)

5۔جنت کی نسل بڑھانے کے لئے جو صورت اختیار کی گئی اس کا راز اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

6۔جنات کی اولاد کا ثبوت قرآن حکیم سے ملتا ہے(الکھف:50)اور اولاد بیوی سے ہوتی ہے۔

7۔جنات اسی زمین پر رہتے ہیں۔ویرانوں میں گندی جگہوں پر،قبرستانوں میں۔

8۔اللہ تعالیٰ نے جنات کو یہ صلاحیت دے رکھی ہے کہ وہ اپنا روپ بدل سکتے ہیں۔اس کے عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں۔(الانفال:48،47،بخاری:125/3،42/9،6993 مسلم:54/7،2236،البدایہ والنھایہ:175/3،176،ابن ہشام:103/2-105)لیکن اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی کہ ان کا شکل بدلنے کا طریقہ کیا ہے۔صحیح حدیث میں ہے کہ شیطان نبی ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتے۔(بخاری:6994،مسلم:2266)

9۔جنات کھاتے اور پیتے ہیں۔(بخاری:59/7،مسلم:450)

10۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے افضل مخلوق قرار دیا ہے۔اس طرح انسان جنوں سے افضل ہیں۔(بنی اسرائیل:70)

11۔جس طرح انسان انسانوں کو ستاتے ہیں اسی طرح جنات اپنی بری فطرت کی وجہ سے سرکشی پر زیادہ آمادہ ہوتے ہیں اور ستاتے ہیں۔(بخاری:2038)

12۔جنت کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔(الذاریات:56)

13۔جنات اللہ تعالیٰ کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔(الجن:1-2،الاحقاف:30)

14۔جنات بھی دوسرے جنوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔(الاحقاف:29-32)

15۔جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔(البروج:11،الاعراف:179،الانبیاء:94)

16۔جنات غیب کا علم نہیں رکھتے۔(الجن:26،سبا:14)

17۔جنات کی دو قسمیں ہیں:

i۔ جن نیک اور بد ہوتے ہیں۔ انسانوں کی طرح اچھے برے، نیک اور نافرمان، ایمان والے اور کافر ہوتے ہیں۔

ii۔ شیطان وہ ہوتے ہیں جو برے ہیں ہر خیر سے دور۔ یہ آگ سے بنے ہیں آگ میں جائیں گے، اس لئے ان کو شیطان کہا جاتا ہے۔

سوال: شیطان کون ہے؟

جواب: 1۔ شیطان جن ہے۔ شیطان کو اس کی سرکشی کی وجہ سے شیطان کہا جاتا ہے۔ ابلیس جنوں میں سے تھا۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ سب نے حکم کو تسلیم کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ (البقرۃ:34، الاعراف:12)

3۔ اللہ تعالیٰ نے تکبر کی وجہ سے جنت سے نکال دیا تو اس نے مہلت مانگی۔ (الاعراف:17-14، بنی اسرائیل:164)

4۔ ابلیس شیطان اکبر ہے۔ (الکھف:50)

5۔ ابلیس اور اس کی نسل اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔

6۔ آگ ابلیس کا مادۂ تخلیق ہے اس لئے اس کے اندر حسد، بغض، کینہ، غصہ اور فخر وغرور ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ (الاعراف:27، فاطر:6، النساء:110)

8۔ شیطان شر اور تکلیف کا منبع ہے انسانوں کو اذیت پہنچانے اور ان کی زندگی میں بگاڑ پیدا کرنے اور ان کی آخرت برباد کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ تیار رہتا ہے۔ اس نے کفر اور نافرمانی کے لئے اور رحمان کی دشمنی کا جھنڈا اُٹھا رکھا ہے۔ اس کی تخلیق میں بڑی حکمت ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شیطان کی بھرپور کوشش ہے کہ وہ انسان کو بندگی کے اعلیٰ مراتب سے گرادے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اپنے اولیاء کو بندگی کے درجات کے کمال تک پہنچنے کا موقع دے کر احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کے شر اور چالوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہئے۔

9۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عبرت بنا دیا ہے۔ شیطان کے لئے لعنت ہے جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ ہر اس شخص کے لئے عبرت ہے جو اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی اطاعت سے تکبر کرتا ہے اور اس کی نافرمانی پر اصرار کرتا ہے۔ جیسا کہ ابوالبشر نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نافرمانی کی پھر توبہ کی اور نادم ہو کر اپنے رب کی طرف لوٹے۔ (طٰہٰ:122،121) ابلیس کی تخلیق اور اس کی ایجاد میں بندوں کے لئے امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے

مالوں اور ان کی جانوں کے معاملے میں امتحان میں ڈالتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اس امتحان میں سرخرو فرمادیں۔

سوال: شیطان کے کیا اہداف ہیں؟

جواب: 1۔ شیطان تمام انسانوں کو کافر اور مشرک بنانا چاہتا ہے۔ (الحشر:16، مسلم:2865)

2۔ شیطان انسانوں کو گناہوں اور نافرمانیوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ (المائدۃ:91، البقرۃ:169)

3۔ شیطان اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکتا ہے۔ ہر عبادت جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے شیطان کے غصے کا سبب بنتی ہے اس لئے وہ عبادات کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (مسلم:2203، بخاری:461)

4۔ شیطان انسانوں کو بدعات میں مبتلا کرتا ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں: بدعت ابلیس کو نافرمانی اور معصیت سے زیادہ پسند ہے کیونکہ نافرمانی سے انسان توبہ کر لیتا ہے اور بدعت سے توبہ نہیں کرتا۔ (غرائب وعجائب الجن للشبلی:206)

5۔ شیطان بندوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روکتا ہے۔ شیطان صرف کفر، گناہوں، نافرمانیوں اور بدعات میں ہی مبتلا نہیں کرتا انہیں بھلائی کے کاموں سے روکتا ہے اور ہر بھلائی کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے۔ (الاعراف:17،16، نسائی:2937)

6۔ شیطان انسان کے نفس اور بدن کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

i۔ پراگندہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ:3155،3154، بخاری:6985)

ii۔ گھروں کو آگ سے جلاتا ہے۔ (ابوداؤد:4369)

iii۔ بچے کی ولادت کے وقت اسے ایذا دیتا ہے۔ (مسلم:2366، بخاری:3431،3286)

iv۔ طاعون کا مرض جنات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر:4/90، ارواء الغلیل:6/70)

v۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو جلد کی بیماری شیطان کی وجہ سے ہوئی۔ (ص:41)

vi۔ استحاضہ شیطان کی ایڑ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (ابوداؤد:267، نسائی:110)

vii۔ بنی آدم کے کھانے، پینے اور گھروں میں حصہ لے لیتا ہے۔ (مسلم:217، 2018، 2012، السلسلۃ الصحیحۃ:1/175)

viii۔ مرگی شیطان کے چھونے سے ہوتی ہے۔

ix۔ جن انسان کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہ ثابت شدہ بات ہے جس پر علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ (البقرۃ:275، بخاری:3281، مسلم:2175)

x۔موت کے وقت شیطان انسان کو مخبوط الحواس کر دیتا ہے۔(نسائی:5104)

7۔شیطان اور انسان کے درمیان معرکہ جاری ہے۔

i۔شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔(مسلم:2815،احمد:115:6)

ii۔شیطان بتوں کی بندگی کرواتا ہے۔(ابراہیم:36,35)   **iii**۔شیطان مصوری کرواتا ہے۔(مسلم:2110،احمد:308)

iv۔شیطان موسیقی کی عادت ڈلواتا ہے جو شیطان کا قرآن ہے۔(لقمان:7,6،بنی اسرائیل:64،ترمذی:1282,2211،ابن ماجہ:2168، مجمع الزوائد:122/8)

v۔شیطان انسان سے شرک کرواتا ہے۔شرک کی متعدد صورتیں ہیں مثلاً مُردوں سے دُعائیں مانگنا،غیر اللہ کے لئے نذر ماننا،نجومیوں کے پاس جانا،شیطان کے دوستوں سے ڈرنا،غیر اللہ سے رغبت رکھنا،اُمیدیں باندھنا،اُن پر توکل کرنا وغیرہ۔

سوال: شیطان کے دوستوں کی کیا علامات ہیں؟

جواب:1۔شیطان کے دوست رسول اللہ ﷺ کی سنت سے خوش نہیں ہوتے،بدعات سے راضی ہوتے ہیں اور ان پر قائم رہتے ہیں۔

2۔شیطان کے دوست ناپاک رہتے ہیں۔

i۔ان کا دل کبر،حسد،سستی،ریاکاری،کینہ اور نا اُمیدی کی وجہ سے ناپاک رہتا ہے۔

ii۔ان کی زبان جھوٹ،طعنے،غیبتیں،چغلیاں اور بدکلامی کی وجہ سے ناپاک رہتی ہے۔

iii۔ان کی آنکھیں بے حیائی اور برائی کے مناظر دیکھ کر ناپاک رہتی ہیں۔

iv۔ان کے کان موسیقی،غیبتیں،جھوٹ اور بُرائی سن کر ناپاک رہتے ہیں۔

v۔اُن کے ہاتھ ناپاک کلام لکھتے ہیں،ناپاکی کے کاموں میں قوت لگاتے ہیں۔

vi۔اُن کے پاؤں ناپاک جگہوں پر جاتے ہیں۔

vii۔اُن کا لباس اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفت حیا سے عاری ہوتا ہے۔

viii۔اُن کی مجلسیں ناپاک ہوتی ہیں۔

ix۔وہ حرام مال کماتے ہیں اور حرام جگہوں پر خرچ کرتے ہیں۔

x۔وہ ناپاک طریقۂ زندگی اختیار کرتے ہیں۔(المجادلہ:19)

سوال: شیطان انسان کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟

جواب:1۔باطل کو مزین کر کے دکھاتا ہے۔اور برائی کے فائدے دکھاتا ہے۔(الحجر:39-40،النحل:63)

2۔حرام چیزوں کے خوب صورت ناموں کے ذریعے دل میں نافرمانی کی محبت پیدا کرتا ہے۔

3۔جھوٹے وعدوں اور تمناؤں میں مبتلا کرتا ہے۔(النساء:120،الانفال:48،الکھف:36)

4۔بظاہر انسان کی خیر خواہی کا اظہار کر کے اسے نافرمانی کی طرف بلاتا ہے۔(الاعراف:21)

5۔آہستہ آہستہ گمراہی میں کھینچ کر لے جاتا ہے۔پھر جب دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں تو ان پر مسلّط ہو جاتا ہے۔(الصف:5)

6۔انسان کو نیکی کے کاموں میں سست کر دیتا ہے۔(بخاری:3295,1143,1144،مسلم:238)

7۔شیطان انسان کے عقیدے کو خراب کرتا ہے اس کے دل میں شکوک وشبہات اور وسوسے ڈالتا ہے۔(بخاری:3277، ابوداؤد:4271)

8۔ایمان والوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تاکہ وہ ان سے جہاد نہ کریں نہ انہیں معروف کا حکم دیں اور نہ منکر سے روکیں۔(آل عمران:175)

9۔شیطان انسان کے دل میں محبت اور خواہش کے راستے سے داخل ہوتا ہے۔(الاعراف:20)

10۔شراب،جوا،آستانوں اور پانسوں کے ذریعے پھانستا ہے۔اس طرح حرام کام کرواتا ہے،مال ضائع کرواتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرواتا ہے۔(المائدۃ:90-91)

11۔عورتوں اور دنیا کی ایسی محبت میں ڈالتا ہے جو انسان کے لئے فتنہ بن جاتی ہے۔(ترمذی:936)

12۔انسان کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا کر ان کے اندر امراض پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً مایوسی،اتراہٹ،فخر و غرور،ظلم،غصہ،نادانی،بخل،حرص،جھگڑا،شک،جہالت،غفلت،سرکشی،حد سے تجاوز کرنا،مال کی محبت وغیرہ۔

13۔شیاطین بنی آدم کو جادو سکھاتے ہیں جو انہیں نفع نہیں،نقصان دیتا ہے۔(البقرۃ:102)

14۔موسیقی اور گیتوں کے راستے سے انسان کے دل کو بگاڑتا ہے۔اس وجہ سے انسان قرآن سننے سے رُکتا ہے۔گھنٹیاں بھی شیطان کے آلات میں سے ہیں۔(مسلم:2113،2114)

سوال: شیطان سے جنگ کے لئے مؤمن کا اسلحہ کیا ہے؟

جواب: 1۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا۔ (الانعام:153، مسلم:81)

2۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنا۔ (الاعراف:199-202، المومنون:97-98، ابوداؤد:775)

3۔ بیت الخلاء جاتے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنا۔ (بخاری:142، مسلم:122)

4۔ گھبراہٹ کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا۔ (ابوداؤد:3893، ترمذی:3528)

5۔ جہنم سے پناہ مانگنا۔ (مسلم:588) 6۔ دشمن کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (ابوداؤد:1537)

7۔ کسی منزل پر اُترتے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (مسلم:2708)

8۔ گدھے اور کتے کے بھونکنے کے وقت پناہ مانگنا۔ (بخاری:3303، ابوداؤد:5103)

9۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (بخاری:6306)

10۔ نوزائیدہ بچے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (آل عمران:36، بخاری:3371,3431)

11۔ غصّے کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (بخاری:6038)

12۔ سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ آیۃ الکرسی (بخاری:3275، الاخلاص، الفلق، الناس (ترمذی:2058) اور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنا۔ (بخاری:5010)

13۔ برا خواب دیکھنے پر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (بخاری:6995)

14۔ جماع کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (بخاری:5165)

15۔ تلاوتِ قرآنِ مجید سے پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔

16۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (بخاری معلقاً:5018، ابوداؤد:466)

17۔ ہروقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی کوشش کرنا۔ (الاعراف:201)

18۔ مسلمانوں کی جماعت کو لازمی طور پر اختیار کرنا۔ (سنن ترمذی:1758، ابوداؤد:541، 3842)

19۔ عجلت سے بچنا۔ (مسلم:17، 18، صحیح الجامع:57/3) 20۔ کثرت سے توبہ واستغفار کرنا۔ (الاعراف 201,202)

سوال: گھروں کو شیاطین کے داخلے سے بچانے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: 1۔ گھروں سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔

2۔ گھروں میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی جائے۔ (مسلم:780)

3۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے۔ (مسلم:2018)

4۔ گھروں میں کتا نہ رکھا جائے۔ (ابن ماجہ:3651)

5۔ گھروں کو لہو ولعب سے پاک کیا جائے۔ (لقمان:2) لہوالحدیث ہر وہ چیز ہے جو انسان کو رب سے غافل کر دیتی ہے اور حق سے دور کر دیتی ہے۔

1.3۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان

سوال: اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے مراد اس کے احکام اور فرمودات کے وہ مجموعے ہیں جو ہر زمانے کے نبی اور رسول پر نازل ہوئے اور اکٹھا ترتیب پا کر آسمانی کتابوں کے نام سے دنیا میں آتے رہے۔ (ابوبکر الجزائری، عقیدۃ المؤمن:280)

2۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حجت تمام کرنے کے لئے احکامات کا کتاب کی صورت میں ہونا ضروری تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کتاب کی صورت میں نہ آتے تو لوگوں کے لئے حجت اور عذر ہوتا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں اور کسی نے ہمیں نیکی کی دعوت اور برائی سے بچنے کی تلقین نہیں کی ورنہ ہم نافرمانی نہ کرتے۔ (النساء:165)

سوال: اللہ تعالیٰ کی کون سی کتابیں کس نبی پر اتاری گئیں؟

جواب: تورات	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر	(المائدۃ:44، الفرقان:35)
زبور	حضرت داؤد علیہ السلام پر	(بنی اسرائیل:55)
انجیل	حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر	(الحدید:27)
قرآنِ مجید	محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر	(الانعام:19)

سوال: اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ:

1۔ اس چیز (بات) کی تصدیق کرنا کہ تمام کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُتاری گئی ہیں۔ (الحدید:25)

2۔اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کے ذریعے کلام فرمایا ہے۔

i۔اللہ تعالیٰ نے بعض کلام فرشتے کے واسطے سے رسولوں تک پہنچایا ہے۔(الشوریٰ:51)

ii۔بعض پیغمبروں سے براہِ راست کلام کیا ہے۔(النساء:164)

iii۔اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔(الاعراف:145)

سوال:اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کے بارے میں انسانوں سے کیا مطالبہ کیا ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ نے تمام چھوٹی بڑی کتابوں پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے۔

i۔یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ان میں کوئی اختلاف نہیں۔(المائدۃ:46-48، النساء:82)

ii۔یہ پختہ یقین رکھنا کہ تمام کتابیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دیتی ہیں۔(آل عمران:79)

iii۔یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام پیغمبروں پر نازل ہونے والی کتابیں اور صحیفے منسوخ کی جا چکی ہیں۔اب کسی کے لئے اس کا کوئی جواز نہیں کہ وہ قرآن حکیم کی تعلیمات کے بغیر عبادت کرے یا فیصلے کریں۔(الفرقان:1،المائدۃ:16,15،احمد:15223)

2۔تمام آسمانی کتب پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اس حکم کو تسلیم کرنا اطاعت اور انکار کرنا نافرمانی ہے۔(النساء:136)

سوال:تمام آسمانی کتابوں کے ساتھ کیسا تعلق رکھنا ہے؟

جواب:تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنا واجب ہے لیکن جہاں تک تعلق کا معاملہ ہے تو نہ تصدیق کرنی ہے نہ تکذیب کیونکہ ان کی تحریف ہو چکی ہے(البقرۃ:75،الانعام:91،المائدۃ:15,14) جبکہ قرآنِ مجید میں تحریف نہیں ہوئی۔ربّ العزت نے فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:9)

یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآنِ مجید

سوال:آسمانی کتابوں میں قرآنِ مجید کا کیا مقام ہے؟

جواب:1۔قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔(الانعام:92)

2۔تمام آسمانی کتابیں کسی خاص قوم یا زمانے تک محدود تھیں مثلاً تورات، زبور اور انجیل میں بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ہے جب کہ قرآنِ مجید تمام انسانیت کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔اس لئے اس کے احکامات کو بجالانا فرض ہے۔(الاعراف:158،سبا:28)

3۔تمام آسمانی کتابوں کے ماننے والے اور محققین یہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ وہ کتابیں نہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں اس لئے کہ ان میں تحریف اور تبدیلی کی گئی اور قرآنِ مجید وہ کتاب ہے جو محفوظ ترین روایت ہے۔(فصلت:41-42)

4۔قرآنِ مجید ایسا کلام نہیں جسے گھڑا جا سکے۔پہلی کتابوں میں بھی جو تحریف اور تبدیلی آ چکی یہ ان کی نفی کرتا ہے۔(یوسف:111)

5۔قرآن مجید اپنے سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تمام آسمانی کتابوں کا محافظ، امین اور گواہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جن حقائق کو قرآن مجید درست قرار دے گا وہ درست ہوں گے اور جن کو یہ غلط قرار دے گا وہ غلط ہوں گے۔(المائدہ:48)

6۔قرآنِ مجید کی حفاظت کا نظام یہ ہے کہ حافظ اسے اپنے سینے میں محفوظ کرتے ہیں اور لکھنے والے اسے قلم بند کرتے ہیں جب کہ باقی کتابیں تحریف اور تبدیلی کا شکار ہوئیں۔تورات جنگ میں غائب ہوئی پھر نہ ملی۔انجیل کے پانچ نسخوں میں سے کون سا صحیح ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔(الحجر:9)

7۔قرآنِ مجید تمام انسانی معاملات میں ربّ کی راہ نمائی ہے۔دنیا و آخرت کی کامیابی کا انحصار اسی پر ہے۔(المائدۃ:15،16)جب کہ باقی کتابیں تحریف ہو جانے کی وجہ سے اب خالصتاً ربّ کی راہ نمائی نہیں ہیں۔

سوال:قرآنِ مجید کی کیا صفات ہیں؟

جواب:1۔قرآنِ مجید دنیا کی سب سے بڑی بھلائی ہے۔(النحل:30) ربّ العزت کا فرمان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (یونس:58)

کہہ دو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے۔پھر چاہیے کہ اس پر لوگ خوشیاں منائیں۔وہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ جمع کر رہے ہیں۔

اس کی بھلائی سے جن، انسان، اور کائنات کی ساری مخلوقات برکت حاصل کرتی ہیں اور قیامت تک حاصل کریں گی۔

2۔قرآنِ مجید انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انمول خزانہ ہے۔(البقرۃ:2)

3۔قرآنِ مجید فضل و کمال اور سربلندی کے حصول میں مدد دیتا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔'' (مسلم:1897)

4۔قرآنِ مجید دنیا و آخرت کی کامیابی کی طرف دعوت دیتا ہے۔

5۔قرآنِ مجید کی رحمت،شفقت اور مہربانی مؤمنوں اور کافروں، جانوروں اور انسانوں،جنوں اور ساری مخلوقات کے لئے جاری و ساری ہے۔(لقمان:1-3)

6۔قرآنِ مجید دل میں اُتر جانے والی نصیحت ہے۔نیکی کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔(یونس:57)

7۔قرآنِ مجید نور ہے جس کی روشنی سے کفر اور شرک کے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں اور جہالت کا میل اُتر جاتا ہے۔ (النساء:147)

8۔قرآنِ مجید شفا ہے۔انسان فکر اور روح کی جن بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے جو کفر اور شرک، ذہنی دباؤ اور اضطراب کی وجہ سے طاری ہوتی ہیں یا باطنی بیماریاں جیسے حسد،تکبر،حرص وغیرہ کا علاج ہے۔(بنی اسرائیل:82)

9۔قرآنِ مجید حق اور صداقت کا نگران ہے،حق کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔(بنی اسرائیل:105،المائدۃ:48)

10۔قرآنِ مجید ایسا ذکر ہے جس سے روح تر و تازہ ہوتی ہے،دل پاک ہوتے ہیں اور ربّ کی قربت نصیب ہوتی ہے۔ (ص:1،الزخرف:44)

11۔قرآنِ مجید میں سعادت اور کامیابی کے سارے امور کی تفصیل اور وضاحت ہے۔(النحل:87)

12۔قرآنِ مجید سچی اور پاکیزہ زندگی کی روح ہے۔جب تک کسی کے اندر کلام اللہ کی سچی روح نہیں اُترتی اس کی زندگی بے معنی ہے۔(الشوریٰ:52) پاکیزہ زندگی کی رونق اسی سے ہے۔

سوال:قرآنِ مجید کی کیا فضیلت ہے؟

جواب:1۔قرآنِ مجید قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔(صحیح الترغیب:984،مسند احمد:2/184،مسلم:1874)

2۔قرآنِ مجید کا ماہر معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔(مسلم:798،بخاری:4937،ترمذی:2904)

3۔قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والے کے لئے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔(بخاری:5018)

4۔صاحبِ قرآن کے حق میں رشک جائز ہے۔(بخاری:7529،مسلم:815)

5۔قرآنِ مجید کے ایک حرف کے بدلے دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔(ترمذی:2910)

6۔قرآنِ مجید سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر ہے۔(بخاری:5027،ابوداؤد:1464)

7۔قرآنِ مجید کا حافظ جنت میں بلند درجے پر فائز ہوگا۔(ابوداؤد:1464)

8۔قرآنِ مجید قوموں کے عروج و زوال کا ذریعہ ہے۔(مسلم:817)

سوال: کیا قرآنِ مجید جیسا کلام کوئی بنا سکتا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید جیسا کلام کوئی نہیں بنا سکتا۔قرآنِ مجید نے تقریباً 20 سال تک چیلنج کیا کہ:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ(الطور:34)

پھر لائیں اس جیسا کلام اگر وہ سچے ہیں۔

قرآنِ مجید کے حروف اور کلمات وہی تھے جس کے ذریعے لوگ کلام کرتے تھے اور جن کو چیلنج کیا گیا وہ قادر الکلام تھے۔وہ کلام میں مقابلے کرتے تھے اور ایک دوسرے پر فخر جتاتے تھے لیکن قرآنِ مجید کے مقابلے کا کلام نہ لا سکے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا ایک سورت ہی ایسی بنا کر لے آؤ۔(یونس:38) آخرِ کار پوری نسلِ انسانی اور جنات کی عاجزی کا اعلان کر دیا گیا۔

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝(بنی اسرائیل:88)

کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور جن اس پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن جیسی کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کے جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

سوال: اُمت پر قرآنِ مجید کے سلسلے میں کس چیز کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟

جواب: اُمت پر قرآنِ مجید کو مضبوطی سے پکڑنا، اس کا حق ادا کرنا اور اس کی پیروی کرنا لازم ہے۔(الانعام:155) رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت فرمائی ہے۔(مسلم 6228) کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے سے مراد یہ ہے کہ:

1۔دن اور رات کے حصوں میں اس کی تلاوت کرنا۔

2۔قرآنِ مجید کو اپنی زبان میں سمجھنے اور اس کے مفہوم کو اسی طرح سے سمجھنے کے لئے جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سمجھایا اس کے ترجمہ و تفسیر کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا۔

3۔قرآنِ مجید کی آیات میں غور و فکر کرنا۔ 4۔قرآنِ مجید کو حفظ کرنا۔

5۔قرآنِ مجید کی حلال کردہ چیزوں کو حلال، حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا۔

6۔قرآنِ مجید کی وعید والی آیات سے خوف کھانا۔ 7۔قرآنِ مجید کے واقعات سے نصیحت حاصل کرنا۔

8۔قرآنِ مجید کی مثالوں سے عبرت پکڑنا۔ 9۔قرآنِ مجید کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہنا۔

10۔قرآنِ مجید کی محکم آیات پر عمل کرنا اور متشابہ پر سر جھکا دینا۔

11۔دین میں غلو کرنے والوں کا ساتھ نہ دینا بلکہ دین کا دفاع کرنا۔

12۔قرآنِ مجید کی دعوت دینا۔ 13۔قرآنِ مجید کی تعلیم دینا اور اس کی تعلیم کے لئے اہتمام کرنا۔

سوال: کیا قرآنِ مجید پر ایمان لانے کے بعد سنت کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

جواب: 1۔قرآن مجید پر ایمان لا کر سنت سے بے نیاز ہونے کا عقیدہ رکھنا درست نہیں۔ ربّ العزت نے فرمایا:

وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:7)

اور جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے پھر تم اُس سے رُک جاؤ۔

2۔سنت قرآنِ مجید کی تفسیر کے لئے آئی ہے۔ جیسے نماز کا حکم تو سات سو مرتبہ آیا ہے مگر اس پر عمل کرنا سنت کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! یاد رکھو قرآن ہی کی طرح ایک اور چیز (یعنی حدیث) مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے۔ خبردار! ایک وقت آئے گا کہ ایک پیٹ بھرا (یعنی متکبر شخص) اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا: لوگو! تمہارے لیے قرآن ہی کافی ہے۔ اس میں جو چیز حلال ہے بس وہی حلال ہے اور جو چیز حرام ہے بس وہی حرام ہے حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے وہ ایسے ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔'' (ابوداؤد:4604)

سوال: قرآن مجید سے اِستفادے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: قرآن مجید سے اِستفادے کے لئے چار شرائط ہیں۔ جو اپنے اندر یہ صفات پیدا کرے گا وہی قرآن حکیم کی ہدایت سے فائدہ اٹھائے گا۔

1۔**ایمان**: اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ایمان لانا اور ان کو دل سے تسلیم کرنا اور ان کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ ایمان والوں کے لئے یہ کتاب رحمت اور شفا ہے۔ (بنی اسرائیل:82)

2۔**اسلام**: اس سے مراد ہے کہ دل کی خوشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور اپنے آپ کو اس طرح اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں کہ فکر و احساسات کا محور و مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔ اس حوالگی کے بعد ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ظاہر ہوگی اور جو عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے اجتناب کیا جائے گا۔ اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام شفا بنتا ہے، دل اور زبان پر یہ کلام جاری ہو جاتا ہے۔

3۔**احسان**: اس سے مراد یہ ہے کہ ایمان لا کر اسلام کو اپنانے میں عمدگی اختیار کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فوری تعمیل، اس کے نواہی سے پرہیز اور ہر حال میں یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اسی سے اعمال میں اخلاص اور عمدگی پیدا ہوگی۔ احسان کرنے والوں کے لئے یہ کتاب ہدایت اور رحمت ہے۔ (لقمان:3)

4۔**تقویٰ**: اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کفر اور شرک سے بچنا۔ فرائض، واجبات اور مستحبات میں بھی سستی اور غفلت سے پرہیز کرنا، حرام اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنا۔ تقویٰ کی وجہ سے ہی ارادوں میں قرآنِ مجید کی جھلک نظر آتی ہے، فیصلے قرآن مجید کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور یہ کتاب کوئی شک نہیں کہ تقویٰ والوں کے لئے ہدایت ہے۔ (البقرۃ:2)

جو شخص اس کتاب ہدایت سے فائدہ نہیں اُٹھاتا وہ محروم رہے گا۔ اگرچہ سرچشمہ جاری ہے لیکن اس کے لئے ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ اے اللہ! اس کتاب کو قبر کی وحشتوں میں ہمارا مونس بنا دینا۔ یا ارحم الرّاحمین! قرآنِ مجید کے ذریعے ہم پر رحمتیں نازل فرما۔ آمین

1.4۔اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان

سوال: رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب: 1۔''شریعت کی زبان میں ''رسول'' کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ رسول آدمی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دستور عطا فرماتا ہے وہ اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وحی الٰہی پانے پر انہیں نبی کہا جاتا ہے اور اس کی تبلیغ کا حکم ملنے پر انہیں رسول

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔" (ابوبکر الجزائری، عقیدۃ المومن:326)

2۔ نبی نسلِ آدم کے وہ سعادت مند مرد ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔

سوال: وحی سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ لغوی اعتبار سے وحی تیزی کے ساتھ پوشیدہ اشارہ کرنے کو کہتے ہیں۔ شریعت کی رو سے وحی اللہ تعالیٰ کا سچا اور پاکیزہ کلام ہے اور اس کے وہ سچے احکامات ہیں جو وہ مخصوص طریقے سے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے اپنے فرشتے کے ذریعے پہنچا دیتا ہے۔

2۔ وحی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ کلام مختلف زمانوں میں نازل ہوتا رہا جس میں تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ وحی اپنی اصل حالت میں قرآن مجید کی صورت میں محفوظ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو تقریباً 23 برس کی مدت میں وحی کے طریقے سے نبی ﷺ پر نازل ہوا۔ (النحل:6)

سوال: رسولوں پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ رسولوں پر ایمان لانے سے مراد یہ پختہ یقین رکھنا ہے کہ:

i۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت میں سے کسی نہ کسی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

ii۔ سارے رسولوں کی دعوت کی اصل بنیاد توحید تھی۔ (الانبیاء:25) سب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور غیر اللہ کی عبادت سے روکتے رہے۔

iii۔ سارے رسول سچے، امانت دار، متقی اور ہدایت کا راستہ دکھانے والے تھے۔

iv۔ رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات اپنی اُمتوں کو پہنچانے میں نہ کچھ چھپایا، نہ اضافہ کیا، نہ کمی کی۔ (النحل:35)

v۔ سارے رسول صراطِ مستقیم پر چلنے والے تھے۔

vi۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور بعض کے درجات بلند کئے۔

2۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر ایمان لانا واجب ہے۔ یہ ہمارے عقیدے کا لازمی جزو ہے اس کے بغیر عقیدہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

3۔ انبیاء اور رسولوں علیہم السلام میں سے کسی ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ (النساء:150،151)

4۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اس لئے انہیں دل سے ماننے، زبان سے اس کا اقرار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (البقرۃ:285)

سوال: رسولوں کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: 1۔ وحی الٰہی یا مستند احادیث سے رسولوں کی حتمی تعداد نہیں بتائی جا سکتی۔

2۔ قرآن مجید میں 25 رسولوں کا تذکرہ ملتا ہے: حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت ذوالکفل، حضرت یونس، حضرت موسیٰ، حضرت عزیر، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت الیاس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ، حضرت یسع علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ۔

3۔ سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں۔ (النساء:163)　　4۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب:40)

سوال: دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں نبی ﷺ کی کیا خصوصیات ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب:40، ترمذی:2219، ابی داود:4252، بخاری:7121)

2۔ نبی ﷺ تمام انسانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی:3148، ابن ماجہ:4363)

3۔ نبی ﷺ تمام جن و انس کے لئے مبعوث کیے گئے۔ (الاعراف:158)

1.5۔ آخرت پر ایمان

سوال: آخرت کے دن سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ آخرت کے دن سے مراد اس زندگی کا آخری اور آنے والی زندگی کا پہلا دن ہے۔

2۔ یہ جہان ایک نہ ایک دن ضرور فنا ہوگا اس لئے کہ یہ زندگی ہمیشہ کی زندگی نہیں۔ اس جہان میں چھوٹی چیزیں یعنی اجزاء فنا ہوتے ہیں۔ جب جزو فنا ہوتا ہے تو کل کائنات بھی برباد ہوگی۔

3۔ عالمِ آخرت کا آنا ممکن ہے۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے جو عقل کے خلاف نہیں۔ جو چیز ایجاد ہوئی ہوا سے توڑ کر دوبارہ بنایا جا سکتا ہے۔ (یٰس:78-81)

وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ (الروم:27)

اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے۔ پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس کے لیے آسان تر ہے۔

4۔ عالمِ آخرت کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں انسانوں نے اپنے ارادے اور اختیار سے جو کچھ کیا انہیں اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے۔ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت بدلے یا جزا کی جگہ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:185)

''ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور یقیناً تم قیامت کے دن اپنے اجر پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پھر جو شخص آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔''

دنیا میں لوگ عزت اور ذلت میں، ظلم اور مظلومیت میں، بیماری اور صحت میں، مال داری اور مفلسی میں، نیک نامی اور بدنامی میں ایک برابر نہیں ہیں۔ اب اگر تمام لوگ زندگی گزارنے کے بعد رخصت ہو جائیں لیکن موت کے بعد دوبارہ نہ اُٹھائے جائیں تو یہ عدل، رحمت اور حکمت سے بعید ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت کے برپا ہونے کا اعلان کیا۔ (التغابن:7)

سوال: یوم آخرت پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ یومِ آخرت پر ایمان لانے میں موت پر، قبر کی آزمائش پر، قبر کے عذاب یا راحت پر، صور پھونکے جانے پر، لوگوں کے ربّ العزت کے سامنے حاضر ہونے پر، اعمال نامے دیئے جانے پر، میزان قائم ہونے پر، پل صراط پر، حوضِ کوثر اور شفاعت پر، پھر مؤمنوں کے جنت میں داخلے اور کافروں کو جہنم کی سزا دیئے جانے پر ایمان لانا شامل ہے۔

2۔ اس دن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کے فنا ہو جانے کی جو خبریں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں اور اس کی جو علامتیں اور نشانیاں بیان کی ہیں اور جن احوال و خطرات سے ہمیشہ آگاہ کیا ہے ان سب کی دل سے تصدیق کی جائے اور انہیں برحق اور درست مانا جائے۔ نیز عالمِ آخرت کی ان خبروں کو بھی درست تسلیم کیا جائے جن میں اللہ تعالیٰ نے دوسری دنیا کی اَبدی زندگی، وہاں کی راحت و نعمت، سزا اور عذاب اور اس عالم کے اہم جزئیات کا مفصل

ذکر فرمایا جیسے مر کر اٹھایا جانا، حساب اور دنیا کی زندگی میں اپنے ارادے یا اختیار سے جو کچھ اچھا یا بُرا کیا اس کی سزا یا جزا وغیرہ۔ (عقیدۃ المؤمن:380)

3۔ آخرت پر ایمان لانا واجب ہے، دینِ اسلام کے چھ ارکان میں سے ایک رُکن ہے جس پر عقیدے کی بنیاد قائم ہے۔

i۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا ہے۔ (البقرۃ:177)

ii۔ آخرت پر ایمان کے عقیدے کو قرآن مجید میں وہی درجہ دیا گیا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے عقیدے کو حاصل ہے۔ (البقرۃ:64، الحج:7,6، الطلاق:2)

iii۔ فلاح اور کامیابی ان لوگوں کے لئے ہے جو آخرت پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ (البقرۃ:5,4)

iv۔ آخرت پر ایمان لانے والوں کو اتباعِ رسول ﷺ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ (الاحزاب:21)

v۔ آخرت پر ایمان لانے سے ہی اَخلاق کی درستگی اور انسان کی روح کی پاکیزگی اور اصلاح کا دارومدار ہے۔ (المعارج:22-35)

سوال: قیامت کب آئے گی؟

جواب: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ یہ علم غیبی اُمور میں سے ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دی۔ (بخاری:50)

سوال: کیا قیامت کی نشانیاں بھی ہیں؟

جواب: ہر زندہ چیز پر فنا ہونے سے پہلے نشانیاں نمودار ہوتی ہیں۔ کھیت پک کر پیلے پڑ جاتے ہیں پھر مرجھا جاتے ہیں۔ انسان اور جانور بوڑھے ہو جاتے ہیں پھر مر جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں کائنات کے حصّہ ہیں۔ جب اجزا میں فنا اور اس کی علامات قبول کرنے کی صلاحیت ہے تو کائنات بھی فنا ہوگی اس کی علامات بھی ظاہر ہوں گی۔ (محمد:18، مسلم:7285)

1۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور وفات (مسلم:7403)
2۔ شق قمر (سورۃ القمر:1)
3۔ دریائے فرات سے سونے کے پہاڑ کا نکلنا (مسلم:7272)
4۔ درندوں کا انسانوں سے بات کرنا (ترمذی:2181)
5۔ جنگیں (مسلم:7312)
6۔ امام مہدی (صحیح ابی داود للالبانی:4285)
7۔ دجال کا خروج (مسلم:7384)
8۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (مسلم:7278)
9۔ یاجوج ماجوج (الانبیاء:96,97)
10۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (مسلم:7397)
11۔ زمین کا دھنسنا مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں (مسلم:7285)

12۔ دھواں (مسلم:7397) 13۔ دآبۃ الارض (مسلم:7383) 14۔ پاکیزہ ہوا کا چلنا (اشراط الساعۃ فی مسند الامام احمد)

15۔ مکہ کی ویرانی (کعبہ کو گرا دیا جائے گا) (مسلم:7305) 16۔ مدینہ کی ویرانی (بخاری:1874)

17۔ ملک حجاز سے آگ کا نکلنا (بخاری:7118)

سوال: قیامت کا آغاز کیسے ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس کی آواز اتنی ہولناک ہوگی کہ ہر چیز لرز اُٹھے گی۔ (القارعۃ:1-5) آسمان پھٹ جائے گا۔ تارے جھڑ جائیں گے، ہر چیز اپنا وجود کھودے گی، سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے، قبریں کھول دی جائیں گی۔ (الزلزال:1-3، الانفطار:1-3، التکویر:1-6، الواقعۃ:1-6)

سوال: موت پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ موت پر ایمان لانے سے مراد ان تمام غیبی امور پر مکمل ایمان لانا ہے جن کا ذکر قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول میں ہوا ہے:

i۔ ہر چیز جو زندہ ہے فنا ہونے والی ہے۔ (آل عمران:185)

ii۔ ہر شخص کو موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے خواہ بیماری سے آئے خواہ قتل ہونے کی وجہ سے آئے یا تندرستی میں آئے۔

iii۔ ہر شخص کو موت کا وقت مقرر ہے نہ اس سے پہلے موت آسکتی ہے نہ بعد میں۔ (الرعد:2)

iv۔ موت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے مقرر ہیں۔ ملک الموت جانیں قبض کرتا ہے۔

v۔ موت سے مفر ممکن نہیں۔ جب مقررہ وقت آجاتا ہے تو کوئی ایک گھڑی آگے یا پیچھے نہیں کرسکتا۔ (الاعراف:34)

2۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ ﷺ اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر کی امان مانگو۔ آپ ﷺ نے یہ دو یا تین بار فرمایا۔

پھر فرمایا: بندۂ مومن جب رخصتی اور سفرِ آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے ''جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں'' آتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت

کی حنوط ہوتی ہے۔ تاحدِ نگاہ وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے نفسِ مطمئنہ! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل چل۔ چنانچہ اس کی روح اس طرح بہہ کر نکل جاتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے۔ ملک الموت اسے پکڑ لیتا ہے اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس کی روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ اس سے لے کر اسے کفن میں لپیٹ کر اس پر اپنی لائی ہوئی حنوط مل دیتے ہیں اور اس کے جسم سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے مشک کا ایک خوشگوار جھونکا جو زمین پر محسوس ہوسکے۔ پھر فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ پر بھی ان کا گزر ہوتا ہے وہ گروہ پوچھتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ وہ جواب میں اس کا بہترین نام بتاتے ہیں جس سے دنیا میں لوگ اسے پکارتے تھے حتیٰ کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور دروازے کھلواتے ہیں۔ جب دروازہ کھلتا ہے تو ہر آسمان کے فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں اور اگلے آسمان تک اسے چھوڑ آتے ہیں اور اس طرح وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کا نامۂ اعمال ''علیین'' میں لکھ دو اور اسے واپس زمین کی طرف لے جاؤ کیونکہ میں نے اپنے بندوں کو زمین کی مٹی ہی سے پیدا کیا، اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔ چنانچہ اس کی روح جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے۔

پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں: یہ شخص کون ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ ہیں۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا علم کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس پر آسمان سے ایک منادی پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور تاحدِ نگاہ اس کی قبر وسیع کردی جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک خوبصورت چہرے، خوبصورت لباس اور انتہائی عمدہ خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: تمہیں خوشخبری مبارک ہو! یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے: تم کون ہو کہ تمہارہ چہرہ ہی خیر کا پتہ دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ اس پر وہ کہتا

ہے: پروردگار! قیامت ابھی قائم کردے تاکہ میں اپنے اہلِ خانہ اور مال میں واپس لوٹ جاؤں۔

اور جب کوئی کافر شخص دنیا سے رخصتی اور سفرِ آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اتر کر آتے ہیں جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔ وہ تاحدِ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے: اے نفسِ خبیثہ! اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے کی طرف چل! یہ سن کر اس کی روح جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور ملک الموت اسے جسم سے اس طرح کھینچتا ہے جیسے گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتا ہے۔ فرشتے ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اسے اس کے ہاتھ نہیں چھوڑتے اور اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے مردار کی بدبو جیسا ایک ناخوشگوار اور بدبودار جھونکا آتا ہے۔ پھر وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے، وہی گروہ کہتا ہے کہ یہ کیسی خبیث روح ہے؟ وہ اس کا دنیا میں لیا جانے والا بدترین نام بتاتے ہیں یہاں تک کہ اسے لے کر آسمانِ دنیا پر پہنچ جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تاوقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے'' اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا نامۂ اعمال ''سجین'' میں سب سے نچلی زمین میں لکھ دو۔ چنانچہ اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندے اُچک لیں یا ہوا اسے دور دراز کی جگہ میں لے جا ڈالے۔''

پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ پھر وہی جواب دیتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں: وہ کون شخص تھا جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا؟ وہ پھر وہی جواب دیتا ہے اور آسمان سے ایک منادی پکارتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ وہاں کی گرمی اور لو اسے پہنچنے لگتی ہے اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک بدصورت آدمی گندے کپڑے پہن کر آتا ہے جس سے بدبو آ رہی ہوتی ہے اور اس سے کہتا ہے: تجھے خوشخبری مبارک ہو! یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے: تو کون

ہے کہ تیرے چہرے سے ہی شر کی خبر معلوم ہوتی ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں تیرا گندا عمل ہوں۔ وہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! قیامت قائم نہ کرنا۔ (مسند احمد: 18733)

سوال: عالمِ برزخ سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ برزخ لغت میں پردے یا آڑ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں یا دو حقائق کے درمیان حائل ہوتا ہے۔

2۔ شریعت کی اصطلاح میں عالمِ برزخ وہ عالمِ اَرواح ہے جہاں روحیں زمینی عناصر کی قید سے آزاد اپنی مستقل زندگی رکھتی ہیں اور راحت اور اذیت سہتی ہیں۔ (عقیدۃ المؤمن: 476)

سوال: قبر کے حالات پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے قبر دی۔ جیسا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس: 21) پھر اُسے موت دی، پھر اُسے قبر میں پہنچایا۔

کسی شخص کو جلا دیا گیا ہو یا پانی میں بہا دیا گیا ہو جہاں جہاں کسی کے ذرّات موجود ہیں وہیں اس کی قبر ہے۔ (بخاری: 3452)

2۔ اس بات پر ایمان رکھنا کہ قبر میں سوال و جواب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے منکر نکیر سوال جواب کرتے ہیں۔ (ترمذی: 1071)

3۔ صالح انسان کو قبر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔ جنت کا بستر بچھایا جاتا ہے، جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے، جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور گناہ گار کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، اس کے لئے آگ کا بستر بچھایا جاتا ہے، آگ کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ (ابوداؤد: 4753)

4۔ قبر میں ہر شخص کو روزانہ صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں۔ (بخاری: 1379) نبی ﷺ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ (مسلم: 1325)

سوال: بعث بعد الموت سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ بعث بعد الموت سے مراد موت کے بعد قبروں سے زندہ کر کے اُٹھایا جانا ہے۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (الحج: 7) اور یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اُن کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

i۔ بعث بعد الموت پر سو کر اٹھنا دلیل ہے۔ سو کر اُٹھنا موت کے بعد زندہ ہونے کی طرح سے ہے۔ (الانعام: 60)

ii۔ بعث بعدالموت پر اللہ تعالیٰ کی قوتِ تخلیق دلیل ہے۔ (الحج:5)

iii۔ بعث بعدالموت کے لئے خشک اور بنجر زمین میں زندگی کا پیدا ہونا دلیل ہے۔ جیسے بارش ہونے سے خشک زمینوں میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح سے موت کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔ (فصلت:39)

iv۔ بعث بعدالموت پر زمین و آسمان کی تخلیق دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق انسانوں کی تخلیق سے بہت بڑا کام ہے۔ جب ربّ تعالیٰ کے لئے پہلی تخلیق مشکل نہیں تو دوسری کیسے مشکل ہو سکتی ہے۔ (یس:78-81)

v۔ بعث بعدالموت کے لئے جزا اور سزا کا تصور دلیل ہے۔ اس دنیا میں انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں کوئی نیک ہے اور کوئی گناہ گار۔ اس لئے دوسری زندگی کا ملنا ناگزیر ہے جہاں اعمال کا بدلہ ملے گا۔ (آل عمران:185)

vi۔ بعث بعدالموت کے لئے شریعت کی پابندیاں دلیل ہیں۔ شریعت کی پابندیاں عائد کرنے کا مقصد جزا سزا دینا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ایک دوسری دنیا برپا ہو جہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ (الملک:1-2، القیامۃ:30)

vii۔ اللہ تعالیٰ نے بعث بعدالموت کے بارے میں خبریں دی ہیں۔ (الانبیاء:104، المعارج:43-44) اللہ تعالیٰ کی خبریں سب سے بڑی دلیل ہیں۔

viii۔ رسول اللہ ﷺ نے بعث بعدالموت کے بارے میں خبریں دی ہیں۔ (مسلم:156/8، بخاری:136/8)

2۔ اُس دن صور پھونکا جائے گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے رکھا ہے اور وہ منہ میں صور دبائے ہوئے بجانے کے انتظار میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہان کے فیصلے کا وقت آئے گا تو صور میں پھونک ماردی جائے گی۔ پھر سب بے ہوش ہو کر گر جائیں گے۔ پھر دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو سب کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ (الزمر:68)

3۔ سب دوبارہ اُٹھ کر رب العزت کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔ حساب اور جزا کے لئے ایک میدان میں سب کو اکٹھا کر لیا جائے گا۔

4۔ سب لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اپنے ربّ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ (بخاری:6527، مسلم:2850)

5۔ اس روز سورج انتہائی قریب آجائے گا۔ (الترغیب والترہیب:3587)

6۔ اس روز اللہ تعالیٰ براہِ راست ہم کلام ہوں گے۔ (بخاری:1413، مسلم:7051)

7۔ یوم البعث کو سب سے پہلے نبی ﷺ کو اُٹھایا جائے گا جبکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام عرش تھامے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ اب معلوم نہیں کہ طُور پہاڑ پر جو ان کو بیہوشی ہوئی تھی وہ اس کا بدلہ ہے (کہ وہ اس بار بیہوش نہ ہوں گے) یا نبی ﷺ سے پہلے ہوشیار ہو جائیں گے۔ (بخاری:3414، مسلم:2373، مسلم:6151)

8۔ بعث بعدالموت کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا اور جو کچھ نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی اس پر ایمان لانا دین کے اہم واجبات میں سے ہے۔

9۔ بعث بعدالموت یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ، آسمانی کتابوں اور رسولوں کا کافر ہے۔ (التغابن:7)

سوال: میدانِ حشر سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ میدان حشر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں حشر ہوگا۔ حشر دوسری زندگی کے بعد ساری مخلوقات کا ایک میدان میں اکٹھا ہونا ہے جہاں سب لوگوں کو ان کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

2۔ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سفید گیہوں کی روئی جیسے صاف اور چپٹی زمین پر لوگوں کا حشر کیا جائے گا۔ اس زمین میں کسی کا نشان نہیں ہوگا۔ (مسلم:128/8، بخاری:135/8)

3۔ میدانِ حشر میں حاضری پر یقین رکھنا ایمان بالآخرت کا حصہ ہے۔

4۔ میدانِ حشر میں متقیوں اور مجرموں کا حشر ایک جیسا نہیں ہوگا۔ (مریم:85,86)

i۔ سب انسان فرداً فرداً اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔ (الانعام:94)

ii۔ حشر کی حاضری سے کوئی بچ نہ پائے گا۔ (الکھف:47)

iii۔ لوگ پکارنے والے کی آواز کے پیچھے چلیں گے۔ (طہٰ:108)

iv۔ لوگ گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ (الواقعہ:4-10)

v۔ قیامت کے دن گمراہوں کا حشر چہرے کے بل پر ہوگا۔ (بنی اسرائیل:97، بخاری:4760)

vi۔ ننگے سر، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ اُٹھائے جائیں گے۔ (مسلم:7198)

vii۔ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ (المعارج:4)

viii۔ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی ۔(المومن:18)

ix۔منکرین اور کفار کو اوندھے منہ اُٹھایا جائے گا۔(بنی اسرائیل:93)

x۔سورج لوگوں کے بے حد قریب ہوگا اور انسان کا پسینہ ستر گز تک زمین پر پھیلا ہوگا۔(مسلم 135/8، بخاری 1376)

5۔میدانِ حشر میں لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔(المطففین:6)

i۔ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے،کوئی بول نہ سکے گا۔(النباء:38)

ii۔نگاہیں پتھرائی ہوئی ہوں گی،لوگ سر اُٹھائے تیزی سے بھاگ رہے ہوں گے اور ان کے دل اُڑ رہے ہوں گے۔ (ابراہیم 42,43)

iii۔لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے۔(مسلم 7205)

6۔حشر کے میدان میں فیصلے ہوں گے۔(المرسلٰت:15)

سوال:حوضِ کوثر سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔حوض کوثر سے مراد وہ عظیم حوض ہے جو نبی ﷺ کو میدانِ حشر میں عطا کیا جائے گا۔(الکوثر:1، بخاری 6576،6579)

2۔سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''میرا حوض (کوثر ،طول وعرض میں) مہینے کی مسافت کا ہے۔پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور آبخورے (پینے کے برتن) اس کے ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے۔جس نے اس میں سے (ایک دفعہ) پی لیا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''(بخاری 6579)

3۔دین میں نئی باتیں نکالنے والے اُس دن حوضِ کوثر کا پانی پینے سے محروم رہیں گے۔(بخاری 6576)

سوال:شفاعت سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔شفاعت سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے پاس کسی کم درجے والے کی مدد یا گناہوں کی معافی کے لئے سفارش لے کر جانا۔

2۔شفاعت پر ایمان لانا بھی آخرت پر ایمان لانے کا حصہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ شفاعت کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔(الزمر:44)

3۔آخرت میں شفاعت تب ہوگی جب لوگ انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور کوئی بھی شفاعت کے لئے تیار نہیں ہوگا اور اپنا عذر پیش کر کے اگلے نبی کے پاس بھیج دے گا۔پھر لوگ نبی ﷺ کے پاس آئیں گے تو آپ ﷺ

ان کی شفاعت کریں گے۔(نسائی:432،بنی اسرائیل:79) مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ شفاعتِ عظمٰی فرمائیں گے۔

4۔قیامت کے دن شفاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی۔(البقرۃ:255،سبا:23)

i۔شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔(البقرۃ:255)

ii۔شفاعت کے معاملے میں کسی کا ادنیٰ سا اختیار بھی نہیں ہے۔(النجم:26)

iii۔شفاعت کا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔اس کی اجازت اس کے محبوب اولیاء کو ملے گی۔(مریم:87)

iv۔شفاعت اس کے لئے ہوگی جس سے ربّ العزت راضی ہو جائیں گے۔(الانبیاء:28،طٰہٰ:109)

v۔اللہ تعالیٰ شفاعت کے لئے مخلص اہلِ توحید سے راضی ہوں گے۔ظالموں کے لئے کوئی شفاعت نہ ہوگی۔ (بخاری:6570،غافر:18)

vi۔نبی ﷺ کو شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے۔(بخاری:6565)

vii۔شفاعت ایک ہی بار نہیں کی جائے گی۔(بخاری:6565)

5۔قیامت کے دن شفاعت توحید پرستوں کے لئے ہوگی۔(مسلم:199،ترمذی:3602،ابن ماجہ:4307)

6۔شفاعت صرف اسی کو فائدہ دے گی جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں۔کافروں اور مشرکوں کو کوئی سفارش فائدہ نہیں دے گی۔(الانبیاء:28،المدثر:48)

7۔جو شخص یہ چاہے کہ نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہو اسے چاہئے کہ:

i۔دُعا کرے:اللہ! مجھے ان سعادت مند لوگوں میں شامل فرما دے جن کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

ii۔توحید کا اقرار اور شرک سے مکمل پرہیز کرے۔

iii۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ **iv**۔نمازوں کی پابندی کرے۔

v۔کثرت سے درود پڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے وسیلہ کی دُعا مانگے۔

سوال:شفاعت کی قسمیں کون سی ہیں؟

جواب: **پہلی اور سب سے بڑی شفاعت** محمد رسول اللہ ﷺ کی ہوگی۔آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کیا جائے گا۔(بنی اسرائیل:79،مسلم:475)

دوسری شفاعت جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے ہوگی۔ نبی ﷺ سب سے پہلے دروازہ کھلوائیں گے اور آپ ﷺ کی اُمت سب سے پہلے داخل ہوگی۔

تیسری شفاعت ان کے لئے ہوگی جن کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا مگر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے انہیں بچا لیا جائے گا۔

چوتھی شفاعت اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں کے لئے ہوگی جو جہنم میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ ان کو نہرِ حیات میں غسل دیا جائے گا اور ان کا جسم بھر جائے گا ایسے ہی جیسے زمین بارش کے بعد گھاس اُگاتی ہے۔

پانچویں شفاعت اہلِ جنت کے درجے بلند کرنے کے لئے ہوگی۔ یہ شفاعت دوسرے انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور مقرب لوگ بھی کریں گے مگر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کریں گے۔

سوال: میزان سے کیا مراد ہے؟

جواب: میزان سے مراد وہ ترازو ہے جو قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو تولنے کے لئے قائم کیا جائے گا۔ اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ (الانبیاء:47، المومنون 103,102، بخاری:6406)

سوال: انسانوں کا حساب کتاب کیسے ہوگا؟

جواب: 1۔ میدانِ حشر میں انسانوں کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام حاضر کر دیئے جائیں گے۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا حساب دیا جائے گا۔ (الانبیاء:47)

2۔ جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے۔ (الاعراف:8)

3۔ کافروں کے اعمال کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ (الکھف:105)

سوال: اعمال نامے سے کیا مراد ہے؟

جواب: 1۔ اعمال نامے سے مراد انسان کی زندگی میں کئے گئے اعمال کا ریکارڈ ہے۔

i۔ کوئی لفظ وہ (انسان) نہیں بولتا مگر ایک مستعد نگران اُس کے پاس ہوتا ہے۔ (ق:18)

ii۔ انسان جو اچھے بُرے اعمال کرتا ہے اُس کو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہیں۔ (الانفطار:12-10، یٰس:12)

2۔ ہر کوئی اپنا نامۂ اعمال خود پڑھے گا۔ (بنی اسرائیل 13,14)

3۔ لوگ اپنے سارے اعمال موجود پائیں گے۔ (الکھف:49)

4۔ جن کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ عیش میں ہوگا۔ عالی مقام جنت میں۔ (الحاقۃ:19)

5۔ جن کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ (الانشقاق:10)

6۔ نامۂ اعمال کے بارے میں کوئی نہیں جانتا دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں۔

سوال: حساب کتاب کے لئے پیشی کیسے ہوگی؟

جواب: 1۔ حساب کتاب کے دن کوئی اپنی بات چھپا نہیں سکے گا۔ (الحاقۃ:18)

2۔ اعمال کے بارے میں ضرور سوال ہوگا۔ (الحجر:93-92، الصافات:24)

3۔ لوگوں کو صف بستہ پیش کیا جائے گا۔ (الکھف:48)

4۔ قیامت کے دن جس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے آسانی سے حساب لیا جائے گا۔ (الانشقاق:8)

5۔ جس کا حساب ہوا وہ عذاب میں پھنسا۔ (بخاری:6536)

6۔ جن کا سختی سے محاسبہ ہوگا انہیں گناہوں کا اعتراف کرنے کے لئے کہا جائے گا اور چھوٹے بڑے سارے گناہ اُن سے اگلوائے جائیں گے۔ اگر وہ سچ بولیں گے تو ٹھیک ورنہ جھوٹ بولنے کی صورت میں منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضاء کو بولنے کی قوت دی جائے گی۔ پھر اعضاء صاف صاف کہہ دیں گے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔
(فصلت:21، النور:24، یٰس:65)

سوال: قیامت کے دن قصاص کیسے ہوگا؟

جواب: 1۔ قیامت کے دن ہر نفس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (غافر:17)

2۔ اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہ کریں گے۔ (النساء:40)

3۔ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ (الزمر:69)

4۔ سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔ (بخاری:6533)

5۔ قیامت کے دن ظلم کا بدلہ نیکیاں لے کر دیا جائے گا۔ (بخاری:6534)

سوال: پل صراط سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔اس سے مراد ایک پُل ہے جو جہنم کے اوپر لگایا جائے گا۔(مریم:72-71)

2۔جب انسانوں کے اعمال کا فیصلہ ہو جائے گا تو اُن کو جنت یا جہنم لے جانے کے لئے پُل صراط سے گزرنا ہوگا۔

3۔جب لوگ پُل صراط سے گزریں گے اس وقت تمام پیغمبر یہ کہتے ہوں گے: اے اللہ! سلامت رکھ، اے اللہ سلامت رکھ۔(مسلم:451)

4۔ہر شخص پُل صراط سے دنیا میں اپنے عمل کے مطابق گذرے گا۔کوئی بجلی کی طرح پلک جھپکنے کی سی تیزی سے گزر جائے گا،کوئی کم رفتار میں گزرے گا۔نجات پانے والے گھٹنوں کے بل یا ہاتھوں کے بل گھسٹ کر نجات پا جائیں گے اور جن کو گرنا ہوگا وہ ذلت اور بربادی کے جہنم میں جا گریں گے۔(مسلم:129/1)

سوال: جنت اور جہنم پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:1۔جنت اور جہنم پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ انسان اس بات کی تصدیق کرے کہ:

i۔جنت اور جہنم برحق ہیں اور دونوں موجود ہیں۔(آل عمران:133,131،البقرۃ:24، بخاری:3679،324)

ii۔دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمیشہ باقی رہیں گی کبھی فنا نہیں ہوں گی۔

iii۔جنت کے جن انعامات کا ربّ نے وعدہ کیا ہے وہ یقیناً ملنے والے ہیں۔جہنم کے جن عذابوں کا ربّ نے وعدہ کیا ہے وہ عذاب یقیناً ہونے والے ہیں۔

iv۔ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے جنت میں جائیں گے۔کافر،مشرک اور منافق جہنم میں جائیں گے۔(البقرۃ:24,25، بخاری:3435)

2۔جنت متقیوں اور جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے۔(النساء:56-57)

3۔اللہ تعالیٰ نے جنت کے بارے خبر دی ہے کہ جنت اور اس میں رہنے والے ہمیشہ باقی رہیں گے۔ان کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی نہ وہ اس میں سے نکلیں گے۔(التوبہ:100،ہود:108،الواقعہ:33،النساء:13)

4۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جہنم اور اس کے رہنے والوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔(الجن:23،البقرۃ:39، بخاری:6544)

5۔جنت میں سب سے پہلے نبی کریم اور آپ ﷺ کی اُمت داخل ہوگی۔(سلسلہ الصحیحہ:171،مسلم:1980،196،المصنف ابن ابی شیبہ:503/11)

6۔قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ شہید ہوگا جو کہے گا کہ میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لیے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔تحقیق وہ کہا جا چکا۔پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا۔وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآنِ مجید پڑھا۔اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا۔پھر یہ حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا۔وہ کہے گا کہ میں نے تیرے ہر راستہ میں جس میں مال خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔تحقیق وہ کہا جا چکا۔پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(مسلم:4923)

7۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو اور سیدھی راہ پر گامزن رہو اور جان رکھو کہ تم میں کوئی بھی اپنے اعمال سے نجات حاصل نہ کرے گا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے گا۔(مسلم:7117)

سوال: جنت کیا ہے؟

جواب:1۔جنت کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں باغ، گھر اور محلات ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔یہ نعمتیں ان کے لیے جمع کر رکھی ہیں بلکہ ان کا ذکر چھوڑو جن نعمتوں کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدۃ:17)

پھر کوئی شخص نہیں جانتا جو کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لیے چھپا کر رکھی گئی ہے۔اُن اعمال کے بدلے

میں جو وہ کرتے ہیں۔ (مسلم:7134)

2۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں جنت کے نام اس کی صفات کے اعتبار سے بہت سے ہیں اور ذات کے اعتبار سے ایک ہی ہے:

i۔ جنت۔ یہ عام نام ہے اس مقام کے لئے جو لذتوں، رونقوں اور خوشیوں والا ہے۔

ii۔ جنت الماویٰ (النجم:15) iii۔ جنت عدن (مریم:61، التوبۃ:72) iv۔ جنات النعیم (لقمان:8)

v۔ دار السلام (الانعام:127، یونس:25) vi۔ دار الخلد (حود:108، الحجر:48) vii۔ جنت الفردوس (الکھف:108)

viii۔ رحمۃ اللہ (مسلم:7172)

3۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں جنت کو رحمت سے رحمت کے لئے بنایا گیا اور اس کو اہل رحمت سے خاص کیا گیا، ''الرحماء'' اس میں داخل ہوں گے۔ (بدائع الفوائد:2/157)

4۔ جنت کہاں ہے؟ اس بارے میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی (النجم:13-15)

''اور اُس نے دوسری مرتبہ اُسے دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ جس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔''

اور یہ ثابت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمانوں کے اوپر ہے۔ (حادی الارواح:99)

5۔ جنت کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے۔ (آل عمران:133، مسلم:463)

6۔ جنت اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اس کے اعزاز کا گھر اور اس کے خاص دوستوں کا مقام ہے۔ (حادی الارواح:83)

7۔ جنت لذتوں اور نعمتوں کا گھر ہے تکلیف کا گھر نہیں ہے۔ (مفتاح دار السعادۃ:1/116)

8۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں (بخاری:3257) جو کھلے ہیں۔ (ص:50)

9۔ جنت کے دروازے پر ایک بڑا درخت ہے جس کی جڑ سے دو نہریں جاری ہیں۔ ایک نہر میں جنت میں آنے والوں کا مشروب ہے جب کہ دوسری نہر کے پانی سے ہاتھ منہ دھوئیں گے۔ ان کے بال کبھی پراگندہ نہ ہوں گے۔ پہلی نہر سے سیراب ہونے کے بعد جنتیوں کے چہروں پر راحت اور تازگی کی لہر دوڑ جائے گی۔ (الترغیب 4/494،496)

10۔ جنت میں داخلہ وقفے وقفے سے اور لگاتار ہوگا۔

i۔ جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گی۔ (مسلم 8/146)

ii۔ جنت کے دروازے پر فرشتے استقبال کریں گے جن میں رضوان جنت سب سے آگے ہوں گے جو جنت کے محافظ ہوں گے، اس کے بعد وہ جو جنت میں آرام پہنچانے کے لئے مقرر ہوں گے۔ (الزمر:73، الرعد 23،24)

11۔ جنت کے درجات ہیں اور یہ اعمالِ صالحہ کے اعتبار سے ہوں گے۔ (الانفال:4، النساء:95-96)

12۔ جنت کی نعمتوں کا نقشہ رب العزت نے یوں کھینچا ہے: ''اور جب تم دیکھو گے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور عظیم بادشاہت۔ اُن کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے بھی۔ اور اُن کو چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ اور اُن کا ربّ اُنہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یقیناً یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری کوشش قابلِ قدر ہے۔ (الدھر:20-22)

13۔ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ وسیلہ ہے جس پر نبی ﷺ فائز ہوں گے۔ (احمد 7588)

14۔ جنت کی مٹی، اس کی کنکریاں، اس کی عمارتیں، اس کی دیواریں، جس چیز سے وہ بنی ہے اس کے بارے میں وہی خبر دے سکتا ہے جس نے جنت دیکھی ہو اور وہ نبی ﷺ کی ذات برکات کے علاوہ کوئی نہیں۔

15۔ جنت کے باغات ہمیشگی کے ہیں جنہیں ربّ العزت نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ (بیہقی، البدایۃ والنھایۃ)

16۔ جنت میں موتی کا خولدار خیمہ ہوگا جس کی بلندی آسمان کی طرف 60 میل ہوگی اور چوڑائی بھی 60 میل ہوگی۔ مؤمن کے متعلقین اس کے اندر رہیں گے۔ مؤمن اس کا چکر لگائے گا اور آپس میں کوئی کسی کو دیکھ نہ سکے گا۔ (مسلم 7159)

17۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک بازار ہے، جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کے دن جمع ہوا کریں گے۔ پھر شمالی ہوا چلے گی اور وہاں کا گرد و غبار (جو مشک اور زعفران ہے) ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا اور ان کا حسن و جمال اور زیادہ ہو جائے گا۔ پھر وہ پہلے سے زیادہ حسین و جمیل ہو کر اپنے گھروں کی طرف پلٹ آئیں گے۔ ان کے گھر والے کہیں گے کہ اللہ کی قسم! تمہارا حسن و جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم! تمہارا حسن و جمال بھی ہمارے بعد زیادہ ہو گیا ہے۔ (مسلم 7146)

18۔ جنت کی مثال جس کا وعدہ ڈرنے والوں سے کیا گیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہوں گی جس میں تبدیلی نہیں ہو

گی۔اور ایسے دودھ کی نہریں جس کا مزہ بدلا نہیں ہوگا۔اور ایسی شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ اور ایسے شہد کی نہریں جو صاف ہوگا۔اور اُس میں اُن کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور اُن کے ربّ کی طرف سے بخشش ہوگی۔کیا وہ اُس کی طرح ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والا ہے؟ اور اُن کو گرم پانی پلایا جائے گا۔پھر وہ اُن کی آنتیں کاٹ کر رکھ دے گا۔(محمد:15)

19۔اکثر جنت کے درخت کانٹوں کے بغیر ہوں گے۔درختوں کے سائے بہت طویل ہوں گے۔(الواقعہ:27-32)

20۔جنت میں پھل وافر مقدار میں ہوں گے۔ہر موسم کے پھل ہر وقت میسر ہوں گے۔(المرسلات:41-44)

21۔اہلِ جنت آمنے سامنے تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔(الواقعہ:10-16)

22۔اہلِ جنت سونے کے کنگنوں اور زیورات سے آراستہ کئے جائیں گے۔اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔ (الکھف:31,30،الحج 23,22،الدخان:51-57)

23۔اہلِ جنت کے خادم چھپائے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔(الدھر:19،الطور:24)

24۔جنت کی عورتوں کو نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا وہ دل ربا، کنواری اور ہم عمر ہوں گی۔(الواقعہ:35-38،مجمع الزوائد:18754)

25۔جنت کی حوریں ایسی ہوں گی گویا کہ انڈے میں (چھلکے کے نیچے) چھپی ہوئی سفید جھلی۔ان کی نگاہیں شرمیلی ہوں گی۔(الصافات:48-49،الرحمٰن:56-59)

26۔جنت میں نعمتوں کی تکمیل ہوگی۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ (التوبۃ:21)

اُن کا ربّ اُنہیں اپنی طرف سے رحمت، رضامندی اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے جن میں ان کے لیے دائمی نعمتیں ہیں۔

27۔جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔(القیامۃ 23,22،مسلم:451)

سوال: کیا آخرت میں مؤمن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے؟

جواب: آخرت میں دیدارِ الٰہی کا یقین رکھنا آخرت پر ایمان لانے کا حصّہ ہے۔(القیامۃ 23,22،المطففین:15) جو شخص دیدارِ الٰہی کا انکار کرتا ہے کتاب اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعے سے جو شریعت بھیجی گئی اس کا انکار کرنے والا ہے۔

سوال: جہنم کیا ہے؟

جواب: 1۔جہنم تباہی کا گھر ہے۔کافروں کا ٹھکانہ ہے۔حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک گھر تخلیق کیا جو ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی اغراض کے لئے جیتے رہے، اپنی مرضی پر چلتے رہے۔یہ گھر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کا اظہار ہے۔(طریق الہجرتین:257)

2۔جہنم محشر میں لائی جائے گی۔(الفجر:24,23،الشعراء:91)

3۔اس روز جہنم کی 70 ہزار لگامیں ہوں گی۔ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچیں گے۔(مسلم:119/8)

4۔جہنم کے سات دروازے ہیں۔(الحجر:44,43)

5۔جہنم کے مندرجہ ذیل درجات ہیں:

i۔نار (آگ)
ii۔لظی (دہکتی ہوئی آگ)
iii۔حطمۃ (ریزہ ریزہ کر دینے والی آگ)
iv۔سعیر (آگ کی لپٹ)
v۔سقر (جھلس دینے والی آگ)
vi۔جحیم (بھڑکتی ہوئی آگ)
vii۔ھاویۃ (گہری آگ)

6۔جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے ربّ کی آیات پڑھ کر سناتے اور تمہیں تمہارے اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں! مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چسپاں ہوگیا۔'' (الزمر:71)

7۔جب یہ اہلِ دوزخ کو دیکھے گی تو غرائے گی۔(الفرقان:12،الطور:13-16)

8۔دوزخیوں کو ڈانٹ ڈپٹ اور لعنت ملامت کی جائے گی۔(الملک:8،الزمر:71،الطور:14،الاعراف:39,38)

9۔دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصّہ ہے۔(مسلم:7165) جب ٹھنڈی ہونے لگے گی تو اسے دوبارہ بھڑکا دیا جائے گا۔(الاسراء:99,97)

10۔جہنم کی گہرائی ایک پتھر کے ستر سال تک مسلسل گرنے کے برابر ہے۔(مسلم:7167)

11۔جہنم کی ایک وادی کا نام ویل ہے۔(المطففین:1)

12۔اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے طوق اور زنجیریں تیار کر رکھی ہیں (الدھر:4)اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔(المزمل:13،غافر:70-72،الحاقۃ:30-34)

13۔جہنم کے سانپ ایسے ہیں ان کا قد اونٹ کے برابر ہوگا اور اس کے ایک بار ڈسنے سے چالیس برس تک تکلیف محسوس ہوتی رہے گی۔(مسند احمد)

14۔جہنمی اگرچہ زندہ رہنا نہیں چاہیں گے مگر عذاب سہنے کے لئے انہیں زندہ رہنا ہوگا۔اس زندگی کے لئے یہ کھانے کھائیں گے۔

i۔زقوم:دوزخ کی تہہ سے نکلنے والا درخت جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہیں۔(الصافات:62-67،الدخان:43-46)

ii۔غسلین:اہلِ دوزخ کی پیپ اور کچ لہو اور اسی طرح زانی عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلنے والا مادہ۔(الحاقۃ:33-37)

iii۔ضریع:کانٹے دار تلخ جھاڑی جو حلق میں پھنس جائے گا۔اہلِ دوزخ اسے گرم پانی سے نیچے اُتاریں گے لیکن جلن کی وجہ سے فوراً پیٹ سے باہر خارج ہو جائے گا جس کی وجہ سے نہ بھوک بند ہوگی، نہ کھانے والے کو موٹا کرے گا۔(الغاشیۃ:6-7)

15۔اہلِ دوزخ کو زندگی کے لئے پانی پینا ہوگا لیکن وہ پانی پیاس نہ بجھائے گا۔اہلِ دوزخ کے پینے کی کچھ چیزیں:

i۔حمیم(پیپ ملا پانی):نہایت گرم چشمے سے اُبلنے والا پانی جس کی خاصیت یہ ہوگی کہ پیتے ہی پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی اور آنتیں کٹ کٹ کر گر جائیں گی۔(الغاشیۃ:2-5،محمد:15)

ii۔ماء صدید:پیپ کا پانی جو نہایت میلا ہوگا۔پینے والا اسے پینے کی بہت کوشش کرے گا مگر اسے پیا نہ جائے گا۔(ابراہیم:15-17)

iii۔ماءالمھل:پگھلائے ہوئے تانبے جیسا اُبلتا ہوا پانی جو منہ کے قریب کرنے پر چہرے کی کھال کو بھون دے گا۔(الکھف:29)

iv۔آبِ غوطہ:زانی عورتوں کی شرم گاہوں سے نکل کر جما ہوا پانی۔(احمد4/399)

16۔دوزخ کے اندر کافر کے دونوں کندھوں کی درمیانی مسافت تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔(بخاری8/142،احمد2/92)

17۔اہلِ دوزخ تکالیف پر روئیں چلائیں گے۔(الفرقان:13،الانبیاء:100)دوزخی اتنے آنسو بہائیں گے کہ آنکھوں سے

آنسوؤں کے دریا بہیں گے۔(الترغیب:4/493)

1.6۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان

سوال:تقدیر پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب:تقدیر پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ:

1۔ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادے سے وجود میں آتی ہے حتیٰ کہ بندے کے اختیاری افعال بھی اس کی مشیت، حکمت اور تقدیر کے تابع ہیں۔ہر کام کو کرنے اور کسی کام سے رُکنے کی طاقت بھی وہی دیتا ہے۔(الاحزاب:38)

2۔جو کچھ موجود ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا پہلے سے علم تھا۔(القمر:49،الفرقان:2،مسلم:6751)

3۔اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہونے والے ہر کام کو لکھوا دیا ہے۔(مسلم:6748)

4۔جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں کرتا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:میرے بیٹے!تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو چکا ہے، یہ تم سے رہ نہیں سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا ہے، وہ مل نہیں سکتا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے،آپ ﷺ فرماتے تھے:''سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھی۔پھر اس سے فرمایا کہ لکھو، اس نے کہا:اے میرے ربّ!کیا لکھوں؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا:قیامت قائم ہونے تک ہر ہر چیز کی تقدیر لکھ۔''اے میرے بیٹے!بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:''جو شخص اس کے سوا (کسی اور عقیدے)پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں۔''(ابوداؤد:4700)

سوال:تقدیر پر ایمان کے کیا اَرکان ہیں؟

جواب:تقدیر پر ایمان کے چار اَرکان ہیں۔جو ان چاروں پر ایمان رکھتا ہے وہ تقدیر پر مکمل ایمان رکھتا ہے۔جو ان میں سے کسی ایک کو کم یا زیادہ کرتا ہے اس کے تقدیر پر ایمان میں خلل ہے۔اور وہ چار ارکان یہ ہیں:

1۔**اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل پر ایمان:** اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل سے مراد ہے کہ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔وہ جانتا ہے جو ہے اور جو ہونے والا ہے اور جو نہیں ہے اگر وجود میں آئے تو اس کی کیا کیفیت ہوگی۔وہ موجود اور معدوم کا علم رکھتا

ہے ۔اسے مخلوق کی تخلیق سے پہلے ان کی عمر، رزق، اعمال اور حرکات وسکنات ، بدبختی اور نیک بختی کا علم تھا۔ (الطلاق:12، التوبہ:115، الحشر:22، سبا:3، البقرۃ:30، ابوداود:4713، مسلم:6737)

2۔اللہ تعالیٰ کی لوح محفوظ میں ہر چیز کی کتابت پر ایمان: لوحِ محفوظ میں ہر چیز کی کتابت پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ ہر کام اور وجود میں آنے والی ہر چیز اور جو امور اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہونے والے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلے سے لکھ رکھا تھا۔ جو ہو چکا جو قیامت تک ہونے والا ہے سب اللہ تعالیٰ کے ہاں لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔ (الحج:70، مسلم:6735، ترمذی:2155،2055)

3۔اللہ تعالیٰ کی مشیت نافذہ اور قدرت کاملہ پر ایمان: اللہ تعالیٰ کی مشیتِ نافذہ اور قدرتِ کاملہ پر ایمان سے مراد ہے:

i۔ جو کچھ پیدا ہوا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

ii۔اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ایمان لانے سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اس کی قدرت سے ہونے والا ہے اور جو نہ چاہے وہ ہونے والا نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی مشیت اس علم کے مطابق ہے جو لوحِ محفوظ میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

iii۔اللہ تعالیٰ جس کام کو نہیں چاہتا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ قدرت نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کا تقاضا نہیں کرتی۔ (التکویر:29، یٰس:82، ابوداؤد:4700)

4۔ ہر موجود چیز کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے کوئی اس کی تخلیق میں شریک نہیں: اس سے مراد اس امر پر ایمان ہے کہ:

i۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور یہ کہ اس کے علاوہ ہر چیز مخلوق ہے۔ (الزمر:62)

ii۔اللہ تعالیٰ ہر عمل کرنے والے کے عمل، ہر حرکت کرنے والے کی حرکت اور سکون کا خالق ہے۔ (الصافات:96)

iii۔اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے یعنی وہ ہر خیر اور شر، کفر اور ایمان، اطاعت اور نافرمانی کا خالق ہے۔ (التوبہ:51)

سوال: اللہ تعالیٰ خیر وشر کا خالق ہے۔ پھر شر اس کی طرف منسوب کیوں نہیں ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اَفعال بھلائی پر مبنی ہیں۔ان میں کسی بھی طریقے سے شر کا پہلو نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے۔ وہ ہر چیز کو اپنے علم کے مطابق اس کے مناسب مقام پر رکھتا ہے۔اس کے تمام افعال عدل اور حکمت پر مبنی ہیں۔ اُس نے ہر نفس کے اندر خیر اور شر مقدر کر دیا ہے۔ بندے اُس کے مطابق اپنے لئے خیر یا شر کماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے منصفانہ جزا اور بدلہ ہے۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَیۡدِیۡكُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِیۡرٍ ؕ﴿۳۰﴾ (الشوریٰ:30)

اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو تمہارے اُن اعمال کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے ہیں اور وہ بہت سے قصوروں سے درگزر کرتا ہے۔

سوال: سعادت اور بدبختی پہلے ہی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع کے قبرستان میں تھے۔اتنے میں نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی پس آپ ﷺ اسے زمین پر مارنے لگے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص (یا یہ فرمایا) ہر جاندار کے لیے اس کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ گناہ گار ہے یا پرہیز گار۔'' ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اسی بات پر اعتماد کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں کیونکہ جس کا نام پرہیز گاروں میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع کرے گا اور جس کا نام گناہ گاروں میں لکھا ہے وہ برائی کی طرف جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! جن کا نام پرہیز گاروں میں ہے ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دی جائے گی اور جو گناہ گار ہیں ان کو برائی کرنے کی توفیق ملے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور دینِ اسلام کو سچ مانا اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی جنت تک پہنچنے کی توفیق دیں گے۔'' (سورۃ اللیل: 5-7)(بخاری 1362,4945)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے نہایت ہی حکمت سے بھرپور جواب دیا کہ عمل کرو یعنی تم پر جو عبودیت واجب ہے اسے لازم پکڑو اور ربوبیت کے کاموں میں دخل اندازی نہ کرو۔ (فتح الباری:1362)

اللہ تعالیٰ نے تقدیر بنائی ہے۔اس نے اسباب مہیا کئے ہیں۔اس نے اپنی حکمت کے ساتھ سب کے لئے وہ راستہ آسان کر دیا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا۔ دنیا کی طرح آخرت کے مصالح اسباب کے ساتھ مربوط ہیں۔ جس کو یہ بات سمجھ آجاتی ہے وہ آخرت کے لئے سخت جدّ و جہد کرتا ہے۔ (مسلم:6774) اللہ تعالیٰ کی ساری کتابیں اور احادیثِ نبوی ﷺ میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ تقدیر کا پہلے لکھا جانا عمل کرنے سے نہیں روکتا بلکہ محنت اور عملِ صالح کی رغبت اور حرص کا سبب بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ہم دواؤں کے ذریعے سے علاج کرتے ہیں اور دعاؤں کے ساتھ دَم کرتے ہیں اور دفاعی اشیاء کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں

سے کسی چیز کو روک سکتی ہیں؟ فرمایا: ''یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں شامل ہیں''۔ (ترمذی:2148)

اس کا مطلب یہ ہے کہ خیر اور شر کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بندے ایمان لائیں تو کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ ممکن نہیں کہ وہ تمام بندوں کو مؤمن بنا دے؟

جواب: اللہ تعالیٰ یہ قدرت رکھتا ہے کہ سارے بندوں کو مؤمن بنا دے جیسا کہ اس نے فرمایا:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (المائدۃ:48)

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا۔ مگر تا کہ وہ اس میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔ پھر تم بھلائیوں میں سبقت لے جاؤ۔ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں اس چیز کے متعلق بتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت سب کو مؤمن نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے۔ اس کی الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال پر اعتراض کرنا، اس کی الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات پر اعتراض کرنا ہے۔ (الانبیاء:22,23)

سوال: دین میں تقدیر پر ایمان لانے کا کیا درجہ ہے؟

جواب: تقدیر پر ایمان لانا اور شریعت کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ دین کے معاملات اسی وقت درست، منظم اور مربوط ہو سکتے ہیں جب انسان تقدیر پر ایمان لے آئے۔ جو شخص تقدیر کا انکار کرتا ہے تو دراصل اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کو اس سے معطل کرتا ہے اور بندوں کو اپنے افعال کا خالق بنا دیتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا خالق ثابت کرتا ہے بلکہ سارے ہی انسانوں کو جو مخلوق ہیں خالق بنا دیتا ہے۔ جو شخص بندے سے قدرت اور اختیار کی نفی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا کی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کو منسوب کیا۔

سوال: ایمان والے تقدیر پر کیسے ایمان رکھتے ہیں؟

جواب: 1۔ تقدیر کے خیر وشر پر ایمان رکھتے ہیں۔

2۔ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

3۔ وہ شریعت کے احکامات، اوامر ونواہی پر سر جھکاتے ہیں۔

4۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جس پر رحمت کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس کا عدل ہے وہ بہتر جانتا ہے کس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ (النجم:30) وہ کافر کی طرح یہ نہیں کہتے کہ یہ مجھے میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ (القصص:78)

5۔ وہ یقین رکھتے ہیں ثواب اور عذاب شریعت کی بناء ہوگا۔

6۔ مصیبت کے وقت مؤمن اپنے آپ کو تقدیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں (البقرۃ:156) وہ کافروں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ''اگر نہ نکلتے تو نہ مارے جاتے''۔ (آل عمران:156)

7۔ مؤمنوں سے جب کوئی غلطی ہوتی ہے تو حضرت آدمؑ اور حواؑ کی طرح کہتے ہیں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:23)

''اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

مؤمن شیطان کی طرح یہ نہیں کہتے:

''اے میرے ربّ! جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں اُن کے لیے ضرور دل فریبیاں پیدا کروں گا اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا۔ (الحجر:39)

تقدیر پر ایمان توحیدی نظام ہے۔ ان اسباب پر ایمان لانا جو خیر تک پہنچاتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں شریعت کا نظام ہے۔ انسان کے دینی معاملات مربوط اور منظم نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے اور شریعت کی پابندی نہ کرے۔

سوال: تقدیر پر ایمان لانے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: 1۔ تقدیر پر ایمان لانے سے انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے کیونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ جتنے بھی اسباب فراہم کر

دیئے جائیں کوئی بھی مقصد تبھی حاصل ہوگا جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

2۔تقدیر پر ایمان لانے کی وجہ سے تکبر ختم ہوتا ہے کیونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے، جو مل رہا ہے سب کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے یوں انسان اپنی ذات کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو پالیتا ہے۔

3۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان سکون میں آجاتا ہے۔ یہ یقین اسے اضطراب اور گھبراہٹوں سے بچالیتا ہے کہ جو ہوگا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہوگا۔

4۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کیونکہ وہ تمام انعامات کو رب کی طرف منسوب کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے۔

5۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان ہر مصیبت پر صبر کرنے کے قابل ہوجاتا ہے کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا حق ہے اور اس جہان میں وہی ہوتا رہا ہے اور وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

6۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوجاتا ہے کیونکہ وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ حق پر مبنی ہے۔

7۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے اندر خودداری پیدا ہوتی ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

8۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان جرأت مند ہوجاتا ہے کیونکہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

9۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے حوصلے بلند ہوجاتے ہیں کیونکہ انسان کو یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ اسے ملتا ہے مل کر رہے گا اور جو مل گیا وہ مل نہیں سکتا۔

10۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے اندر سے اِضطراب، ذہنی کشمکش اور خلجان نکل جاتا ہے۔

11۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے اندر تحمل پیدا ہوتا ہے۔

12۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے اندر شدید خطروں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے۔

13۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان گزری ہوئی باتوں پر رنج وغم اور حسرت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

14۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کو اپنے حالات کا غم نہیں ہوتا۔

15۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کو مستقبل کی فکر نہیں رہتی۔

16۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر ایک کا خوف نکل جاتا ہے۔

17۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ بزدلی کی وجہ سے اس کی عمر نہیں بڑھ سکتی۔

18۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ بخل کرنے سے، بچا بچا کر رکھنے سے اس کی روزی زیادہ نہیں ہوسکتی۔

19۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کا ظاہر و باطن ایک ہوجاتا ہے۔ اس کا قول و فعل اور اس کا ہر طرزِ عمل شریفانہ ہو جاتا ہے۔

20۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان سست نہیں رہتا۔ وہ جان کی بازی لگا دینے والے کاموں اور بلند مرتبہ پانے میں ہمیشہ آگے رہتا ہے۔

21۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان سخی بن جاتا ہے۔

22۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان پر علم وحکمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ اس میدان میں بلند ترین مقام پانے کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔

23۔تقدیر پر ایمان کی وجہ سے اُمت کی تقدیر بدلتی رہی ہے۔ آج بھی اس ایمان کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

الوَلآء والبرآء (دوستی اوردشمنی)

سوال1:وَلاء (دوستی) سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ، دینِ اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرنا، اُن کی تائید، حمایت اور مدد کرنا وَلاء ہے۔
(الولاء والبراء بین السماحۃ والغلو:4)

2۔اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے دوستی رکھنا واجب ہے۔ (التوبہ:24، بخاری:15، مسلم:194)

سوال:بَراء (دشمنی) سے کیا مراد ہے؟

جواب:1۔ہر طاغوت سے نفرت اور دشمنی رکھنا جن کی اللہ ربّ العزت کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے اور کفر اور کافروں سے

نفرت اور دشمنی رکھنا بَراء ہے۔ (الولاء والبراء بین السماحۃ والغلو: 4)

2۔ کفر اور کافروں سے دوستی حرام ہے۔ (النساء: 144، المائدۃ: 51، 57، التوبہ: 23، الممتحنۃ: 9)

سوال: وَلاء (دوستی) کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: 1۔ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ (ابوداؤد: 4833، ترمذی: 2378)

2۔ دوستی اثر انداز ہوتی ہے۔ (بخاری: 5534)

3۔ انسان قیامت کے دن اُن ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے دنیا میں دوستی کی ہوگی۔ (بخاری: 6168)

سوال: مؤمن کی ولاء (دوستی) کا مستحق کون ہے؟

جواب: مؤمن کی دوستی کے مستحق اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ اور اہلِ ایمان ہیں۔ (المائدۃ: 55، 56)

سوال: براء (دشمنی) کا مستحق کون ہے؟

جواب: 1۔ سارے باطل معبود (البقرہ: 256) 2۔ تمام اسلام دشمن کافر اور مشرک (الممتحنۃ: 4، التوبہ: 114، الممتحنۃ: 9)

سوال: اہلِ ایمان سے دوستی رکھنے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان سے دوستی رکھتے ہیں۔ (المائدۃ: 93، الصف: 4)

2۔ انبیاء علیہم السلام اہلِ ایمان سے دوستی رکھتے تھے۔ (نوح: 28، ابراہیم: 41، یوسف: 101، مسلم: 499)

سوال: الولاء والبراء ایمان کی بنیاد ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: 1۔ اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

تَرٰی كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (المائدۃ: 80:81)

تم ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھتے ہو کہ وہ کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ بہت بُرا ہے جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (80) اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی اور اس چیز پر جو ان کی طرف نازل کی گئی ایمان لاتے تو ان کو

دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (81)

2۔ امام ابن تیمیہ یہی آیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کافروں سے دوستی لگانے کی مخالفت کرتا ہے اور ایک دل میں ایمان والوں اور کافروں کی دوستی جمع نہیں ہوسکتی۔ جس نے کافروں سے دوستی لگائی وہ اس طرح ایمان نہیں لایا جس طرح اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے حوالے سے ایمان لانا واجب تھا۔'' (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ: 2/83)

سوال: اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں سے دوستی کی کیا علامات ہیں؟

جواب: 1۔ اپنے دین کو بچانے کے لئے کفار کے ملکوں سے مسلمانوں کے علاقوں کی طرف، ہجرت کرنا۔ (النساء: 97-99)

2۔ مسلمانوں کی مال، جان اور ہر اعتبار سے مدد کرنا۔ (التوبہ: 71، بخاری: 2446)

3۔ اگر مسلمان دین کے معاملے میں مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا۔ (التوبہ: 72)

4۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا۔ (بخاری: 13، مسلم: 170) 5۔ مسلمانوں کو دھوکہ نہ دینا۔ (مسلم: 283)

6۔ مسلمانوں سے حسد اور بغض نہ رکھنا۔ (مسلم: 6526)

7۔ مسلمانوں کی عزت اور احترام کرنا اور ان میں عیب اور نقص تلاش کرنے سے بچنا۔ (الحجرات: 12)

8۔ مسلمانوں کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھنا۔ (بخاری: 6011)

9۔ مسلمانوں سے میل جول رکھنا اور ان سے ملاقاتیں کرنا۔ (مسلم: 6572)

10۔ مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھنا، کسی کے سودے پر سودا، پیغامِ نکاح پر پیغام نہ دینا۔ (بخاری: 2140)

11۔ کمزور مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا۔ (الکھف: 28، بخاری: 2896)

12۔ مسلمانوں کے لئے دُعائیں اور استغفار کرنا۔ (الحشر: 10، محمد: 19)

سوال: اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے دوستی کا کیا انعام ہے؟

جواب: 1۔ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (یونس: 62)

2۔ یہی لوگ کامل ایمان والے ہیں۔ (ابوداؤد: 4681) 3۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم: 6549)

4۔ انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔ (بخاری: 6167)

5۔قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مراتب ومنازل کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ (ابوداؤد:3527)

سوال: کفر اور اہلِ کفر سے دوستی کی کیا علامات ہیں؟

جواب:1۔کفار کی مشابہت اختیار کرنا (ایسا کرنا حرام ہے)۔(ابوداؤد:4031)

2۔کافروں کے علاقوں کی طرف سفر کرنا۔

3۔کافروں کے علاقوں میں رہائش اختیار کرنا۔اپنا دین بچانے کے لئے ان علاقوں سے منتقل نہ ہونا۔(النساء:99-97)

4۔کافروں سے تعاون کرنا اور ان کا دفاع کرنا (اس عمل سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے)(آل عمران:118-120)

5۔کافروں کے تہواروں میں شرکت کرنا جو جھوٹ اور لغو پر مبنی ہوتے ہیں۔(الفرقان:72)

6۔کافروں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا۔

7۔کافروں کی تہذیب اور طور طریقوں کی مدح کرنا۔(طٰہٰ:131)

8۔ہر جگہ کافروں کی تاریخِ میلادی کو استعمال کرنا۔دراصل یہ ان کے شعار میں شرکت ہے۔

9۔کافروں کے لئے مغفرت اور رحمت کی دُعا کرنا۔(التوبہ:113)

سوال: کیا کافروں اور مسلمانوں کی دوستی ممکن ہے؟

جواب: کافروں اور مسلمانوں کی دوستی ممکن نہیں۔(البقرۃ:120،135،الکافرون)

سوال: کافروں کے علاقوں میں کس صورت میں رہا جاسکتا ہے؟

جواب:1۔جب ہجرت ممکن نہ ہو۔ 2۔کسی دینی مصلحت کی وجہ سے مثلاً اسلام کی تبلیغ واشاعت وغیرہ۔

سوال: کافروں کے علاقوں کی طرف کس نوعیت کے سفر کرنے جائز ہیں؟

جواب:1۔علاج کے لئے 2۔تجارت کے لئے 3۔تعلیم کے لئے 4۔اسلام کی نشر واشاعت کے لئے

سوال: کافروں کے علاقوں کی طرف سفر کرنے والوں کو کیا خاص احتیاطیں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں؟

جواب:1۔سفر تبھی کرنا چاہئے اگر ضرورت ان علاقوں کی طرف سفر کئے بغیر پوری نہ ہو۔

2۔جب ضرورت پوری ہوجائے تو لوٹ آنا واجب ہے۔

3۔ان علاقوں میں رہتے ہوئے دین کی پابندی کی جائے۔اسلام پر پورے طریقے سے کاربند رہیں۔گناہ کے مقامات سے بچیں۔دشمن کی چالوں سے بچیں۔

سوال: کافروں سے دوستی کا انجام کیا ہے؟

جواب:1۔جو کوئی اُن کو دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان میں سے ہے۔(المائدہ:51)

2۔اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حمایت حاصل نہ ہوگی۔(آل عمران:28)

3۔اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(المجادلہ:14،15)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: صحابی وہ شخص ہے جو اسلام کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملا، پھر اسی حالت میں فوت ہوا۔(الاصابہ:7/1)

سوال: صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب:1۔اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبۃ:100)

”اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے اور جن لوگوں نے حسن وخوبی سے ان کی پیروی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔یہ ہے بڑی کامیابی۔“

2۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔“ (بخاری:17)

3۔صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت دین، ایمان اور احسان ہے اور ان سے نفرت نفاق اور سرکشی ہے۔(شرح عقیدہ طحاویہ:9/299)

4۔تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

5۔کسی صحابی کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔(بخاری:3673)

سوال:رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم پر کیا واجب ہے؟

جواب:صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل اور قرآنِ مجید میں کیا ہے۔ان کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں۔اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کے بارے میں:

1۔اپنے دل صاف رکھیں۔ 2۔اپنی زبانیں پاک رکھیں۔

3۔ان کے فضائل بیان کریں۔ 4۔ان کی برائیوں کا اظہار زبان سے نہ کریں۔

5۔ان کے اختلافات اور لڑائیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کریں۔

6۔ان کی شان میں گستاخی نہ کریں۔(بخاری:3673،مسند احمد:4/366)

سوال:عشرہ مبشرہ میں کون سے صحابی شامل ہیں؟

جواب:حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، عمر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔''(ترمذی:3747)

اولوالامر کی اطاعت

سوال:اولوالامر کسے کہتے ہیں؟

جواب:اولوالامر سے مراد اسلامی معاشرے کے سربراہان ہیں۔

سوال:کیا اُولوالامر کی اطاعتِ واجب ہے؟

جواب:1۔اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء:59)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحبِ اختیار کی اطاعت کرو۔''

2۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے جس کا سر منقی کی طرح چھوٹا ہو۔''(بخاری:7142)

سوال:کیا اسلامی حکومت کو خیرخواہی کا مستحق سمجھنا چاہئے؟

جواب:حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''دین خیرخواہی کا نام ہے۔'' ہم نے عرض کیا: کس چیز کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے ائمہ کی اور تمام مسلمانوں کی۔''(مسلم:196)

سوال:امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کس پر واجب ہے؟

جواب:امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر فرد پر واجب ہے۔(آل عمران:104)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:''جو شخص تم میں سے کوئی بات شریعت کے خلاف دیکھے تو وہ ہاتھ سے اس کو بدل دے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زبان سے ایسا کرے۔اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس کو برا جانے مگر یہ ضعیف ترین ایمان کا درجہ ہے۔''(مسلم:177)

سوال:کون سا گروہ جو ہمیشہ حق پر قائم رہے گا؟

جواب:1۔معاویہ بن ابی سفیان کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:''اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا (یوں فرمایا کہ) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچے۔''(بخاری:7312)

2۔حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''یہودی اکہتر (71) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ایک فرقہ جنتی تھا اور ستر جہنمی۔عیسائی بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔اکہتر جہنمی تھے اور ایک جنتی۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے! میری امت ضرور تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں۔''عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا:''جماعت۔''(ابن ماجہ:3992)

عبادات

سوال: عبادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: عبادت روح کی غذا ہے، آزادی کا راستہ ہے، بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ **العبودیۃ** کی اصل خضوع اور تذلل ہے۔ عبادت جس کا حکم دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی، انکساری اور انتہائی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت واجب ہے۔ (التوبہ:24) محبت کا آغاز لگاؤ سے ہوتا ہے یعنی دل کا تعلق، پھر شوق کے ساتھ دل کا جھکاؤ ہوتا ہے، پھر جنون یعنی دل میں محبت چسپاں ہو جاتی ہے، پھر عشق ہوتا ہے، اور محبت کا آخری درجہ والہیت ہے۔

سوال: اسلام میں عبادت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: عبادت ہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔

1۔ پہلی بات یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں آیا نہیں لایا گیا ہے۔ وہ خود پیدا نہیں ہوا اسے پیدا کیا گیا ہے۔ (الطور:35,36) انسان خالق نہیں مخلوق ہے۔ تاریخِ انسانی میں یہ دعوے کسی نے نہیں کئے کہ انسان کسی خالق کے بغیر پیدا ہوا ہے یا انسان زمین و آسمان کا خالق ہے۔ جب انسان کا کوئی خالق ہے تو وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ ایسے ہی انسان نے بھی لوٹ کر جانا ہے۔ لوٹ جانا حق ہے۔ (المؤمنون:115,116، الجاثیہ:21,22، ص:28-27، الدخان:38,40، القیامہ:36)

3۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ اس کی زندگی کا مقصد عبادت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:56)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔''

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان بندگی کا معاہدہ ہے۔ (الاعراف:172,173)

جب انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، اس نے لوٹ کر ربّ کے پاس جانا ہے، اس سے اس کی زندگی کا حساب کتاب لیا جانا ہے تو یہ حساب کتاب یہی تو ہوگا کہ جس مقصد کے لئے تمہیں پیدا کیا تھا وہ پورا کر کے آئے ہو یا نہیں؟ وہاں کیا ایسا

کوئی جواب دیا جا سکے گا کہ میری زندگی میں اتنی فرصت کہاں تھی! عبادت تو فارغ لوگوں کا کام تھا!

کیا ربّ نے کھانے پینے کے لئے پیدا کیا ہے؟ کیا انسان زمین کے پھل سبزیاں، اجناس اور دیگر پیداوار کھا کر مٹی میں جانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو انسان کو عقل، ارادہ، قوتیں اور صلاحیتیں کیوں عطا کی گئیں؟ انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے، صرف اس کی عبادت کرے۔ کیسے ممکن ہے کہ جس کی خاطر زمین و آسمان مسخر کئے گئے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں اور وہ ان تمام چیزوں کے لئے سرگرمِ عمل رہے جو اس کے لئے بنائی گئی ہوں۔

اسلام میں عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے لئے انتہائی خضوع اور اللہ تعالیٰ کے لئے انتہائی محبت ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عبادت کی اصل اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، اسی ایک کی محبت اور یہ کہ محبت تمام کی تمام اس کے لئے ہو اور اس میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو اور اسی کے لئے اور اسی کی وجہ سے محبت کی جائے۔''

صرف اللہ تعالیٰ کی محبت جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو انسان سے عبادت کرواتی ہے اور انسان کو ربّ کے سامنے جھکاتی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع کی کیا بنیادیں ہیں؟

جواب: **پہلی بنیاد:** اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع کی پہلی بنیاد اس کی توحید کا علم و شعور اور اس کے اسماء و صفات کا علم و ادراک اور اس پر غور و فکر ہے۔

دوسری بنیاد: اللہ تعالیٰ کے لئے خضوع کی دوسری بنیاد اپنی کمزوری، بے بسی اور محتاجی کا شعور ہے۔ یہی شعور انسان کو اس کے آگے ڈال دیتا ہے جو ساری قوتوں کا مالک ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد معرفت ہے۔ معرفت پہچان کو کہتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اُس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ محبت انسان کو اسی درجے کی ہوتی ہے جس درجے کی پہچان ہوتی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کے لئے اگر فطری معاملے کو سامنے رکھیں تو سمجھنے میں اور محبت کرنے میں اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آسانی ہوسکتی ہے۔ مثلاً انسان اپنی ذات سے محبت رکھتا ہے۔ اپنی ذات کو نقصان اور ہلاکت سے بچانا چاہتا ہے اور اپنے وجود کی بقا اور کمال سے انسان کو رغبت ہوتی ہے۔ انسان اگر اسی محبت کے حوالے سے دیکھے تو پہلی بات یہ ہے کہ انسان اپنا خالق نہیں، اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتا۔ انسان لاشے ہے۔ کچھ بھی تو نہیں تھا اور کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے وجود کی تخلیق، بقا اور اس کا کمال سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ وہی باقی رکھ سکتا ہے، وہی اچھی اور کامل صفات کے ساتھ انسان کے وجود کی تکمیل کرتا ہے۔ انسان کے لئے سارے اسباب ربّ پیدا کرتا ہے۔ پھر ان اسباب تک رسائی اور ان کو استعمال کرنا ربّ سکھاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انسان کی زندگی ایک لمحے باقی نہیں رہ سکتی اور وجود کے اندر کوئی چیز قائم رکھنے والی نہ رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ وجود کو مکمل نہ کرے تو یہ ناقص رہ جائے۔ انسان تو اللہ حی و قیوم کی وجہ سے زندہ ہے اور سب کچھ پا رہا ہے۔ انسان جب یہ حقیقت اپنے شعور میں حاضر رکھتا ہے تو زندگی دینے والے، قائم رکھنے والے، اسباب پیدا کرنے والے، نفع دینے والے، کمال تک پہنچا دینے والے سے محبت کرنے لگتا ہے۔

اگر اب تک ربّ سے محبت نہیں کی تو اسی وجہ سے کہ ربّ کی پہچان نہیں۔ پہچان سے ہی محبت قوی ہوتی ہے اور پہچان پھیکی پڑ جائے تو محبت بھی بدرنگ، کمزور ہوجاتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا اس نے اس سے محبت کی اور جسے دنیا کی حقیقت معلوم ہوگئی اس نے دنیا کی لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اس کائنات میں جو کچھ ہے اس کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود کے تابع ہے جیسے روشنی کا وجود سورج اور سائے کا وجود کسی دیوار، کسی گھر، کسی مادی چیز کے تابع ہے، ایسے ہی جو اپنی ذات اور ربّ کو پہچان لے تو اس کو لازماً اللہ تعالیٰ سے محبت ہوجائے گی۔

سوال: محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت تھی؟

جواب: محمد ﷺ کو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت تھی کیونکہ آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پہچان تھی۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔ نماز دراصل اُس ذات سے دل کا براہِ راست رابطہ تھا جس سے سب سے بڑھ کر محبت تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی دُعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اشتیاق اور اللہ تعالیٰ

کے چہرۂ اقدس پر نظر ڈالنے کی لذّت کا سوال ہوتا تھا۔

سوال: تمام رسولوں نے کس کی عبادت کی؟

جواب: تمام رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ربّ العزت نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء:25)

''اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم میری ہی عبادت کرو۔''

سوال: تمام رسولوں کی پہلی دعوت کیا تھی؟

جواب: تمام رسولوں کی یہ پہلی دعوت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

حضرت نوح (المومنون:23)، حضرت ہود (ہود:50)، حضرت صالح (ہود:61)، حضرت شعیب (الاعراف:85)، حضرت ابراہیم (الانعام:80) اور سارے انبیاء علیہم السلام کی پہلی دعوت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ (الانبیاء:25، الزخرف:45)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عبادت کا عہد لیا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عبادت کا عہد لیا تھا۔ ہمیں اس عہد کا سورہ یٰسین کی آیات 60,61 سے پتہ چلتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا سب سے بڑا کام عبادت ہے۔

سوال: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: امام رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''جان رکھو جس کو عبادت کے فوائد معلوم ہوگئے تو اسے اس میں مشغول ہونے کی لذت حاصل ہوئی اور اس کے ماسوا میں مشغولیت اس کے لئے بوجھ بن گئی۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''دلوں کو اپنے خالق، فاطر، الٰہ، معبود، ولی، مولا، ربّ، مدبر، رازق، مارنے والے اور زندہ کرنے والے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ اس کی محبت جانوں کے لئے برکت روحوں کے لئے حیات، سینوں کا سرور، دلوں کی غذا، عقل کا نور، آنکھوں کی ٹھنڈک اور باطن کی تعمیر ہے۔''

1۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اُس کی عبادت ہماری روح کی غذا ہے۔ جس کو عبادت کے سوا ہر چیز

مل جائے تو اسے حسرت اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

2۔ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ہمیں دل کا سرور نصیب ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (احمد، نسائی، بیہقی)

3۔انسان دوسری مخلوقات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا، اس سے مدد طلب نہیں کرتا۔ (الزمر:29) جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اس کی محبت، نفرت، دینا اور روک لینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے۔یوں عبادت ایک اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر ایک چیز سے انسان کو آزاد کروا دیتی ہے۔ (ابوداؤد:4681)

4۔ہم اللہ تعالیٰ کی امانت ادا کرنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ (الاحزاب:72)

5۔ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جہنم کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آل عمران:190-192)
اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی خصوصیت بتائی ہے کہ وہ ربّ کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ (الفرقان:65-66)

6۔ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر سکیں۔قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ جنت اور اس کے بلند درجات کا سوال کرتے ہیں۔ (مسلم:1094)

7۔ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ (بخاری:7373) جس نے زمین و آسمان بنائے اور انہیں ہمارے لئے مسخر کیا، جس نے زمین کو ہمارے لئے بستر اور آسمان کو چھت بنا دیا، جس نے آسمان سے پانی برسا کر ہمارے لئے رزق فراہم کیا، جس نے سمندروں میں ہمارے رزق کے لئے کشتیاں چلا دیں، جس نے سورج اور چاند کو ہمارے لئے مسخر کیا، جس نے ہمیں عمدہ صورت عطا کی، جس نے بیان کی تعلیم دی، جس نے وہ سب کچھ دیا جو ہم نے مانگا، جس کی نعمتوں کا ہم شمار نہیں کر سکتے، جو خالق ہے، جو انعامات دینے والا ہے، عبادت اسی کا حق ہے۔

8۔اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں۔وہ انسانوں کی عبادت کا محتاج نہیں۔اس کائنات میں اس کی عبادت کرنے والوں کی کمی نہیں۔ (الانبیاء:19-20، فصلت:36)

سوال: اسلام کی عبادات کیسے انسانیت پر احسانِ عظیم ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی آمد کے وقت دنیا میں مختلف طرح کی عبادات تھیں۔کہیں عبادت میں اتنا تشدّد تھا کہ وہ بوجھ اور مجبوری بن گئی تھیں۔کہیں اتنی رخصتیں کہ عبادت کھیل تماشا بن کر رہ گئی تھی۔عبادات روح اور اِخلاص سے خالی تھیں۔ محض رسموں اور ظاہری صورت کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا۔اسلام آیا تو ایسی اصلاحات لے کر آیا جس میں کوئی کجی، کوئی کمی بیشی نہ تھی۔ربّ العزت نے فرمایا:

کہہ دو: ''یقیناً میرے ربّ نے مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی ہے۔بالکل ٹھیک دین، ابراہیم کی ملت کی طرف جو یکسو تھا۔اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔'' (161) کہہ دو: ''میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔(162) اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے فرماں بردار ہوں۔'' (163) کہہ دو: ''کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ربّ تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا ربّ ہے؟'' اور ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اُسی پر ہے۔اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔پھر تمہارے ربّ کی طرف تمہارا لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں اُس چیز کے بارے میں بتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔(164) (الانعام:161-164)

سوال: اسلام نے کن اُصولوں پر عبادات کی بنیاد رکھی ہے؟

جواب: وہ بنیادی اُصول جن پر اسلام نے عبادات کی بنیاد رکھی ہے درج ذیل ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔　　2۔اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطوں سے آزادی
3۔قبولیت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے لئے دلوں کا اِخلاص۔
4۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اُس طریقے اور کیفیت سے جو خود اس نے مقرر کیا ہے۔
5۔عبادات میں اعتدال۔　　6۔آسانی

1۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں

سوال: اسلام سے پہلے عبادت کے کیا طریقے رائج تھے؟

جواب: عبودیت انسان کی فطرت میں ہے۔اسی وجہ سے تاریخِ انسانی کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جب انسانوں نے عبادت نہ کی ہو لیکن رسولوں کی دعوت کو بھلانے کے نتیجے میں کسی نے سورج کی پوجا کی، کسی نے چاند اور ستاروں کی، کسی نے آگ

کی، کسی نے پانی کی، کسی نے جانوروں کی جیسے بنی اسرائیل نے گائے کی اور ہندو آج تک کر رہے ہیں۔ کسی نے زندہ اور مردہ انسانوں کی، کسی نے درختوں کی، کسی نے جنوں کی۔ کسی نے بتوں کی پوجا کی جو نوح علیہ السلام کے دور سے شروع ہوئی اور ہندوستان میں چھٹی صدی عیسوی میں خداؤں کی تعداد (330 ملین) تین اَرب تیس لاکھ تک جا پہنچی تھی۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ اہلِ عرب ہر گھر میں بت رکھتے تھے اور سفر پر جاتے وقت ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

ابو رجاء العطاردی نے کہا: ہم دورِ جاہلیت میں پتھروں کی پوجا کرتے اور جب دوسرا پتھر دیکھتے تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور جب ہمیں پتھر نہ ملتا تو زمین کے ٹکڑے جمع کرتے اور اس پر بکری کا دودھ دوہتے اور اس کا طواف کرتے۔

فتحِ مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف 360 بت تھے۔ (بخاری:4287)

یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناقص صفات منسوب کیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھولتا ہے، تھک جاتا ہے، کشتی میں پچھاڑ دیا جاتا ہے، نادم ہوتا ہے وغیرہ۔

عیسائیوں نے باپ، بیٹے اور روح القدس کی کہانی گھڑ لی۔ اللہ تعالیٰ واحد باپ پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کے بیٹے یسوع پر ایمان جو روح القدس سے مادی جسم بنا، پھر انسان بنا، پھر کنواری مریم کے بطن میں منتقل کیا گیا، پھر پیدا ہوا، سولی چڑھا، دفن کیا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے صالحین اور مسیح کی تصاویر کی پوجا میں اِسراف سے کام لیا۔

سوال: اسلام نے عبادات کی اصلاح کیسے کی؟

جواب: 1۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ (الفاتحہ:5، آل عمران:64) اور اسی کے لیے انسان کو قائل کیا۔ (البقرہ:28)

2۔ اسلام نے شرک کو دور کرنے کے لئے ہر تدبیر اختیار کی۔ (النساء:116، بخاری:4497، مسلم:270)

2۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطوں سے آزادی

سوال: اسلام سے پہلے مذہبی اِجارہ داروں نے عبادت کو کیسے واسطوں اور جگہ کی قید میں رکھا ہوا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ہر دور میں مذہبی اجارہ داروں نے حائل ہونے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے یہ لوگ خود اِجارہ دار بن گئے۔ ان لوگوں نے عبادات کو ایسی کہانیوں کے ساتھ باندھ دیا جن کے بغیر ان کا

قبول ہونا ممکن نہ رہا۔ انہوں نے عبادات کو مذہبی پروہتوں اور پادریوں کو دی جانے والی رشوتوں اور ٹیکسوں میں باندھ دیا۔ اسی سلسلے میں چرچ نے جنت کے ٹکٹ فروخت کئے۔ مارٹن لوتھر نے بخشش کی دستاویزات کے خلاف ہی علم بلند کیا۔

سوال: اسلام نے عبادت کو واسطوں اور جگہ کی قید سے کیسے آزاد کیا؟

جواب: 1۔ اسلام نے عبادت کو واسطوں اور جگہ کی قید سے آزاد کیا۔ ساری زمین کو مسلمانوں کی مسجد قرار دیا گیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ پھیر سکتے ہیں۔ (بخاری:335) ذکی عربی جنہوں نے 1960 میں اسلام قبول کیا جو مصر کے بڑے قانون دان اور جماعت الیہودیہ کے استاد تھے ان کے لیکچر ''میں مسلمان کیوں ہوا'' میں خاص بات کا انہوں نے تذکرہ کیا:

> ''جب میں فجر، ظہر یا عصر یا کسی بھی وقت مؤذن کی اذان سنتا جو مینارۂ اذان سے بلند ہوتی اور دور سے سنائی دیتی، میں اسے اللہ تعالیٰ کی آواز محسوس کرتا جو حق و باطل اور حلال و حرام میں امتیاز کرتی ہے اور انسان کو سیدھے راستے پر چلاتی ہے اور جب میں کسی سفر میں موٹر کار میں سوار ہوتا یا میں کھیتوں کے درمیان کسی راستے سے گزرتا یا فضا میں ہوتا اور میری نظر کسی ایسے شخص پر پڑتی جو بڑے خشوع کے ساتھ معمولی کپڑے پہنے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا یا چھوٹی سی تنکوں سے بنی ہوئی چٹان پر کسی ندی کے کنارے بڑی تواضع، عجز و نیاز اور خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز ادا کر رہا ہوتا تو میرا دل جذبات کے ساتھ دھڑکتا اور میں چاہتا کہ میں بھی اس شخص کی طرح نماز ادا کروں۔ میں یقین سے یہ باور کر لیتا کہ یہ اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی وہ لہریں ہیں جنہیں وہ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں اِلقاء کرتا ہے۔''

2۔ اسلام نے انسان کے ضمیر پر قبضہ کرنے والے واسطوں کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی بلکہ یہ عقیدہ دیا ہے:

i۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہوتی۔ وہ اپنے بندوں پر کلی اختیارات رکھتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ (البقرہ:255)

ii۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کے باوجود اپنی مخلوق کے قریب ہے۔ وہ انہیں دیکھتا ہے، نگرانی کرتا ہے، دُعائیں قبول کرتا

ہے۔ (البقرہ:186، الحدید:4) اسلام یہ عقیدہ دیتا ہے کہ بندہ اپنے ربّ کے ساتھ بغیر کسی درمیانی واسطے کے، بغیر کسی ترجمان کے بات کرسکتا ہے۔ وہ اس سے سرگوشی کرسکتا ہے، بغیر حجاب کے اس کے سامنے کھڑا ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کا واحد ذریعہ اسلام ہے جس کے لئے ایمان اور عملِ صالح کی ضرورت ہے۔ (النساء:123–124)

3۔عبادت کی قبولیت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے لئے دلوں کا اِخلاص

سوال: عبادت کی قبولیت کی بنیاد کیا ہے؟

جواب: عبادت کی اصل وہ ظاہری شکل نہیں جو انسان کو نظر آتی ہے بلکہ عبادت تو راز ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ وہ راز اِخلاص ہے اور اس کا منبع روح ہے۔ جب کوئی اِخلاص سے خالی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دیتا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البینۃ:5)

’’اور اُنہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہوئے اُس کی عبادت کریں۔‘‘

نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے ہے اور یاد کا تعلق دل سے ہے۔ (طٰہٰ:14، الاعلیٰ:14,15)

روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ (البقرہ:183)

زکوٰۃ اور صدقہ ریاکاری کے ساتھ قابلِ قبول نہیں۔ (البقرہ:263,265)

حج اور عمرے کے لئے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔ (البقرہ:196)

جہاد وہی قبول ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے ہوگا۔ (بخاری:2810,3126,123)

4۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے اور کیفیت سے جو خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کی

سوال: اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طریقے اور کیفیت سے کرنی چاہیے؟

جواب: عبادت کے لئے چوتھا اُصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عبادات انجام دی جائیں۔ لوگوں کی خواہشات اور تخیلات کا عبادت سے کوئی تعلق نہیں۔ ربّ العزت نے فرمایا:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء:125)

’’اور کون دین میں اُس سے اچھا ہوگا جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہو اور وہ نیکی کرنے والا ہو؟ اور اُس نے یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی ہو۔ اور ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنا لیا تھا۔‘‘

اسلام نے بدعت کے خلاف شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم نکلے ہوئے کاموں سے بچو کہ نئے کام پر چلنا گمراہی ہے سو تم میں سے جو اس وقت کو پائے میری سنت کو لازم پکڑے اور خلفائے راشدین، ہدایت والوں کی سنت کو مضبوط پکڑ و دانتوں سے۔‘‘ (ابوداود:4607۔ترمذی:2676)

5۔عبادات میں اعتدال

سوال: اسلام سے پہلے کے مذاہب نے عبادت میں غلو کیسے کیا؟

جواب: ☆ یہودیوں نے دنیا کے بارے میں غلو کیا۔ تورات میں روحانی اور اُخروی اجر کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ تورات میں ہے:

1۔اپنے ماں باپ کا احترام کرو تا کہ زمین پر زیادہ دیر زندہ رہو۔

2۔اپنے ربّ اَزلی معبود کی عبادت کرو۔ وہ تمہارے لئے روٹی پانی میں برکت دے گا اور تمہیں بیماریوں سے دور رکھے گا اور تمہاری عمروں کو بڑھا دے گا۔

☆ عیسائیوں نے دین میں غلو کیا۔ انجیل میں ہے:

1۔غنی آسمانی بادشاہت میں اس وقت تک داخل نہ ہوگا جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اور پیتے ہیں تم اسے تلاش نہ کرو اور نہ اس کے لئے کوشش کرو کیونکہ ان چیزوں کو تلاش کرنے والے مؤمن نہیں ہیں۔

2۔عیسائیت نے زینت اور طیبات کو کچل دینے کو اپنا لیا۔ اسی وجہ سے انہوں نے طہارت اور جسم کی صفائی کو شیطانی عمل سمجھ لیا۔ سید ابوالحسن علی ندوی نے لیکی کی تصنیف ’’یورپ کی اخلاقی تاریخ‘‘ سے رہبانیت کے غلو کی تصویر کشی کی ہے۔ مؤرخین نے اس بارے میں تعجب انگیز روایات بیان کی ہیں:

i۔(مارکاریوس) راہب کے بارے میں بتایا کہ وہ چھ ماہ گدلے پانی کے جوہڑ میں رہا تا کہ اس کے ننگے جسم کو زہریلے کیڑے کاٹتے رہیں۔ وہ ہمیشہ ایک سو رطل Hundred Weight لوہا اٹھائے رکھتا اور اس کا ساتھی لوبیس قریباً دو سو رطل لوہا اٹھائے رکھتا تھا۔ وہ تین سال تک خشک کنوئیں میں پڑا رہا۔

ii۔ یوحنا راہب تین سال تک ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہا۔ اس عرصے میں وہ نہ سویا نہ بیٹھا۔ جب بہت تھک جاتا تو اپنی پیٹھ چٹان کے ساتھ لگا لیتا۔

iii۔ بعض راہب سرے سے کپڑے ہی نہیں پہنتے تھے۔ اپنے لمبے بالوں کے ساتھ اپنے جسموں کو ڈھانکے رکھتے اور چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتے۔ ان کی اکثریت درندوں کی غاروں، خشک کنوؤں اور قبرستانوں میں رہتی۔ اکثر گھاس اور خشک جڑی بوٹیوں پر گزارہ کرتے۔

☆ جسم کی طہارت کو روحانی صفائی کے منافی سمجھتے۔ اعضاء کے دھونے کو گناہ خیال کرتے۔ ان کے نزدیک سب سے بڑا زاہد اور سب سے بڑا متقی وہ ہوتا ہے جو طہارت سے سب سے زیادہ دور اور نجاست اور گندگی میں سب سے زیادہ لتھڑا رہتا۔

i۔ ایک راہب کہتا ہے انتونی راہب نے عمر بھر اپنے پاؤں دھونے کا گناہ نہیں کیا۔

ii۔ ابراہم راہب نے پچاس سال تک اپنے چہرے اور پاؤں کو پانی کے ساتھ نہیں چھوا۔

سوال: اسلام نے عبادت میں اعتدال کیسے پیدا کیا ہے؟

جواب: اعتدال اسلام کا بنیادی اُصول ہے۔ اسلام نے مادیت اور روحانیت میں اعتدال پیدا کیا ہے۔ اسلام نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ دن روزے سے اور راتیں قیام اللیل میں بسر ہوں اور یہ کہ ہر خاموشی فکر اور ہر کلام ذکر ہو اور اس کی ہر نظر غور و فکر کی حامل ہو۔

1۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے حق اور زندگی کے حق میں توازن پیدا کرتا ہے۔ اسلام یہ لازم قرار دیتا ہے کہ زندگی کے مطالبات زندگی دینے والے سے غافل نہ کریں۔ اسلام بندۂ مؤمن کو غافل نہیں ہونے دینا چاہتا۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (النور:37)

''وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔''

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ''اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! تم کیسے ہو؟'' میں نے کہا: ''حنظلہ تو منافق ہو گیا۔'' انہوں نے کہا: ''سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں، گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں اور اولاد اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آتا ہے۔'' میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہمارے لیے آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں۔ جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہوئے ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ایک ساعت (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی)۔'' آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ (مسلم:6966)

2۔ اسلام دنیا کی بھلائی بھی چاہتا ہے اور آخرت کی بھلائی بھی۔ حج کے احکامات کے درمیان فرمایا:

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَ

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (البقرہ:202-200)

پھر لوگوں میں سے کوئی کہتا ہے: ''اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا ہی میں دے دے'' اور اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (200) اور ان میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے: ''اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔'' (201) وہی لوگ ہیں جن کے لیے اس میں سے حصہ ہوگا جو انہوں نے کمایا۔ اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ (202)

3۔ اسلام دین میں غلو سے روکتا ہے۔

6۔ آسانی

سوال: اسلام سے قبل مذاہب میں تشدد کا تصور کیسے پیدا ہوگیا تھا؟

جواب: سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: ''کوئی دین اللہ تعالیٰ کی عبادت سے خالی نہیں لیکن قدیم اَدیان کے متبعین نے سمجھا کہ دین ان کے جسموں کی ایذاء اور تعذیب کا مطالبہ کرتا ہے اور عبادت کی غرض اعضاء و جوارح کو درد میں مبتلا کرنا ہے اور جب جسم کی تکالیف بڑھ جاتی ہیں تو اس سے روح کو طہارت حاصل ہوتی ہے اس نفس کو صفائی کہا جاتا ہے۔ اس عقیدے سے ہندوؤں میں تجرد اور نصاریٰ میں راہبانیت پیدا ہوئی۔''

سوال: اسلام نے عبادت میں کیسے آسانیاں پیدا کیں؟

جواب: نبی اُمّی ﷺ کی خصوصیات بتاتے ہوئے ربّ العزت نے فرمایا: ''وہ اُن پر سے ان کے وہ بوجھ اور طوق اُتارتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔'' (الاعراف:157)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا بشرط یہ کہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ اس سے پرہیز کرتے اور آنحضرت ﷺ نے (ساری عمر) کبھی اپنی ذات خاص کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت میں جو لوگ خلل انداز ہوتے ہیں ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لیے بدلہ لیتے تھے۔ (بخاری:6126)

☆ اسلام نے عبادات میں آسانی پیدا کرنے کے لئے تنگی کو زائل کیا۔

1۔ طہارت کے لئے پانی نہ ملے تو تیمّم کا طریقہ دیا۔ (المائدہ:6)
2۔ مریض کے لئے رخصت
3۔ نماز میں رُخصتیں مثلاً سفر میں قصر (سنن نسائی:1434)
4۔ جہاد کی رُخصتیں
5۔ دو نمازوں کو جمع کرنا (صحیح سنن ابی داؤد:1067)
6۔ صلوٰۃ خوف (النساء:102، ابن ماجہ:1258)
7۔ روزے کی رُخصتیں مسافر اور بیمار کے لیے (البقرہ:185)

سوال: عبادت میں آسانی کی کیا حکمت ہے؟

جواب: عبادت میں آسانی میں بڑی حکمت ہے:

1۔ عبادت میں تشدد کی وجہ سے فرائض سے کراہت اور عبادت سے بغض کا اندیشہ ہے۔

2۔ عبادت میں تشدد کی وجہ سے دوسرے واجبات میں کوتاہی کا خوف ہے۔

3۔ عبادت میں تشدد کی وجہ سے اسلام سے علیحدگی کا خوف ہے۔

عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری ان سے ان کے والد ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ نماز لمبی کروں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ مجھے اس کی ماں کو تکلیف دینا برا معلوم ہوتا ہے۔'' (بخاری:6106)

سوال: اسلام میں عبادات میں آسانی کے لیے کیا دُعا کرنے کی تعلیم دی گئی؟

جواب: اسلام میں عبادات میں آسانی کے لیے دُعا کرنے کے لیے یہ تعلیم دی گئی:

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرہ:286)

''اے ہمارے ربّ! اور ہم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈالنا جس طرح کا بوجھ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے ربّ! اور ہم پر ان اعمال کا بوجھ نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔''

سوال: مسنون عبادات کون سی ہیں؟

جواب: 1۔ نماز　2۔ روزہ　3۔ زکوٰۃ　4۔ حج

طہارت

طہارت کیا ہے؟	طہارت سے مراد ہے ناپا کی (حدث) اور نجاست کو دور کرنا۔ (المجموع:124/1)
طہارت کیوں ضروری ہے؟	1۔طہارت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ (المدثر:4،المائدۃ:6) 2۔طہارت کے لئے رسول اللہ ﷺ دُعائیں کرتے تھے۔ (مسلم:476) 3۔رسول اللہ ﷺ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کرتے تھے۔ (ابوداؤد:17) 4۔نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے جس کی ادائیگی کے لئے طاہر ہونا شرط ہے۔ بغیر طہارت کے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (مسلم:535) 5۔طہارت نماز کی چابی ہے۔ (ابن ماجہ:275) 6۔رسول اللہ ﷺ اپنے اہلِ بیت کے لئے طہارت کا سوال کرتے تھے۔ (صحیح ترمذی:3787) 7۔طہارت کے بغیر قرآن مجید کا پکڑنا جائز نہیں۔ (موطا:419،نسائی) 8۔طہارت کے بغیر مرد اور عورت کا تعلق جائز نہیں۔ (البقرۃ:222،ترمذی:135) 9۔طہارت کے بغیر عورتیں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتیں۔ (بخاری:305)
طہارت کی کیا فضیلت ہے؟	1۔اللہ تعالیٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (البقرہ:222) 2۔طہارت نصف ایمان ہے۔ (مسلم:534) 3۔طہارت میں سستی کرنے والوں کا انجام بُرا ہے۔ (بخاری:218,216)
طہارت کس چیز سے حاصل کی جا سکتی ہے؟	1۔پانی سے۔ (فرقان:48) 2۔مٹی سے۔ (النساء:43،بخاری:347،ابوداؤد:76)
کیا ہر طرح کے پانی سے طہارت حاصل کی جا سکتی ہے؟	طہارت صرف پاک پانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ (ترمذی:69)

پانی

پانی کی کتنی قسمیں ہیں؟	پانی کی دو قسمیں ہیں: 1۔طاہر پانی (پاک پانی) 2۔غیر طاہر پانی (ناپاک پانی)
پاک پانی سے کیا مراد ہے؟	1۔پاک پانی سے مراد وہ پانی ہے جو خود پاک ہو۔ 2۔پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی گندگی اور نجاست کو ختم کرتا ہو اور ناپاکی کو دور کرتا ہو۔
ناپاک پانی سے کیا مراد ہے؟	وہ پانی مراد ہے جو خود ناپاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ (مسلم:657)
پانی کیسے ناپاک ہوتا ہے؟	1۔اگر پانی کی مقدار کم ہو اور اس میں نجاست، گندگی یا ناپاکی پڑ جائے۔ 2۔اگر پانی کی مقدار زیادہ ہو لیکن گندگی پڑنے کی وجہ سے اس کا رنگ، بو یا مزہ بدل جائے تو وہ بھی ناپاک ہے۔ (ابن ماجہ:521)
پانی کی زیادہ مقدار سے کیا مراد ہے؟	پانی کی زیادہ مقدار سے مراد دو قُلّے ہیں یعنی تقریباً دو سو دس (210) لیٹر پانی۔ (ابن ماجہ:517)
زیادہ پانی کے لئے اصول کیا ہے؟	زیادہ پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن گندگی گرنے کی وجہ سے رنگ بو یا مزہ بدل جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

برتن

پانی کن برتنوں میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے؟	سونے اور چاندی کے سوا ہر قسم کے پاک برتنوں میں پانی رکھنا اور ان برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے۔ (بخاری:5831۔5633)
کیا سونے اور چاندی کے برتن میں رکھے ہوئے پانی سے طہارت حاصل ہو سکتی ہے؟	سونے اور چاندی کے برتنوں سے طہارت تو حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس کے استعمال کا گناہ ہوتا ہے۔ (بخاری:5634،مسلم:5385)
کیا کافروں کے برتن اور کپڑے استعمال کئے جا سکتے ہیں؟	کافروں کے برتن اور کپڑے استعمال کئے جا سکتے ہیں جب تک کہ ناپاکی کا یقین نہ ہو۔ (بخاری:5488)

کیا چمڑے میں پانی رکھا جا سکتا ہے؟	حلال اور پاک جانور کے چمڑے میں پانی رکھا جا سکتا ہے۔
کیا مردار کے چمڑے میں پانی رکھ سکتے ہیں؟	ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے لیکن انہیں ذبح نہیں کیا گیا اُن کے چمڑے میں تر چیزیں نہیں رکھی جاسکتیں۔ دباغت دے کر خشک چیزوں کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

نجاست

نجاست سے کیا مراد ہے؟	نجاست اُس گندگی کو کہتے ہیں جو انسان کے بدن یا کپڑوں کو لگ جائے یا کسی جگہ وہ گندگی موجود ہو تو جب تک اُسے دور نہیں کیا جاتا جسم، کپڑا یا جگہ پاک نہیں ہوتے۔
عینی چیزوں کی کتنی اقسام ہیں؟	عینی چیزوں کی تین اقسام ہیں: 1۔ جاندار۔ 2۔ مردار۔ 3۔ جامد یعنی غیر ذی روح چیزیں۔
جانداروں کی کتنی اقسام ہیں؟	1۔ ناپاک جانور۔ 2۔ پاک جانور۔
ناپاک جانور کون سے ہیں؟	1۔ ان میں کتا اور سؤر اور ان سے پیدا ہونے والے جانور شامل ہیں۔ 2۔ ہر وہ پرندہ اور چوپایہ جو بلی سے بڑا ہو اور ان کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو۔
ناپاک جانوروں کا کیا حکم ہے؟	ناپاک جانوروں کا پیشاب، پاخانہ، لعاب، پسینہ، منی، دودھ، رینٹ اور قے ناپاک ہے۔
پاک جاندار کون سے ہیں؟	1۔ انسان۔ 2۔ ہر وہ جانور جس کا گوشت حلال ہے۔ 3۔ وہ جانور جن سے بچنا مشکل ہو جیسے گدھا، بلی، چوہا وغیرہ۔
انسان کے بارے میں کیا حکم ہے؟	1۔ انسان کا پسینہ، لعاب، دودھ، رینٹ اور بلغم اور عورت کی شرم گاہ کی رطوبت پاک ہے۔ سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا یہ فتویٰ ہے کہ منی اصل میں طہارت ہے اور ہمارے علم میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس کے نجس اور پلید ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ)

	2۔ انسان کے جسم کے تمام اجزاء اور سوئے ہوئے شخص کے منہ سے بہنے والا پانی پاک ہے، جسم سے خارج ہونے والی چیزیں پاک ہیں۔ اس کے نجس ہونے کی دلیل نہیں۔ (کشاف القناع: 220/1) 3۔ انسان کا پیشاب، پاخانہ، مذی، وڈی اور حیض کا خون ناپاک ہیں۔ 4۔ مردہ انسان نجس نہیں۔ (بخاری: 283)
جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اُن کا کیا حکم ہے؟	جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا پیشاب، لید، منی، دودھ، پسینہ، لعاب، رینٹ، قے، مذی اور وڈی سب پاک ہیں۔
وہ جانور جن سے بچنا مشکل ہے اُن کا کیا حکم ہے؟	وہ جانور جن سے بچنا مشکل ہے مثلاً بلی، چوہا، گدھا وغیرہ ان کا فقط لعاب اور پسینہ پاک ہے۔
مردہ جانوروں یعنی مردار کا کیا حکم ہے؟	1۔ انسان، مچھلی اور ٹڈی کے سوا ہر جانور کے مردہ ناپاک ہیں۔ 2۔ وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا جیسے بچھو، چیونٹی اور مچھر ان کے مُردہ بھی ناپاک ہیں۔
جامد یعنی غیر ذی روح چیزوں کا کیا حکم ہے؟	1۔ ہر قسم کے جامد یعنی غیر ذی روح جیسے زمین اور پتھر وغیرہ پاک ہیں۔ 2۔ ناپاک جانوروں کی جامد چیزیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔
پاک خون کون سے ہیں؟	وہ خون جو پاک ہے وہ دو قسم کا ہے: 1۔ مچھلی کا خون۔ 2۔ ذبح کیے ہوئے جانور کا وہ خون جو گوشت اور رگوں میں باقی رہ گیا ہو۔
خون کا کیا حکم ہے؟	1۔ خون، پیپ اور کچ لہو (خون ملا پیپ) ناپاک ہیں۔ اگر یہ چیزیں کسی پاک جانور کی ہیں تو ان کی تھوڑی مقدار معاف ہے۔ 2۔ حلال جانور کا جو حصہ اس کی زندگی میں کاٹ لیا گیا ہو ناپاک ہے۔ 3۔ علقہ یعنی جما ہوا خون ناپاک ہے۔ 4۔ مضغہ یعنی لوتھڑا ناپاک ہے۔

نجاست سے پاکی حاصل کرنا کیسے ممکن ہے؟	1۔نجاست کو پاک پانی سے دھوڈالا جائے۔ 2۔اگر نچوڑ ناممکن ہوتو دھونے والے پانی سے باہر نچوڑا جائے۔ 3۔اگر دھونا ممکن نہ ہوتو نجاست کو کھرچ کر دور کر دیا جائے۔ 4۔اگر کتے کی نجاست ہے تو سات بار پانی سے دھویا جائے اور آٹھویں بار صابن یا مٹی کا استعمال کیا جائے۔
زمین پر پڑی نجاست اگر بہنے والی ہے تو پاکی کیسے حاصل کی جائے گی؟	زمین پر پڑی نجاست اگر بہنے والی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو اس پر اتنا پانی بہا دینا کافی ہے جس سے اس کا رنگ اور بو جاتی رہے۔(مسلم:661)
زمین پر پڑی نجاست اگر وجود رکھتی ہے تو کیسے پاکی حاصل کی جائے گی؟	زمین پر پڑی نجاست کا اگر وجود ہے جیسے پاخانہ وغیرہ تو اس کے وجود اور اثر دونوں کا زائل کرنا ضروری ہے۔
اگر نجاست کا دور کرنا بغیر پانی کے ناممکن ہوتو کیا کیا جائے؟	اگر نجاست کا دور کرنا بغیر پانی کے ناممکن ہوتو پانی سے دھونا ضروری ہے۔(مسلم:675)
اگر نجاست کی جگہ بھول جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	اگر نجاست کی جگہ بھول جائے تو اتنی دور تک دھونا واجب ہے کہ نجاست کی جگہ کے پاک ہونے کا یقین ہو جائے۔
کیا نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے لئے نیت شرط ہے؟	نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے لئے نیت شرط نہیں۔مثلاً اگر بارش ہونے سے نجاست دور ہوگئی تو وہ چیز پاک ہو جائے گی جس کو نجاست لگ گئی تھی۔
کیا نجاست کو چھو لینے یا روندنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟	1۔نجاست کو چھونے اور روندنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ 2۔جس کپڑے یا جسم میں جہاں کہیں لگی ہو اسے دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔(مسلم:668)

کیا ہوا خارج ہونے سے استنجاء کرنا واجب ہے؟	ہوا خارج ہونے سے استنجاء کرنا واجب نہیں کیونکہ ہوا پاک ہے۔اس پر وضو اس وقت واجب ہے جب نماز کا ارادہ کرے۔
کیا نیند سے بیدار ہونے کے بعد استنجاء کرنا واجب ہے؟	نیند سے بے دار ہونے کے بعد استنجاء کرنا واجب نہیں۔

قضائے حاجت

انسان کو ناپاکی کیسے لاحق ہوتی ہے؟	انسان کے آگے یا پیچھے کے راستے سے جو گندگی خارج ہوتی ہے اس کی وجہ سے انسان کو ناپاکی لاحق ہو جاتی ہے یعنی پیشاب یا پاخانہ کرنے سے اور گیس خارج ہونے سے۔
آگے اور پیچھے کے راستے خارج ہونے والی گندگی صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟	1۔گندگی کو پانی سے صاف کرنے کے طریقے کو استنجاء کہتے ہیں۔ 2۔گندگی کو ڈھیلوں اور کاغذ سے صاف کرنے کے طریقے کو (استجمار) ڈھیلوں کا استعمال کہتے ہیں۔(مسلم:606)
استنجاء یا استجمار کب واجب ہوتا ہے؟	آگے اور پیچھے کے راستے سے نکلنے والی ہر چیز (ہوا کے علاوہ) کی وجہ سے استنجاء یا استجمار (ڈھیلوں کا استعمال) واجب ہے۔
استجمار (ڈھیلوں کا استعمال) کے لئے کیا شرط ہے؟	1۔ڈھیلے یا کاغذ پاک ہو۔(مسلم:608،دارقطنی:56/1) 2۔حلال ہو۔ 3۔صاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ 4۔کھانے کے لئے استعمال ہونے والی چیز نہ ہو۔(مسلم:608) 5۔تین پتھر یا اس سے زیادہ ہو۔(مسلم:607،608،بخاری:156)
سوال: قضائے حاجت سے کیا مراد ہے؟	جواب: حاجت پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے سے کنایہ ہے۔قضائے حاجت سے مراد ضرورت پوری کرنا یا حاجت سے فارغ ہونا۔
قضائے حاجت کرنے والے کے لئے کیا چیزیں مکروہ ہیں؟	1۔کسی ایسی چیز کو بیت الخلاء **Toilet** میں لے کر جانا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو۔(ابوداؤد:19) 2۔قضائے حاجت کے دوران گفتگو کرنا۔(ابوداؤد:15) 3۔دائیں ہاتھ سے استنجاء یا استجمار کرنا۔(مسلم:613) 4۔عمارتوں میں قضائے حاجت کے

	وقت قبلہ رُخ ہونا۔(مسلم:609،611) 5۔سوراخ یا شگاف میں پیشاب کرنا۔(نسائی:34) نوٹ:مکروہ امور ضرورت کے پیشِ نظر جائز ہیں۔
قضائے حاجت کرنے والے کے لئے کیا چیزیں ناجائز ہیں؟	1۔قضائے حاجت کے ممنوعہ مقامات سے بچنا چاہئے:i۔عام گزرگاہ،ii۔سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے،iii۔گھاٹ۔(مسلم:618) 2۔کھلے میدان میں قضائے حاجت کرنے والے کے لئے قبلہ رُخ ہونا حرام ہے۔(مسلم:610) 3۔قضائے حاجت کرنے والے کے لئے ضرورت سے زائد بیٹھے رہنا جائز نہیں۔ 4۔دوران قضائے حاجت پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا چاہئے۔(دار قطنی 128/1،صحیح الجامع الصغیر:1202،مسلم:677)
قضائے حاجت کرنے والے کے لئے کیا چیز مستحب ہے؟	1۔بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں آگے رکھنا چاہئے۔(السیل الجرار:64/1)2۔ٹشو پیپر کے ساتھ استنجاء منع نہیں ہے۔شرط یہ ہے کہ وہ شرم گاہ سے نجاست کے مقام کو صحیح طور پر صاف کردے اور افضل یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ استنجاء کیا جائے اس کی تعداد طاق عدد میں ہو اور اس کے بعد پانی کا استعمال ضروری نہیں۔(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:1107/5) 3۔بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنی چاہئے۔(بخاری:142) 4۔دھونے یا صاف کرنے میں طاق عدد کا خیال رکھے۔(بخاری:156) 5۔ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی استنجاء کرے۔(مسلم:619)

مسواک

مسواک کسے کہتے ہیں؟	دانتوں کی صفائی کے لئے کسی نرم لکڑی سے صفائی کرنے کو مسواک کرنا کہتے ہیں۔یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔(بخاری:244)
مسواک کی کیا اہمیت ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا''(بخاری:887)

رسول اللہ ﷺ نے کن صورتوں میں مسواک کرنے کی تاکید کی ہے؟	1۔نماز کے لئے۔(مسلم:610) 2۔تلاوتِ قرآن مجید کے لئے۔(مسلم:596) 3۔وضو سے پہلے۔(ابوداؤد:57) 4۔بے دار ہونے کے بعد۔(مسلم:595،593) 5۔منہ کا مزہ بدلنے کی صورت میں۔(ابن ماجہ:291) 6۔مسجد اور گھر میں داخلے کے وقت۔(مسلم590)
مسواک کی فضیلت کیا ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 1۔''مسواک منہ کی طہارت اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔''(صحیح الترغیب:209) 2۔''بلاشبہ بندہ جب مسواک کرتا ہے۔پھر کھڑا ہوتا اور نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے فرشتہ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی قرأت سنتا ہے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔پھر قرآن کا جو حصہ اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔لہٰذا تم قرآن کے لئے (مسواک کے ذریعے) اپنے منہ کو پاک کرو۔''(صحیح الترغیب:215)
مسواک کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا معمول کیا تھا؟	1۔جب آپ ﷺ سوتے تو لازماً مسواک آپ ﷺ کے سر کے قریب ہوتی۔جب بے دار ہوتے تو مسواک شروع کر دیتے تھے۔(الصحیحہ:2111) 2۔رات کو اُٹھتے تو مسواک کرتے۔(بخاری:2452) 3۔گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔(مسلم:253،ابوداؤد:51) 4۔مسواک کے بغیر کسی نماز کے لئے گھر سے نہیں نکلتے تھے۔(مجمع الزوائد:99/2)
مسواک کی سنتیں کیا ہیں؟	مسواک کسی بھی درخت کی لکڑی سے کی جاسکتی ہے۔1۔پیلو کی لکڑی سے مسواک مستحب ہے۔(مسند احمد:420/1) 2۔دائیں جانب سے آغاز کرنا سنت ہے۔رسول اللہ ﷺ حسب استطاعت اپنے تمام کاموں مثلاً وضو کرنے،کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔(ابوداؤد:41140)

کیا روزہ دار مسواک کرسکتا ہے؟	مسواک کے مسئلے میں واردشدہ احادیث کے عموم کی وجہ سے روزہ دار کے لئے روزے کے سارے دن میں مسواک کرنا جائز ہے۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:110/5)

وضو

وضو کے کیا معنی ہیں؟	وضوء ''وضائۃ'' سے ماخوذ ہے۔اس کے معنی خوب صورتی اور نظافت کے ہیں۔نماز کے وضو پر یہ (لفظ) اس لئے بولا جاتا ہے کیونکہ یہ وضو کرنے والے کو خوب صورت بنا دیتا ہے۔(القاموس المحیط:53،النھایۃ:159/5)
وضو کی اہمیت کیا ہے؟	وضو نماز کے لئے شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔(المائدۃ:6،بخاری:135،مسلم:330)
وضو کی فضیلت کیا ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے۔''(بخاری:136)
وضو کے فرائض کیا ہیں؟	1۔نیت کرنا۔(بخاری:1) 2۔چہرہ دھونا۔(المائدہ:6) 3۔دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا۔(المائدہ:6) 4۔سر کا مسح کرنا۔(ترمذی:33) 5۔دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔(مسلم:566) 6۔وضو کے اعضاء دھونے میں ترتیب کو برقرار رکھنا۔(مسلم:538) 7۔اعضاء کو ایک ہی وقت میں دھونا۔
وضو کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔بسم اللہ سے ابتداء کرنا۔(ترمذی:25) 2۔دونوں ہاتھوں کو وضو کی ابتداء میں تین بار دھونا۔(مسلم:643،538) 3۔مسواک کرنا۔(ترمذی:22) 4۔کلی کرنا۔(بخاری:159) 5۔ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا۔(بخاری:159) 6۔داڑھی کا خلال کرنا۔(ترمذی:29) 7۔تین تین بار دھونا۔(ترمذی:44_45) 8۔کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصوں کا مسح کرنا۔9۔ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔(ترمذی:38) 10۔دائیں طرف سے دھونے کا آغاز کرنا۔(مسلم:616) 11۔اعضاء دھونے میں مبالغہ کرنا۔(بخاری:136)

	12۔سر کا مسح ماتھے کے بالوں سے شروع کرکے گدی تک لے جانا پھر پیشانی تک واپس لانا۔(مسلم:555،557) 13۔وضو کے بعد اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰہ کہنا۔(ترمذی:55)

وضو کا طریقہ

1۔وضوء کے آغاز میں نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا	زبان سے نیت کے الفاظ کہنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کہنا ثابت ہے۔(نسائی:78،ابوداود:101)
2۔تین بار ہاتھ دھونا	دایاں اور بایاں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھوئیں۔
3۔کلی کرنا	دائیں ہاتھ سے منہ میں پانی ڈال کر تین بار کلی کرنا۔اس کے لئے ضروری ہے کہ پانی منہ کے اندر گھمائیں۔
4۔دائیں ہاتھ سے ناک میں تین بار پانی چڑھانا اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا	ناک میں پانی ڈالنے اور جھاڑنے میں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور صاف کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ سانس کے ذریعے پانی کو زور سے کھینچیں اور باہر لائیں۔اس کے بغیر پانی ڈالنا اور جھاڑنا صحیح نہیں ہوگا۔(مسلم:561،560) ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہے۔(بخاری:191)
5۔پورا چہرہ دھونا	اس میں سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک کا پورا حصہ شامل ہے۔**داڑھی کا خلال کرنا مسنون ہے۔**
6۔دونوں بازو کہنیوں تک دھونا	پہلے دایاں اور پھر بایاں بازو کہنیوں تک دھوئیں۔(مسلم:555،557)
7۔سر کا مسح کرنا گردن کا مسح رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔	دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے کی جانب اور پھر پیچھے سے آگے کی جانب لے جائیں۔پھر شہادت کی دونوں انگلیوں کو کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر کان کے اندرونی حصوں کا مسح کریں۔پھر دونوں انگوٹھوں سے کان کے بیرونی حصوں کا مسح کریں۔

8۔دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا	پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں (بخاری:165،60،ابوداود:97،ترمذی:41) پاؤں دھوتے ہوئے انگلیوں کا خلال کریں۔(ابو داؤد:142)
9۔وضوء مکمل کرنے کے بعد مسنون دعائیں	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (مسلم:553،ترمذی:55) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا دیجئے۔'' سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (حاکم:564/1،نسائی،عمل الیوم واللیلة ''پاک ہے اے اللہ تیری ذات اپنی تعریفوں کے ساتھ۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

وضوء کے احکامات

وضو توڑ دینے والی چیزیں کون سی ہیں؟	1۔دونوں راستوں آگے اور پیچھے سے خارج ہونے والی چیزوں سے جیسے ہوا، منی، پیشاب، مذی اور پاخانے سے۔(ترمذی:74) 2۔گہری نیند جس میں انسان ہوش اور فہم سے بے گانہ ہو جائے۔ہلکی نیند سے جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر آئے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(ترمذی:77) 3۔شرم گاہ کو چھونے سے۔(ترمذی:82،ابوداود:181) 4۔عقل کے جاتے رہنے اور شعور کے مفقود ہونے سے۔چاہے نیند سے، جنون پاگل پن وغیرہ سے یا نشے سے یا دوا سے۔ 5۔قبل اور دُبر کے علاوہ کسی اور راستے سے پیشاب اور پاخانے کا نکلنا۔ 6۔غسل واجب کر دینے والی اشیاء سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔جماع وغیرہ سے وضو ٹوٹنے میں کوئی اختلاف نہیں۔(الروضة الندیة:143/1)

	7۔مرتد ہو جانے سے۔ 8۔اونٹ کا گوشت کھانے سے۔(مسلم:802) نوٹ: جسے اپنی طہارت کا یقین ہو لیکن ناپاک ہونے کا شک ہو جائے تو اسے اپنے یقین پر قائم رہنا چاہئے۔(مسلم:805)
کن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا؟	1۔اونگھ آنے سے۔ 2۔بیوی کا بوسہ لینے سے یا محض اسے چھونے سے۔(ترمذی:176،مسلم:476) 3۔حدث کا محض شک ہونے سے۔ 4۔نکسیر سے۔ 5۔سینگی یا پچھنے لگوانے سے۔ 6۔قہقہہ لگانے سے۔(میزان الاعتدال:232/3) 7۔آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے۔(بخاری:208) 8۔محض شرم گاہ کو دیکھنے سے۔(فتاویٰ اللجنة الدائمة:277/5) 9۔اونٹنی کا دودھ پینے سے۔ 10۔شرم گاہ کے علاوہ کسی حصے سے خون نکلنے سے۔(ابوداؤد:198)
وضو کے مکروہ کام کیا ہیں؟	1۔ایک عضو کو تین سے زیادہ بار دھونا۔(ابن ماجہ:422) 2۔پلید جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ 3۔پانی ضائع کرنا۔ 4۔وضو کے ایک سے زیادہ مسنون اعمال کو ترک کرنا۔ 5۔عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی استعمال کرنا۔
وضو کیسے واجب ہوتا ہے؟	1۔فرض یا نفل نماز کے لئے۔(مسلم:535) 2۔بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے۔ 3۔مصحف یعنی قرآن مجید کو چھونے کے لئے۔(الواقعہ:79)
کن کاموں کے لئے وضو مستحب ہے؟	1۔ذکرِ الٰہی کے وقت۔(ابوداؤد:17) 2۔ہر نماز کے وقت۔(احمد:460/2) 3۔غسلِ جنابت سے پہلے۔(بخاری:248) 4۔سونے سے پہلے۔(بخاری:247) 5۔حالتِ جنابت میں سونے سے پہلے۔(بخاری:682) 6۔حالتِ جنابت میں کھانے سے پہلے۔(مسلم:305،ابن ماجہ:591) 7۔ایک ہی رات میں دوسری بار مباشرت سے پہلے۔(مسلم:308) 8۔میت کو اُٹھانے کی وجہ سے۔(ترمذی:993) 9۔قے کے بعد۔(صحیح ترمذی:76) 10۔قرآنِ مجید کو پکڑنے کے لئے۔(موطا:419،نسائی:57/8)

موزوں پر مسح کرنا

موزہ کسے کہتے ہیں؟	چمڑے یا کسی اور چیز کے بنے ہوئے قدم کو خف یعنی موزہ کہتے ہیں۔
جراب کسے کہتے ہیں؟	کاٹن یا اون سے بنے ہوئے قدم کو جورب یعنی جراب کہتے ہیں۔
کیا موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے؟	موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ وضو کی صورت میں موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری:206)
موزوں پر مسح کرنے کے جواز کے لئے کیا شرائط ہیں؟	1۔ موزے پوری طہارت کے بعد پہنے گئے ہوں جس میں پاؤں دھونا بھی شامل ہے۔ (بخاری:206) 2۔ موزے پاؤں کے ان حصّوں کو چھپاتے ہوں جن کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ 3۔ موزے اتنے موٹے ہوں کہ ان کے نیچے سے پاؤں کا چمڑا نظر نہ آتا ہو۔ 4۔ دونوں موزے پاک چیز سے بنے ہوئے ہوں۔ 5۔ دونوں موزے درست ہوں۔
موزوں پر مسح کرنے کی مقدار کیا ہے؟	موزوں پر مسح کرنے کے لئے دونوں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر پنڈلی کے اوپر تک کا حصہ شامل ہے۔
موزوں پر مسح کیسے کیا جائے؟	1۔ موزوں پر مسح کرنے کے لئے افضل یہ ہے کہ دائیں کو مقدم کئے بغیر دونوں پر ایک ساتھ مسح کیا جائے۔ 2۔ دونوں ہاتھوں کی کھلی ہوئی انگلیوں سے دونوں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر پنڈلی کے اوپر تک مسح کیا جائے گا۔ 3۔ موزوں کے نچلے حصے یا پیچھے کے حصّہ کا مسح کرنا سنت نہیں۔ 4۔ چمڑے کے موزوں کا دھونا مکروہ ہے۔ 5۔ ایک بار سے زائد مسح کرنا مکروہ ہے۔
کیا پگڑی پر مسح کیا جاسکتا ہے؟	پگڑی پر مسح کرنا کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ (ابوداود:147، ترمذی:100)

پگڑی پر مسح کرنے کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ طہارت صُغریٰ یعنی وضو کے لئے مسح کیا جارہا ہو۔ 2۔ طہارت پانی سے حاصل کی جارہی ہو۔ 3۔ سر کے اس حصّے کو چھپائے ہوئے ہو جسے عام طور پر پگڑی سے چھپایا جاتا ہے۔ 4۔ پگڑی پہننے والا مرد ہو۔ 5۔ پگڑی کے اکثر حصّہ کا مسح کرنا ضروری ہے۔
کیا سکارف یا دوپٹے یا چادر پر مسح کیا جاسکتا ہے؟	سکارف یا دوپٹے یا چادر پر کچھ شرائط کے ساتھ مسح کیا جاسکتا ہے: 1۔ مسح طہارت صغریٰ یعنی وضو کے لئے کیا جارہا ہو۔ 2۔ سکارف، دوپٹہ یا چادر عورت کے سر پر ہو۔ 3۔ سکارف، دوپٹے یا چادر کو کس کر سر پر باندھا گیا ہو۔ 4۔ جو حصّہ سکارف سے چھپایا جاتا ہے سر کا وہ سارا حصّہ چھپا ہوا ہو۔ 5۔ اکثر حصّے کا مسح کرنا ضروری ہے۔
مسح کی مدت کتنی ہے؟	1۔ مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قصر کی مسافت کا سفر ہو۔ (مسلم:639) 2۔ جس شخص نے سفر میں مسح کیا، پھر مقیم ہوگیا یا مقیم ہوتے ہوئے مسح کیا، پھر سفر کیا یا مسح کی ابتدا کے بارے میں شک میں ہو تو مقیم کی طرح مسح کرے گا۔
کیا پٹی پر مسح کیا جاسکتا ہے؟	پٹی پر مسح کیا جاسکتا ہے خواہ ہڈی جوڑنے کے لئے لکڑیاں باندھ کر کی جائے یا سادہ پٹی ہو۔ (ابن ماجہ:657)
پٹی پر مسح کرنے کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ پٹی پر مسح کرنے کی ضرورت ہو۔ 2۔ پٹی کی جگہ پر ہی مسح کیا جائے۔ 3۔ پٹی پر مسح کرنے اور باقی اعضاء کو اوپر تلے دھویا جائے۔ (ابوداؤد:336) 4۔ پٹی پر مسح کے لیے پٹی باندھنے سے پہلے باوضو ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ کوئی مدت کی شرط ہے۔

غسل

سوال	جواب
غسل کسے کہتے ہیں؟	غُسل سے مراد نہانا ہے۔
غسل کب واجب ہوجاتا ہے؟	1۔ جنابت خواہ انزال نہ ہو۔ (المائدہ:6،النساء:43،ترمذی:108) 2۔ احتلام یعنی شہوت سے یا بغیر شہوت کے منی کا نیند کی حالت میں خارج ہونا۔ (بخاری:282) 3۔ حیض اور نفاس کے خون کے ختم ہونے پر۔ 4۔ مسلمان کو موت کے بعد۔ (بخاری:1254) 5۔ کافر کا اسلام قبول کرنا۔ (بخاری:4372)
غسل کے فرائض کیا ہیں؟	1۔ نیت کرنا۔ (صحیح بخاری:1) 2۔ پورے جسم پر پانی بہانا جس میں ناک اور منہ میں پانی ڈالنا شامل ہے۔ 3۔ بالوں میں خلال کرنا۔
غسل کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔ تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا۔ 2۔ ہتھیلیوں کو تین بار دھونے سے ابتدا کرنا۔ (بخاری:248) 3۔ غسل کرنے سے پہلے شرم گاہ کو دھونا اور نجاست دور کرنا۔ (بخاری:257) 4۔ غسل سے پہلے وضو کرنا۔ (بخاری:257)
غسل کے دوران مکروہ کام کون سے ہیں؟	1۔ پانی کا زیادہ استعمال 2۔ ناپاک جگہ بیٹھ کر نہانا 3۔ پردہ کیے بغیر کھلی جگہ نہانا۔ (ابوداؤد:4012) 4۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں نہانا
جس پر غسل واجب ہو اُس پر کیا کام کرنے حرام ہیں؟	1۔ قرآن مجید کا چھونا اور پڑھنا۔ (ترمذی:131) 2۔ نماز پڑھنا۔ (النساء:43) 3۔ طواف کرنا۔ (بخاری:294) 4۔ مسجد میں ٹھہرنا۔ (ابوداود:232) مسجد سے بغیر رُکے محض گزرنے کی اجازت ہے۔
جس پر غسل واجب ہو اُس کے لئے کون سے کام مکروہ ہیں؟	1۔ حالتِ جنابت میں بغیر وضو کے سونا۔ (ترمذی:120) 2۔ غُسل میں فضول خرچی سے کام لینا۔ (بخاری:201)

سوال	جواب
غسل کا طریقہ کیا ہے؟	1۔ نیت کرنا۔ 2۔ بسم اللہ پڑھنا۔ 3۔ دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا۔ (اگر برتن سے پانی لینا ہے تو پانی لینے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا ہے۔) 4۔ استنجاء کرنا اور شرم گاہ سے لگی ہوئی نجاست کو دھونا اور مٹی سے یا صابن سے ہاتھ مار کر ہاتھ صاف کرنا۔ 5۔ مکمل وضو کرنا۔ (پاؤں دھونے کے علاوہ) 6۔ سر کو کانوں سمیت تین بار دھونا۔ 7۔ پہلے دائیں حصے پر پانی بہانا، پھر بائیں حصے پر پانی بہانا اور پورے بدن کو دھونا۔ 8۔ دونوں ہاتھوں سے بدن کو رگڑنا۔ 9۔ آخر میں دونوں پاؤں دھونا۔
مسنون غسل کون سے ہیں؟	1۔ نماز جمعہ کے لئے۔ (بخاری:877) 2۔ عیدین کے لئے۔ (مؤطا:77/1،زادالمعاد:442/1) 3۔ میت کو غسل دینے کے بعد۔ (تمام المنۃ:121) 4۔ احرام باندھنے کے لئے۔ (ترمذی:830) 5۔ مکہ میں داخل ہونے کے لئے۔ (مسلم:1259) 6۔ جس پر غشی طاری ہو۔ (بخاری:687) 7۔ استحاضہ والی عورت کو نمازوں کے لئے غسل کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد:294) یہ غسل واجب نہیں مستحب ہے۔

تیمم

سوال	جواب
تیمم سے کیا مراد ہے؟	مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا تیمم ہے۔ (المغنی:310/1)
تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟	ربّ العزت کا ارشاد ہے: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی جائے ضرورت سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ پھر اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ (النساء:43)

تیمم کی شرائط کیا ہیں؟	1۔ پانی نہ ملے اوراس کا حاصل کرنا دشوار ہو: i۔ پانی موجود ہے مگر بیماری کی وجہ سے پانی استعمال کرنے پر قادر نہیں۔ ii۔ پانی انتہائی قلیل مقدار میں موجود ہے۔ 2۔ مٹی پاک اور مباح ہو۔ اس پر غبار ہو اور ملی جلی نہ ہو۔
تیمم کے ارکان یا فرائض کیا ہیں؟	1۔ نیت کرنا۔ 2۔ ایک بار دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارنا۔ 3۔ پورے چہرے کا مسح کرنا۔ 4۔ اس کے بعد کلائیوں تک دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔
تیمم کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔ غسل کے لئے تیمم کرنے کی صورت میں ترتیب اور بغیر وقفے کے عمل (موالات) کو قائم رکھنا۔ 2۔ آخری وقت تک مؤخر کرنا۔ 3۔ وضو کے بعد پڑھی جانے والی دُعا پڑھنا۔
تیمم کو باطل کرنے والے کام کون سے ہیں؟	1۔ تیمم کو ہر وہ عمل باطل کر دیتا ہے جو وضو کو باطل کرتا ہے۔ 2۔ اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو پانی کا دستیاب ہونا تیمم کو باطل کر دیتا ہے۔ (ابوداود:338) 3۔ بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو بیماری سے شفایاب ہونا تیمم کو باطل کر دیتا ہے۔
تیمم کے مکروہات کیا ہیں؟	بار بار زمین پر ہاتھ مارنا۔

عورت کے فطری خون (حیض اور استحاضہ) کے احکام

حیض کسے کہتے ہیں؟	بلوغت کے بعد عورت کو مخصوص ایام میں جو خون آتا ہے، اسے حیض کہتے ہیں۔ اصطلاحاً حیض ایسا خون ہے جو عورت کے رحم سے ولادت یا امراض سے سلامتی کی حالت میں بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہو۔ (حلیۃ الفقہاء:63، انیس الفقہاء:63)
استحاضہ کسے کہتے ہیں؟	استحاضہ وہ خون ہے جو رحم کے نچلے حصے کی رگ سے کسی بیماری کی وجہ سے بہتا ہے۔
حیض اور استحاضہ میں کیا فرق ہے؟	1۔ حیض کا خون گاڑھا ہوتا ہے جب کہ استحاضہ کا خون پتلا ہوتا ہے۔ 2۔ حیض کے خون کا رنگ سیاہ، سرخ، زرد اور خاکی (یعنی سفید اور سیاہ کے درمیان ہوتا ہے) (تمام المنۃ:136) اور استحاضہ کا خون زخم سے بہنے والے خون کی طرح پتلا ہوتا ہے۔ 3۔ حیض کا خون بدبودار ہوتا ہے جب کہ استحاضہ کے خون کی بو عام خون جیسی ہوتی ہے۔

حیض آنے کی کم از کم عمر کیا ہے؟	کم از کم عمر 9 سال ہے۔ اس سے کم عمر میں شرم گاہ سے آنے والا خون استحاضہ ہے۔
حیض آنے کی زیادہ سے زیادہ عمر کیا ہے؟	زیادہ عمر کی کوئی حد نہیں ہے۔
ایام حیض کی کم از کم مدت کیا ہے؟	ایام حیض کی کم از کم مدت ایک رات اور دن (چوبیس گھنٹے) ہے۔ اس سے کم وقت کے لئے خون آئے تو وہ استحاضہ ہے۔
ایام حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟	ایام حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ اگر مدت اس سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ کا خون ہے۔
دو حیض کے درمیان مدت طہارت کتنی ہوتی ہے؟	دو حیض کے درمیان مدت تیرہ دن ہے۔ اس مدت سے پہلے آنے والا خون استحاضہ کا ہوتا ہے۔
عام عورتوں میں مدت حیض کتنی ہوتی ہے؟	عام عورتوں میں مدت حیض چھ یا سات دن ہوتی ہے۔
عام عورتوں میں مدت طہر کتنی ہوتی ہے؟	عام عورتوں میں مدت طُہر تئیس یا چوبیس دن ہوتی ہے۔ (ابوداؤد:287)
حائضہ عورت کو کیسے معلوم ہو گا کہ وہ پاک ہوگئی ہے؟	1۔ حائضہ عورت حیض کی مدت کے ختم ہونے کا اندازہ گدلے پانی، پیلے پانی کے رُکنے اور سوکھ جانے سے کرے گی۔ (ابوداود:307، بخاری:326) 2۔ حائضہ عورت سفید مادہ دیکھنے سے اندازہ کرے گی اگر اس سے پہلے وہ سفید مادہ دیکھتی رہی ہو۔
گدلے پانی سے کیا مراد ہے؟	گدلے پانی سے مراد وہ معمولی خون ہے جو عورت کی شرم گاہ سے نکلتا ہے اور وہ گہرے براؤن رنگ کا ہوتا ہے۔
پیلے پانی سے کیا مراد ہے؟	پیلے پانی سے مراد وہ خون ہے جس کا رنگ پیلے پن کی طرف مائل ہوتا ہے۔

سفید مادہ سے کیا مراد ہے؟	سفید مادہ سے مراد وہ مادہ ہے جو حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت کی شرم گاہ سے نکلتا ہے۔ یہ مادہ پاک ہے لیکن اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
عورت کی شرم گاہ سے نکلنے والے گدلے یا پیلے پانی کا کیا حکم ہے؟	اگر وہ حیض سے متصل ہے یعنی حیض سے پہلے یا بعد میں تو اس کا شمار حیض میں ہوگا اور اگر حیض سے متصل نہیں ہے تو استحاضہ ہے۔
ایام طُہر میں عورت کی شرم گاہ سے نکلنے والی رطوبت کا کیا حکم ہے؟	ایام طُہر میں عورت کی شرم گاہ سے نکلنے والی رطوبت اگر صاف اور لیس دار ہے تو وہ پاک ہے اور اگر خون گدلا یا پیلا مادہ ہے تو وہ ناپاک ہے۔ ان تمام سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر یہ چیزیں مستقل جاری رہیں تو استحاضہ ہے۔ لیکوریا ناپاک ہے۔
جس عورت کے ایام حیض ہر ماہ میں متعین ہیں لیکن وہ مدت پوری ہونے سے پہلے پاک ہوگئی اس کا کیا حکم ہے؟	مدت پوری ہونے سے پہلے جب خون رُک گیا اور عورت پاک ہوگئی تو اس پر پاک ہونے کا حکم لگے گا اگر چہ اتنے دن پورے نہ ہوتے ہوں جتنے دن عادتاً اسے خون آتا تھا۔
حیض کے اپنے مقررہ وقت سے آگے یا پیچھے ہونے کا کیا حکم ہے؟	اگر خون میں حیض کے اوصاف موجود ہوں اور دو حیض کے درمیان تیرہ دن کا فاصلہ ہو تو وہ حیض ہی شمار ہوگا۔
حیض کا اپنے مقررہ دنوں سے کم یا زیادہ آنے کا کیا حکم ہے؟	حیض کے دنوں میں اگر کمی بیشی ہو تو وہ حیض ہی ہے اگر وہ اپنے مقررہ دنوں سے تجاوز نہ کرے یعنی پندرہ دن سے۔
اگر لمبی مدت خون جاری رہے مثلاً ایک ماہ یا اس سے زیادہ تو اس کا کیا حکم ہے؟	اس کی چار صورتیں ہیں: **پہلی صورت**: اگر عورت ہر ماہ اپنے حیض کا وقت اور اس کے ایام کو جانتی ہے اور حیض کے خون کو پہچانتی ہے تو وہ اپنے وقت اور مخصوص دنوں کا اعتبار کرے گی خون کے اوصاف کا اعتبار نہیں کرے گی۔

	دوسری صورت: اگر عورت حیض کے وقت اور ایام کو جانتی ہے لیکن اس کا خون ایک ہی صفت کا حامل ہے تو وہ وقت اور عدد کو پیش نظر رکھتے ہوئے مدت حیض کو شمار کرے گی۔ **تیسری صورت**: اگر عورت وقت حیض کو تو جانتی ہے ایام کی تعداد کو نہیں جانتی تو جن ایام کو وہ جانتی ہے تو ان ایام میں عام عورتوں کی عادت کے مطابق چھ یا سات دنوں کو ایام حیض شمار کرے گی۔ **چوتھی صورت**: اگر عورت اپنے حیض کے ایام کو تو جانتی ہے لیکن ہر ماہ حیض آنے کے وقت کو نہیں جانتی تو ہر قمری مہینے کے شروع میں معلوم دنوں کی تعداد کے مطابق مدت حیض کو شمار کرے گی۔

عورت کے فطری خون نفاس کے احکامات

نفاس کسے کہتے ہیں؟	بچے کی پیدائش کے بعد عورت کی شرم گاہ سے آنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔
اگر عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد خون نہ آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟	اگر عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد خون نہ آئے تو اس پر نفاس کے احکامات لاگو نہ ہوں گے۔ اس پر نہ غسل واجب ہوگا نہ اس کا روزہ ٹوٹے گا۔
زچگی سے پہلے خون اور پانی تکلیف اور درد کے ساتھ دکھائی دے تو اس کا کیا حکم ہے؟	زچگی سے کچھ دیر پہلے جو خون اور پانی تکلیف اور درد سے دکھائی دے اس کا حکم نفاس کا نہیں بلکہ وہ استحاضہ ہے۔
زچگی کے دوران نکلنے والے خون کا کیا حکم ہے؟	زچگی کے دوران نکلنے والا خون نفاس ہے اگر بچہ باہر نہ آیا ہو یا اس کا کچھ حصہ باہر آیا ہو۔ اس دوران عورت پر جس نماز کا وقت گزرے گا اس کی قضا واجب نہیں ہے۔
نفاس کے دنوں کا شمار کب سے ہوتا ہے؟	جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے مکمل طور پر باہر آ جائے۔

سوال	جواب
نفاس کی کم از کم مدت کتنی ہے؟	نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ اگر زچگی کے فوراً بعد خون آنا بند ہو جائے تو عورت پر واجب ہے کہ غسل کر کے نماز پڑھے اور چالیس دن کا انتظار نہ کرے۔
نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟	نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر مدت اس سے بڑھ جائے تو اس کی پرواہ کئے بغیر غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہوگا۔ سوائے اس کے کہ حمل سے پہلے حیض کا جو وقت تھا اس سے موافقت ہو تو یہ حیض کا خون شمار ہوگا۔ (ابوداود:312، 311)
دو یا زیادہ بچے ہونے کی صورت میں نفاس کا کیا حکم ہے؟	پہلے بچے کی ولادت کے وقت سے ایام نفاس شمار کئے جائیں گے۔
اگر حمل کی مدت 80 دن یا اس سے کم ہو اور بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	اگر حمل کی مدت 80 دن یا اس سے کم ہو تو یہ خون استحاضہ کا ہے۔
اگر حمل کی مدت 90 دن سے زیادہ ہو اور بچہ پیدا ہو جائے تو خون کا کیا حکم ہوگا؟	اگر حمل کی مدت 90 دن سے زیادہ ہے تو یہ خون نفاس کا ہے۔
اگر حمل کی مدت 80 اور 90 دن کے درمیان ہے اور بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	اگر حمل کی مدت 80 اور 90 دن کے درمیان ہے تو اگر انسان کی تخلیق ظاہر ہے تو نفاس کا حکم ہوتا ہے اور اگر خلقت انسانی ظاہر نہیں ہے تو استحاضہ ہوگا۔
اگر زچہ 40 دن سے پہلے پاک ہوگئی لیکن 40 دن پورے ہونے سے پہلے خون واپس آ گیا تو ایسی عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟	نفاس کے چالیس دن کے اندر جب بھی عورت علامتِ طہر دیکھے گی وہ طہر ہی شمار ہوگا۔ اس کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ اگر چالیس دن کے اندر دوبارہ خون ظاہر ہو تو اس کا حکم نفاس کا ہے یہاں تک کہ مدت پوری ہو جائے۔

سوال	جواب
حیض اور نفاس والی عورت پر کون سے کام حرام ہیں؟	حیض اور نفاس والی عورت کے لئے وہ تمام کام حرام ہیں جو حدث اکبر یعنی غسل واجب ہونے پر حرام ہیں۔ 1۔ مجامعت (البقرۃ:222، ترمذی:135) 2۔ نماز، روزہ (روزہ کی قضاء ہے نماز کی قضاء نہیں) 3۔ مسجد میں داخلہ 4۔ قرآن کی تلاوت 5۔ طواف بیت اللہ۔ (بخاری:305)
حیض و نفاس میں کون سے کام جائز ہیں؟	1۔ مجامعت کے علاوہ لطف اندوزی بوس و کنار وغیرہ۔ 2۔ ذکر (فتح الباری:1/486، مسلم:373، تمام المنۃ:118) 3۔ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج و عمرہ کے سب اعمال مثلاً احرام، وقوف عرفہ وغیرہ۔ 4۔ ساتھ کھانا پینا، خاوند کی خدمت، جوٹھا کھانا۔ 5۔ حائضہ کا لباس جس پر نجاست نہیں لگی پاک ہے۔
حیض اور نفاس والی عورت سے ہم بستری کا کیا حکم ہے؟	ہم بستری حرام ہے اس کے علاوہ لطف اندوزی جائز ہے۔
اگر کوئی عورت حیض یا نفاس سے طلوع فجر سے پہلے پاک ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟	طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہونے والی عورت پر مغرب اور عشاء کی قضا ضروری ہے۔
اگر کوئی عورت حیض یا نفاس سے سورج غروب ہونے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	اگر کوئی عورت حیض اور نفاس سے سورج غروب ہونے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس پر ظہر اور عصر کی قضا واجب ہے۔
اگر کسی عورت پر نماز کا وقت آیا لیکن نماز سے پہلے حیض یا نفاس لاحق ہو گیا تو کیا اس نماز کی قضا ضروری ہے؟	اس نماز کی قضا عورت پر ضروری نہیں۔

سوال	جواب
حیض اور نفاس سے پاک ہونے کے بعد عورت غسل کرے تو کیا بالوں کا کھولنا اس پر ضروری ہے؟	بالوں کا کھولنا ایسی عورت کے لئے ضروری ہے۔
کیا غسلِ جنابت میں بھی بالوں کا کھولنا ضروری ہے؟	غسلِ جنابت میں بال کھولنے ضروری نہیں ہیں۔
استحاضہ والی عورت کا کیا حکم ہے؟	استحاضہ والی عورت پر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن ضروری ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرے۔
استحاضہ والی عورت سے ہم بستری کا کیا حکم ہے؟	استحاضہ والی عورت سے ہم بستر ہونا مکروہ ہے۔ البتہ اگر شوہر ضرورت مند ہے تو جائز ہے۔
کیا استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لئے غسل کرے گی؟	1۔ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لئے غسل کرے تو مستحب ہے۔ 2۔ اگر وہ ہر نماز کے لئے غسل نہ کر سکے تو فجر کے لئے ایک غسل دوسرا ظہر اور عصر کے لئے تیسرا مغرب اور عشاء کے لئے کرے۔ (ابوداود:296) 3۔ اگر عورت تین غسل نہ کر سکے تو دن میں ایک بار غسل کر لے۔ 4۔ اگر عورت ایک غسل بھی نہ کر سکے تو غسل حیض کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کر لے۔
کیا عورت وقتی طور پر حیض روکنے والی ادویات کا استعمال حج اور عمرہ کے لئے یا رمضان کے روزے پورے کرنے کے لئے کر سکتی ہے؟	حیض روکنے والی ادویات اس شرط کے ساتھ استعمال ہو سکتی ہیں اگر وہ باعث ضرر نہ ہوں۔

نماز نور ہے۔ (مسلم:534)

نماز سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ (مسلم:1093، ترمذی:388)

نماز رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ (نسائی:3391، 3392)

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ (نسائی:468)

نمازی کے لئے فرشتے دُعائیں کرتے ہیں۔ (بخاری:659)

گناہوں کی آگ نماز کے ذریعے بجھتی ہے۔ (صحیح الترغیب:358، 288)

نماز کی پابندی کرنے والا شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح الترغیب:361)

نماز

کیا انسان کو وہ زمانہ یاد ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔ اب وہ زندہ ہے، سُننے ، دیکھنے، بولنے، سمجھنے والا۔ کوئی ہے جس نے اس کو خاص مقصد کے لئے زندگی عطا کی ہے۔ پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے کے درمیان تعلق ہے جس کو قائم کرنے، اُس کے اظہار کے لئے یہ زندگی ملی ہے۔

وہ خالق ہے تو انسان مخلوق ہے۔ وہ رازق ہے تو انسان مرزوق (رزق پانے والا) ہے۔ مالک اور مملوک کے درمیان کیسا رشتہ ہے۔ وہ آقا، حکم دینے والا، مالک ہے اور انسان حکم کا پابند۔ یہی اس رشتے کی حقیقت ہے۔ اُس پیدا کرنے والے کے احسانات اتنے ہیں کہ شمار نہیں کر سکتے۔ کہاں مٹّی کا ذرہ اور کہاں جیتا جاگتا، سوچتا سمجھتا اور فیصلے کرتا وجود۔ اُس نے مُردہ ذرّے کو زندگی جیسی نعمت عطا کی۔ اُس رحیم و کریم نے سب سے عُمدہ زندگی عطا کی۔ زندہ تو حشرات، نباتات، حیوانات، پرندے، مچھلیاں اور جنّات بھی ہیں۔ اُس نے ہمارے انسان بننے کا فیصلہ کیا۔ کیسے شکر ادا کریں؟ کیسے ملاقات کریں؟ ایک رشتہ اور تعلق تو ہے لیکن رابطہ کیسے کریں۔ ربّ العزت نے فرمایا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ (طٰہٰ:14) ''اور تم میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔''

مسند احمد میں ہے کہ نمازی اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم ربّ ہے جس نے اپنے اور ہمارے درمیان روحانی رابطہ کرنا ممکن بنا دیا۔ نماز یہی روحانی رابطہ ہے جس میں کسی قسم کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو روح کا رابطہ ہے۔ ایک اکیلا انسان کسی پہاڑ کی چوٹی یا کسی جنگل میں پاک ہونے کے لئے وضو کر کے قبلہ رُو ہو کر خاص طریقے سے اُس کے آگے کھڑا ہو جائے، رکوع و سجود کرے، دل، زبان اور اعضاء سبھی اُس کریم ہستی کے سامنے جھکا دے تو نماز ادا ہو جاتی ہے۔ نماز میں انسان اپنے خالق سے گفتگو کرتا ہے۔ اُس کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے۔ اُس سے مناجات کرتا ہے۔ اپنے سچے جذبے اور احساسات کا اظہار کرتا ہے۔

نماز کے اوقات ملاقات کے اوقات ہیں۔ انسان اُن کا انتظار کرتا ہے۔ شوق، لگن، حرص، لذت اور اُس کے قُرب میں وقت گزارنے کی تمنا اُمید باندھ دیتی ہے۔ ہر اذان خوشی کا پیغام لے کر آتی ہے اور سبھی لوگ اس تعلق کو قائم کروانے والے کے لئے اذان کے بعد دُعا کرتے ہیں۔

''اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے ربّ! محمد ﷺ کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت عطا فرما دے اور انہیں اس مقامِ محمود پر فائز کر دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔''

اس کے بعد ایمان رکھنے والا جب نماز کے آداب اور شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز ادا کرتا ہے تو اس ملاقات سے روحانی سکون اور مسرّت محسوس کرتا ہے۔ نماز کی حالت میں اپنے ربّ سے گفتگو کرتا ہے، اس کی حمد بیان کرتا ہے، رکوع میں عاجزی سے خود کو جھکا کر دِلی جذبوں کا اظہار کرتا ہے اور سجدے میں زمین پر گھٹنے ٹکا کر اپنے ہاتھ، ناک اور پیشانی اللہ تعالیٰ کے آگے رکھ کر محبت، اُنس اور شوق کا عاجزانہ اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا ہاتھ باندھنا، رکوع میں جھکنا، ماتھا ٹیک دینا بہت پسند آتا ہے۔ انسانوں کے اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل نماز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔'' (مسلم:252)

نماز ربّ کی رحمت کی بارش ہے جس پر بھی برس جائے۔ پاک دل اور پاک عقلیں اللہ تعالیٰ کی محبت، اُنس اور ملاقات کے شوق سے بڑھ کر کہیں مٹھاس محسوس نہیں کرتیں۔ دل کو اطمینان، سرور اور سکون اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر ہی ملتا ہے اور اس محبت میں انسان جتنا آگے بڑھتا جاتا ہے اتنا ہی اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر رہتا ہے۔ تلاوتِ قرآن سے آواز سجی رہتی ہے اور اعضاء اللہ تعالیٰ کے آگے بچھ کر سعادت حاصل کرتے ہیں۔

جو شخص حقیقی ایمان کا مزہ چکھ لیتا ہے اس کے لئے نماز صرف عبادت یا اطاعت نہیں رہ جاتی۔ اس میں لذّت اور سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لئے کوشش کرتا ہے اور اسے ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے جو ہیرے جواہرات کے ڈھیروں اور کرنسی کے انباروں سے حاصل نہیں ہوتی۔

نبی ﷺ نماز کا انتظار ایسے کرتے تھے جیسے پیاس سے بے حال انسان صحرا کی گرمی کی شدّت میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی طرف لپکتا ہے۔ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے: قُمْ يَا بِلَالُ ! فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ (ابوداؤد:4986) ''اے بلال اٹھو! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔'' نبی ﷺ فرماتے تھے: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (نسائی:3391، مسند احمد:14083)

حضرت ابراہیم علیہ السلام دُعا کیا کرتے تھے: رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراہیم:40)

''اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی۔اے ہمارے ربّ ! اور دُعا قبول کر لے۔''

حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کی ربّ تعالیٰ نے تعریف کی کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔(مریم:55) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ربّ نے کلام کیا اور پہلی وحی میں نماز کا حکم دیا۔(طٰہٰ:14) حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز قائم کرو۔(لقمان:17) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں پکار اُٹھے کہ مجھے نماز کا حکم دیا گیا ہے۔(مریم:31) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز کا حکم دیا گیا۔(العنکبوت:45) اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے والے مؤمنوں کی خصوصیات کا آغاز اور اختتام نماز کے تذکرے سے کیا۔(المومنون:1-9) نمازوں کی حفاظت کی تلقین کی گئی۔(البقرۃ:238)

ساری عبادات زمین پر فرض کی گئیں اور نماز کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ،اپنے پیامبر ،اپنے سفیر صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلا کر فرض کیا۔نماز کا مرتبہ بلند ہے۔(ترمذی:385) ایک دن میں بار بار نماز انسان کے گناہوں کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔(بخاری:528،مسلم:1522) انسان خطا کا پتلا ہے۔آدم کے بچوں سے غلطیاں ہوجاتی ہیں۔پانچ بار کی حاضری سے ہو سکتا ہے ربّ کی طرف پلٹنے اور دنیا کی محبت کی آگ بجھانے کا موقع مل جائے جس کو خواہشات اور غفلتوں نے بھڑ کا رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے موقع پر ندا دیتا ہے کہ اے بنی آدم اٹھو اپنی اس آگ کی طرف جسے تم نے سلگایا ہے اسے بجھاؤ۔''(طبرانی) بندۂ مسلم جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔(مسند احمد:21889،ھود:114)

نماز انسان کی میل کچیل دھو دیتی ہے، برائیاں دور کر دیتی ہے۔نماز کا وقت مبارک ہوتا ہے۔وہ لمحے خوش بختی کی دلیل بن جاتے ہیں جن میں انسان اپنے آپ کو اس دنیا سے الگ تھلگ کر لیتا ہے جہاں بغض وفساد ہے، کشمکش اور تضاد ہے۔جس وقت انسان اپنے مولا کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے تو زندگی میں توازن آجاتا ہے اور روح پر دباؤ ہلکا ہو جاتا ہے۔بندہ اپنے ربّ کے حضور مناجات کرتا ہے تو اس کا دل روشن ہو جاتا ہے، سینہ کھل جاتا ہے۔وہ الفاظ جو بظاہر زبان سے ادا ہوتے ہیں وہی انسان کو زمین سے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان کسی دروازے کو عبور کئے بغیر، کسی رکاوٹ کو راستے سے دور کئے بغیر ربّ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔پھر وہ اپنے ربّ سے کلام کرتا ہے، معافی مانگتا ہے، مدد طلب کرتا ہے، زمین وآسمان کے مالک کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:''میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے

اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور (نمازی) جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور (نمازی) جب مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ➚ کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے ہیں اور (نمازی) جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔پھر جب (نمازی) اپنی نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کے لئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کر رہا ہے وہ اسے دیا جائے گا۔''(مسلم:878)

یہ تعلق ہے، رابطہ ہے۔بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اس کی طرف کر لیتا ہے اور اس سے پھرتا نہیں حتیٰ کہ وہ خود پھر جائے یعنی لوٹ جائے یا اس کا وضو نہ رہے۔(ابن ماجہ:1222) نماز میں مسلمانوں کو زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔(الاعراف:31) زینت اچھے لباس سے، صفائی اور طہارت سے، خوشبو سے، مسواک سے جو منہ کو صاف کرنے والی اور ربّ کی خوشنودی کا باعث ہے۔(احمد،نسائی:5) اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔(مسلم:265)

نماز روحانی قوت ہے۔نماز میں مؤمن ربّ کی طرف لوٹتا ہے۔اپنے غموں کی شکایت کرتا ہے۔اس کی رحمت کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔نماز میں انسان ہر ایک چیز کے خوف سے آزاد ہونے کے لئے اللہ اکبر (اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے) سے سکون اور خوشی حاصل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بے پایاں انعامات کا شعور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے حاصل کرتا ہے۔اس کے انصاف کا شعور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ سے حاصل کرتا ہے۔اس ذاتِ بابرکت کے ساتھ تعلق کا شعور اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے اور مدد کی ضرورت کا شعور وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے لیتا ہے۔ہدایت کی ضرورت کا شعور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے لیتا ہے۔یوں نماز زبردست قوت عطا کرتی ہے۔نماز سے ہشاش بشاش صبح اور روشن دن کا آغاز ہوتا ہے۔اس کی گرہیں کھلتی ہیں۔وہ پاک ہو جاتا ہے۔(بخاری:1142)

نماز زندگی میں قوت پیدا کرنے والی ہے۔جب نماز میں انسان باقی رہنے والی قوت کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے تو اپنی زندگی کی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔اسلام کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ الگ تھلگ تنہا نمازیں پڑھتا رہے بلکہ وہ پرزور انداز میں اذان کے ذریعے باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں بلاتا ہے اور بتاتا ہے کہ گھروں میں نماز پڑھنے والوں نے نبی ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دیا اور یہ کہ باجماعت نماز سے منافق پیچھے رہتے ہیں۔(مسلم:1488) ہر ہفتے میں ایک بار نمازِ جمعہ میں تعلیم، تربیت، تجدیدِ عہد اور نصیحت ہوتی ہے۔اس میں وحدت اور قوت کا اظہار ہوتا ہے۔یہ ہفتہ وار فریضہ ہے جس میں جماعت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔(مسلم:1485، الجمعہ:9) پھر عید کی نماز ایک بڑی کانفرنس اور تقریب کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔اس میں مرد ایک طرف اور عورتیں دوسری جانب ہوتی ہیں حتیٰ کہ عذر والی خواتین بھی حاضر ہوتی ہیں۔(بخاری:981)

روزانہ، ہفتہ وار، سالانہ باجماعت نمازوں کی کیا بات ہے! صفیں سیدھی، کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملے ہوئے۔(بخاری:717، ترمذی:226) جب امام تکبیر کہے تو سب کہیں۔جب وہ قرأت کرے تو سب خاموش رہیں۔جب وہ رکوع کرے تو سب رکوع کریں۔جب وہ سجدہ کرے تو سب سجدہ کریں۔پہلے وہ سجدے سے سر اُٹھائے تو سب اُٹھائیں۔جب وہ سلام پھیرے تو سب سلام پھیریں۔مسجد میں رنگ و نسل، مال و دولت اور مقام و مرتبے کے فرق مٹ جاتے ہیں۔مسجد کا صحن محبت، اُخوت اور مساوات کی فضا کو قائم رکھتا ہے۔یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ پانچ مرتبہ انسان مشقت بھرے ماحول سے سلامتی کی فضا میں آجائے!

نماز عظیم ترین نعمت ہے۔جو وقت نماز کے لئے لگتا ہے وہ ضائع ہونے والا نہیں۔رسول اللہ ﷺ نماز کو ایمان کی دلیل اور مسلمان اور کافر کے درمیان فرق قرار دیتے ہیں۔(مسلم:247، ترمذی:2621، ابن ماجہ:1079) جس نے نماز کی حفاظت کی قیامت کے دن اس کے لئے نور ہے۔(ابوداؤد:561) جس کو مال کی مصروفیات نے روکا اس کا حشر قارون کے ساتھ، جس کو حکومت کی مصروفیات نے روکا اس کا حشر فرعون کے ساتھ، جس کو وزارت نے روکا اس کا حشر ہامان کے ساتھ اور جس کو تجارت نے روکا اس کا حشر اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے مال اور اہل و عیال میں گھاٹا پڑ گیا۔'' (مسلم:1417، الترغیب والترھیب:1/347 حدیث:10) ایک نماز کا اتنا بڑا خسارہ [Loss] ہے، اتنا برا انجام۔۔۔تو جس کی ساری نمازیں ضائع ہوگئیں؟ جو نماز میں غفلت سے کام لیتا ہے، نماز کو ضائع کرتا ہے اور خواہشِ نفس کی پیروی کرتا ہے۔(مریم:59)، جو نماز میں غافل رہتا ہے اسے بربادی اور ہلاکت کی دھمکی دی گئی ہے۔(الماعون:4-5)

نماز کا راستہ ربّ کا راستہ ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں بول اُٹھے تھے: **وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا** ''اُس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔'' نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعے پر اپنی اُمت کو نماز کا پیغام دیا۔(مسند احمد:5/262، 24975، مستدرک حاکم:1/9) نماز کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ اسلام کا عمود ہے۔(ترمذی:2616)

عبداللہ بن قرط نے روایت کیا ہے کہ روزِ قیامت جس بات کا بندے سے اوّل حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔اگر درست ہوئی تو اس کے تمام افعال درست ہوں گے اور اگر خراب ہوئی تو سارے اعمال خراب ہوں گے۔(معجم طبرانی کبیر:1255-1254) دین کی آخری چیز جو مفقود ہو جائے گی وہ نماز ہے۔جب یہ ضائع ہو جائے گی تو دین ضائع ہو جائے گا۔(ابن حبان، ابوامامہ رضی اللہ عنہ) نماز معراج کی رات آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے براہِ راست کلام کے ذریعے واجب فرمائی۔(ترمذی:213) پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر قرار دیا۔(بخاری:349) نماز رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت ہے۔آخری سانسوں میں یہی بات تھی: ''نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔''

یا اَرحم الرّاحمین! ہم سب کو نمازیں قائم کرنے والا بنا دیجئے۔یا ربّ العالمین! یا حیّ یا قیوم! یا بدیع السماوات والارض (اے وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے پیدا کیا)! ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجئے! نماز کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیجئے!

نماز

1۔نماز کیا ہے؟	1۔نماز معروف عبادت ہے۔عربی زبان میں نماز کے لئے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی دُعا، تسبیح، رحمت اور نماز کے ہیں۔اس کی جمع صلوٰت ہے۔نماز میں رکوع اور سجدے ہوتے ہیں۔اس کی ابتداء تکبیر سے اور انتہا تسلیم کے ساتھ ہوتی ہے۔(القاموس المحیط:1173) 2۔مسلمانوں کو نماز کا حکم دیا گیا ہے۔(البینہ:5، الروم:31، بخاری:8، مسلم:16، ترمذی:269) 3۔نماز اہل ایمان کے اوصاف میں سے ہے۔(المومنون:9، النور:37)

2۔ نماز کا کیا حکم ہے؟	نماز فرض ہے۔(العنکبوت:45، الانبیاء:73، البقرۃ:3، 43، 238، الاحزاب:33، بخاری:50، 1090، مسلم:1570، ابوداؤد:495)
3۔ نماز کی کیا فضیلت ہے؟	1۔ نماز نور ہے۔(مسلم:534) 2۔ نماز سے گناہ جھڑتے ہیں۔(صحیح الترغیب:384، احمد:179/5) 3۔ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔(مسلم:550) 4۔ نماز پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (مسلم:543، بخاری:528، 574) 5۔ گناہوں کی آگ نماز کے ذریعے بجھتی ہے۔(صحیح الترغیب:358، 288) 6۔ نماز سے گناہ سر پرسے گرا دیئے جاتے ہیں۔(صحیح الترغیب:362) 7۔ نماز سے درجات بلند ہوتے ہیں۔(مسلم:1093، ترمذی:388) 8۔ نماز رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔(نسائی:3391، 3392) 9۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔(نسائی:468) 10۔ نماز کی پابندی کرنے والا شہداء کے ساتھ ہو گا۔(صحیح الترغیب:361) 11۔ نمازی کے لئے فرشتے دُعائیں کرتے ہیں۔(بخاری:659) 12۔ فجر اور عصر کی نماز پڑھنے والا دوزخ میں ہرگز نہیں جائے گا۔(مسلم:1436) 13۔ جس آدمی نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس آدمی نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا کہ اس نے ساری رات قیام کیا۔(مسلم:1491) 14۔ نبی ﷺ کی اس شخص کے لئے رحمت کی دعا ہے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔(صحیح ابوداؤد:1271) 15۔ نماز فجر کی دو رکعات پڑھنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان تمام سے بہتر ہے۔(مسلم:1688) 16۔ جس نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن جماعت سے نماز پڑھی کہ تکبیرِ اولیٰ پاتا رہا اس کے لیے دوزخ اور نفاق سے نجات لکھی جائے گی۔(ترمذی:241) 17۔ مسجد میں اپنی نماز پوری کر کے اس کا کچھ حصہ اپنے گھر میں پڑھنے سے اللہ تعالیٰ گھر میں اس کی نمازوں کی برکت سے خیر فرما دے گا۔(مسلم:1822) 18۔ جو شخص صبح کی نماز ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہو جاتا ہے۔(مسلم:1493)

	19۔ جو مسلمان بندہ روزانہ بارہ رکعتیں فرض نمازوں کے علاوہ نفلی (یا سنتوں) میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔(مسلم:1696) 20۔ جو شخص چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور چار رکعتیں ظہر کے بعد پابندی سے پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔(احمد، ابوداود، نسائی، ترمذی، صحیح الترغیب:584) 21۔ جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔(ابن ماجہ، صحیح الترغیب:386)
4۔ فرض نمازیں کون سی ہیں؟	1۔ نمازِ فجر 2۔ نمازِ ظہر 3۔ نمازِ عصر 4۔ نمازِ مغرب 5۔ نمازِ عشاء
5۔ نمازوں میں رکعتوں کی کیا تعداد ہے؟	نمازِ فجر: 2 سنتیں (مؤکدہ) 2 فرض نمازِ ظہر: 4 یا 2 سنتیں (مؤکدہ) 4 فرض 2 یا 4 سنتیں (مؤکدہ) نمازِ عصر: 4 سنتیں 4 فرض نمازِ مغرب: 3 فرض 2 سنتیں (مؤکدہ) نمازِ عشاء: 4 فرض 2 سنتیں (مؤکدہ)
6۔ سنن مؤکدہ سے کیا مراد ہے؟	سنن مؤکدہ کو سنن رواتب کہتے ہیں۔(مسلم:1694)
7۔ فجر کی سنتوں کی ادائیگی کے بارے میں کیا خصوصی طریقہ کار ملتا ہے؟	1۔ طویل نہیں پڑھنی چاہئیں۔(مسلم:1690) 2۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنی چاہئے۔(مسلم:1690) 3۔ اگر فجر کی سنتیں فرض (یا جماعت) سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو طلوعِ آفتاب سے پہلے پڑھ لیں۔(ترمذی:422) 4۔ اگر طلوعِ آفتاب تک نہ پڑھ سکیں تو طلوع ہونے کے بعد پڑھ لیں۔(ترمذی:423)

اوقاتِ نماز

1۔اوقاتِ نماز کا کیا حکم ہے؟	1۔نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء:103) "یقیناً ایمان لانے والوں پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔" 2۔اوقات نماز کی حفاظت ضروری ہے۔(البقرۃ:238،ترمذی:100،ابوداود:362،مسلم:1465،ابن ماجہ:1256) 3۔وقت پر نماز پڑھنا واجب ہے(ابن ماجہ:1486،مسلم:1465)
2۔نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلے دن) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جب کہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخی) اُفق سے غائب ہو گئی اور فجر کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جبریل علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: "اے محمد ﷺ! آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے یہی اوقات ہیں اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔" (ابوداود:393)

3۔نماز کے مکروہ اوقات کیا ہیں؟	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: "فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج کے بلند ہونے تک نہ پڑھی جائے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج ڈوبنے تک نہ پڑھی جائے۔" (بخاری:586)
4۔کیا مکروہ اوقات سے مسجدِ حرام مستثنیٰ ہے؟	حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے (تو پڑھنے دو) دن ہو یا رات خواہ کوئی وقت ہو۔" (ابوداود:1894)
5۔کیا عذر کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے؟	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر عصر کا وقت آنے تک نہ پڑھتے۔ پھر کہیں (راستے میں) ٹھہرتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہوتا تو پہلے ظہر پڑھتے پھر سوار ہوتے۔(بخاری:1112) نمازیں باجماعت جمع کرتے وقت ایک اذان اور دو اقامتیں کہی جائیں گی۔(مسلم:2950،ابوداود:1905،)

اذان اور اقامت

1۔اذان سے کیا مراد ہے؟	1۔اذان سے مراد مخصوص الفاظ میں نماز کے وقت سے آگاہ کرنا ہے۔ 2۔اذان دینا مشروع ہے۔(المائدۃ:58،بخاری:628)
2۔اذان کی ابتدا کب ہوئی؟	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے اور کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح بگل بنا لیا جائے اور اسے پھونک دیا جائے۔

	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا کرے۔ اس رائے کو نبی ﷺ نے پسند فرمایا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو اور نماز کے لیے اذان دو۔ (بخاری:604)
3۔ کیا ہر آبادی والوں کے لئے مؤذن مقرر کرنا فرض ہے؟	1۔ رسول اللہ ﷺ نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو ان کے علاقے کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کروائے۔'' (بخاری:628) 2۔ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں: اذان دینا فرض ہے۔ (مجموع الفتاوی:1/67-68)
4۔ اذان کب دی جائے گی؟	1۔ جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو موذن اذان دے گا۔ 2۔ نماز فجر سے پہلے تہجد کے لئے اذان دی جا سکتی ہے۔ (تمام المنۃ:148)
5۔ مسنون اذان کیا ہے؟	اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح حَیَّ عَلَی الْفَلَاح اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (ابوداؤد:499)
6۔ اذان سننے والا کیا کرے؟	1۔ اذان سننے والے کو اذان کے الفاظ دہرانے چاہئیں۔ (بخاری:611) 2۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کہنا مسنون ہے۔ (بخاری:613) 3۔ ایک مؤذن کا جواب دیا جائے گا۔ جتنے مؤذنوں کی اذان سنائی دے سب کا جواب دینا ضروری نہیں کہ حدیث میں موجود حکم تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔

7۔ اذان کے بعد کے اذکار کیا ہیں؟	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر یہ کہے اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔'' اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ (بخاری:614) کسی صحیح حدیث سے اذان کے بعد مؤذن کا صلوۃ و سلام پڑھنا ثابت نہیں ہے۔
8۔ اقامت کب کہنی چاہئے؟	اذان سے کچھ وقفے کے بعد جماعت کھڑی ہوتے ہوئے اقامت کہنی چاہئے۔
9۔ اقامت کیسے کہنی چاہئے؟	اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (بخاری:605، ابوداؤد:499)
10۔ کیا اقامت کا جواب دینا مشروع ہے؟	1۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ندا سنو تو اسی طرح کہو جیسے موذن کو کہہ رہا ہے۔'' (بخاری:611) یہاں ندا کا لفظ اذان اور اقامت دونوں کے لئے ہے۔ 2۔ قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں بھی قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے گا۔
11۔ کیا اقامت کے بعد کوئی دعا پڑھی جا سکتی ہے؟	اقامت کے بعد کوئی دعا پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔ (الفتاوی الاسلامیہ:1/325) نوٹ: پیدائش کے وقت بچے کے کان میں اقامت کہنا ثابت نہیں ہے۔ اذان دینا ثابت ہے۔ (ترمذی:1514)

نماز کی شرائط

1۔ نماز کی فرضیت کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ اسلام (التوبہ:17، بخاری:8،25) 2۔ عقل (ابوداؤد:4402) 3۔ بلوغت (ابوداؤد:495) 4۔ نماز کا وقت ہونا (النساء:103، ابوداؤد:393)

2۔نماز کی صحت کی کیا شرائط ہیں؟	1۔وضو اور طہارت (بخاری:135،ابوداؤد:60) 2۔ستر ڈھانپنا (الاعراف:31،ابوداود:641) 3۔قبلہ رو ہونا (البقرۃ:150) قبلہ رُخ ہونے کی شرط خوف، بیماری یا کسی طرح کے کسی عذر کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی۔مسافر سواری کی پیٹھ پر بیٹھ کر نوافل ادا کر سکتا ہے۔
3۔نماز کے ارکان کیا ہیں؟	نماز کے کچھ فرائض اور ارکان ہیں۔کوئی فرض چھوٹ جائے تو نماز پوری نہیں ہوتی۔ 1۔نیت کرنا (بخاری:1) 2۔تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) (ابن ماجہ:276،ابوداؤد:618) 3۔فرض نمازوں میں قیام کرنا (البقرۃ:238، بخاری:1117) 4۔سورۃ الفاتحہ پڑھنا (بخاری:756، مسلم:874) 5۔رکوع کرنا (بخاری793,794,786,826) 6۔رکوع سے سر اُٹھا کر اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو جانا (بخاری:795، مسلم:865) 7۔سات اعضاء پر سجدہ کرنا (مسلم:1098،ابن ماجہ:882) 8۔سجدے سے سر اُٹھانا 9۔رکوع، سجدے، قیام اور جلسے میں اطمینان کو ملحوظ رکھنا۔ (بخاری:6251، مسلم:885) 10۔آخری قعدہ اور اس میں تشہد 11۔سلام اور سلام کے لئے بیٹھنا (ترمذی:3) 12۔نماز کے ارکان میں ترتیب کا خیال رکھنا (ابوداؤد:618)
4۔نماز کی سُنتوں سے کیا مراد ہے؟	نماز کی کچھ سنتیں ہیں۔نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ ان کی پابندی کر کے ان کا ثواب پالے۔یہ سنتیں دو طرح کی ہیں: 1۔مؤکدہ سنتیں جو واجب کے حکم میں ہیں۔ 2۔غیر مؤکدہ سنتیں جو مستحب کے درجے میں ہیں۔
5۔نماز کی مؤکدہ سنتیں کون سی ہیں؟	1۔حالت قیام میں ہاتھ باندھنا۔ (مسلم:40،ابوداؤد:724،مسند احمد:22313) 2۔قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا i۔کوئی مکمل سورت یا ایک دو آیات کی تلاوت

	ii۔فجر،ظہر،عصر،مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا۔ 3۔امام اور منفرد کا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد اور مقتدی کا صرف ربنا ولک الحمد کہنا۔ (بخاری:796) 4۔i۔رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہنا۔ ii۔سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا۔ (مسند احمد،ابوداؤد:870) 5۔سجدہ کرنے کے لئے جاتے وقت اور سجدہ سے جلسہ یا قیام یا تشہد کرتے وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔ 6۔پہلا اور دوسرا تشہد۔ 7۔الفاظِ تشہد پڑھنا۔التحیات للہ... (بخاری، مسلم:897) 8۔جہری نمازوں میں جہری قرأت کرنا۔مغرب،عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر کی دونوں میں جہری قرأت کرنا اور باقی رکعتوں میں آہستہ تلاوت کرنا۔ 9۔سری نمازوں میں آہستہ قرأت کرنا i۔فرض نمازوں میں۔ ii۔نوافل دن کے وقت آہستہ پڑھنا سنت ہے۔رات کو جہری یعنی اونچی آواز سے تلاوت کرنا۔اگر کسی کو تکلیف ہو تو آہستہ قرأت کرنا۔ 10۔آخری تشہد میں التحیات کے بعد درود پڑھنا۔ (مسلم)
6۔نماز کی غیر مؤکدہ سنتیں کون سی ہیں؟	1۔دُعائے استفتاح۔ (بخاری:744) 2۔پہلی رکعت میں تعوذ اور ہر رکعت میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا۔ (مسلم:890، النحل:98، ابوداؤد:775، مسلم:605) 3۔رفع یدین کرنا۔ (مسلم:864، بخاری:737) 4۔قرأت فاتحہ کے بعد آمین کہنا۔ (بخاری:6402) 5۔فجر کی نماز میں لمبی، عصر اور مغرب میں مختصر اور ظہر اور عشاء میں درمیانی قرأت کرنا۔ (ترمذی) 6۔دو سجدوں کے درمیان دُعا پڑھنا۔ (بخاری:723،ابوداؤد:850,874)

	7۔وتر کی رکعت میں قرأت کے بعد یا رکوع سے اُٹھاتے وقت دُعائے قنوت پڑھنا۔ 8۔i۔رسول اللہ ﷺ کی طرح بیٹھنا یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں کھڑا رکھنا۔ ii۔آخری تشہد کے موقع پر سیرین پر بیٹھنا اور بایاں پاؤں دائیں پنڈلی کے نیچے سے نکالنا۔ iii۔دایاں ہاتھ دائیں ران اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا۔دائیں ہاتھ کی ساری انگلیاں بند کرنا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا۔(مسلم:1307) iv۔بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر انگلیاں پھیلا کر رکھنا۔ v۔سینے پر دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھنا۔(ابن خزیمہ:243/1، بخاری:740) 9۔سجدہ میں دُعا کرنا۔(مسلم1091,1812,1089,1090,1084,179، ابوداؤد:1414) 10۔آخری تشہد میں درود کے بعد دُعا کرنا۔ 11۔دائیں طرف سلام پھیرنا۔(ابوداؤد:996) 12۔بائیں طرف سلام پھیرنا۔(ابوداؤد:996) 13۔سلام کے بعد ذکر اور دُعائیں کرنا۔

نمازی کا سُترہ

1۔سُترہ کسے کہتے ہیں؟	سُترہ لغت میں اوٹ یا پردہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔شرعی اصطلاح میں ہر وہ چیز سُترہ ہے جسے نماز کے وقت نمازی سجدے کی جگہ کے سامنے نصب کرے مثلاً نیزہ ،کرسی ،میز ،ستون ،گاڑی وغیرہ۔
2۔سُترہ کا شرعی حکم کیا ہے؟	1۔سُترہ رکھنا واجب ہے۔(الالبانی،عالم المنۃ:300) 2۔سُترہ کی جانب ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

3۔سُترہ کہاں قائم کرنا چاہئے؟	سُترہ قریب ہی قائم کرنا چاہئے۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سُترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو۔''(ابوداؤد:698)
4۔سُترہ قریب قائم کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟	سُترہ قائم کرنے اور اس کے قریب ہونے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ کہیں شیطان انسان کی نماز میں رکاوٹ نہ ڈالے۔(ابوداؤد:695)
5۔کیا نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے؟	نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے۔ابوجہیم بن حارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کام کا کتنا گناہ ہے تو اسے نمازی کے آگے سے گزرنے کے مقابلے میں چالیس سال تک وہاں کھڑا رہنا زیادہ پسند ہو۔''(بخاری:510،مسلم:507)
6۔کیا نمازی کو گزرنے والے کو روکنا چاہئے؟	نمازی کو روکنا چاہئے۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی سُترہ قائم کر کے نماز پڑھنے لگے اور کوئی آدمی اس کے سامنے (سترے اور نمازی کے درمیان) سے گزرنے لگے تو نمازی کو چاہئے کہ اسے روکنے کی کوشش کرے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''(بخاری:509)
7۔کیا مقتدی کے لئے امام کا سُترہ کافی ہے؟	مقتدی کے لیے امام کا سُترہ کافی ہے۔امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا ہے:''امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے''اور اس کے تحت حدیث لائے ہیں۔(بخاری:493)
8۔کیا کھلی جگہ کے علاوہ بھی سُترہ رکھا جائے گا؟	ہر جگہ سُترہ رکھا جائے گا۔(بخاری:506)
9۔سُترے اور نمازی کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟	ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہونا چاہئے۔(بخاری:494)

نماز کا مسنون طریقہ

نماز کا طریقہ	زبان کے اعمال	اعضاء کے اعمال اور احکامات
1۔ نیت کرنا	زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ثابت نہیں۔ (زاد المعاد)	نیت کرنا ضروری ہے جو دل کے ارادے کا نام ہے۔ (بخاری:1)
2۔ تکبیر تحریمہ	اَللّٰہُ اَکْبَر ''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔'' (بخاری:738)	1۔ دونوں ہاتھ اوپر کندھوں یا کانوں کی لوؤں تک اٹھا کر نماز کا آغاز کرنا۔ (بخاری:738، مسلم:865) 2۔ انگلیوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ رکھنا۔ 3۔ ہاتھوں کا قبلہ کی طرف رخ رکھنا۔ (زاد المعاد) 4۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک ہی طریقے سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔
3۔ قیام	**a۔ دُعائے اِستفتاح :** اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ''اے اللہ میرے اور میری لغزشوں کے مابین اتنی ہی دوری کر دیجیے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان ہے، اے اللہ! میری لغزشوں سے مجھے پانی، اولوں اور برف سے دھو ڈال۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں اور گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔'' (بخاری:744) **b. تعوذ:** اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔'' (ابوداؤد:775) **c۔ سورۃ الفاتحہ:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (1) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	1۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی اور بازو پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھنا اور سر جھکا کر کھڑے ہونا۔ (بخاری:740، مسلم:896) 2۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں۔ 3۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک ہی طریقہ ثابت ہے۔ 4۔ استطاعت نہ ہونے کی صورت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز ادا کرنا ثابت ہے۔ (بخاری:1117) **a۔ دُعائے اِستفتاح:** رسول اللہ ﷺ سے ایک سے زائد دعائیں ثابت ہیں۔ (تسبیحاتِ نماز) **c۔ سورۃ الفاتحہ:** 1۔ بسم اللہ آہستہ آواز میں پڑھنا ثابت ہے، اونچی آواز میں پڑھنا ثابت نہیں۔ (مسلم:890) 2۔ ہر آیت پر ٹھہرنا اور آخری حرف کو کھینچ کر پڑھنا ثابت ہے۔ (ابوداود:4001) 3۔ امام کے پیچھے بھی دل میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (بخاری:756) 4۔ جہری قراءت میں آمین بلند آواز سے کہنا ثابت ہے۔ (ترمذی:248) 5۔ مقتدیوں کا امام کے پیچھے اونچی آواز میں آمین کہنا ثابت ہے۔ (بخاری تعلیقاً، مصنف ابن ابی شیبہ 2/187) (بخاری:780)

نماز کا طریقہ	زبان کے اعمال
	اللہ تعالیٰ کے نام سے جو وسیع رحمت والا ،رحم کرنے والا ہے۔تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کائنات کا ربّ ہے ۔ وسیع رحمت والا ،رحم کرنے والا ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں ۔ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔اُن لوگوں کے راستے پر جن پر آپ نے انعام فرمایا،جن پر غضب نہیں ہوا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔
4۔رکوع	اَللّٰہُ اَکْبَر ''اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔'' (بخاری 738-735) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ''میرا ربّ عظیم (ہر عیب سے پاک) ہے۔'' (مسلم 1814) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ''اے اللہ ہمارے ربّ! تو (ہر عیب سے) پاک ہے۔ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں۔اے اللہ! ہمیں بخش دے۔'' (بخاری:794)
5۔قومہ (رکوع کے بعد کھڑے ہونا	سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ''اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔اے ہمارے ربّ! اور تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔''
6۔سجدہ	سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ''میرا بلند پروردگار (ہر عیب سے) پاک ہے۔'' (مسلم 1814) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ''اے اللہ ہمارے ربّ! تو (ہر عیب سے) پاک ہے۔ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں۔اے اللہ! ہمیں بخش دے۔'' (بخاری:794، 817)

اعضاء کے اعمال اور احکامات
d۔قرآن کے کچھ حصے کی تلاوت i۔کبھی چھوٹی اور کبھی بڑی سورتوں کی تلاوت ثابت ہے۔ii ایک ہی قیام میں کچھ دیر بیٹھ کر اور کچھ دیر کھڑے ہو کر تلاوت کرنا ثابت ہے۔
1۔رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جانا۔(بخاری 738-735) 2۔دونوں ہاتھوں کے پنجوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھنا گویا کہ انہیں پکڑا ہوا ہو۔(ترمذی:260) 3۔ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھنا۔(ابوداؤد:731) 4۔دونوں بازو پہلوؤں سے الگ رکھنا۔(ترمذی:260) 5۔پشت (کمر) بالکل سیدھی رکھنا۔سر نہ بہت اٹھا ہوا ہو، نہ بہت جھکا ہوا بلکہ پیٹھ کی سیدھ میں رہے۔(مسلم 1110) 6۔رکوع اطمینان سے کرنا ثابت ہے۔(بخاری:793) 7۔طویل رکوع کرنا بھی ثابت ہے۔(ابوداود 888)   8۔رکوع میں تلاوت کرنا منع ہے۔(مسلم:1074)
1۔رکوع سے سر اٹھانا اور رفع یدین کرتے ہوئے اطمینان سے بالکل سیدھا کھڑا ہونا۔(بخاری:795، مسلم:865) 2۔رکوع کے بقدر طویل قیام کرنا ثابت ہے۔(بخاری:792، مسلم:473)
1۔تکبیر کہتے ہوئے بغیر رفع یدین کیے ہوئے سجدے میں جانا۔(بخاری:803) 2۔پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا، پھر دونوں گھٹنے، پھر پیشانی اور ناک۔(ابوداؤد:840) 3۔سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا۔(بخاری:812، مسلم:1095، مسلم:1096) 4۔پیشانی اور ناک اچھی طرح زمین پر ٹکانا۔(ابوداود:859) 5۔دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھنا۔(بخاری:828)

جنت کا راستہ
عبادات

نماز کا طریقہ	زبان کے اعمال	اعضاء کے اعمال اور احکامات
	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ و آخِرَهُ وَعَلانِيَتَهُ وَسِرَّهُ ''اے اللہ! میرے تمام چھوٹے بڑے، پچھلے اور بعد کے، ظاہر اور پوشیدہ گناہوں کو معاف فرما دے۔'' (مسلم:483) دعائے سجدہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ یہ حکم دیتے تھے کہ خوب اچھی طرح گڑگڑا کر دعا مانگا کرو اور فرماتے تھے کہ اسکی قبولیت کا یقین ہے۔ **سجدۂ تلاوت:** سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ''سجدہ کیا میرے چہرے نے اس کو جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔'' (ابوداؤد:1414)	6۔ دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر رکھنا۔ (ابوداؤد:734,726) 7۔ ہتھیلیاں اور انگلیاں پھیلا دینا، انگلیاں نہ باہم ملی ہوں نہ بالکل الگ الگ ہوں۔ (حاکم:1/227) 7۔ کہنیوں کو نہ زمین پر ٹکانا نہ کروٹوں سے ملانا بلکہ زمین سے اونچی، کروٹوں سے الگ اور کشادہ رکھنا۔ (بخاری:828) سجدے میں دونوں بازو زمین پر بچھانا ثابت نہیں۔ (بخاری:822) 8۔ سجدے میں پیٹھ سیدھی رکھنا۔ (زاد المعاد) 9۔ سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھنا۔ پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھنا اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ رکھنا۔ 10۔ دونوں پیروں کی انگلیوں کے مڑے ہوئے سرے قبلہ کی طرف رکھنا اور دونوں قدم کھڑے رکھنا۔ (بخاری:828) 11۔ ایڑیوں کا ملانا۔ (ابن خزیمہ:654) 12۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک ہی طریقہ ثابت ہے۔ 13۔ رکوع کے بقدر طویل سجدہ کرنا ثابت ہے۔ (بخاری:792) 14۔ عمامہ کے کور پر سجدہ کرنا ثابت نہیں۔ 15۔ پانی، گیلی مٹی، کھجور کی چٹائی اور دباغت دیئے ہوئے چمڑے پر سجدہ کرنا ثابت ہے۔ (بخاری:2040)
7۔ جلسہ	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت سے رکھ، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔'' (ابوداؤد:850)	1۔ سجدے سے اٹھتے ہوئے سب سے پہلے سر اٹھانا، پھر دونوں ہاتھ۔ 2۔ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھنا (ابوداود:730) کبھی اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھنا ثابت ہے۔ 3۔ دونوں سجدوں کے درمیان پیٹھ سیدھی کرنا۔ 4۔ دونوں سجدوں کے درمیان طویل جلسہ کرنا ثابت ہے۔ (بخاری:821)
8۔ جلسۂ استراحت	اَللّٰهُ اَكْبَرُ ''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔''	1۔ سجدے سے اٹھ کر بایاں پاؤں موڑتے ہوئے بچھانا اور اس پر بیٹھنا۔ پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہونا۔ (بخاری:823، ابوداود:730) 2۔ دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنا۔ (بخاری:824)

نماز کا طریقہ	زبان کے اعمال	اعضاء کے اعمال اور احکامات
9۔ تشہد (قعدۂ اولیٰ)	اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ''تمام قولی، بدنی، اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو تجھ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اس کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔ (بخاری:831)	1۔ تکبیر کہتے ہوئے سر اُٹھانا اور رفع یدین نہ کرنا۔ 2۔ بایاں پاؤں بچھا دینا اور اس پر بیٹھ جانا۔ (بخاری 827,828) 3۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ (بخاری 827,828) 4۔ دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھنا۔ (مسلم:1307) 5۔ رانوں پر یوں ہاتھ رکھنا کہ کہنیاں رانوں پر ٹکی رہیں اور پنچے گھٹنوں پر ہوں۔ (مسلم 579) 6۔ چھوٹی انگلی اور برابر والی انگلی سے گھٹنے کو پکڑنا اور درمیان والی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بنانا۔ پھر شہادت کی انگلی اٹھا کر دعا کرنا اور اسے ہلانا۔ (مسلم:1307) صرف لا الہ الا اللہ پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد رکھ دینا ثابت نہیں۔ 7۔ انگلی کو نہ بالکل کھڑی رکھنا، نہ سیدھی بلکہ تھوڑے جھکائے رکھنا، اسے حرکت دینا اور اس پر نگاہ رکھنا۔ (ابوداود:991)
10۔ درمیانی تشہد کے بعد	اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔''	1۔ تشہد کے بعد (چار رکعت والی نماز میں) اللہ اکبر کہتے ہوئے رانوں کا سہارا لیتے ہوئے گھٹنوں اور قدموں کی مدد سے کھڑے ہو جانا، رفع یدین کرنا اور سورۃ الفاتحہ سے آغاز کرنا۔ (بخاری:739) 2۔ فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔
11۔ آخری تشہد	a۔ التحیات اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ''تمام قولی، بدنی، اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو تجھ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اس کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں'' (بخاری:831)	1۔ تکبیر کہتے ہوئے سجدے سے سر اُٹھانا اور رفع یدین نہ کرنا۔ 2۔ بائیں پیر کو دائیں ران اور پنڈلی کے درمیان کر لینا اور دائیں پیر کو بچھا لینا۔

نماز کا طریقہ	زبان کے اعمال	اعضاء کے اعمال اور احکامات
	b۔درود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ''اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت نازل فرمائی بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔اے اللہ! محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر بھی برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔'' (بخاری:3370) **c**۔دعائیں: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْٓ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْٓ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ''الٰہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت وحیات کے فتنے سے۔الٰہی! میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسلم:1325)	
12۔سلام	اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ''سلام ہو تم پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو'' (ابوداؤد:996)	پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔ (ابوداود:996)
13۔نماز کے بعد	مسنون اذکار	قبلہ رخ ہو کر یا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔

باجماعت نماز

1۔باجماعت نماز کا کیا حکم ہے؟	1۔اگر شرعی عذر یا رکاوٹ نہ ہو تو ہر اذان سننے والے پر مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے۔(مسلم:1486) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کو جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر نماز کے لیے حکم دوں کہ اس کے لیے اذان دی جائے۔ پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے اور میں کچھ لوگوں کی طرف جاؤں اور ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ فربہ ہڈی یا دو عمدہ گوشت والی ہڈیاں پائے گا تو یقیناً عشاء کی نماز میں ضرور آئے۔'' (بخاری:644) 2۔حالتِ خوف میں بھی جماعت سے نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔(النساء:102) 3۔عورتوں پر باجماعت نماز فرض نہیں۔ان کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے لیکن اگر وہ مسجد میں آ کر نماز پڑھنا چاہیں تو جواز موجود ہے۔(بخاری:865،مسلم:444)
2۔کم از کم کتنے آدمیوں کے ساتھ جماعت منعقد ہو جاتی ہے؟	کم از کم دو آدمیوں کے ساتھ جماعت منعقد ہو جاتی ہے۔(بخاری:859)
3۔کیا مرد کی اکیلی عورت کے ساتھ جماعت درست ہے؟	1۔مرد اکیلی عورت کو امامت کروا سکتا ہے اس کے برخلاف کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔(السیل الجرار1/250) 2۔امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام زکوان مصحف سے (دیکھ) کر ان کی امامت کرواتا تھا۔(بخاری کتاب الاذان باب:54)

4۔کیا غیر افضل شخص کے پیچھے نماز درست ہے؟	ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔(ابوداؤد:149)
5۔امام کو کیسا ہونا چاہئے؟	امام بندوں اور ربّ کے درمیان قاصد کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے قابلِ احترام اور معزز ہونا چاہئے۔(ابوداؤد:593)
6۔اگر امام نفل پڑھے اور مقتدی فرض تو کیا یہ جائز ہے؟	اگر امام نفل پڑھے اور مقتدی فرض تو یہ جائز ہے۔(بخاری:4136)
7۔اگر امام فرض پڑھائے اور مقتدی نفل پڑھے تو کیا اس کا جواز ہے؟	اگر امام فرض پڑھائے اور مقتدی نفل پڑھے تو اس کا جواز ہے۔(ترمذی:219،ابوداؤد:575)
8۔کیا نوافل کی جماعت ہو سکتی ہے؟	نوافل کی جماعت احادیث سے ثابت ہے۔(بخاری:859،1129،مسلم:1814)
9۔کیا ہر کام میں امام کی پیروی واجب ہے؟	نماز باطل کر دینے والے کاموں کے علاوہ ہر کام میں امام کی پیروی واجب ہے۔(مسلم:932)
10۔اگر امام مرض کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائے تو کیا صحت مند مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے؟	اگر امام مرض کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائے تو صحت مند مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے۔ امام البانی رحمہ اللہ کی رائے میں مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھیں جیسا کہ واضح نص تقاضا کرتی ہے کہ جب امام بیٹھ جائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو (مسلم:928) اور مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کروائی تھی۔(بخاری:683)
11۔امامت کا اولین مستحق کون ہے؟	1۔سب سے زیادہ مستحق قرآنِ مجید کا علم رکھنے والا ہے۔ 2۔اگر قرآنِ مجید کے جاننے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ جسے سنت کا زیادہ علم ہو۔ 3۔اگر اس معاملے میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جو عمر میں بڑا ہو۔(مسلم:1532)

12۔مقتدی کیسے نماز پڑھیں گے؟	مقتدی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔(مسلم:7516)
13۔اگر مقتدی اکیلا ہو تو کہاں کھڑا ہوگا؟	اگر مقتدی اکیلا ہو تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔(مسلم:7516)
14۔اگر امام کی نماز میں خلل ہو تو بوجھ کس پر ہوگا؟	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''امام لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔پس اگر امام نے ٹھیک نماز پڑھائی تو اس کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو بھی (تمہاری نماز کا) ثواب تم کو ملے گا اور غلطی کا وبال ان پر ہی رہے گا۔''(بخاری:694)
15۔مرد عورتوں کی امامت کروا سکتا ہے، کیا عورت مردوں کی امامت کروا سکتی ہے؟	عورت مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی۔اسلامی شریعت میں اس کو امام بنانے کا ثبوت نہیں ہے۔(النساء:34،بخاری:7099)
16۔کیا عورت عورتوں کی امامت کروا سکتی ہے؟	1۔عورت عورتوں کی امامت کروا سکتی ہے۔(ابوداؤد:592،ابن خزیمہ:1276،بیہقی:130/3) 2۔حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے گھر والوں کی امامت کا حکم دیا تھا۔(ابوداؤد:592،ابن خزیمہ:1276،بیہقی:130/3)
17۔عورتوں کی امام کہاں کھڑی ہوگی؟	1۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امامت کروائی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔(عبدالرزاق:141/3،5086،دارقطنی:404/1،بیہقی:131/3،ابن ابی شیبہ:89/2) 2۔حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا رمضان میں عورتوں کی امامت کرواتی تھیں اور ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔(ابن ابی شیبہ:88/2،عبدالرزاق:140/3،دارقطنی:405/1)
18۔جماعت میں صفوں کی ترتیب کیا ہوگی؟	جماعت میں صفوں کی ترتیب یہ ہوگی: i۔پہلے مردوں کی صفیں ہوں گی جن میں بچے شامل ہوں گے۔ ii۔ان کے پیچھے عورتوں کی صفیں ہوں گی۔(بخاری:860)

19۔صف بندی میں کیا چیز لازم ہے؟	1۔صفیں برابر کرنا اور خلا کو پُر کرنا لازم ہے۔(ابوداؤد:666) 2۔پہلے پہلی صف کو، پھر اس کے بعد والی کو، اسی طرح سب صفوں کو مکمل کیا جائے۔(مسلم:968)
20۔اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو صف بندی کیسے ہوگی؟	ایسی صورت میں مرد امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا اور عورت پیچھے کھڑی ہوگی۔(مسلم:1501)
21۔پہلی صف میں کھڑے ہونے کے زیادہ مستحق کون ہیں؟	پہلی صف میں کھڑے ہونے کے سب سے زیادہ مستحق عقل مند اور سمجھ دار لوگ ہیں۔(مسلم:972،ابوداؤد:674)
22۔پہلی صفوں کی کیا فضیلت ہے؟	رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:''اللہ عزوجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔''(ابوداؤد:664)
23۔صف کی دائیں جانب کھڑا ہونا کیسا ہے؟	حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:''ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ ہم دائیں طرف کھڑے ہوں۔''(ابن ماجہ:1006)
24۔پچھلی صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی کو پچھلی صف میں دیکھا تو ہم سے فرمایا:''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو تا کہ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں۔جو لوگ ہمیشہ پیچھے ہٹتے رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ پیچھے کر دیتا ہے۔''(مسلم:982)
25۔کیا عورتیں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں؟	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو لیکن انہیں چاہیے کہ زیب وزینت کے بغیر نکلیں۔''(ابوداؤد:565)

26۔اگر کوئی جماعت کے ساتھ دورانِ رکوع ملے تو کیا اس نے رکعت پائی؟	جمہور علماء کے نزدیک جس نے رکوع پالیا اُس کی رکعت ہوگئی لیکن راجح یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر رکعت نہیں ہوگی۔(ابوداؤد:893)
27۔کیا ایک مسجد میں فرض کی دوسری جماعت ہوسکتی ہے؟	1۔ایک ہی مسجد میں فرض نماز کی دوسری جماعت جائز ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جماعت سے نماز افضل ہے۔(بخاری:645) 2۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک ایسی مسجد میں آئے جس میں نماز ادا کی جاچکی تھی تو انہوں نے اذان دی، اقامت کہی اور پھر با جماعت نماز ادا کی۔(بخاری تعلیقا ،کتاب الاذان: باب فضل صلاۃ الجماعۃ)
28۔کھانے کے دوران اگر جماعت کھڑی ہوجائے تو کیا کرنا چاہئے؟	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اگر تم میں سے کوئی کھانا کھارہا ہوتو جلدی نہ کرے بلکہ پوری طرح کھالے گو نماز کھڑی ہی کیوں نہ ہوگئی ہو۔''(بخاری:674)
29۔کیا کم سن بچہ امامت کرواسکتا ہے؟	کم سن بچے کی امامت درست اور مباح ہے۔(بخاری:4302)
30۔کیا اندھا اور غلام امامت کرواسکتا ہے؟	اندھے اور غلام کی امامت جائز ہے۔ 1۔حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کرواتے تھے اور وہ نابینا تھے۔(ابوداؤد:595)2۔ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہما امامت کرواتے تھے۔(بخاری:692)
31۔کیا مشرک کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟	جائز نہیں ہے۔(الانعام:88)
32۔کیا مقیم کے پیچھے مسافر اور مسافر کے پیچھے مقیم نماز پڑھ سکتا ہے؟	1۔مسافر مقیم کے پیچھے مکمل نماز پڑھے گا۔(مسند احمد:1862) 2۔مقیم مسافر کے پیچھے مکمل نماز پڑھے گا۔(موطا:341)

33۔کیا صف کے پیچھے اکیلا آدمی نماز پڑھ سکتا ہے؟	صف کے پیچھے اکیلا آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا۔(ترمذی:231)
34۔دورانِ جماعت ملنے والے شخص پر کیا لازم ہے؟	دورانِ جماعت ملنے والے شخص پر لازم ہے کہ فوراً نماز شروع کردے۔(ترمذی:591)

مسجد کے آداب

مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں بنانے، بلند کرنے اور آباد کرنے کا حکم دیا ہے۔(النور:36,37)ان مساجد کے لئے مسلمانوں کو یہ آداب سکھائے گئے ہیں:

1۔مساجد کی طرف خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانا چاہئے۔

2۔مساجد کی طرف سکون اور وقار کے ساتھ جانا چاہئے۔(بخاری:636)

3۔عورت کو خوشبو لگا کر مسجد نہیں جانا چاہئے۔(مسلم:999،996،ابن ماجہ:4002)

4۔مسجد میں داخل ہونے کے آداب:

i۔پہلے دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہئے۔

ii۔اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے۔(ابن ماجہ:773)

iii۔مسجد میں داخل ہونے کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''(مسلم:1652)

iv۔دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنی چاہئے۔یہ سنتِ مؤکدہ ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔(بخاری:444)

5۔مسجد کی تعظیم کرنی چاہئے۔

i۔مسجد میں اونچی آواز سے کلام نہیں کرنا چاہئے۔

ii۔مسجد میں شور وغل نہیں مچانا چاہئے۔

iii۔ اہانت آمیز انداز میں مسجد میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔

iv۔ بغیر وضو کے نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ان سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کے گھر اور اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم ہے۔ (الحج:32)

6۔ مسجد میں لغو کام نہیں کرنے چاہئیں۔

7۔ مساجد کو راستے نہیں بنانا چاہئے۔ (صحیح الجامع:5896)

8۔ مسجد میں اپنے لئے مخصوص مقام نہیں بنانا چاہئے۔ (ابوداؤد:862)

9۔ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ (بخاری:416،415، مسلم:1231،1233)

10۔ نیند آنے پر مسجد سے اُٹھ جانا چاہئے۔ (ابوداؤد:1119)

11۔ عورتوں کے لئے مخصوص الگ دروازے سے مردوں کو نہیں جانا چاہئے۔ (ابوداؤد:462)

12۔ تیز دھار آلہ لے کر مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ (بخاری:7075، مسلم:6664)

13۔ مسجد کی زیب و زینت میں اِسراف نہیں کرنا چاہئے۔ (صحیح الجامع:585،5895)

14۔ مساجد میں گم شدہ چیز کا اعلان نہیں کرنا چاہئے۔ (مسلم:1260)

15۔ مسجد میں خرید و فروخت نہیں کرنی چاہئے۔ (ابوداؤد:1079، ترمذی:322)

16۔ دل کو مسجد میں اَٹکے رہنا چاہئے۔ (بخاری:660)

17۔ مسجد سے نکلنے کے آداب:

i۔ مسجد سے نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہئے۔

ii۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے نکلنا چاہئے۔ (ابن ماجہ:773)

iii۔ مسجد سے نکلنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ ! اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔'' (مسلم:1652، ابوداؤد:465)

18۔ مسجد میں دوبارہ آنے کی نیت لے کر جانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں مساجد کی محبت عطا کرے اور ہمیں مساجد بنانے، آباد کرنے اور ان کے حقوق پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز وتر

1۔ وتر سے کیا مراد ہے؟	عشاء کے بعد رات کے نوافل کے آخر میں ایک رکعت کو وتر کہتے ہیں۔ (بخاری:1137، مسلم:1766، موطا:133/1)
2۔ وتروں کی کتنی تعداد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؟	رسول اللہ ﷺ سے ایک (مسلم:752، بخاری:1137)، تین (ابوداؤد:1422)، پانچ، سات (ابن ماجہ:1192) اور نو رکعت (مسلم:746) وتر پڑھنا ثابت ہیں۔ (مسلم:1739، ابوداؤد:1343، ابن ماجہ:1192)
3۔ وتر کا حکم کیا ہے؟	وتر سنتِ مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے۔ (ترمذی:453)
4۔ وتر سے قبل سنت کیا ہے؟	مسنون طریقہ یہ ہے کہ وتر سے پہلے کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ دس رکعتیں پڑھ لیں۔
5۔ وتر کا وقت کیا ہے؟	1۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔'' (مسلم:1764، ترمذی:467) 2۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اس بات کا خوف ہو کہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا تو اوّل شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے اور جس کو امید ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہئے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔'' (مسلم:1766)
6۔ کیا وتر کی قضا ہے؟	جمہور صحابہ، تابعین اور آئمہ کے نزدیک وتر کی قضا مستحب ہے۔ (نیل الاوطار:262/2) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سو جائے اور وتر نہ پڑھے ہوں یا بھول جائے تو پڑھ لے جب یاد آئے یا نیند سے بیدار ہو۔'' (ترمذی:465، ابن ماجہ:1188)

7۔وتر میں کس طرح کی قرأت کرنی چاہئے؟	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:''رسول اللہ ﷺ وتروں میں سبح اسم ربک الاعلی (سورۃ الاعلیٰ)،قل یایھا الکافرون (سورۃ الکافرون) اور قل ھو اللہ احد (سورۃ الاخلاص) پڑھا کرتے تھے۔'' (ابن ماجہ:1171)
8۔کیا ایک رات میں کئی وتر پڑھے جاسکتے ہیں؟	ایک رات میں وتر کا تکرار نا جائز ہے۔(ترمذی:470)
9۔قنوت وتر کیسے پڑھی جائے گی؟	1۔قنوتِ وتر رسول اللہ ﷺ سے رکوع سے پہلے ثابت ہے۔(بخاری:1002) 2۔قنوتِ وتر کے لئے ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں۔(صحیح نسائی:1514) 3۔نبی ﷺ قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد کیا کرتے تھے۔(بخاری:1002)حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل سے ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے۔(تحفۃ الاحوذی:2/580)
10۔قنوت وتر کی دُعائیں کون سی ہیں؟	1. اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ (ابوداؤد:1425،ترمذی:464) 2. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ (ابوداود:1427،ترمذی:464، نسائی:1746،ابن ماجہ:1178)
11۔کیا وتر کے بعد نوافل ہیں؟	1۔وتر کا آخری نماز ہونا استحباب کے لیے ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔''(بخاری:998) 2۔وتر کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ نماز ادا کر لیتے تھے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔(ترمذی:471)

قضا نمازیں

1۔اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز قضا ہوجائے تو اس کو ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:''اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آجائے اس کو پڑھ لے۔اس قضاء کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا۔''(بخاری:597،ترمذی:178،ابوداؤد:442)
2۔اگر عذر کی وجہ سے عید کی نماز رہ جائے تو اس کی ادائیگی کیسے ہوگی؟	اگر کسی علاقے والوں کو یہ علم نہ ہو کہ آج عید کا دن ہے اور وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے تو اسی وقت نمازِ عید ادا نہیں کی جائے گی،اسے دوسرے دن تک مؤخر کیا جائے گا۔(ابوداؤد:1157)
3۔زیادہ نمازوں کے قضا ہونے کی صورت میں ترتیب کیا ہوگی؟	زیادہ نمازوں کے قضا ہونے کی صورت میں نبی ﷺ کا اُسوہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ترتیب سے انہیں ادا کرتے تھے۔غزوۂ خندق میں آپ ﷺ کی عصر کی نماز قضا ہوئی تو آپ ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد پہلے عصر اور پھر مغرب کی نماز ادا کی۔(بخاری:596،مسلم:1430)
4۔کیا نمازوں کی قضا میں اذان اور اقامت ہوگی؟	پہلی نماز کے ساتھ اذان اور باقیوں کے ساتھ اقامت کہنا اور باجماعت ادا کرنا مشروع ہے۔(بخاری:596،مسلم:1430)
5۔کافر مسلمان ہونے پر سابقہ نمازوں کی قضا کیسے دے گا؟	سابقہ زندگی کی نمازوں کی قضا پڑھنا ضروری نہیں۔(مسلم:173)
6۔اگر جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی جائے تو کیا قضا واجب ہے؟	ایسے شخص پر قضا واجب نہیں ہے۔امام شوکانی رحمہ اللہ کی رائے میں عمداً تارک نماز پر قضاء کے واجب ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں البتہ یہ حدیث (دین اللہ احق) اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نماز بھی انسان پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس لیے وہ زیادہ حق دار ہے کہ اُسے ادا کیا جائے۔(السیل الجرار1/290) 1۔جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا اسلام سے خارج ہے۔ایسے شخص پر توبہ و استغفار کے ساتھ دوبارہ اسلام میں شمولیت لازم ہے۔

بیمار کی نماز

1۔کیا بیمار کے لئے نماز کی ادائیگی کے لئے شریعت میں سہولت ہے؟	بیماری کی حالت میں بھی نماز کی ادائیگی فرض ہے۔اس لئے بیمار نماز ادا کرے گا لیکن اس کے لئے شریعت میں سہولت ہے۔اللہ تعالیٰ کی جانب سے نماز مؤمنوں پر فرض ہے۔(النساء:103)
2۔اگر مریض کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو کیسے نماز پڑھے؟	کھڑے نہ ہو سکنے کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔(بخاری:1117)
3۔اگر مریض بیٹھ کر نماز ادا نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے؟	اگر بیٹھ کر نماز پڑھنی ممکن نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے۔(بخاری:1117)
4۔اگر پہلو پر لیٹ کر نماز ادا نہ کر سکے تو کیسے پڑھے؟	ایسی صورت میں پیٹھ پر سیدھا لیٹ جائے، ٹانگیں قبلے کی طرف پھیلا دے اور سجدہ، رکوع سے نیچا کرے۔(المبسوط:213/1) اگر رکوع اور سجدے بھی نہ کر سکے تو اشارے سے نماز ادا کر لے۔(البقرۃ:206)

فرض نمازیں کس پر سے ساقط ہو جاتی ہیں؟

1۔غیر مکلّف آدمی پر نماز فرض نہیں۔(ابوداؤد:4398)

2۔جو شخص اشارے سے بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو اس پر نماز فرض نہیں۔(البقرۃ:286)

3۔جس پر بے ہوشی طاری ہو حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل جائے(ابوداؤد:4398) کیونکہ بے ہوش انسان سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔

نماز کو باطل کر دینے والے امور

1۔باتیں کرنا۔(بخاری:120،مسلم:1203)
2۔دورانِ نماز آسمان کی طرف نظر اُٹھانا۔(مسلم:967)

3۔نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا۔(بخاری:75،ابوداؤد:909)
4۔دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا۔(بخاری:1220)

5۔نماز میں آنکھیں بند کر لینا۔(زادالمعاد)

6۔غیر متعلقہ کام میں زیادہ مشغول ہونا جو نماز کا حصّہ نہیں مثلاً بالوں یا کپڑوں کو سمیٹنا اور درست کرنا(مسلم:1096،1095) انگلیاں چٹخانا اور انہیں ایک دوسرے میں داخل کرنا،سجدے کی جگہ سے کنکریاں ہٹانا یا جائے نماز یا کپڑے کی سلوٹیں دور کرنا۔(بخاری:1207،مسلم:1219)

7۔حائضہ عورت،گدھے اور کتے کا سامنے سے گزرنا۔(مسلم:1137)
8۔نماز میں کھانا پینا۔(مسلم:1201)

9۔نماز کا کوئی رکن چھوڑ دینا۔(مسلم:6667)
10۔قہقہہ لگانا۔(طبرانی)

11۔نماز شروع کرنے کے بعد یاد آئے کہ پچھلی نماز نہیں پڑھی تو نماز باطل ہو جائے گی اس لئے کہ نمازوں کی ترتیب فرض ہے۔

12۔کوئی شرط یا رکن جان بوجھ کر چھوڑ دینا۔

نماز میں جو امور جائز ہیں

1۔صفیں درست کرنا۔کسی کو کھینچ کر آگے یا پیچھے کرنا۔(بخاری:859)(ترمذی:231)

2۔مجبوری کی حالت میں کھانسنا۔

3۔معمولی ضروری کام کرنا جیسے کپڑے کو درست کرنا۔

4۔آگے سے گزرنے والے کو ہٹانا۔(بخاری،مسلم:1130)

5۔نمازی کا سانپ یا بچھو کو قتل کرنا۔(ابوداؤد:921)

6۔امام کے قرآن مجید بھول جانے کی صورت میں اسے بتانا یا سہو کی صورت میں سبحان اللہ کہنا۔(بخاری:1203)

7۔ہاتھ سے خارش کرنا۔(مسلم:422،ابوداؤد:939)
8۔جمائی لینا اور منہ پر ہاتھ رکھنا۔(مسلم:2994)(ترمذی:370)

9۔سلام کا ہتھیلی سے اشارہ کرنا۔(ترمذی،ابوداؤد:927)
10۔کسی کو ہاتھ لگا کر اطلاع دینا۔(بخاری:382)

11۔چند قدم چلنا۔(ابوداؤد:922)
12۔تھوکنا۔(مسلم:1234)

13۔دورانِ نماز بچے کا کمر پر سوار ہونا۔(نسائی:1142)(مسلم:1213)

14۔دورانِ نماز جوتیاں اُتارنا۔(حاکم:1393،مجمع الزوائد:56/2)

سفر میں نماز (قصر نماز)

سوال	جواب
1۔سفر میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟	اسے قصر نماز کہتے ہیں۔
2۔قصر کے کیا معنی ہیں؟	قصر سے مراد ہے کہ سفر میں چار رکعت والی نماز کو کم کر کے دو رکعت ادا کرنا۔ (بخاری:1090،مسلم:1570)
3۔کیا قصر کرنا واجب ہے؟	حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: "کچھ گناہ نہیں اگر تم قصر کرو نماز میں اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے۔" (النساء:101) اور اب تو لوگ امن میں ہو گئے (یعنی اب قصر جائز ہے یا نہیں؟) انہوں نے کہا: مجھے بھی یہی تعجب ہوا جیسے تمہیں تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کو پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقہ دیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو (یعنی بغیر خوف کے بھی سفر میں قصر کرو)۔" (مسلم:1573،ترمذی:544)
4۔کتنے سفر میں قصر کی جائے گی؟	قصر اس کے لئے واجب ہے جو اپنے شہر سے سفر کے ارادے سے نکلے خواہ اس کا سفر کتنا ہی کم ہو۔جتنی مسافت پر سفر کا اِطلاق ہوتا ہے وہاں قصر پڑھ لی جائے گی۔ (مجموع الفتاویٰ:51/24،زادالمعاد:481/1)
5۔قصر نماز کی ابتدا کہاں سے کرنی چاہیے؟	قصر نماز کی ابتدا شہری آبادی کے ختم ہونے کے بعد ادا کی جائے گی۔ (بخاری:1089،باب:5)
6۔کتنے دن تک قصر نماز پڑھی جائے گی؟	چار دن تک قصر نماز پڑھی جائے گی۔ (بخاری:1081،الفتاویٰ الاسلامیہ:379/1)

سوال	جواب
7۔اگر انسان چار دن کسی شہر میں تردّد کی حالت میں ہو تو کیا وہ قصر کرے گا اور کب تک؟	تردد کی حالت میں انسان مقیم نہیں مسافر ہوتا ہے۔ 1۔ابن عمر رضی اللہ عنہ آزربائیجان کے علاقے میں برف کی وجہ سے راستے بند ہو جانے کی وجہ سے چھ ماہ دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ (نصب الرایہ:185/2) 2۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ (ابوداؤد:1235) 3۔اہلِ علم نے اجماع کیا ہے کہ مسافر جب تک اقامت کی نیت نہ کر لے قصر کر سکتا ہے خواہ کئی برس گزر جائیں۔
8۔کیا سفر کی حالت میں دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں؟	سفر کی حالت میں دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں۔ (الفتاویٰ الاسلامیہ: 380/1)
9۔نمازیں کیسے جمع کی جائیں گی؟	دو نمازوں کو تقدیم اور تاخیر کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے۔ (تقدیم سے مراد دوسری نماز کو پہلی نماز کے وقت میں اور تاخیر سے مراد پہلی نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا ہے)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی خوف کے ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکٹھا کیا اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھا ہے۔ (مسلم:1628)
10۔مقیم امام کے پیچھے مسافر مقتدی کتنی نماز پڑھے گا؟	مقیم امام کے پیچھے مسافر مقتدی پوری نماز پڑھے گا۔ (فتاویٰ الاسلامیہ:377/1)
11۔کیا مسافر مقیم لوگوں کی جماعت کروا سکتا ہے؟	کروا سکتا ہے۔
12۔کیا روزانہ کاروبار کے لئے سفر کرنے والا قصر کر سکتا ہے؟	کر سکتا ہے۔

نمازِ جمعہ

جمعہ کا دن عظیم ہے، مبارک ہے، ہفتے کے سات دنوں میں سب سے افضل ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان پر واجب ہے کہ اس مبارک دن کی فضیلتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس مبارک دن سے فائدہ اُٹھانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس کے آداب کو نہ جانیں اور علم کے ساتھ ہی عمل ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر جمعۃ المبارک کی برکتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال	جواب
1۔ جمعہ کے دن کی فضیلت کیا ہے؟	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں میں سے بہتر دن جن میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے اور قیامت بھی اسی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔'' (مسلم:1976، ترمذی:488)
2۔ نمازِ جمعہ کا کیا حکم ہے؟	1۔ نمازِ جمعہ واجب ہے۔ (الجمعہ:9، مسلم:1485، نسائی:1371) حضرت عبداللہ بن عمر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ اپنے منبر کی لکڑیوں پر فرما رہے تھے: ''لوگ جمعہ چھوڑ دینے سے باز آئیں، نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (مسلم:2002)
3۔ وجوب جمعہ کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ مرد ہونا۔　عورت پر واجب نہیں ہے۔ 2۔ بالغ ہونا۔　نابالغ پر واجب نہیں ہے۔ 3۔ آزاد ہونا۔　غلام پر واجب نہیں ہے۔ 4۔ صحت مند ہونا۔　بیمار پر نہیں ہے۔ 5۔ مقیم ہونا۔　مسافر پر نہیں ہے۔

سوال	جواب
4۔ کیا نمازِ جمعہ عورت، آزاد، غلام، مریض اور مسافر پر بھی واجب ہے؟	حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابوداؤد:1067)
5۔ نمازِ جمعہ کے انعقاد کے لئے کم از کم کتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے؟	نمازِ جمعہ کے انعقاد کے لئے نمازیوں کی تعداد کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی اس لئے جیسے کم از کم دو افراد دوسری نمازوں کے لئے کافی ہیں ایسے ہی جمعہ کے لئے بھی کافی ہیں۔
6۔ کیا نمازِ جمعہ کے انعقاد کے لئے جگہ مخصوص کرنا ضروری ہے؟	نمازِ جمعہ کے انعقاد کے لئے جگہ مخصوص کرنا ضروری نہیں ہے۔ (بخاری:892، ابوداؤد:1062) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے: **باب الجمعة فی القری والمدن** گاؤں اور شہروں میں جمعہ درست ہے۔
7۔ کیا نمازِ جمعہ کے لئے مخصوص امام کا ہونا ضروری ہے؟	نمازِ جمعہ کے لئے مخصوص امام کی شرط نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کے دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ (فقہ الاسلامی وادلتہ)
8۔ کیا جمعہ کے دو خطبے مشروع ہیں؟	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (جمعہ کے) دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ (مسلم:1995)
9۔ کیا دورانِ خطبہ امام کو نصیحت کرنی چاہئے؟	دورانِ خطبہ امام کو نصیحت کرنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد:1094)
10۔ کیا دورانِ خطبہ امام کو بیٹھنا چاہئے؟	دورانِ خطبہ امام کو بیٹھنا چاہئے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (جمعہ کے) دو خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ (مسلم:1995)
11۔ رسول اللہ ﷺ کیسے خطبہ دیتے تھے؟	1۔ رسول اللہ ﷺ درمیانہ خطبہ دیتے تھے (یعنی نہ بہت لمبا نہ چھوٹا)۔ (مسلم:2003) 2۔ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ (بخاری:920، مسلم:1994) 3۔ دورانِ وعظ آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی تھی۔ (مسلم:2005)

12۔ جمعہ کا وقت کون سا ہے؟	جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے یعنی بعد از زوالِ آفتاب۔
13۔ عید کے دن جمعہ آ جائے تو کیا حکم ہے؟	نبیؐ نے فرمایا: یقیناً تمہارے اس دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ پھر جو چاہے اسے (نمازِ عید ہی) کفایت کر جائے گی لیکن ہم تو جمعہ ادا کریں گے (ابوداود:1073)
14۔ جمعہ کی عید میں ظہر کا حکم؟	عید کے دن جمعہ کی رخصت ہے نماز ظہر کی نہیں۔ (واللہ اعلم)
15۔ نماز جمعہ کے لیے اذان کب اور کیسے دی جائے گی؟	نبیؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جمعہ کی پہلی اذان اُس وقت دی جاتی تھی جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کے زمانے میں تعداد بڑھنے کی وجہ سے مقام زوراء سے ایک اذان اور دلوانے لگے۔ (بخاری:912)
16۔ کیا جمعہ سے پہلے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں؟	جمعہ سے پہلے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ (مسلم:1987)
17۔ کیا نماز جمعہ کے بعد نوافل پڑھے جا سکتے ہیں؟	نماز جمعہ کے بعد نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ (مسلم:2036، ابوداود:1131، ترمذی:522)
18۔ کیا دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں؟	دورانِ خطبہ تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں۔ (بخاری:931، مسلم:2018)
19۔ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا قرأت کرتے تھے؟	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر (کی نماز) میں الٓـمّ السجدۃ (سورۂ سجدہ) اور ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ (سورۂ دھر) پڑھا کرتے تھے۔'' (بخاری:891، مسلم:2034)
20۔ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں کیا قرأت کراتے تھے؟	رسول اللہ ﷺ نمازِ جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (مسلم:878)
21۔ جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی کیا فضیلت ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز سورۃ الکہف پڑھی اُس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے دن روشنی سے منور ہو جائیں گے۔'' (الترغیب والترھیب:736/1)

22۔ جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کی کیا دلیل ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمتیں نازل کریں گے۔'' (الصحیحۃ:1407)
23۔ جمعہ کے دن اگر نمازی ایک رکعت پائے تو اس کا جمعہ ہو جائے گا؟	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی، اسے (نماز) مل گئی۔'' (ابن ماجہ:1123)
24۔ جمعہ کی صحت کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ آبادی۔ صحرا یا سفر میں درست نہیں۔ 2۔ خطبہ۔ اس کے بغیر جمعہ نہیں ہے۔
25۔ جمعہ کے دن قبولیت کا وقت کون سا ہوتا ہے؟	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں ایک دفعہ فرمایا: ''اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ پاک سے مانگے تو اللہ پاک اسے وہ چیز ضرور دیتا ہے۔ ہاتھ کے اشارے سے آپ ﷺ نے بتلایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی سی ہے۔'' (بخاری:935، مسلم:1969، احمد:7151) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس گھڑی کے بارے میں چالیس اقوال نقل کیے ہیں۔ (فتح الباری:42/3)
26۔ کیا نماز جمعہ میں خواتین شرکت کر سکتی ہیں؟	عورتوں پر نماز جمعہ میں شرکت ضروری تو نہیں لیکن اگر کوئی عورت امام کے ساتھ جمعہ ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ (فتاویٰ الاسلامیہ:392/1)

آدابِ جمعہ

1۔ جمعہ کے دن کثرت سے نیک اعمال کرنے چاہئیں۔ (ترمذی:491,488) اور برائیوں اور نافرمانیوں سے دور رہنا چاہئے۔ اس دن کی نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے جیسا کہ فضیلت والے اوقات اور مقامات میں بڑھتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خیر اور نیکی کے کام کرنے کی کوشش کرے جتنا ممکن ہو۔ (البقرۃ:281)

2۔رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہئے کہ یہ نیک کاموں اور افضل اعمال میں سے ہے۔(الاحزاب:56، مستدرک حاکم:2/421، صحیح الجامع:1208، ابن ماجہ:1637، نسائی:1375) جتنا زیادہ انسان درود بھیجتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

3۔فجر کی نماز میں سورۃ السجدۃ اور سورۃ الدھر کی قرأت کرنی چاہئے۔(بخاری:891، مسلم:2035)

4۔جمعہ کے دن خاص لباس پہننا چاہئے۔جمعہ مسلمانوں کی عید ہے جس میں وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں اس لئے اس دن میں صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں۔(ابوداؤد:1086)

5۔جمعہ کے لئے غسل کرنا چاہئے۔(بخاری:877، مسلم:1951) اس غسل میں بڑی حکمت ہے۔اس میں دوسروں کو جسم کی بو کی وجہ سے تکلیف نہیں ہوتی اور وہ فرشتے جو جمعے کے دن حاضر ہوتے ہیں انہیں تکلیف نہیں ہوتی۔غسلِ جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے۔(ترمذی:497، بخاری:858، مسلم:1957)

6۔جمعہ کے دن خوشبو لگانی چاہئے۔(بخاری:880، مسلم:1957، ترمذی:2787)

7۔جمعہ کے دن مسواک کرنا چاہئے۔جیسے غسل کرنے سے جسم کی بو ختم ہو جاتی ہے، خوشبو لگانے سے جسم خوشبودار ہو جاتا ہے ایسے ہی مسواک کرنے سے منہ کی بو دور ہوتی ہے اور اس سے انسانوں اور فرشتوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔

8۔نمازِ جمعہ کے لئے جلدی جانا چاہئے۔جلدی جانے کا اجر بڑا ہے۔(بخاری:881)

9۔خطبہ سننے کے وقت خرید و فروخت بند کر دینی چاہئے۔یہ مسلمان پر واجب ہے۔(الجمعہ:9) جب جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو خرید و فروحت بند کر کے مسجد پہنچیں۔کتنے ہی لوگ ہیں جو عین جمعے کے وقت خرید و فروخت میں مشغول رہتے ہیں اور جمعہ کے لئے حاضر نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔کتنے ہی ٹیکسی ڈرائیور اور مساجد کے اردگرد حاضر رہنے والے جمعۃ المبارک کی نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

10۔جمعہ کے دن اگر بہت زیادہ مشقت نہ ہو تو پیدل جانا چاہئے۔(ابوداؤد:345، ترمذی:496)

11۔جامع مسجد میں جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

12۔مسجد میں داخلے کے آداب کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

13۔لوگوں کے سروں کو نہیں پھلانگنا چاہئے۔(ابوداؤد:1118)

14۔کسی دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔(مسلم:5688)

15۔دو لوگوں کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہئے۔(ابن ماجہ:1115)

16۔جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ بنا کر درس کے علم کے لئے نہیں بیٹھنا چاہئے۔(ابوداؤد:1079، ابن ماجہ:1133)

17۔جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنی چاہئے۔(حاکم:2/368، بیہقی:3/249، الترغیب والترھیب:1/736)

18۔حتی المقدور امام کے قریب بیٹھنا چاہئے۔اس کا بہت اجر ہے لیکن اس کے لئے صفیں نہیں پھلانگنی چاہئیں۔(ابوداؤد:1108)

19۔پہلی صف میں بیٹھنے کی حرص ہونی چاہئے۔(ابوداؤد:664)

20۔لغو باتوں اور کلام سے اجتناب کرنا چاہئے اگرچہ کم ہو۔(بخاری:934، مسلم:1965)

21۔مختلف حرکات و سکنات اور عبث کاموں سے گریز کرنا چاہئے۔خطبہ سننے کے دوران بلاضرورت حرکت نہیں کرنی چاہئے۔مثلاً انگلیاں چٹخانا، Pocket میں پڑی ہوئی کرنسی کی حفاظت کے لئے بار بار ہاتھ ڈالنا، موبائل سے messages کرنا، فون سننا۔موبائل کا ہونا، اس کی طرف دیکھنا، اس کو off نہ کرنا، سب عبث کام ہیں۔

22۔احتباء کر کے (گوٹ مار کر) نہیں بیٹھنا چاہئے۔(ترمذی:514)

23۔اونگھ آنے پر جگہ بدل لینی چاہئے۔(ابوداؤد:1119)

24۔جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔(مسلم:2040)

25۔جمعہ میں متواتر حاضر رہنا چاہئے۔(ابوداؤد:1052، ترمذی:500)

26۔جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی میں دعائیں کرنی چاہئیں۔(ترمذی:489)

نمازِ عیدین

1۔عیدین سے کیا مراد ہے؟	اس سے مراد دو عیدیں ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔
2۔پہلی عید کب ہوئی؟	پہلی عید 2 ہجری میں ہوئی۔

3۔نمازِ عیدین کا کیا حکم ہے؟	نمازِ عیدین ہر مکلّف شخص پر واجب ہے۔امام شوکانیؒ کہتے ہیں نمازِ عید واجب ہے۔ (السیل الجرار:315/1)
4۔خواتین کے لئے عید کی نماز کا کیا حکم ہے؟	محمد بن سیرین نے روایت کیا ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:''ہمیں حکم تھا کہ حائضہ عورتوں،دوشیزاؤں اور پردہ والیوں کو عیدگاہ لے جائیں۔''.ابن عون نے کہا کہ یا (حدیث میں) پردہ والی دوشیزائیں ہے.البتہ حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جماعت اور دعاؤں میں شریک ہوں اور (نماز سے) الگ رہیں۔'' (بخاری:981)
5۔عید کی نماز کتنی رکعتیں ہے؟	عید کی نماز دو رکعتیں ہے۔(بخاری:989،مسلم:2044)
6۔کیا نمازِ عید کے بعد نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟	عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنا ثابت نہیں البتہ گھر جاکر پڑھے جاسکتے ہیں۔(ابن ماجہ:1293،فتح الباری:159/3)
7۔نمازِ عید میں کون سی سورتوں کی قرأت کرنی چاہئے؟	حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور'ھل اتاک حدیث الغاشیة پڑھا کرتے تھے اور جب جمعہ اور عید دونوں ایک دن میں ہوتیں،تب بھی انہی دونوں سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے۔'' (مسلم:2028،ابوداؤد:1122)
8۔نمازِ عید میں کتنی تکبیریں کہی جائیں گی؟	نمازِ عید الفطر میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں سنت ہیں۔ (المغنی:275/3)
9۔تکبیراتِ عید کیسے کہنی چاہئیں؟	1۔دو تکبیروں کے درمیان ایک درمیانی آیت کے برابر ٹھہرنا چاہئے۔(مجمع الزوائد:205/2) 2۔تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہئے۔(زاد المعاد:443/1،ابوداؤد:722)
10۔امام خطبۂ عید کب دے گا؟	امام نماز کے بعد خطبۂ عید دے گا۔حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ،ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری:963،مسلم:2052)
11۔خطبۂ عید کا کیا حکم ہے؟	خطبۂ عید میں جو پسند کرے بیٹھ جائے'اور جو جانا چاہیے چلا جائے۔(ابوداؤد:1155)

12۔کیا عید کی نماز کے لئے آبادی سے باہر نکلنا مستحب ہے؟	عید کی نماز کے لئے آبادی سے باہر نکلنا مستحب ہے۔(بخاری:956)
13۔کیا عید کی نماز مساجد میں ادا کی جاسکتی ہے؟	عید کی نماز کے لئے آبادی سے باہر نکلنا افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیشہ یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آبادی سے باہر عید کے بارے میں کہا:اگر یہ عمل (آبادی سے باہر نکل کر عید ادا کرنا) سنت نہ ہوتا تو میں مسجد میں نماز پڑھ لیتا۔(ابن ابی شیبہ:185/2،فتح الباری:126/3)
14۔کیا عید گاہ کی طرف پیدل جانا چاہئے؟	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:''سنت ہے عید کو پیدل نکلنا اور کچھ کھالینا نکلنے کے پہلے یعنی عید فطر میں۔'' (ترمذی:530)
15۔نمازِ عید کا وقت کیا ہے؟	نمازِ عید کا وقت سورج کے نیزے کے برابر بلند ہونے سے ڈھلنے تک ہے۔ (ابوداؤد:1135)
16۔کیا نمازِ عید کے لئے اذان اور اقامت ہوگی؟	نمازِ عید کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہوگی۔(مسلم:2051)
17۔کیا خطبہ منبر پر دیا جائے گا؟	منبر مشروع نہیں ہے۔(بخاری:956)

عید کے آداب

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن خوشی اور رونق کے لئے بنایا ہے۔مسلمان اس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں،ملاقات کے لئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے سال میں دو عیدیں ہیں:

1۔عید الفطر جو کہ رمضان کے روزوں کے بعد آتی ہے۔

2۔عید الاضحیٰ جو کہ وقوفِ عرفہ کے بعد آتی ہے۔

نبی ﷺ نے عید کے آداب سکھائے ہیں:

1۔عید کے تمام امور میں نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کی خالص نیت کرنی چاہیے۔مثلاً:

i۔نماز کے لئے جاتے ہوئے، **ii**۔نماز ادا کرتے ہوئے۔

iii۔نیا لباس پہنتے ہوئے **iv**۔رشتہ داروں سے ملاقات کرتے ہوئے

v۔خوشی کا اظہار کرتے ہوئے، ہر مقام پر نیت کو خالص رکھنا ضروری ہے۔

2۔عید کے دن غسل کرنا چاہیے۔تمام مسلمانوں کے درمیان جانے کے لئے غسل کرنے میں بڑی حکمت ہے۔اس کی وجہ سے جسم کی بو دور ہوتی ہے اور اچھی خوشبو آتی ہے۔(موطا:1/177، کتاب العیدین)

3۔خوشبو لگانی چاہیے۔صفائی اور نظافت کی انتہا خوشبو پر ہوتی ہے۔اس سے انسان کو سکون نصیب ہوتا ہے۔عید کے دن بہترین خوشبو لگانی چاہیے۔

4۔انسان استطاعت رکھتا ہو تو اسے عید کے دن نئے کپڑے پہننے چاہئیں۔اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہوتا ہے اور عید کی خوشی پر اظہارِ مسرّت بھی۔اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔(بخاری:948،مسلم:2068)

5۔نمازِ عید کے لئے نکلنے سے قبل صدقۂ فطر دینا چاہیے۔رمضان کی کمی کو پورا کرنے اور فقراء اور محتاجوں کے دلوں میں خوشی داخل کرنے کے لئے اس دن میں زکاۃِ فطر کا حکم دیا گیا ہے۔(بخاری:1509،مسلم:2288)

6۔عید الفطر میں گھر سے نکلنے سے پہلے کھجوریں کھانی چاہیے۔(صحیح الجامع:4865، بخاری:953)

7۔عید الاضحیٰ میں قربانی سے پہلے کچھ نہ کھانا سنت ہے۔(ترمذی:542)قربانی کرنے والے کے لئے سنت ہے کہ اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھائے۔

8۔عید کے دن سب سے پہلا کام نمازِ عید کے لیے جانا ہے۔عید الاضحیٰ میں قربانی عید کی نماز سے واپس آنے کے بعد کی جاتی ہے۔(بخاری:968)

9۔نمازِ عید کے لئے پیدل جانا سنت ہے۔(ابن ماجہ:1300،ترمذی:530)

10۔نمازِ عید کے لئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا چاہیے۔(بخاری:986،ابن ماجہ:1301)

11۔عورتوں کو عید کی نماز میں لے کر جانا چاہیے۔(بخاری:974،مسلم:2054)

12۔بچوں کو نمازِ عید کے لئے لے جانا چاہیے اور عید کی خوشیوں کا شعور دلانا چاہیے۔نئے کپڑے پہنانے چاہئیں حتیٰ کہ ان بچوں کو بھی جو ابھی نماز ادا کرنے کے قابل نہ ہوں۔(بخاری:975،977،مسلم:2045،صحیح الجامع:4888)

13۔عید گاہ پہنچنے تک اونچی آواز سے تہلیل (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ)اور تکبیریں پڑھتے رہنا چاہیے۔یہ اسلامی شعائر میں سے ہے۔(صحیح الجامع:5004،بیہقی:3/279)سب لوگوں کا اکٹھے تکبیر پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

14۔نمازِ عید سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔(ابن ماجہ:1293)

15۔عید کی نماز کے بعد جانور قربان کرنا چاہیے۔(بخاری:968،مسلم:5069)

16۔نماز کے مقام پر قربانیاں کرنا جائز ہے۔(بخاری:982)

17۔نمازیوں سے مصافحہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینی چاہیے۔دل کی خوشی کے اظہار اور عید کی مسرت کا اظہار کرنے کے لئے مصافحہ کرنا اور اپنے بھائیوں کو مبارک باد دینا اور یہ کہنا چاہیے: **تَقَبَّلَ اللہُ مِنَّا وَمِنْکُمْ** (الحاوی للفتاوی:1/81) اس بارے میں صحابہ اور تابعین سے کثیر روایات ملتی ہیں۔(تمام المنۃ:355)

18۔نماز پڑھ کر دوسرے راستے سے گھر واپس آنا چاہیے کہ یہ نبی ﷺ کا فعل تھا۔(بخاری:986،ابن ماجہ:1300) یہ عید کی خوشیوں اور نماز کی حاضری کے لئے زمین کی گواہی کی تیاری بھی ہے اور خوشیوں کا اظہار بھی۔

19۔عزیز و اقارب سے ملنا چاہیے۔صلہ رحمی کرنا ہر وقت واجب ہے لیکن عید کے دن بہت زیادہ تاکید ہے حتیٰ کہ عزیزوں کے دل خوشی اور مسرت سے بھر جائیں۔خاص طور پر چھوٹے بچوں اور عورتوں کو تحفے دینے چاہئیں۔

20۔ہمسایوں سے خوشیاں بانٹنی چاہیے۔ہمسایوں کی طرف کھانا بھیجنا، ان کی زیارت کے لئے جانا، بچوں کو ضرورت مند بچوں کے پاس لے جانا اور انہیں عید کی خوشیوں میں شریک کرنا، انہیں نئے کپڑوں کے تحائف دینا، مال پیش کرنا، یہ مسلمانوں کے دلوں میں خوشی اور سرور داخل کرتا ہے اور اس پر بہت ثواب ہے۔

21۔چھوٹے بچوں کو عید کی خوشیوں کا شعور دلانے کے لئے مباح کھیلوں، تفریح گاہوں، پارکوں وغیرہ میں لے جانا چاہیے۔(بخاری:950،952)انہیں جدید کھلونے بھی دلوانے چاہئیں تاکہ انہیں عید کے دن اور عام دنوں میں فرق محسوس ہو اور وہ عید کا انتظار کریں۔

22۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور نافرمانیوں سے رُکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔عید کے دن کھانے پینے اور خوشی منانے کے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ مباح سے حرام کاموں کی طرف چلے جاتے ہیں جیسے خواتین کا زینت کا اظہار

کرنا، میوزک سننا اور لہو ولعب کے کاموں میں مصروف رہنا اور ایسے کام کرنا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ کتنے حرام کام ہیں جو اس دن انجام دیئے جاتے ہیں اور کتنی ہی نافرمانیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے! عید کے دن کتنے نیکی اور بھلائی کے کام ہو سکتے ہیں! صلہ رحمی کے کام عید کے دن کیوں نہ ہوں؟ فقراء اور محتاجوں کے دلوں کو خوشیوں سے کیوں نہ بھر دیں؟

ہر عقل مند مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے تمام کاموں سے بچے جو دنیا میں نفع مند محسوس ہوں لیکن آخرت کا نقصان کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کون سی خوشی ہے جو انسان کو حاصل ہو جاتی ہے؟ ایک مسلمان کو عید کے دن اسلامی آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری خوشی کی حالت میں کرنی چاہئے۔ جو تکلیف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بن جاتا ہے اسے خوشیوں میں بھی رب کی اطاعت کرنی چاہئے۔

سجدے

ربّ العزت کا فرمان ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔ (العلق:19)　　''اور سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔''

1۔ سجدۂ شکر

سجدۂ شکر کی کیا حقیقت ہے؟	خوشی کے موقع پر، کسی نعمت کے حاصل ہونے، کسی مصیبت اور تکلیف سے چھٹکارے کے موقع پر سجدۂ شکر مشروع ہے۔ 1۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا۔ پھر اپنا سر اُٹھا کر فرمایا: ''بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بشارت دی تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔'' (مسند احمد:1664، حاکم:550/1) 2۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ ﷺ کو بشارت دی جاتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ (ابوداؤد:2774، ابن ماجہ:1394)

2۔ سجدۂ تلاوت

1۔ سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟	1۔ جمہور علماء کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے ''سورۂ نجم'' پڑھی تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔ (بخاری:1072) 2۔ سجدۂ تلاوت فرض نہیں ہے کیونکہ اگر یہ واجب ہوتا تو نبی ﷺ اسے کبھی نہ چھوڑتے۔
2۔ سجود تلاوت کی تعداد کیا ہے؟	1۔ سورۃ الاعراف آیت 206　　2۔ سورۃ الرعد آیت 15 3۔ سورۃ النحل آیت 50　　4۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 109 5۔ سورۃ مریم آیت 58　　6۔ سورۃ الحج آیت 18 7۔ سورۃ الفرقان آیت 60　　8۔ سورۃ النمل آیت 26 9۔ سورۃ السجدۃ آیت 15　　10۔ سورۃ ص آیت 24 11۔ سورۃ حم السجدۃ آیت 38　　12۔ سورۃ النجم آیت 62 13۔ سورۃ الانشقاق آیت 21　　14۔ سورۃ العلق آیت 19 15۔ سورۃ الحج آیت 77　(نیل الاوطار:329/2)
3۔ کیا فرض نماز میں بھی سجدۂ تلاوت کیا جائے گا؟	فرض نماز میں بھی سجدہ تلاوت مشروع ہے۔ (بخاری:766، مسلم:1299)
4۔ کیا نماز کے علاوہ سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں؟	نماز کے علاوہ سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں۔ (بخاری:1075،1076، مسلم:1295)
5۔ کیا سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہی جائے گی؟	سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہنا ثابت نہیں لیکن چونکہ نماز میں نبی ﷺ جھکتے اور اُٹھتے وقت لازماً تکبیر کہتے تھے اس لئے سجدۂ تلاوت کرتے وقت بھی تکبیر کہنی چاہئے۔

6۔کیا سجدۂ تلاوت کے لئے وضو کرنا اور قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے؟	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہماری موجودگی میں آیتِ سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ (ہجوم کی وجہ سے) اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔ (بخاری:1075) ہجوم میں ہر کوئی نہ باوضو ہوتا ہے نہ قبلہ رُخ۔
7۔سجدۂ تلاوت کی دُعا کیا ہے؟	سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ (ابو داؤد:1414، ترمذی:580) ''میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔''

3۔سجدۂ سہو

1۔سجدۂ سہو کسے کہتے ہیں؟	سہو کسی چیز سے غافل ہونے اور دل کے کسی اور جانب متوجہ ہونے کو کہتے ہیں۔ سجدۂ سہو ان دو سجدوں کو کہتے ہیں جو بھول کر نماز میں کمی بیشی کر دینے کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر سہو کے لئے دو سجدے ہیں۔'' (ابن ماجہ:1219)
2۔اللہ تعالیٰ نے سجودِ سہو کیوں مشروع کیا؟	اللہ تعالیٰ نے سہو اور نسیان کی وجہ سے نماز میں ہونے والے نقص کو مکمل کرنے کے لئے مشروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور فعل کے ذریعے اُمت کو سجودِ سہو سکھائے۔
3۔سہو کے سجدوں کا کیا حکم ہے؟	احناف کے نزدیک یہ سجدے واجب ہیں۔ شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اسے مسنون اور مستحب سمجھتے ہیں۔ (المغنی:2/430، الشرح الصغیر:1/377، بدائع الصنائع:1/163)
4۔سجودِ سہو کیسے کئے جائیں گے؟	سجودِ سہو سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد میں کئے جائیں گے۔ (مسلم:1272، بخاری:401) سجدہ سہو تکبیر تحریمہ اور سلام کے ساتھ کئے جائیں گے۔ (ابن ماجہ:1219)
5۔سجدۂ سہو کب کیا جائے گا؟	1۔بھول کر زیادہ رکعتیں پڑھنے کی وجہ سے۔ (بخاری:1226، مسلم:91) 2۔رکعتوں کی تعداد میں شک کی وجہ سے۔ (مسلم:1272، ابوداؤد:1024)
6۔جب امام سجدہ سہو کرے تو مقتدی کیا کرے؟	جب امام سجدہ سہو کرے تو مقتدی بھی سجدہ کرے۔ (بخاری:722، مسلم:930)
7۔ایک ہی نماز میں سہو زیادہ ہونے پر کیا سجدے بھی زیادہ کئے جائیں گے؟	زیادہ سجدے نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔
8۔سجدۂ سہو کے اذکار کیا ہیں؟	سجدہ سہو میں کوئی خاص دُعا اور ذکر ثابت نہیں ہے۔

نفل نمازیں

1۔نفل کسے کہتے ہیں؟	نفل ایسی اطاعت اور فرماں برداری کو کہتے ہیں جو فرض اور واجب کے علاوہ مشروع ہو۔ (التعریفات:43)
2۔نفل کا حکم کیا ہے؟	نفل ادا کرنے والے کی تعریف کی جاتی ہے لیکن چھوڑنے والے کی مذمت نہیں کی جاتی (یعنی اسے گناہ نہیں ہوتا)۔ (الموافقات:1/109)
3۔نفل نماز کی حکمت کیا ہے؟	نوافل کو مکمل طور پر نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (ابن ماجہ:1426)
4۔نوافل کی فضیلت کیا ہے؟	حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرتا تھا اور آپ ﷺ کے استنجاء اور وضو کے لیے پانی لایا کرتا تھا۔ آپ نے ایک رات فرمایا: مانگو۔ میں نے کہا: میں آپ ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے عرض کیا: بس یہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے معاملے میں سجود کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔'' (مسلم:1094)

5۔نوافل کے لئے کون سے الفاظ استعمال ہوئے ہیں؟	نوافل (تطوع) کے لئے مندوب، مستحب، نفل، سنت، احسان اور فضیلت وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔(الوجیز:39)
6۔نوافل کہاں پڑھنے افضل ہیں؟	نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔(بخاری:424)
7۔کیا نوافل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں؟	نوافل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں۔(بخاری:1118،مسلم:1708)
8۔کیا اقامت کے بعد نوافل پڑھنے جائز ہیں؟	اقامت کے بعد نوافل پڑھنے جائز نہیں ہیں۔(مسلم:1644،ترمذی:421)

1۔چاشت کی نماز

1۔چاشت کی نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟	چاشت کی نماز یعنی صلاۃ الضحیٰ، وہ نماز جو طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے۔جس کو اشراق اور صلاۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔
2۔نماز چاشت کی کیا فضیلت ہے؟	1۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے تین روزے رکھنے اور چاشت کی نماز دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی۔(بخاری:1981) 2۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔پھر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ایک مرتبہ الحمدللہ کہنا صدقہ ہے اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے اور ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُری بات سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لینا ان تمام امور سے کفایت کر جاتا ہے۔''(مسلم:1671)

3۔نماز چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں؟	نماز چاشت کی دو(بخاری:1981)، چار(مسلم:1663) اور آٹھ رکعتیں(بخاری:357) ثابت ہیں۔
4۔نماز چاشت کا وقت کیا ہے؟	نماز چاشت کا وقت فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان ہے۔(مسلم:1745)

2۔نماز تہجد وتراویح

1۔تہجد کی فضیلت کیا ہے؟	فرض نمازوں کے بعد افضل نماز ہے۔حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔''(مسلم:1162)
2۔تہجد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟	1۔حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تہجد پڑھا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے، برائیوں سے دور ہونے کا ذریعہ ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا عمل ہے۔''(ترمذی:3549)
3۔تہجد (قیام اللیل) زیادہ سے زیادہ کتنی رکعتیں ہے؟	1۔رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا فرماتے۔ان میں پانچ وتر ہوتے اور ان پانچوں میں تشہد کے لئے صرف آخری رکعت میں بیٹھتے۔(مسلم:737) 2۔رسول اللہ ﷺ سے گیارہ رکعت قیام اللیل بھی ثابت ہے۔آپ ﷺ کا زیادہ یہی معمول تھا۔
4۔رات کی نماز کتنی کتنی رکعتیں ہے؟	رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔رسول اللہ ﷺ تہجد پڑھتے ہوئے ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے تھے۔(مسلم:736)
5۔تہجد کا وقت کیا ہے؟	تہجد کا وقت عشاء کے بعد سے فجر تک ہے۔(مسلم:736، بخاری:626)
6۔تہجد کا افضل وقت کون سا ہے؟	رات کا آخری حصّہ۔(مسلم:755)

7۔تہجد میں کیا مستحب ہے؟	1۔طویل سجدہ کرنا مستحب ہے۔رسول اللہ ﷺ سے پچاس آیتوں کی تلاوت کے برابر سجدہ کرنا روایت کیا جاتا ہے۔(بخاری:1123) 2۔طویل قیام کرنا مستحب ہے۔نبی ﷺ ان رکعتوں میں طویل قیام کرتے تھے اور خوب اچھی طرح ادا کرتے تھے۔(بخاری:1135)
8۔قیام اللیل میں کیسی قرأت درست ہے؟	قیام اللیل میں سرّی اور جہری دونوں طرح کی قرأت درست ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:''رسول اللہ ﷺ بعض اوقات سرّی قرأت کرتے اور بعض اوقات جہری قرأت کرتے تھے۔''(ابوداؤد:1437)

3۔تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں

1۔تحیۃ المسجد سے کیا مراد ہے؟	تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہونے کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔
2۔تحیۃ المسجد کا کیا حکم ہے؟	1۔حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔''(بخاری:444) 2۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''دو رکعت نماز پڑھو۔''(مسلم:1656)

4۔وضو کے بعد دو نفل پڑھنا

وضو کے بعد دو نفل پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟	نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔انہوں نے عرض کیا: جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر لکھی گئی تھی۔(بخاری:1149)

5۔نماز استخارہ

1۔نماز استخارہ کسے کہتے ہیں؟	وہ معاملات جن میں فیصلہ کرنا مشکل ہو اس کے لئے دو رکعت پڑھ کر مخصوص دُعا کرنا نماز استخارہ کہلاتا ہے۔(بخاری:1162،6382،ابوداؤد:1538،ترمذی:480)
2۔رسول اللہ ﷺ نے کیسے استخارہ کرنا سکھایا؟	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے،قرآن کی سورت کی طرح۔آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعات پڑھے اور اس کے بعد یوں دعا کرے اور (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرویات کا بیان کر دینا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ (بخاری:1162) ''اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے۔تو قدرت رکھنے والا ہے اور میرے پاس کوئی قدرت نہیں۔تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے تو اسے میرا مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور مجھے اس سے مطمئن کر دے۔''

3۔استخارہ کن معاملات میں کیا جائے؟	عبدالرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں استخارہ صرف ان معاملات میں ہے جن میں انسان کو درست راستہ معلوم نہ ہو۔ جو معروف نیکیاں ہیں مثلاً عبادات اور دیگر معروف اعمال ان میں استخارے کی ضرورت نہیں۔ (تحفۃ الاحوذی:2/605)
4۔جب کوئی استخارہ کرے تو اسے کس کام کو اپنانا چاہئے؟	امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص استخارہ کرے تو اس کے بعد اس کام کو اپنا لے جس پر اسے شرح صدر نصیب ہو جائے۔ (الاذکار:152)
5۔کیا فرض نماز یا سنتوں یا دیگر نوافل کے بعد دُعائے استخارہ کر دی جائے تو سنت حاصل ہو جائے گی؟	امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فرض نماز، سنن رواتب، تحیۃ المسجد یا اس کے علاوہ دیگر نوافل کے بعد اگر استخارے کی دُعا کر دی جائے تو اس سے سنت حاصل نہیں ہوگی۔ (نیل الاوطار:2/297) استخارے کے لئے دو الگ رکعتیں پڑھی جائیں گی۔
6۔کیا استخارہ اولیاء کے ساتھ خاص ہے؟	استخارہ ہر مسلمان کو اپنے معاملات کے لئے خود کرنا چاہئے۔
7۔کیا استخارے کے دوران نیند یا خواب آنا ضروری ہے؟	استخارے کا نیند یا خواب سے کوئی تعلق نہیں۔
8۔کیا ایک بار استخارہ سے شرحِ صدر نہ ہو تو دوبارہ کیا جاسکتا ہے؟	دوبارہ استخارہ کرنے کے بارے میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ (الدین الخالص:5/245)
9۔کیا عملِ استخارہ کو پیشہ بنایا جاسکتا ہے؟	استخارہ کو پیشہ بنانا درست نہیں۔
10۔استخارہ کے بعد انسان کیا کرے؟	جو کام اس کے لئے آسان ہو اس کو اختیار کر لے۔

6۔توبہ کی دو رکعتیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی شخص ایسا نہیں کہ کوئی گناہ کرے پھر کھڑا ہو، وضو کرے، پھر نماز پڑھے، پھر مغفرت مانگے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخش دیا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڢ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران:135)

’’وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی کھلی برائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر ڈالیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔‘‘ (ترمذی:3006)

7۔سفر سے واپسی میں دو رکعتیں

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، دو رکعات ادا کرتے، پھر لوگوں سے (حالات وغیرہ) دریافت کرنے کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ (بخاری:4418، مسلم:7016)

صلاۃ کسوف

1۔نمازِ کسوف کسے کہتے ہیں؟	نمازِ کسوف ایسی نماز کو کہتے ہیں جو گرہن کے وقت پڑھی جائے۔ گرہن سورج کو بھی لگتا ہے اور چاند کو بھی۔
2۔کیا نمازِ کسوف مسنون ہے؟	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن اس دن لگا جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے بیٹے) کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہنے لگے: ان کی وفات کی وجہ سے گرہن لگا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’گرہن کسی کی موت وحیات سے نہیں لگتا۔ البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔‘‘ (بخاری:1043)

3۔نمازِ کسوف کا طریقہ کیا ہے؟	1۔نمازِ کسوف کے لیے لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ 2۔اذان اور اقامت کی ضرورت نہیں۔ 3۔امام دو رکعت نماز پڑھائے۔ 4۔ایک رکعت میں دو دو رکوع اور دو دو قیام کرے۔ 5۔قرأت، رکوع اور سجدے طویل کرے۔(بخاری:1052)
4۔نمازِ کسوف میں کتنے رکوع کئے جائیں گے؟	نمازِ کسوف میں ایک رکعت میں دو رکوع کئے جائیں گے۔(مسلم:2100)
5۔دو رکوعوں کے درمیان کیا کہا جائے گا؟	دو رکوعوں کے درمیان قرأت کی جائے گی۔(مسلم:2112)
6۔کسوف کے موقع پر کون سے اعمال انجام دینے چاہئیں؟	کسوف کے موقع پر استغفار، صدقہ تکبیر اور دُعا کرنی چاہئے۔(بخاری:1060)
7۔کیا نمازِ کسوف باجماعت ادا کرنی چاہئے؟	نمازِ کسوف باجماعت ادا کرنی چاہئے۔(بخاری:1052، کتاب الکسوف)
8۔نمازِ کسوف میں قرأت کیسے ہوگی؟	نمازِ کسوف میں قرأت بلند آواز سے کی جائے گی۔(بخاری:1065، مسلم:2096)
9۔کیا نمازِ کسوف کے بعد خطبہ ہوگا؟	نمازِ کسوف کے بعد کوئی مسنون خطبہ نہیں ہے۔(بخاری تعلیقاً:1046)
10۔کیا نمازِ کسوف کے لئے اذان اور اقامت کہی جائے گی؟	نمازِ کسوف کے لیے اذان اور اقامت ثابت نہیں۔

11۔کسوف وخسوف (چاند گرہن) کا مقصد کیا ہے؟	حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس ذریعہ اپنے بندوں ڈراتا ہے۔''(بخاری:1048)

صلاۃ اِستسقاء

1۔استسقاء سے کیا مراد ہے؟	استسقاء سے مراد پانی طلب کرنا ہے۔(القاموس المحیط:1166)
2۔نماز استسقاء سے کیا مراد ہے؟	قحط سالی کے وقت دو رکعت نماز کے ذریعے مخصوص طریقے سے بارش طلب کرنا ہے۔(فتح الباری:179/3)
3۔نماز استسقاء کا مسنون طریقہ کیا ہے؟	1۔لوگ کھلے میدان میں جائیں۔ 2۔امام انہیں دو رکعت نماز پڑھائے۔ 3۔پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہہ سکتا ہے۔ 4۔پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ کی اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرے۔ 5۔پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ دے جس میں کثرت سے استغفار کرے اور دعا مانگے اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت (یعنی اُلٹی طرف) سے آسمان کی طرف اشارہ کرے۔(ابوداؤد:1173)
4۔نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے گی؟	نماز استسقاء کھلے میدان میں پڑھی جائے گی۔
5۔کیا نماز استسقاء میں خطبہ دیا جائے گا؟	نماز استسقاء میں خطبہ دیا جائے گا۔(ترمذی:558)
6۔نماز استسقاء میں قرأت کیسے ہوگی؟	نماز استسقاء میں قرأت جہری ہوگی۔(بخاری:1024)

7۔نماز استسقاء میں دُعا کیسے مانگی جائے گی؟	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استسقاء کے سوا اور کسی دعا کے لئے ہاتھ (زیادہ نہیں اٹھاتے تھے اور استسقاء میں ہاتھ اتنا اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔ (بخاری:1031)
8۔کیا نماز استسقاء میں اذان اور اقامت ہوگی؟	ثابت نہیں ہیں۔ (بخاری:1022)
9۔نماز استسقاء کا خطبہ کس بارے میں ہوتا ہے؟	نماز استسقاء میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نافرمانی سے بچنے کی تلقین اور استغفار کرنا ہے۔
10۔بارش طلب کرنے کے لئے دُعا کیا ہے؟	اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ عَاجِلًا غَیْرَ آجِلٍ (ابو داؤد:1169) ''اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما، ازحد مفید، مددگار، بہترین انجام والی، جو شادابی لائے، نفع آور ہو، کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے، دیر نہ کرے۔''
11۔کیا سب لوگ اپنی چادریں پلٹیں گے؟	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے باطنی حصے کو اپنے ظاہر کی طرف پھیر دیا اور لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اپنی چادریں) پلٹیں۔ (ابوداؤد:1164) چادریں پلٹنا مستحب ہے۔
12۔کیا بارش طلب کرنے کے لئے نماز کے علاوہ بھی دُعا کی جاسکتی ہے؟	بارش طلب کرنے کے لئے نماز کے علاوہ بھی دُعا کی جاسکتی ہے۔ (بخاری:1016،1017)
13۔بارش کو دیکھ کر کیا کہنا چاہیئے؟	اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا (بخاری:1032) اے اللہ! نفع بخشنے والی بارش برسا۔

جنازے کے احکامات

1۔قریب المرگ شخص کے کیا احکامات ہیں؟	1۔جسے موت کا یقین آجائے وہ یوں کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ ''اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیق سے مجھے ملا۔'' (بخاری:4440) 2۔مرنے والے کو کلمۂ شہادت کی تلقین کرنی چاہیئے۔ (مسلم:2123، ابوداؤد:3117، ترمذی:976) 3۔قریب المرگ کے پاس اسلام کی دعوت کے لئے جانا چاہیئے۔ (بخاری:5657) 4۔قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیئے۔ (مسلم:7229، ابوداؤد:3113) 5۔قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی آرزو رکھنی چاہیئے۔ (بخاری:6507، مسلم:6824) 6۔موت سے پہلے ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے۔ (بخاری:2449) 7۔قابلِ وصیت چیز کی وصیت کر دینی چاہیئے۔ (بخاری:2738، ابوداؤد:2862، ترمذی:974) 8۔قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنی چاہیئے۔ (ترمذی:3537، صحیح ابن ماجہ:3430) 9۔گھر والوں کو وفات کے وقت رونے سے روکنا چاہیئے۔ (بخاری:1292، مسلم:2154) 10۔وارثوں کو سنت کے مطابق کفن دفن کی وصیت کرنی چاہیئے۔ (مسلم:2240)
2۔حسنِ خاتمہ کی کیا علامات ہیں؟	1۔وفات کے وقت کلمۂ شہادت پڑھنا۔ (ابوداؤد:3117،3116) 2۔وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا۔ (ترمذی:982، نسائی:1829) 3۔جمعہ کی رات یا دن میں وفات پانا کیونکہ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن کی موت فتنۂ قبر سے نجات کا باعث ہے۔ (احمد، ترمذی) 4۔جہاد کے لئے نکلنے والے کا راستے میں انتقال کر جانا۔ (مسلم:4941،4944، بخاری:2830) 5۔میدانِ جنگ میں شہادت پانا۔ (آل عمران:169-171، مسلم:4883) 6۔طاعون کے مرض سے موت آنا۔ (مسلم:4944، بخاری:2830) 7۔پیٹ کی بیماری سے موت آنا۔ (مسلم:4940، ابن ماجہ:2804)

	8۔غرق ہو کر یا ملبے کے نیچے دَب کر موت آنا۔(بخاری:2829،مسلم:4940،ابن ماجہ:3682) 9۔سل کی بیماری سے موت آنا۔(مجمع الزوائد:317/3) 10۔جل کر، فالج سے، دورانِ حمل موت آنا۔(ابن ماجہ:2803) 11۔جان، مال، اہل وعیال، عزت اور دین کی حفاظت میں موت آنا۔(ابوداؤد:4772) 12۔پہرے کی حالت میں موت آنا۔(مسلم:4938) 13۔لوگوں کا میت کی تعریف کرنا۔(مسلم:2200، بخاری:6512)
3۔میت کے کیا احکامات ہیں؟	1۔وفات کے وقت میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئے۔(ابن ماجہ:1190) 2۔میت کے لئے دُعا کرنی چاہئے۔(مسلم:2130،ابوداؤد:3118) 3۔میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہئے۔(بخاری:1265،ابوداؤد:3120) 4۔حالتِ احرام میں وفات پانے والے کا چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا۔(بخاری:1265) 5۔کفن میں جلدی کرنی چاہئے۔(بخاری:1315،ابوداؤد:3181،ابن ماجہ:1477) 6۔میت کے چہرے سے کپڑے سے ہٹانا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔(بخاری:4452) 7۔میت کے اَقرباء کو صبر کرنا اور اِنّا لِلّٰہ پڑھنا چاہئے۔(البقرۃ:156) 8۔میت پر نوحہ کرنا اور گال پیٹنا حرام ہے۔(بخاری:1292،مسلم:2160) 9۔میت پر خاموشی سے آنسو بہائے جاسکتے ہیں۔(بخاری:1244،مسلم:6354) 10۔نعی یعنی مرنے والے کا نوحہ کہتے ہوئے اس کی موت کا اعلان کرنا منع ہے۔(صحیح ترمذی:984،985) 11۔لوگوں کو میت کے لئے اِستغفار کی تلقین کرنی چاہئے۔(ابوداؤد:3204،ترمذی:1022) 12۔وُرثاء کو میت کا قرض جلد ادا کر دینا چاہئے۔(ترمذی:1078،ابن ماجہ:1957) 13۔تین دن سے زائد سوگ نہیں منانا چاہئے۔(بخاری:5334،مسلم:3729،موطا:1268) 14۔مرنے والے کو گالیاں دینا منع ہے۔(بخاری:1393،6516)

غسلِ میت

1۔غسلِ میت کے کیا احکامات ہیں؟	1۔غسل میت واجب ہے۔(بخاری:1849) 2۔مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔(بخاری:1353،مسلم:939 ابوداؤد:3142، ترمذی:990،ابن ماجہ:1458) 3۔شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔(صحیح ابن ماجہ:1197) 4۔حائضہ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عورتوں کو غسل دے اور انہیں کفن پہنائے۔ وہ اپنے شوہر کو بھی غسل دے سکتی ہے۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:369/8) 5۔غسل کے لئے پردے کا اہتمام کرنا چاہئے۔(مسلم:3387،ابوداؤد:4018،ترمذی:2793،ابن ماجہ:661،ابن خزیمہ:72) 6۔شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔(بخاری:1347،ترمذی:1036،نسائی:6604،ابن ماجہ:1514) 7۔جنگ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ سب کو غسل دیا جائے گا۔ان کے کفن اور نمازِ جنازہ کا اہتمام ہوگا۔(مجموع فتاوی لابن عثیمین:89/171) 8۔نبی ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا تھا۔(صحیح ابو داؤد:2693، ابن حبان:2156، ابویعلی:4494)
2۔غسلِ میت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟	1۔پیٹ میں موجود نجاست کو خارج کر کے میت کو اچھی طرح پاک کرنے کے لئے غسل سے پہلے میت کے پیٹ پر اچھی طرح ہاتھ پھیرا جائے۔(حاکم 363/1،البانی الحاکم الجنائز:186) 2۔وضو کے اعضاء کو دائیں جانب سے پہلے دھویا جائے۔(بخاری:1255) 3۔غسل تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ ضرورت کے مطابق دے سکتے ہیں۔(بخاری:1353، مسلم:939،ابوداؤد:3142،ابن ماجہ:1458) i۔غسل کے لئے بیری کے پتوں کا استعمال صفائی کی غرض سے ہے۔اس جیسی کوئی چیز مثلاً صابن وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔(البانی/احکام الجنائز:84)

	ii۔آخری مرتبہ کافور استعمال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میت جلدی متغیر نہ ہو اور موذی جانور قریب نہیں آتے۔(نیل الاوطار:681/2) 4۔غسل کے لئے عورت کے بال کھول دیئے جائیں۔(بخاری:1360) 5۔میت کے بالوں میں کنگھی کرنا اور عورت کے بالوں کو گوندھنا چاہیئے۔(بخاری:1354) 6۔غسل دیتے وقت نرمی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔(صحیح ابوداؤد:2746،ابوداؤد:3207) 7۔دورانِ غسل قابلِ اعتراض چیز پر پردہ ڈال دینا چاہیئے۔(بخاری:2442،مسلم:2580، ابوداؤد:4893،ترمذی:1426،السلسلۃ الصحیحۃ:2353) 8۔میت کو غسل دینے والا بعد میں خود غسل کرے تو مستحب ہے۔(ترمذی:993،ابن ماجہ:1463) 9۔i۔میت کے ناخن اور بال (مونچھیں) کاٹنا مستحب ہے کیونکہ یہ امورِ فطرت میں سے ہے۔ ii۔زیرِ ناف اور بغلوں کے بال چھوڑ دینا بہتر ہے کیونکہ یہ پوشیدہ چیزیں ہیں۔(مجموع فتاویٰ لابن باز:114/13) 10۔غسل دیتے ہوئے سونے کے دانت اُتارنے ممکن ہوں تو مال کی حفاظت اور وارثوں کے نفع کے لیے انہیں اُتار لینا چاہیئے لیکن اگر اُتارنا مشکل ہو تو اُن کے حال پر چھوڑ دینے میں حرج نہیں۔(فتاویٰ للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:356/8) 11۔غسل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دینا چاہیئے۔اگر میت کے مال یا ولیوں کی طرف سے اُجرت دے دی جائے تو حرج نہیں۔اگر اجر کی نیت رکھی تو اُمید ہے کہ محروم نہیں رہیں گے۔(فتاویٰ للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:361/8)

کفن

کفن کے کیا احکامات ہیں؟	1۔میت کو کفن دینا واجب ہے۔(بخاری:1849، مسلم:1206، ابوداؤد:3238، ترمذی:951، ابن ماجہ:3084)

	2۔اچھا کفن دینا چاہیئے۔(مسلم:942،ابوداؤد:3148،صحیح ابن ماجہ:1202)اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا صاف ستھرا عمدہ اور وسیع ہو جو جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لے۔اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ بہت زیادہ قیمتی ہو۔ 3۔کفن میت کے ترکے سے دیا جائے گا خواہ صرف اتنا ہو کہ کفن ہی دیا جا سکے۔(احکام الجنائز،البانی) 4۔شہید کے کپڑے ہی اس کا کفن ہیں۔(صحیح نسائی:1892،نسائی:7814،صحیح ابی داؤد:2688) 5۔مُحرِم کے لئے احرام کی چادریں ہی کفن ہیں۔(صحیح نسائی:1796،نسائی:1905) 6۔سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے۔(صحیح ابی داؤد:2184،ترمذی:994) 7۔مرد اور عورت کے کفن میں کوئی فرق نہیں۔رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے کی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس میں نوح بن حکیم ثقفی راوی مجہول ہے۔(سلسلہ احادیث ضعیفہ:5844)(احکام الجنائز و بدعھا) 8۔تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے۔(بخاری:1264،مسلم:941،ابوداؤد:3151) 9۔کسی ولی یا پیر کے لباس کا کفن مردے کو عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔(بخاری:5796، مسلم:2400،ترمذی:3098،نسائی:1899)

جنازہ لے جانا

جنازے کے ساتھ چلنے کیا احکامات ہیں؟	1۔جنازے کو لے کر جلد چلنا چاہیئے۔(بخاری:1315،مسلم:944،ترمذی:1015،ابوداؤد:3181) 2۔جنازے کے ساتھ چلنا اور کندھا دینا سنت ہے۔(بخاری:1240،مسلم:2162) 3۔جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں حرج نہیں۔(ابن ماجہ:1483) 4۔جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا ناپسندیدہ ہے۔(صحیح ابوداؤد:2720)علامہ البانی نے سوار ہونا جائز قرار دیا ہے شرط یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلیں۔(کتاب الجنائز، باب الرکوب فی الجنازہ)

	5۔گاڑی پر جنازہ لے جانا چند وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے: i۔جنازے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے یعنی کندھا دینا اور پیچھے چلنا۔ ii۔اس عمل سے جنازے میں کم افراد شریک ہوتے ہیں۔ iii۔یہ عبادت میں بدعت ہے۔ iv۔کفار کی عادات میں سے ہے۔ v۔شریعت کے موافق نہیں۔(البانی،احکام الجنائز:99-100) 6۔تدفین کے بعد سوار ہونا جائز ہے۔(صحیح ابی داؤد:2731، مسلم:965) 7۔جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا منع ہے۔(ابوداؤد:3171) 8۔جنازے کے پیچھے گریبان پھاڑنا اور ہلاکت کی دُعا کرنا حرام ہے۔(بخاری:1394، ترمذی:999) 9۔جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا درست ہے۔(بیہقی:37/4) 10۔جنازے کے ساتھ اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔(بیہقی:84/4) 11۔جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔(صحیح ابی داؤد:2818، ابن ماجہ:1544) 12۔خواتین کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے۔(بخاری:1278، مسلم:938، ابن ماجہ:1577) 13۔میت اُٹھانے والے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔(صحیح ابوداؤد:2707)

نماز جنازہ

1۔نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟	1۔نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے۔قرض والے کا جنازہ پڑھانے سے رسول اللہ ﷺ نے گریز کیا لیکن لوگوں کو حکم دیا۔(بخاری:5371)
2۔نمازِ جنازہ کا کیا ثواب ہے؟	نماز جنازہ کا ثواب ایک قیراط کے برابر ہے اور دفن تک ساتھ رہنے کا دو قیراط کے برابر ہے اور ہر قیراط جبلِ احد کے مانند ہے۔(بخاری:1325، مسلم:945)

3۔نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے گی؟	1۔نمازِ جنازہ کھلی جگہ پر پڑھنی جانی چاہئے۔(بخاری:1245، مسلم:951) 2۔مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔(مسلم:973، ابوداؤد:3189) 3۔قبروں کے درمیان نمازِ جنازہ جائز نہیں۔(ابوداؤد:4922)
4۔خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟	خواتین نماز جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں۔(مسلم:973، ابوداؤد:3189، ترمذی:1033)
5۔کیا نماز جنازہ میں اذان یا اقامت ہے؟	نمازِ جنازہ سے پہلے نہ اذان ثابت ہے نہ اقامت۔
6۔نماز جنازہ میں جماعت کا کیا حکم ہے؟	نمازِ جنازہ میں فرض نمازوں کی طرح جماعت واجب ہے۔رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔(بخاری:6008)
7۔نماز جنازہ کی جماعت کے لیے کم از کم کتنے افراد کی موجودگی ضروری ہے؟	نماز جنازہ کی جماعت کے لئے کم از کم 3 افراد کی جماعت ثابت ہے۔عمیر بن ابی طلحہ فوت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ گھر میں ادا کی گئی۔رسول اللہ ﷺ آگے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا ابو طلحہ کے پیچھے کھڑی ہوگئیں۔ان کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔(مجمع الزوائد:34/3)
8۔نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟	امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان کھڑا ہوگا۔(صحیح ابی داؤد:3735)
9۔نماز جنازہ کا کیا طریقہ کار ہے؟	1۔امام چار یا پانچ تکبیریں کہے گا۔(مسلم:954، بخاری:1340) 2۔پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ کی قرأت واجب ہے۔(بخاری:1335، ابوداؤد:3198، ترمذی:1028، نسائی:1988) فاتحہ کے بعد کسی سورت کی قرأت افضل ہے (مسلم:963، ابن ماجہ:1500) دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی اور تیسری تکبیر کے بعد دُعائیں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔(بیہقی:39/4، حاکم:360/1، الشافعی، الام:339/1)

	3۔آخری تکبیر کے بعد ایک جانب سلام پھیرنا کافی ہے دونوں جانب بھی پھر سکتے ہیں۔(دار قطنی:191،حاکم:360/1) 4۔چاروں تکبیرون میں رفع یدین کرنا مسنون ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔(ابن باز،مجموع فتاویٰ:148/13)
10۔اگر زیادہ جنازے اکٹھے ہو جائیں تو نماز جنازہ کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے 9 جنازوں میں نماز اکٹھی پڑھی اور مردوں کو امام کے قریب اور عورتوں کو قبلے کے قریب کرایا۔(عبدالرزاق:6337،نسائی:280/1،دار قطنی:194)
11۔کن اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے؟	i۔سورج کے نکلنے تک جب تک کہ بلند نہ ہو جائے۔ ii۔ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک کہ زوال نہ ہو جائے۔ iii۔سورج کے غروب ہونے تک جب کہ وہ (اچھی طرح) نہ غروب ہو جائے۔ (مسلم:831،ابوداؤد:3192،ابن ماجہ:1519)
12۔کیا نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دُعا کی جاسکتی ہے؟	نمازِ جنازہ کے بعد اجتماعی دُعا ثابت نہیں۔نہ نبی ﷺ کی سنت تھی نہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی۔(فتاویٰ اسلامیہ:30/2)
13۔خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟	خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی لیکن حاکم وقت اس کی نماز نہیں پڑھے گا۔(فتاویٰ للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء:394/8)
14۔کیا جسے شرعی حد لگائی جائے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟	پڑھی جائے گی۔(مسلم:1695)
15۔کیا مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟	پڑھی جائے گی۔(ابوداؤد:2710،ابن ماجہ:2848)

2۔مرنے والوں کو کہاں دفن کیا جائے گا؟	1۔مردوں کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔(احکام الجنائز:183) 2۔انبیاء علیہم السلام اور شہید کو اسی جگہ وفات آتی ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔(صحیح ترمذی:1018 صحیح الجامع الصغیر:5649) 3۔مسلمانوں کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔(فتاویٰ اسلامیہ:36/2)
3۔کیا میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے؟	کسی شرعی عذر کے بغیر تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل نہیں کرنا چاہیے۔کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔(فتاویٰ اسلامیہ:16/2)
4۔قبر کیسی بنانی چاہیے؟	1۔قبر کو گہرا اور صاف ستھرا بنانا چاہیے۔(صحیح ابوداؤد:3208،ترمذی:1713) 2۔بغلی قبر سیدھی قبر سے افضل ہے۔ 3۔قبر پر کچھ کچی اینٹیں لگانا جائز ہے۔(مسلم 2240،ابن ماجہ:1556) 4۔قبر میں پختہ اینٹ یا کوئی ایسی چیز داخل نہ کی جائے جسے آگ پہنچی ہو۔(ابن قدامہ،المغنی:435/3)
5۔کیا وفات سے پہلے اپنی قبر کھدوائی جاسکتی ہے؟	وفات سے پہلے اپنی قبر کھودنا درست نہیں کہ نبی ﷺ اور اصحاب سے ثابت نہیں۔انسان کو اپنی وفات کی جگہ کا علم نہیں ہے۔(احکام الجنائز وبدعھا:204)
6۔ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو دفن کیا جاسکتا ہے؟	1۔ایک قبر میں ایک سے زیادہ لوگوں کی تدفین کی جاسکتی ہے۔(بخاری:1345،ترمذی:1036،ابن ماجہ:1514) 2۔عورت اور مرد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔(مصنف عبدالرزاق:474/3)
7۔میت کی تدفین کے کیا احکامات ہیں؟	1۔میت کو صرف مرد ہی قبر میں اُتاریں گے۔(احکام الجنائز:186) 2۔میت کے ولی قبر میں اُتارنے کا حق رکھتے ہیں۔(حاکم:362/1) 3۔شوہر اپنی بیوی کو دفن کرسکتا ہے۔(ابن ماجہ:1465) 4۔مسلمانوں کو تابوت یا صندوق میں دفن نہیں کرنا چاہیے۔نہ تو نبی کریم ﷺ سے،نہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسنون ہے۔خیر اور بھلائی ان کی اتباع میں ہے۔(فتاویٰ للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ الافتاء:432/8)

سوال	جواب
2۔مرنے والوں کو کہاں دفن کیا جائے گا؟	1۔مردوں کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔(احکام الجنائز:183) 2۔انبیاء علیہم السلام اور شہید کو اسی جگہ وفات آتی ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔(صحیح ترمذی:1018 صحیح الجامع الصغیر:5649) 3۔مسلمانوں کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔(فتاوی اسلامیہ:36/2)
3۔کیا میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے؟	کسی شرعی عذر کے بغیر تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔(فتاوی اسلامیہ:16/2)
4۔قبر کیسی بنانی چاہیے؟	1۔قبر کو گہرا اور صاف ستھرا بنانا چاہیے۔(صحیح ابوداود:3208،ترمذی:1713) 2۔بغلی قبر سیدھی قبر سے افضل ہے۔ 3۔قبر پر کچھ کچی اینٹیں لگانا جائز ہے۔(مسلم:2240،ابن ماجہ:1556) 4۔قبر میں پختہ اینٹ یا کوئی ایسی چیز داخل نہ کی جائے جسے آگ پہنچی ہو۔(ابن قدامہ، المغنی:435/3)
5۔کیا وفات سے پہلے اپنی قبر کھدوائی جاسکتی ہے؟	وفات سے پہلے اپنی قبر کھودنا درست نہیں کہ نبی ﷺ اور اصحاب سے ثابت نہیں۔ انسان کو اپنی وفات کی جگہ کا علم نہیں ہے۔(احکام الجنائز و بدعھا:204)
6۔ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو دفن کیا جاسکتا ہے؟	1۔ایک قبر میں ایک سے زیادہ لوگوں کی تدفین کی جاسکتی ہے۔(بخاری:1345،ترمذی:1036، ابن ماجہ:1514) 2۔عورت اور مرد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔(مصنف عبدالرزاق:474/3)
7۔میت کی تدفین کے کیا احکامات ہیں؟	1۔میت کو صرف مرد ہی قبر میں اُتاریں گے۔(احکام الجنائز:186) 2۔میت کے ولی قبر میں اُتارنے کا حق رکھتے ہیں۔(حاکم:362/1) 3۔شوہر اپنی بیوی کو دفن کرسکتا ہے۔(ابن ماجہ:1465) 4۔مسلمانوں کو تابوت یا صندوق میں دفن نہیں کرنا چاہیے۔نہ تو نبی کریم ﷺ سے، نہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسنون ہے۔خیر اور بھلائی ان کی اتباع میں ہے۔(فتاوی للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ الافتاء:432/8)

سوال	جواب
8۔غیر عورت کو کون سا مرد قبر میں اُتارے گا؟	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جنازہ میں حاضر تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ایسا آدمی بھی کوئی یہاں ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔اس پر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں حاضر ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم قبر میں اتر جاؤ۔وہ اتر گئے اور میت کو دفن کیا۔(بخاری:1342) یہ حدیث اُن احادیث میں سے ہے جن سے یہ دلیل پکڑی جاتی ہے کہ صرف مرد ہی دفن کریں گے خواہ میت عورت ہی ہو۔(المجموع:144/5)
9۔تدفین کا کیا طریقہ ہے؟	1۔میت کو قبر کے قدموں کی جانب سے داخل کیا جائے۔(مسند شافعی:215/1،بیہقی:54/4) 2۔میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے: بِسْمِ اللهِ وبِاللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ وبِاللهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. (ترمذی:1046،صحیح ابو داؤد:3199) 3۔میت کو دائیں پہلو قبلہ رُخ رکھا جائے۔(مجموع فتاوی لابن باز:193/13) 4۔میت کو قبر میں رکھ کر اذان اور اقامت کہنا بدعت ہے۔(فتاوی اسلامیہ:50/3) 5۔تدفین کے وقت قبر کے قریب بیٹھنا جائز ہے۔(صحیح ابوداود:3212،طیالسی:753) 6۔دورانِ تدفین عالم کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنی چاہیے۔(مسند احمد:168/6) 7۔تین لپ مٹی ڈالنا مستحب ہے۔(ابن ماجہ:1565)
10۔قبر بنانے کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟	1۔قبر پر پانی چھڑکنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ 2۔قبر کو ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے۔(مسلم:969) 3۔قبر کو کوہان نما بنانا مستحب ہے۔(بخاری:1390) 4۔قبر پر پتھر یا نشانی لگانا۔(صحیح ابوداود:2745)

سوال	جواب
11۔کیا تدفین کے بعد میت کے لئے استغفار کی جا سکتی ہے؟ کیا قبر پر ٹہنی لگائی جا سکتی ہے؟	1۔تدفین کے بعد میت کے لئے استغفار اور ثابت قدمی کی دُعا کی جا سکتی ہے (بخاری:1369، مسلم:7216، صحیح ابوداؤد:3221) 2۔ہمارے لئے قبر پر ٹہنی لگانا اس لئے جائز نہیں کیونکہ ہمیں نبی ﷺ کے برخلاف علم نہیں ہوتا کہ قبر میں موجود آدمی کو عذاب ہو رہا ہے۔(مجموع فتاوٰی لابن عثیمین:192/13)
12۔کیا میت کو تدفین کے بعد قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟	میت کو کسی شرعی عذر کی وجہ سے قبر سے نکالا جا سکتا ہے۔(بخاری:1352)
13۔انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا حکم ہے؟	زندہ انسان کا عضو کٹ جائے یا حد کی وجہ سے کاٹ دیا جائے تو اسے دھویا نہیں جائے گا، نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ کپڑے میں لپیٹ کے قبرستان یا پاکیزہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔(فتاوٰی للجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:448/8)

قبروں کی زیارت

سوال	جواب
1۔قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟	1۔قبروں کی زیارت مشروع ہے۔(ابوداود:3235) 2۔خواتین قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں۔(بخاری:1283) 3۔کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔(ابن ماجہ:1574)
2۔قبروں کی زیارت کے کیا آداب ہیں؟	1۔زیارت کرنے والا قبلے کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونا چاہئے۔(ابوداؤد:3212) 2۔اہلِ قبور کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔(مسلم:2255) 3،قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے یوں دعا کرنی چاہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (مسلم:2257)

سوال	جواب
3۔قبروں پر کون سے کام جائز نہیں؟	1۔مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلنا جائز نہیں۔(ابن ماجہ:1568) 2۔قبر پر قرآنِ مجید کی تلاوت ثابت نہیں۔(مسلم:1824) 3۔دُعا کے لیے قبر والے کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔(یونس:18)
4۔کن کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے؟	1۔اسمائے حسنٰی کے وسیلے سے۔(ابوداؤد:1493) 2۔اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے۔(بخاری:2272) 3۔کسی زندہ نیک انسان کی دعا کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔(بخاری:933)
5۔کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے کیا کرنا چاہئے؟	کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے آگ کی بشارت دینی چاہئے۔(السلسلۃ الصحیحۃ:18)

میت کو نفع دینے والے اعمال

سوال	جواب
میت کو نفع دینے والے اعمال کون سے ہیں؟	1۔مسلمان کی میت کے لئے دعا۔(الحشر:10، مسلم:6929) 2۔میت کی طرف سے قرض ادا کرنا۔(بخاری:2289) 3۔میت کی طرف سے روزوں کی قضا دینا۔(بخاری:1952) 4۔میت کی طرف سے حج کرنا۔(بخاری:1852) 5۔میت کی طرف سے صدقہ کرنا۔(بخاری:1388) 6۔میت کی صالح اولاد کے نیک اعمال۔(ابن ماجہ:3660) 7۔صدقہ جاریہ۔(مسلم:4223) 8۔مسجد، مسافر خانے کی تعمیر جو جانے والا اپنی زندگی میں کر گیا ہو۔(ابن ماجہ:242)

تعزیت

سوال	جواب
1۔ تعزیت کا کیا حکم ہے؟	تعزیت کرنا مشروع ہے۔ (نسائی:2090)
2۔ تعزیت کے کیا آداب ہیں؟	1۔ نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے، آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے پیغام بھیجا: إِنَّ لِلّٰهِ مَآ أَخَذَ وَلَهُ مَآ أَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ (بخاری:1284،مسلم:2135) ''جو اللہ تعالیٰ لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس لیے انہیں چاہیے کہ صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔'' 2۔ تعزیت کے لیے جانے والے کو دعاؤں کی تلقین کرنی چاہیے۔ (البقرۃ:156،مسلم:2126) 3۔ تعزیت کے دوران چیخنا چلانا اور کپڑے پھاڑنا درست نہیں۔ (مسلم:285) 7۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے۔ (احمد:1760)
3۔ میت کے گھر کھانوں کی تیاری اور کھانے کھلانے کا کیا حکم ہے؟	1۔ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد:3132) 2۔ تعزیت کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہونے اور میت کے گھر والوں کے کھانا تیار کرنے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے۔ (ابن ماجہ:1612) 3۔ قبرستان، مسجد یا گھر میں میت کے گھر والوں کا تعزیت کی غرض سے آنے والوں کی ضیافت کے لئے کھانا تیار کرنا ممنوع ہے۔ (موسوعۃ المناھی الشرعیۃ:47/2) 4۔ میت کے گھر والوں کا تعزیت کے لئے آنے والوں کے لئے کھانا تیار کرنا جائز نہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:149/9)
4۔ کیا تعزیت کے لیے دنوں کی کوئی حد مقرر ہے؟	تعزیت کے لیے دنوں کی حد مقرر نہیں۔ (مسند احمد:1750)

زکوٰۃ

سوال	جواب
1۔ زکوٰۃ کیا ہے؟	1۔ اپنے مال کو پاک کرنے کی غرض سے جو چیز نکالیں وہ زکوٰۃ ہے۔ (القاموس المحیط:1163) 2۔ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رُکن ہے جسے کسی فقیر یا اس کی مثل کسی ایسے شخص کو دیا جاتا ہے جب کہ وہ شریعت کے منع کردہ لوگوں میں شامل نہ ہو۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ 1788/3)
2۔ کیا زکوٰۃ فرض ہے؟	1۔ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ایسا فریضہ ہے جو ہر نصاب کے مالک مسلمان پر عائد ہے۔ (البقرۃ:43،مسلم:111) 2۔ زکوٰۃ 2 ہجری کو فرض ہوئی۔
3۔ زکوٰۃ کو فرض قرار دینے میں کیا حکمت ہے؟	1۔ زکوٰۃ سے انسان کا مزاج بخل اور کنجوسی سے پاک ہوتا ہے۔ 2۔ زکوٰۃ سے مال بابرکت اور پاک ہو جاتا ہے۔ 3۔ زکوٰۃ سے ناداروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے تعاون ہوتا ہے اور فقراء کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ 4۔ زکوٰۃ سے مصالحِ عامہ کے کام جن پر اُمت کی زندگی کا انحصار ہے پورے ہوتے ہیں۔ 5۔ زکوٰۃ دے کر مال جیسی نعمت پر شکر ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ 6۔ زکوٰۃ سے دولت کی حد بندی ہو جاتی ہے تاکہ وہ صرف دولت مندوں تک بند نہ ہو کر رہ جائے۔
4۔ زکوٰۃ کی کیا فضیلت ہے؟	1۔ زکوٰۃ عبادت ہے۔ (مریم:55) 2۔ زکوٰۃ سے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا ذائقہ نصیب ہوتا ہے۔ (ابوداؤد:1582،صحیح الترغیب:750) 3۔ زکوٰۃ مال میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ (الروم:39) 4۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ (بخاری:1404،ابن ماجہ:1787) 5۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (بخاری:1435) 6۔ زکوٰۃ سے رب کا غضب ختم ہو جاتا ہے۔ (ترمذی:664) 7۔ زکوٰۃ سے مال میں کمی نہیں آتی۔ (مسلم:6592) 8۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا مقربین کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح الترغیب:749) 9۔ زکوٰۃ جنت لے جائے گی۔ (بخاری:1397،ترمذی:616) 10۔ زکوٰۃ معاشرے کے نادار افراد کی کفالت کا ذریعہ ہے۔ (بخاری:1395)

سوال	جواب
	11۔زکوٰۃ سے انسان کا نفس خودغرضی، ظلم، بددیانتی اور مال کی محبت سے پاک ہوجاتا ہے۔ (التوبہ:103) 12۔زکوٰۃ سے مال میں برکت ہوتی ہے۔(البقرۃ:261،مسلم:2342) 13۔زکوٰۃ دینے والوں کے لئے فرشتے دُعائیں کرتے ہیں۔(بخاری:1442) 14۔زکوٰۃ دینے والے کا مال قیامت کے دن سایہ بنے گا۔(مسند احمد:18207) 15۔زکوٰۃ اللہ تعالیٰ دینے والے کو خزانۂ غیب سے عطا کرتے ہیں۔(بخاری:4684)
5۔زکوٰۃ نہ دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟	زکوٰۃ نہ دینے کے دو اسباب ہیں: 1۔فرضیت کا انکار 2۔کنجوسی اور بخل 1۔اگر فرضیت کا انکار ہے تو کفر ہے۔ 2۔اگر کنجوسی اور بخل کی وجہ سے ہے تو گناہ ہے۔ایسے شخص سے زبردستی زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔اسے سزا دی جائے گی۔اگر جنگ پر اُتر آئے تو اس وقت تک جنگ کی جائے گی جب تک زکوٰۃ ادا نہ کردے۔(التوبہ:11، بخاری1399,1400) حضرت ابوبکر نے زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کی۔تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر متفق تھے۔
6۔مال کی زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے کیا وعیدیں ہیں؟	1۔زکوٰۃ کے مال کی آگ سے اس کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا۔ (التوبہ:34,35) 2۔مالِ زکوٰۃ گنجے ناگ کی شکل میں ڈسے گا۔(بخاری:1403) 3۔زکوٰۃ نہ دینے والے کے عذاب کے لئے آگ کی چٹانیں جہنم میں گرم کی جائیں گی۔(مسلم:2290) 4۔جو قوم بھی زکوۃ کو روک لیتی ہے حق تعالی اس کو قحط میں مبتلا کردیتا ہے۔(صحیح الترغیب:763)
7۔زکوٰۃ کے وجوب کی کیا شرائط ہیں؟	1۔اسلام (بخاری:1458) 2۔آزادی۔ 3۔نصاب کو پہنچنا۔(بخاری:1459،مسلم:979) 4۔ملکیت کا کامل ہونا۔(التوبہ:103،الذاریات:19) 5۔زمینی پیداوار کے علاوہ باقی چیزوں پر سال گزر جانا(ابن ماجہ:1792) زمینی پیداوار پر سال گزرنے کی شرط نہیں۔(الانعام:141) 6۔مال کا فردِ واحد کی ملکیت میں ہونا: i۔حکومتی اموال (بیت المال) پر زکوٰۃ نہیں۔

سوال	جواب
	ii۔ایسے اموال پر زکوٰۃ نہیں جو فقراء مساکین، مساجد، مجاہدین، مدارس یا عوامی رفاہی یا اسلامی کاموں کے لئے وقف ہوں۔(بدایۃ المجتہد:239/1) 7۔مال بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد ہو۔(البقرۃ:219، بخاری:1426) 8۔حرام ذریعے سے نہ کمایا گیا ہو۔(البقرۃ:267) 9۔قرض سے فارغ ہو۔(المغنی۔ابن قدامہ)
8۔کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟	1۔سونا، چاندی، زیورات اور نقدی پر۔(التوبہ:34,35) 2۔زرعی پیداوار غلّہ، اناج، پھل وغیرہ پر۔(البقرۃ:267،الانعام:141) 3۔چرنے والے جانوروں پر چوپائے، اونٹ، گائے، بکری وغیرہ۔(نیل الاوطار:81/3) 4۔مالِ تجارت پر۔(البقرۃ:267،ابوداؤد:1562) 5۔دفینے اور معدنیات پر۔(البقرۃ:267، بخاری قبل الحدیث:1499)

زکوٰۃ کا نصاب

سوال	جواب
سونے کی زکوٰۃ کا کیا نصاب ہے؟	20 دینار کا وزن=85 گرام یا ساڑھے سات تولے
سونے کی زکوٰۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟	1۔20 دینار میں سے نصف دینار یعنی 2 گرام 187 ملی گرام زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ 2۔فی تولہ سونے کی قیمت معلوم کرلی جائے۔ساڑھے سات تولے یا زیادہ ہونے کی صورت میں جتنی رقم بنے اس میں سے 2.5 فیصد یعنی 1000 میں سے 25 روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں۔
چاندی کی زکوٰۃ کا کیا نصاب ہے؟	ساڑھے باون تولے یا 618 گرام 182 ملی گرام۔
چاندی کی زکوٰۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟	1۔ساڑھے باون تولے یا 618 گرام 182 ملی گرام کا 2.5 فیصد یعنی چالیسواں حصہ: 15 گرام 454.5 ملی گرام 2۔زکوٰۃ نقدی میں دینی ہو تو کل چاندی کی قیمت معلوم کرلیں۔جتنی رقم بنے اس سے 2.5 فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں یعنی 25 روپے فی ہزار۔

نقدی کی زکوۃ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟	1۔نقدی کا حساب 52.5 تولے چاندی کے اعتبار سے ہوگا تو اگر ایک سال بچت کے طور پر نقدی محفوظ رہے تو 52.5 تولے یا اوپر چاندی کی قیمت کے برابر 2.5 فیصد کے حساب سے زکوۃ نکالنی ہوگی۔ 2۔نقد رقم کا نصاب سونے کے نصاب کے برابر ہو تو زکوۃ ہوگی۔یعنی ساڑھے سات تولے سونے کے برابر یا زیادہ سرمایہ ہے تو 2.5 فیصد کے لحاظ سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔کم پر نہیں ہوگی
جواہرات کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟	1۔جواہرات پر زکوۃ نہیں۔(بخاری،قبل الحدیث:1498) 2۔جواہرات پر زکوۃ نہیں لیکن ان کی تجارت سے جو مال ملے ان میں شرائط کے مطابق زکوۃ ہوگی۔(فقہ السنۃ:346/1) 3۔جمہور کا کہنا ہے کہ ہر وہ چیز جو سمندر سے نکالی جاتی ہے اس پر زکوۃ نہیں مثلاً موتی مرجان،زبرجد اور مچھلی وغیرہ۔
رکاز (دفینے) کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟	1۔رِکاز سے مراد مدفون خزانہ ہے جو کسی محنت کے بغیر حاصل ہو۔(نیل الاوطار:106/3) 2۔رِکاز میں خمس یعنی پانچواں حصّہ ہے۔چھپا ہوا خزانہ یا دفینہ ملے تو اس میں سے پانچواں حصّہ زکوۃ نکالی جائے گی کیونکہ محنت کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔(بخاری:1499)
معادن (کانوں) کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟	1۔کانوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں البتہ ان کی آمدنی نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوۃ ہے۔معادن سے مراد ایسی جگہیں جن سے زمین کے جواہر نکالے جاتے ہیں مثلاً سونا، چاندی، تانبا وغیرہ۔(ابن الاثیر،النھایۃ:82/3) 2۔معدن کی زکوۃ حاصل ہونے کے فوراً بعد ادا کرنی چاہیے۔
نصابوں کو ملانے سے کیا مراد ہے؟	نصابوں کو ملانے سے مراد ہے سونا اور چاندی اپنے نصاب سے کم ہوں مگر ملا کر نصاب بن جاتا ہو۔

زرعی پیداوار کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟	1۔’جو زمین قدرتی ذرائع مثلاً بارش،چشموں وغیرہ سے سیراب ہوتی ہو اس کی پیداوار پر دسواں حصہ اور جو مصنوعی ذرائع مثلاً کنوئیں، ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب کی جاتی ہو اس کی پیداوار پر بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔(بخاری:1483) اُمت کا اجماع ہے دسواں یا بیسواں حصّہ زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر واجب الادا ہے۔(فقہ الزکوۃ:448/1) 2۔اجناس کی اقسام جن پر زکوۃ واجب ہے: i۔گندم　ii۔جو　iii۔کھجور　iv۔منقیٰ　(موسوعۃ الاجماع:466/1) 3۔سبزیوں پر زکوۃ واجب ہے۔سبزیوں کے بارے میں کوئی روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔(ترمذی بعد الحدیث:638) 4۔شہد پر عشر واجب ہے۔(صحیح ابن ماجہ:1477،صحیح ابوداؤد:1424)
جانوروں کی زکوۃ کا کیا نصاب ہے؟	اونٹ، گائے، بکریوں پر زکوۃ لینے کا حکم ہے۔

1۔اونٹوں کی زکوۃ		
	5 سے کم اونٹوں پر	کوئی زکوۃ نہیں
	9–5 اونٹ	ایک بکری زکوۃ ہے
	14–10 اونٹ	2 بکریاں
	19–15 اونٹ	3 بکریاں
	24–20 اونٹ	4 بکریاں
	35–25 اونٹ	ایک بنتِ مخاض (ایک سال کی اونٹنی)
	45–36 اونٹ	ایک بنتِ لبون (دو سال کی اونٹنی)
	60–46 اونٹ	ایک حقّہ (تین سال کی اونٹنی)
	75–61 اونٹ	ایک جذعہ (چار سال کی اونٹنی)

	76–90 اونٹ	دو بنتِ لبون
	91–120 اونٹ	دو حقّے
	120 سے زیادہ ہونے کی صورت میں	
	ہر پچاس اونٹوں پر	ایک حقّہ
	اور ہر چالیس اونٹوں پر	ایک بنتِ لبون
2۔گائے کی زکوٰۃ	1–29 گائے	کوئی زکوٰۃ نہیں
	30–39 گائے	ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سالہ گائے کا بچہ)
	40–59 گائے	ایک مسن یا مسنہ (دو سالہ گائے کا بچہ)
	جب تعداد 60 کو پہنچ جائے۔	
	ہر تیس پر	ایک تبیع
	ہر چالیس پر	ایک مسنہ
3۔بکری کی زکوٰۃ	1–39 بکریاں	کوئی زکوٰۃ نہیں
	40–120 بکریاں	ایک بکری
	121–200 بکریاں	دو بکریاں
	201–399 بکریاں	تین بکریاں
	جب تعداد چار سو کو پہنچ جائے	
	ہر سو میں سے	ایک بکری
جانوروں کی زکوٰۃ میں کیا ناقابل قبول ہیں؟	1۔نر (جفتی کے لئے) نہیں لیا جائے گا۔ 2۔نہ بوڑھا، نہ اندھا، نہ حاملہ بکری، نہ دودھ پلانے والی بکری، نہ بہت قیمتی، نہ بہت تندرست۔	

مال تجارت کی زکوٰۃ

1۔سامان تجارت پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط کیا ہیں؟	1۔مال اس کی ملکیت میں ہو 2۔مال میں تجارت کی نیت ہو۔ 3۔اس کی قیمت سونے اور چاندی کے کم از کم نصاب کو پہنچتی ہو۔4۔ایک سال گزر جائے۔(ترمذی:632)
2۔مالِ تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے؟	1۔ہر سال جتنا تجارتی مال دوکان، گھر یا گودام میں ہو اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے۔ 2۔جو رقم موجود ہو اس کو شمار کیا جائے۔ 3۔جو رقم گردش میں ہو اس کو شمار کیا جائے۔ تینوں کو جمع کر کے اس پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔
3۔تجارتی مال اکٹھا خریدا پھر سال دو سال فروخت نہیں ہوا، زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی؟	1۔اس کی زکوٰۃ فروخت ہونے پر ادا کی جائے گی۔ 2۔صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی
4۔جس کا مال فروخت ہو جاتا ہے پھر نیا سٹاک آجاتا ہے، زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی؟	اس معاملے میں ایک ایک چیز کا حساب رکھنا مشکل ہے اس لئے سال کے بعد سارے مال کی مجموعی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔
5۔اگر کوئی رقم کسی کاروبار میں پھنس جائے یا کسی پارٹی سے رقم وصول نہیں ہوتی اس کی زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟	ڈوبی ہوئی رقم کی ہر سال زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ جب رقم وصول ہو جائے اس وقت ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے گی۔
6۔ناجائز مال پر کیسے زکوٰۃ دی جائے گی؟	ناجائز مال سے مراد غصب، چوری، رشوت، سود، جھوٹ اور فریب سے حاصل ہونے والا مال ہے۔جن سے یہ مال ہتھیایا ہے ان کو واپس کرنا چاہئے۔ مالکوں کے نہ ہونے کی صورت میں وارثوں کو دیا جائے اور وہ بھی نہ ملیں تو صدقہ کر دیا جائے۔اس میں سے زکوٰۃ نکالنا جائز نہیں۔(البقرۃ:267،مسلم:2346،535)

7۔ کیا مقروض پر زکوٰۃ ہے؟	مقروض یعنی کسی سے قرض لینے والے پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ مال کا مالک نہیں۔
8۔ کیا زکوٰۃ سے قرض کو نکالا جاسکتا ہے؟	اگر قرض لینے والا فقیر اور مسکین ہو، کما کر اس کے لئے قرض اُتارنا مشکل ہو اور قرض دینے والا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مقروض کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے زکوٰۃ سے منہا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔
9۔ قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی؟	قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ اس وقت ادا کی جائے گی جب وہ وصول ہو جائے۔ وصولی کے فوراً بعد ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ سال گزرنے کا انتظار نہ کیا جائے۔
10۔ جو مال انسان کی ملکیت ہو لیکن اس کا قبضہ وتصرف نہ ہو جیسے مقدمے کی وجہ سے حکومت کے قبضے میں ہو اس کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے گی؟	حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایسے مال کے متعلق فیصلہ دیا ہے کہ وصول ہونے پر ایک سال کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔ (موطا امام مالک، کتاب الزکاۃ، باب الزکوٰۃ فی الدین:253/1)
11۔ کسی عورت کو اس کا شوہر مہر دے تو مہر پر زکوٰۃ کی ادائیگی کیسے ہوگی؟	جب بھی شوہر مہر دے تو ایک سال کی زکوٰۃ اس صورت میں دی جائے گی اگر وہ نصاب کے مطابق یا اس سے زیادہ ہو۔
12۔ کیا قبل از وقت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟	دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لینی جائز ہے۔ (بخاری:1468)
13۔ مشترکہ کاروبار میں زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟	مشترکہ کاروبار میں ہر شخص اپنے نفع میں سے زکوٰۃ نکالے گا بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے یا دوسرا مال جو اس کے پاس موجود ہے اس کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے۔
14۔ حصص کی زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟	کمپنیوں کے جائز حصص میں سے ہر ایک کو اپنے حصے کو زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے۔

15۔ رہائشی مکان پر زکوٰۃ کیسے دی جائے گی؟	رہائشی مکان پر زکوٰۃ نہیں۔
16۔ زیر استعمال گاڑیوں پر کیسے زکوٰۃ دی جائے گی؟	زیر استعمال گاڑیاں ہوں یا دوسری اشیاء ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔
17۔ کارخانوں کی عمارتوں اور مشینریوں پر کیسے زکوٰۃ دی جائے گی؟	کارخانوں کی عمارتوں اور مشینریوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسلام نے عمارتوں، مشینریوں اور آلات و اوزار کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ رکھا ہے لیکن ان کے ذریعے حاصل ہونے والا منافع میں سے ضروریات پوری ہونے کے بعد بچ جائے، اس پر سال گزر جائے اور مقدار نصاب کے مطابق ہو تو زکوٰۃ عائد ہوگی۔ ان شرائط میں سے کوئی شرط بھی کم ہو جائے تو زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ سے متعلق دیگر احکامات

1۔ کن چیزوں پر زکوٰۃ نہیں؟	1۔ بیت المال کی رقم میں زکوٰۃ نہیں کہ وہ قوم کا مشترکہ مال ہے کسی ایک کا مال نہیں ہے۔ 2۔ جو جائیداد کسی دینی اور رفاہی مقصد کے لئے وقف ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ 3۔ قرض دی ہوئی رقم غیر یقینی ہے وصولی کے بعد زکوٰۃ ہوگی پہلے نہیں۔ 4۔ جو مال انسان کی ملکیت میں ہو لیکن اس پر اس کا قبضہ اور تصرف نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ 5۔ ناجائز مال پر زکوٰۃ نہیں۔ 6۔ مال ضمار پر زکوٰۃ نہیں یعنی وہ مال جو انسان کے پاس سے نکل جائے اور اس کی واپسی یقینی نہ ہو۔ (پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ مل نہ جائے۔) 7۔ بیمہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ 8۔ گدھوں، خچروں اور گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر یہ تجارت کے لئے ہیں پھر ان کی قیمت لگا کر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہوگی۔ 9۔ مشینری، رہائشی مکان، استعمال میں آنے والی گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں۔ 10۔ پالتو جانوروں پر زکوٰۃ نہیں۔ جن جانوروں کو چارہ ڈال کر پالا جاتا ہے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر یہ جانور بھی تجارت کے لئے ہوں تو ان سے زکوٰۃ دی جائے گی۔

2۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے کیا آداب ہیں؟	1۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے (عاملِ زکوٰۃ) کو خود زکوٰۃ لینے آنا چاہیئے۔ (ابن ماجہ:1806) 2۔ زکوٰۃ میں درمیانے درجے کا مال وصول کرنا چاہیئے۔ (بخاری:1496) 3۔ زکوٰۃ وصول کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (ابن ماجہ:1809) 4۔ زکوٰۃ کے مال میں وصول کرنے والے کی خیانت کا انجام بہت برا ہے۔ (مسلم:1833) 5۔ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا تحفے بھی بیت المال میں جمع کروائے۔ (بخاری:6979)
3۔ زکوٰۃ دینے کے کیا آداب ہیں؟	1۔ ہر صالح عمل کی طرح زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لیے بھی نیت کرنا ضروری ہے۔ (مسند احمد:126/4، فقہ السنۃ:316/1) 2۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ (بخاری:851) سال گزرنے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:398/9) 3۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا ادائیگی کرنے کے بعد بری الذمہ ہے۔ (بخاری:3603، مسلم:1846) زکوٰۃ کا مال ظالم حکمرانوں کے سپرد کرنا ناجائز ہے۔ (نیل الاوطار: 3/ 115) 4۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرنا چاہیئے۔ (نسائی:2461، مسلم:989) مراد یہ ہے کہ انہیں مرحبا کہا جائے انہیں اموال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تا کہ وہ خوش ہو کر واپس لوٹیں۔ (تحفۃ الاحوذی:353/3) 5۔ زکوٰۃ دینے والا حق سے زیادہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (ابوداؤد:1583) 6۔ زکوٰۃ دینے والا وقت سے پہلے دے سکتا ہے۔ (ابوداؤد:1624، ترمذی:687) 7۔ زکوٰۃ واجب ہو اور دینے والے کا مال ہلاک ہوجائے تو زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ (الاختیارات الفقہیۃ: 99) 8۔ زکوٰۃ کے لئے الگ کیا گیا مال ضائع ہوجائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔ مثلاً اگر زکوٰۃ کا مال چوری ہوجائے تو اس کے بدلے اور مال ادا کرنا واجب ہے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 9/ 407) 9۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں حیلے اختیار نہ کئے جائیں مثلاً اکٹھے مال کو الگ الگ نہ کیا جائے اور الگ الگ مال کو اکٹھا نہ کیا جائے۔

	10۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے کسی کو وکیل بنالینا چاہیئے۔ (الکھف:19، یوسف:55) 11۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے کئی سال گزر جائیں تو لازم ہے کہ پچھلے تمام سالوں کی زکوٰۃ دی جائے خواہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کا علم ہو یا نہ ہو۔ (فقہ السنۃ:349/1) 12۔ دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے مثلاً شوہر بیوی کی طرف سے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ (فتاوی ابن باز:120/1) 13۔ زکوٰۃ میں گھٹیا اشیاء نہیں دینی چاہئیں۔ (البقرۃ:267، ترمذی:2987، ابوداؤد:1607، 1608)

مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مصارف متعین ہیں۔ ان کے علاوہ مدّات میں خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَ
الْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبہ:60)

یقیناً صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں اور ان پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیفِ قلب کی گئی ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

1۔ فقراء	فقیر ایسا شخص ہے جو غنی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے غنی ایسے شخص کو قرار دیا ہے جس کے پاس 50 درہم یا اس کے برابر سونا ہے۔ (صحیح ابوداؤد:1432، ترمذی:650، نسائی:2593) اس میں معذور، مستقل بیمار، زیادہ اہل وعیال والے جن کی آمدن ان کے بال بچوں کی کفایت نہ کرتی ہو۔
2۔ مساکین	مراد وہ لوگ ہیں جو فقیر سے زیادہ محتاج اور بے بس ہیں اور عزتِ نفس کی وجہ سے سوال نہیں کرتے یعنی سفید پوش لوگ۔ (مسلم:2393) ان میں وہ لوگ سرِ فہرست ہیں جو خود کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کردیں، اس کی رضا کے لئے اپنا گھر بار اپنا کاروبار چھوڑ دیں اور لوگوں کے سامنے سوال نہ کریں۔ (البقرۃ:273، فقہ الزکوۃ:32/2)

3۔ عاملین زکوٰۃ	عاملین سے مراد وہ اہل کار ہیں جو زکوٰۃ وصدقات کی وصولی، ان کا حساب کتاب لکھنے، وصول شدہ کی حفاظت کرنے اور ان کی تقسیم کے کام پر مامور ہوں۔ ایسے لوگ مال دار بھی ہوں تو زکوٰۃ کی رقم سے اُن کو اس کام کی اُجرت دی جاسکتی ہے۔ (بخاری:7163؛ مسلم:2405)
4۔ مؤلفۃ القلوب	اس سے مراد ہے کسی کو تالیف قلب کے لئے کچھ دینا۔ 1۔ جیسے کسی بااثر کافر کو جو اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی مدد کرنے پر اُمید ہو کہ اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا۔ 2۔ اُن لوگوں کو مدد دینا جن کو اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے مدد دینے کی ضرورت ہو۔ 3۔ وہ کافر جن کو مدد دینے کی صورت میں اُمید ہو کہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔ 4۔ نو مسلم، کمزور ایمان کے لوگ کہ مدد نہ ہونے کی صورت میں اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہو ان افراد پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے چاہے لوگ مال دار ہوں۔ 5۔ عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے۔
5۔ فی الرقاب **(گردن چھڑانے میں)**	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زکوٰۃ کے مال سے غلام آزاد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری کتاب الزکاۃ باب:49) آج کل غلامی ختم ہو چکی ہے لیکن اس سے ملتے جلتے حالات ہوں مثلاً کوئی مسلمان اگر دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو اس مد سے مدد کی جاسکتی ہے۔
6۔ غارمین (مقروض)	1۔ ایسا شخص جو اپنے گھر والوں کا خرچ پورا کرنے کے لئے مقروض ہو گیا ہو۔ 2۔ ایسا شخص جو کاروبار میں نقصان ہونے، آگ لگ جانے یا چوری ہو جانے کی وجہ سے مقروض ہو جائے۔ 3۔ ایسا شخص جو گھر والوں کی بیماری یا ان کے علاج کی وجہ سے مقروض ہو گیا ہو۔ 4۔ ایسا شخص جس نے دو فریقوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے ضمانت دی ہو تو تاوان کی ادائیگی کی حد تک زکوٰۃ کی رقم سے تعاون کرنا جائز ہے۔

7۔ فی سبیل اللہ	1۔ اس میں ایسے تمام لوگ شامل ہیں جو دنیا میں اسلام کے غلبے کے لئے کسی بھی طریقے سے جہاد اور قتال کے عمل میں مصروف ہیں۔ (سنن ابی داؤد:1635) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور مجاہد ہیں۔ (مؤطا:174) 2۔ سامان جنگ خریدنے کے لئے دفاعی فنڈ میں زکوٰۃ کا مال دیا جاسکتا ہے۔ 3۔ حج بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔ (مسند احمد:6/40؛ بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب 49) 4۔ دینی تعلیم کے اداروں پر جہاں غریب طلباء تعلیم حاصل کرتے ہوں ان کے لئے بھی اس مد سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ان کا حق دوگنا ہے اس لئے کہ وہ فقراء اور مساکین میں سے ہیں اور دوسرے ان کی تعلیم کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنا ہے۔ 5۔ کسی بھی تبلیغی مد میں زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جاسکتا ہے چاہے وہ تحریر ہو جسے شائع کروایا جائے یا تقریر ہو جسے دوسروں تک پہنچانے کے لئے ریکارڈ کروایا جائے کیونکہ تبلیغی جدوجہد بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔
8۔ ابن السبیل (مسافر)	اس سے مراد مسافر ہے۔ اگر کوئی دوران سفر مدد کا مستحق ہو گیا ہو خواہ اپنے وطن میں مال دار ہی کیوں نہ ہو اس کی مدد زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔ (نیل الاوطار:3/131-132)

کن افراد کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں

1۔ آل نبی ﷺ	اس میں نبی ﷺ کی آل اور بنو ہاشم شامل ہیں یعنی آل علی، آل عباس، آل عقیل، آل جعفر، آل حارث اور کچھ لوگوں کے مطابق بنو مطلب بھی۔
2۔ مال دار	اس سے مراد صاحبِ حیثیت لوگ ہیں مگر کچھ صورتیں مستثنیٰ ہیں: 1۔ عاملین زکوٰۃ 2۔ مسافر

	3۔ فی سبیل اللہ (بعض علماء نے علمِ دین حاصل کرنے اور پھیلانے کے لیے خود کو وقف کر دینے والے علماء اور طلباء کو شامل کیا ہے کیونکہ ان کا مقصد جہاد کی طرح اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔) 4۔ مؤلفۃ القلوب 5۔ جو لوگ صلح کرانے کے لئے قرض کی ذمہ داری کا بوجھ اُٹھا لیں۔ (غارمین)
3۔ غیر مسلم	زکوٰۃ خالص مسلمانوں کا حق ہے۔ (بخاری:1395) مسکین، یتیم اور قیدی عام ہیں خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔
4۔ فاسق وفاجر اور بدعتی	امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ دینے کے لئے فقراء، مساکین اور غارمین وغیرہ میں سے مستحق لوگوں کو تلاش کرے جو دیندار اور شریعت کے پیروکار ہوں۔ جو بدعت یا فسق و فجور کا اظہار کرے تو وہ اس سزا کا مستحق ہے کہ اس سے تعلق توڑ لیا جائے اور اس سے توبہ کروائی جائے، وہ مدد کا مستحق کیوں کر ہو سکتا ہے۔ جو بے نمازی ہو اسے نماز پڑھنے کی تلقین کی رقم دے دی جائے اگر وہ نماز پڑھنے کا اقرار نہ کرے تو اسے نہ دی جائے۔ (مجموع الفتاوی:89/25)
5۔ صحت مند اور کمانے کے قابل شخص	دو آدمی حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ﷺ صدقہ تقسیم فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے بھی آپ ﷺ سے اس کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ دونوں طاقتور ہیں تو فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں دیئے دیتا ہوں مگر اس میں غنی اور طاقتور کما کر کھا سکنے والے کا کوئی حصہ نہیں۔'' (ابوداود:1633)
6۔ تعمیر مسجد	زکوٰۃ کے سرمائے سے مساجد تعمیر نہیں کی جاسکتیں البتہ دینی تعلیم کے ادارے تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔

7۔ والدین	اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ والدین کی کفالت کریں۔ دادا، دادی بھی اسی ضمرے میں آتے ہیں۔
8۔ اولاد	اولاد کی کفالت والدین کی ذمہ داری ہے خاص طور پر جب اولاد چھوٹی ہو اور کمانے کے قابل نہ ہو۔ یہی حکم پوتا پوتی اور نواسا نواسی کا بھی ہے۔
9۔ بیوی	بیوی کا نان نفقہ شوہر کی ذمہ داری ہے اس لئے شوہر بیوی پر زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کر سکتا۔ البتہ شوہر کے مسکین ہونے کی وجہ سے بیوی شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔
10۔ رفاہی کام	جیسے سڑک، پُل، ہسپتال وغیرہ بنانے کے لئے۔

زکوٰۃ کی تقسیم کے چند سوالات

سوال 1: کیا زکوٰۃ آٹھوں مصارف میں تقسیم کرنا لازم ہے؟

جواب: حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم، سعید بن جبیر، امام حسن، امام نخعی، عطا، ثوری اور ابوعبید کے مطابق کسی ایک انسان کو بھی دی جاسکتی ہے۔ (المغنی، ابن قدامہ:128/4)

سوال 2: کیا زکوٰۃ ہسپتالوں کی تعمیر یا مشینری وغیرہ کے لئے دی جاسکتی ہے؟

جواب: ہسپتالوں کی تعمیر یا مشینری یا عملے کی تنخواہیں زکوٰۃ کی مدّات میں شامل نہیں۔ ردّ مختار میں ہے: حنفی فقہاء کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کو شخصی ملکیت بنانا ضروری ہے اور زکوٰۃ کو کسی بھی ایسے کام میں صرف کرنا درست نہیں ہے جس میں تملیک نہ ہو۔

سوال 3: کیا زکوٰۃ کی رقم مارکیٹنگ پر خرچ کی جاسکتی ہے؟

جواب: مارکیٹنگ زکوٰۃ کی مدات میں شامل نہیں۔ مارکیٹنگ کا کام سوشل ویلفیئر کے کاموں میں سے کسی کام کے لئے بھی ہو تو بھی جائز نہیں۔ مثال کے طور پر کسی ہسپتال کی اشتہاری مہم میں میڈیا اور دیگر ایڈورٹزمنٹ پر اُٹھنے والے اخراجات پر زکوٰۃ کی مد سے خرچ کرنا شریعت کے مقاصد سے تجاوز کرنا ہے۔

سوال 4: کیا زکوٰۃ میں باعمل مسلمان کو فاسق وفاجر پر ترجیح دینی چاہئے؟

جواب: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے: بے نماز شخص سے نماز پڑھنے کا وعدہ لیا جائے، اگر وہ نماز کی پابندی کرے تو اسے زکوٰۃ دی جائے، ورنہ نہیں۔ جب تک بے نماز شخص توبہ نہیں کرتا، اُسے زکوٰۃ سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔ (فتاوی ابن تیمیہ: 87/25)

سعودی عرب کی دائمی فتوی کونسل کے مطابق: جو ضرورت مند شخص نماز نہیں پڑھتا اسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 31/10)

سوال 5: کیا عام تعلیمی اداروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: تعلیم کا فروغ ایک مبارک کام ہے مگر زکوٰۃ کے مصارف میں شامل نہیں کیونکہ ہمارے تعلیمی اداروں کا مقصد اسلامی احکامات کا فروغ نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے احکامات کو پامال کیا جاتا ہے مثلاً مردوں اور عورتوں کی مخلوط مجالس، موسیقی وغیرہ اور حجاب کو پامال کیا جاتا ہے۔

سوال 6: کیا دینی اداروں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی مد فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان: 52)

پھر انکار کرنے والوں کی بات تم ہرگز نہ مانو اور اس (قرآن) کے ساتھ ان سے جہادِ کبیر کرو۔

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ہ کی ضمیر سے مراد قرآنِ مجید ہے اور یہ مکی سورت کی آیت ہے جب کہ مکہ میں قتال کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مکّی جہاد علم اور بیان کے ساتھ تھا جب کہ مدنی جہاد مکی جہاد کے ساتھ ساتھ ہاتھ اور تلوار کا بھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبِ علم کو واضح الفاظ میں فی سبیل اللہ قرار دیا۔ (ترمذی: 2647) اس لحاظ سے دینی اداروں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

سوال 7: کیا فی سبیل اللہ میں سارے بھلائی کے کام شامل ہیں؟

جواب: 1۔ علامہ ناصر الدّین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آیت مصارف کی یہ تفسیر کہ اس سے جملہ اعمالِ خیر مراد ہوں سلف میں سے کسی سے بھی منقول نہیں۔ اگر معاملہ اسی طرح ہوتا تو پھر آیتِ کریمہ میں زکوٰۃ کو صرف آٹھ مدّات تک محدود کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ (تمام المنۃ: 382)

2۔ علامہ قرضاوی کے مطابق زکوٰۃ کو مفاد عامہ اور دیگر رفاہی سرگرمیوں کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ فی سبیل اللہ

کی مد میں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ کام اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے ہو۔ (فقہ الزکوٰۃ: 135-156)

سوال 8: کیا زکوٰۃ کی مد سے کفن کا خرچ اور تجہیز و تکفین پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: لاوارث لاش کو لے جانا اور اس کی تجہیز و تکفین کرنا بہت اچھا رفاہی کام ہے لیکن یہ زکوٰۃ کے 8 مصارف میں شامل نہیں۔

سوال 9: کیا زکوٰۃ کی مد سے میت کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: امام سفیان اور اہل عراق اور دیگر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ چونکہ 8 مصارف میں شامل نہیں اس لئے زکوٰۃ کی مد میں سے اس پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

سوال 10: کیا زکوٰۃ کی مد سے نہروں کی کھدائی کروائی جا سکتی ہے؟

جواب: نہروں کی کھدائی بلاشبہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے لیکن زکوٰۃ کی آٹھ مدات میں شامل نہیں ہے۔

سوال 11: کیا مساجد کی تعمیر زکوٰۃ کی مد سے کروائی جا سکتی ہے؟

جواب: مساجد کی تعمیر مسلمانوں کی ضرورت بھی ہے اس پر اجرِ عظیم کی بشارت بھی ہے لیکن یہ زکوٰۃ کی آٹھ مدات میں شامل نہیں ہے۔

سوال 12: کیا فی سبیل اللہ کی مد سے دینی کتابوں کی لائبریری بنائی جا سکتی ہے؟

جواب: دین کا علم جہاد ہے۔ خالص دینی کتابیں جو بدعات اور شرک سے پاک ہوں خرید کر وقف کر سکتے ہیں۔ (گوہر رحمان، تفہیم المسائل: 396/4)

سوال 13: کیا دعوتی اور تبلیغی تنظیموں اور اداروں کے تمام اخراجات زکوٰۃ سے پورے کئے جا سکتے ہیں؟

جواب: جہاد کے مفہوم میں دینی تعلیم، دعوتی و تبلیغی کام شامل ہیں۔ مسلح جہاد سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا مطلوب ہوتا ہے اور یہی مقصد دعوت الی اللہ اور اشاعت دین کے کاموں سے بھی پورا ہوتا ہے۔ اس لئے دینی مدارس اور دعوتی و تبلیغی تنظیموں اور اداروں کے تمام اخراجات زکوٰۃ سے پورے کئے جا سکتے ہیں۔ (مولانا گوہر رحمن، تفہیم المسائل: 4/ 129-135)

سوال 14: کیا دینی اداروں کے اساتذہ کی تنخواہیں فی سبیل اللہ کی مد سے دی جا سکتی ہیں؟

جواب: فی سبیل اللہ کے مفہوم میں وسعت ہے جس پر سورۃ البقرۃ کی آیت 262 اور سنن ابی داؤد 1752 دلالت کرتی ہیں۔ مسلح جہاد سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا مطلوب ہوتا ہے اور یہی مقصد دعوت الی اللہ اور اشاعت دین کے کاموں سے بھی پورا ہوتا ہے چنانچہ یہ دونوں باتیں فی سبیل اللہ کے مصداق میں شامل ہیں۔ (کتاب مصرف زکوٰۃ فی سبیل اللہ: 203-206)

اساتذہ جوکہ اپنے تمام ذرائع معاش سے الگ ہوکر دین کے لئے وقف ہوجاتے ہیں لہٰذا ان کی تنخواہیں فی سبیل اللہ کی مد سے دی جاسکتی ہیں۔

سوال 15: کیا دینی تعلیم کے اداروں کے طلبہ کے وظائف اور کھانے پینے پر فی سبیل اللہ کی مد سے خرچ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: نبی ﷺ نے اپنے فرمان میں واضح طور پر طلب علم کو فی سبیل اللہ قرار دیا ہے۔(ترمذی:2647) اس لئے طلبِ علم کے لئے وظائف دیئے جاسکتے ہیں۔ان کے کھانے پینے کا انتظام فی سبیل اللہ کی مد سے کیا جاسکتا ہے۔

سوال 16: کیا دینی تعلیم کے اداروں کے تمام اخراجات زکوٰۃ کی مد فی سبیل اللہ سے پورے کئے جاسکتے ہیں؟

جواب: علامہ قرضاوی لکھتے ہیں: جہاد قلم سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی، فکری بھی ہوتا ہے اور تربیتی بھی، اجتماعی بھی اور اقتصادی بھی، سیاسی بھی اور عسکری بھی اور جہاد کی ان جملہ اقسام کے لئے مال اور امداد کی ضرورت ہے البتہ اس میں ایک اساسی شرط کا پایا جانا ضروری ہے کہ جہاد کی ہر نوع میں تائید اور اعلائے کلمۃ اللہ مقصود ہو۔اس طرح کی جدوجہد فی سبیل اللہ ہے خواہ اس کی کوئی بھی قسم ہو اور خواہ اس میں ہتھیار استعمال کئے جائیں یا نہ کئے جائیں۔آج ہم اس دور میں دینی اداروں میں ایک اور نوعیت کے غازی تیار کرتے ہیں اور ایک اور قسم کے حفاظتی دستے ترتیب دیتے ہیں تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کو علمی اور فکری انداز میں پیش کر کے نظریاتی فتوحات حاصل کرسکیں اور اسلام پر کئے جانے والے حملوں کی بہترین مدافعت کرسکیں۔(فقہ الزکوٰۃ:154,153/2) اس اعتبار سے دینی تعلیمی ادارے عظیم کام کر رہے ہیں اور اس عظیم کام کے تمام اخراجات زکوٰۃ کی مد فی سبیل اللہ سے پورے کئے جاسکتے ہیں۔

سوال 17: اگر کسی نے زکوٰۃ رفاہی کاموں مثلاً تعلیم، بیماری، تجہیز و تکفین کے لئے دے دی تو کیا اس کی جانب سے زکوٰۃ کا فریضہ ادا ہوگیا؟

جواب: زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ مصارف پر ہی خرچ کرنا چاہئے۔اس کے بغیر دی جانے والی زکوٰۃ کو دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔تعلیم، بیماری، تجہیز و تکفین جیسے رفاہی کاموں پر زکوٰۃ کا سرمایہ صرف کرنا شرعاً درست نہیں۔

روزہ

1۔روزہ کیا ہے؟	مخصوص دنوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص چیزوں (کھانے پینے، فسق و فجور کے ارتکاب اور دن میں جماع کرنے) سے رک جانا روزہ ہے۔(فتح الباری:592/4، نووی شرح مسلم:200/4)
2۔کیا روزہ فرض ہے؟	1۔رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔اللہ کریم نے اس کی فرضیت میں سہولت پیدا کی ہے۔(البقرۃ:184) 2۔رمضان کے روزے رکھنا اسلام کے پانچ بنیادی اُرکان میں سے ہے۔(بخاری:8) 3۔مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی لیکن یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ بعد میں اس کی قضا کریں۔(بخاری:1943) 4۔حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کے نقصان کے اندیشے سے روزے نہ رکھیں تو قضا کے ساتھ ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں۔چونکہ یہ روزہ بیماری کے خوف سے نہیں چھوڑا جاتا کہ قضا کافی ہو اس لئے اس کی تلافی مسکین کو کھانا کھلانے سے کی گئی ہے۔(ترمذی:715)
3۔روزے کا مقصد کیا ہے؟	1۔روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانا، اس کی رضا حاصل کرنا اور اس سے قریبی تعلق اُستوار کرنا ہے۔ 2۔روزے کا مقصد نفس کو خواہشات سے روکنا ہے۔روزے سے کھانے پینے اور خواہشات سے روک کر شیطان کی آمدورفت کے راستوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ 3۔روزے کی وجہ سے انسان کے اندر پاکیزہ زندگی کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ 4۔روزے کے فوائد اور اثرات روح اور بدن دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔روزہ تمام اعضاء کو وہ قوتیں واپس دلاتا ہے جو مختلف طریقے سے صَرف ہوجاتی ہیں۔روزہ بدن سے فاسد مادوں کو دور کرتا ہے اور تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

سوال	جواب
4۔روزے کی کیا حقیقت ہے؟	روزہ ایک راز ہے جو ربّ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے۔اپنے خالق کی محبت میں محبوب چیزوں کو چھوڑ دینا ایسا عمل ہے جس سے کوئی واقف نہیں ہوسکتا۔یہی روزے کی حقیقت ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابنِ آدم کا ہر عمل اس کا ہے ماسوا روزے کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔'' (بخاری:5927)
5۔روزے کی کیا فضیلت ہے؟	1۔روزہ دار کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔(بخاری:1901،مسلم:760) 2۔روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔(بخاری:1904،مسلم:1151) 3۔روزے کے برابر کوئی چیز نہیں۔(صحیح الترغیب:986) 4۔روزہ دار کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔(بخاری:1397،مسلم:14) 5۔روزہ دار شہداء کے ساتھ ہوں گے۔(صحیح الترغیب:1003) 6۔روزہ دار کے ہر عمل کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔(مسلم:1151،ابن ماجہ:1638) 7۔جنت کا دروازہ ''ریان'' روزہ داروں کے لئے ہے۔(بخاری:1896،مسلم:1152) 8۔ایک دن کا روزہ دوزخ کی آگ سے ستر سال دور کردے گا۔(مسلم:1153،بخاری:2840) 9۔روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا۔(صحیح الترغیب:984،مسند احمد:2/184) 10۔روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔(ترمذی:2616،صحیح الترغیب:983) 11۔روزہ دار کی منہ کی بو کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔(بخاری:1903) 12۔روزہ دار کو افطاری کے وقت جہنم سے آزادی دی جاتی ہے۔(صحیح ابن ماجہ:1332،ابن ماجہ:1643) 13۔روزہ کی وجہ سے آدمی اور جہنم کے درمیان آسمان وزمین کے برابر آڑ کردی جاتی ہے۔(طبرانی فی الاوسط والصغیر،صحیح الترغیب:977)
6۔روزے کی کیا حکمتیں ہیں؟	1۔روزوں کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ کا حاصل کرنا ہے۔(البقرۃ:183) 2۔روزے سے انسان کو صبر کرنا نصیب ہوتا ہے۔ 3۔روزے سے مسلمانوں کے درمیان ہمدردی،محبت اور رحمت کے جذبات کی وجہ سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔(مسلم:6586)

سوال	جواب
	4۔روزے سے انسان کی اخلاقی تربیت ہوتی ہے۔روزہ دل لگی کی باتوں سے گالی گلوچ سے لہو ولعب سے ڈھال ہے۔ 5۔روزے سے انسان کے اندر شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
7۔روزے کی کیا شرائط ہیں؟	1۔اسلام 2۔عقل(ابوداؤد،مسند احمد) 3۔**بلوغت** 4۔عورت کے لیے حیض ونفاس سے پاک ہونا(بخاری:1951)
8۔روزے کے کیا ارکان ہیں؟	1۔**نیت**:طلوعِ فجر سے پہلے رات کو فرض روزے کی نیت ضروری ہے اور نیت دل کا عمل ہے۔(بخاری:1،ابوداؤد:2454) 2۔**اِمساک**:کھانے پینے اور مجامعت سے رکے رہنا۔ 3۔**وقت**:طلوعِ فجر سے غروبِ شمس تک۔اس سے مراد پورا دن ہے۔(البقرہ:187)
9۔روزے کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔**سحری کرنا**:رات کے آخری حصے میں روزے کی نیت سے کھانا۔(مسلم:2550) 2۔**سحری میں تاخیر کرنا**:صبحِ صادق کے نمایاں ہوجانے تک۔(بخاری:1916) 3۔**افطار میں جلدی کرنا**:سورج غروب ہونے کے فوراً بعد۔(بخاری:1957،مسلم:2554) 4۔**کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا**۔(ابوداؤد:2356) 5۔**اِفطار کرتے ہوئے دُعا مانگنا**: **اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ** ''اے اللہ! تیرے لیے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے میں افطار کرتا ہوں۔''(ابوداؤد:2358) 6۔**افطار کروانا**
10۔روزے کی حالت میں کون سے کام جائز ہیں؟	1۔حالتِ جنابت میں روزہ رکھنا اور بعد میں غسل کرنا۔(بخاری:1926،بخاری:1931) 2۔کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔ناک میں پانی ڈالتے ہوئے احتیاط کرنی چاہیے یعنی سانس کھینچ کر اندر لے جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔(ابوداؤد:2366۔142) 3۔مسواک کرنا۔(بخاری قبل الحدیث:1934،کتاب الصوم،باب السواک)

	4۔ ٹیکہ لگوانا۔ ایسا ٹیکہ جس کا مقصد قوت یا خوراک نہ ہو اس کی حیثیت بیرونی دوا کی ہے جو معدے میں نہیں جاتی۔ 5۔ تیل لگانا اور کنگھی کرنا۔ (بخاری قبل الحدیث:1913) 6۔ گرمی کی وجہ سے غسل کرنا۔ (ابوداؤد:2365) 7۔ ناک میں دوا ڈالنا۔ (بخاری بعد الحدیث:1934) 8۔ ہنڈیا کا ذائقہ چکھنا (بخاری قبل الحدیث:1930) شرط یہ ہے کہ حلق میں نہ جائے۔ 9۔ نکسیر آنا۔ اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں اس لئے روزے کو کوئی نقصان نہیں۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:264/10) 10۔ ٹیسٹ کے لئے خون دینا۔ 11۔ پچھنے لگوانا۔ (بخاری:1939,1938) 12۔ سرمہ لگانا۔ (ابن ماجہ:19678) 13۔ کان یا آنکھ میں دوائی کے قطرے ڈالنا۔ (فتاویٰ الاسلامیہ:129/2) 14۔ بیوی کو kiss کرنا یا معانقہ کرنا۔ جذبات و خواہشات پر کنٹرول ہو تو بوڑھے آدمی کے لئے خطرہ نہیں، نوجوان کے لئے خطرہ ہے۔ (ابوداود:2387) 15۔ دانتوں میں دوائی ملنا لیکن حلق تک نہ لے جائیں۔ 16۔ میک اپ کرنا۔ چہرے کو خوب صورت بنانے والی اشیاء مثلاً صابن، تیل وغیرہ جن کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے روزے کو کوئی نقصان نہیں دیتیں۔ (فتاویٰ الاسلامیہ:127/2) 17۔ ٹھنڈے پانی میں نہانا اور غوطہ لگانا۔ 18۔ کھانا چبا کر کسی بچے کے منہ میں ڈالنا۔ 19۔ خوشبو لگانا۔ (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ:241/25) 20۔ تھوک نگلنا۔ (بخاری قبل الحدیث:1930) 21۔ بلا اختیار مکھی وغیرہ کا اندر چلے جانا۔ (بخاری قبل الحدیث:1933) 22۔ دانتوں سے خون نکلنا۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:267/10) 23۔ بچے کو دودھ پلانا

11۔ روزے میں مکروہ امور کون سے ہیں؟	1۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا وغیرہ۔ 2 بوسہ دینا۔ 3۔ پچھنے لگوانا۔ 4 بیوی کی طرف شہوت سے دیکھتے رہنا۔ 5 عورت کے جسم کو اپنے جسم سے لگانا۔ 6۔ کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبانا۔ 7۔ ہنڈیا سے کھانے کو چکھنا۔
12۔ کن کاموں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟	1۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے۔ (ابن قدامہ، المغنی:350/4) بھول کر کھانے والے کے لئے روزہ پورا کرنے کا حکم ہے۔ (بخاری:1933، مسلم:2716) 2۔ جان بوجھ کر قے کرنے سے۔ خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ابوداؤد:2380) 3۔ جان بوجھ کر مباشرت کرنے سے۔ (بخاری:1936، مسلم:2589) 4۔ حیض اور نفاس سے۔ (بخاری:1951) 5۔ گلوکوز یا خون یا کسی غذائی مواد کو اندر داخل کرنے سے۔ یہ روزہ افطار کرنے کی طرح ہے۔ 6۔ منی خارج کرنے یا منی کا انزال ہونے سے: i۔ اختیاری فعل سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ii۔ خواب میں احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے۔
13۔ روزے میں رخصت کی کون سی صورتیں ہیں؟	1۔ مجنون پر روزہ فرض نہیں۔ 2۔ نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں۔ اس کی طاقت کے مطابق عادی کرنے کے لئے روزے رکھوائے جا سکتے ہیں۔ 3۔ مریض کے روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (البقرۃ:185) بعد میں قضا ضروری ہے۔ (بخاری:1943)

	4۔حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کریں یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتو روزہ چھوڑ سکتی ہیں بعد میں قضا ضروری ہے۔(ابوداود:2408) 5۔حیض اور نفاس والی عورتیں کے لے ان دنوں میں روزے رکھنے منع ہیں۔ قضا ضروری ہے۔(بخاری:1951) 6۔جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے: دائمی مریض جس کی صحت کی اُمید نہ ہو یا بہت بوڑھا جس کی طاقت ختم ہو جائے، وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ یہ فدیہ روزے کے قائم مقام ہے۔اس پر قضا نہیں۔(دار قطنی:2/205،حاکم:1/404) 7۔مسافر (بخاری:1943) قضا ضروری ہے۔ 8۔ہمیشہ سفر میں رہنے والے: ملازمت کے سلسلے میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک کا سفر کرنے والے یا ڈرائیور وغیرہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن قضا ضروری ہے۔ (بخاری:1942) 9۔اضطراری حالت: کہیں آگ لگ جائے اور انسانی جانوں کو بچانے کا کام کرنا پڑے یا ڈوبتے شخص کو بچانا پڑے اور روزہ توڑے بغیر کوئی کام کرنا مشکل ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ بعد میں قضا ضروری ہے۔
14۔ قضا روزوں کے کیا احکامات ہیں؟	1۔قضا ضروری ہے۔(البقرۃ:189) 2۔جو شخص زندگی میں قوت سے محروم ہو جائے: i۔اس کے روزوں کی قضا ضروری نہیں۔ ii۔اس کی زندگی میں اس کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ 3۔جو شخص قوت سے محروم ہوا اور فوت ہو جائے: i۔ولی روزے رکھ سکتا ہے۔ ii۔اس کے روزوں کے بدلے اتنے ہی مسکینوں کو ایک دن کا کھانا کھلایا جائے۔

	4۔اگر کوئی زندگی میں نذر کے روزے نہ رکھ سکے تو روزے کی قضا ورثاء کے ذمے لازم ہے۔(بخاری1952) 5۔بیماری، سفر، حیض، نفاس کی وجہ سے رہ جانے والے روزے: i۔رمضان کے بعد بغیر کسی تاخیر کے جلد رکھنے چاہئیں۔(مسلم:335، بخاری:321) ii۔ان میں تواتر ضروری نہیں۔ وقفے وقفے سے رکھے جا سکتے ہیں۔(بخاری تعلیقاً قبل الحدیث1950) 6۔رمضان کی قضا تاخیر سے بھی درست ہے۔(بخاری1950)
15۔مستحب روزے کون سے ہیں؟	1۔شوال کے چھ روزے۔(مسلم2758) 2۔ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں کے روزے۔(ابوداود2437) 3۔سوموار اور جمعرات کا روزہ۔(ابوداود2437، مسلم2750، ترمذی745) 4۔نویں ذوالحجہ کا روزہ۔(صحیح الترغیب999) 5۔محرم کے روزے۔(مسلم2755) 6۔عاشورہ کا روزہ۔(مسلم2747) 7۔شعبان کے روزے۔(بخاری1962، مسلم1156) 8۔ہفتے اور اتوار کا روزہ۔ 9۔ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کے روزے۔(ابوداود2449) 10۔جہاد کے دوران روزے رکھنا۔(بخاری2840) 11۔ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا۔(بخاری1979، مسلم1159)
16۔مکروہ روزے کون سے ہیں؟	1۔میدانِ عرفات میں حجاج کے لئے۔(ابوداود2440) 2۔صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا۔ 3۔شعبان کے آخری ایام یعنی جب شعبان نصف ہو جائے۔(ابوداود2337) 4۔صرف ہفتے کے دن۔(ترمذی)

17۔کن دنوں میں روزے رکھنا حرام ہے؟	1۔عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن۔(بخاری:1991،1993،مسلم:1138) 2۔ایام تشریق کے روزے۔(ابوداؤد:2418،مسلم:1141) 3۔بغیر عادت کے نصف شعبان کے روزے۔ 4۔شعبان کی آخری تاریخوں کے روزے استقبال رمضان کے لئے رکھنا۔ (بخاری:1914) 5۔ہمیشہ روزہ رکھنا۔(ابن ماجہ:1705) 6۔جمعہ کا الگ روزہ رکھنا۔(بخاری:1975،مسلم:1401) 7۔صرف اکیلے ہفتے کا روزہ رکھنا۔(ترمذی:744) 8۔مشکوک دن کا روزہ رکھنا۔(ابوداؤد:1334) 9۔روزے میں وصال کرنا۔(بخاری:1966) 10۔شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی روزے رکھنا۔(بخاری:5195)

رمضان المبارک

رمضان برکت والا مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو دوسرے تمام مہینوں کے مقابلے میں خاص مقام عطا کیا ہے۔یہ مہینہ رحمت والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ خصوصیات اور فضیلتیں عطا کی ہیں جن کی وجہ سے یہ دوسرے مہینوں سے ممتاز ہے۔

1۔رمضان میں قرآن نازل کیا گیا۔ربّ العزت نے فرمایا:

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:185)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمہارے پاس رمضان آیا ہے۔یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم سے اس میں ایک رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بڑا محروم ہے۔“(مشکوۃ:616/1،احمد،نسائی:2108)

2۔آسمانی کتابیں اور صحیفے اس مہینے میں نازل کئے گئے۔(مسند احمد:17109/7)

3۔رمضان کی ایک رات ہزار راتوں سے افضل ہے۔(القدر:3)

4۔رمضان میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔(ترمذی:682،ابن ماجہ:1642)

5۔رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔(بخاری:1898،1899)

6۔رمضان میں اللہ تعالیٰ روزانہ جنت کو سنوارتا اور مزیّن کرتا ہے۔(مسند احمد:7904)

7۔رمضان کے روزے واجب ہیں۔(البقرۃ:185)

8۔فرشتے روزہ داروں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔

9۔رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

10۔رمضان سے رمضان تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(مسلم:550)

11۔رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔(بخاری:1863،نسائی:2112،ابن ماجہ:2993)

12۔رمضان کی ہر رات جہنم سے آزادی دی جاتی ہے۔(صحیح ابن ماجہ:1371،ابن ماجہ:1642،ترمذی:682)

رمضان المبارک میں کرنے والے نیکی اور احسان کے کام

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے نیکی کے کاموں کی بہت فضیلت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کاموں کی رغبت،شوق اور حرص عطا فرمائیں اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

1۔روزہ:رمضان المبارک میں سب سے اہم عمل روزہ رکھنا ہے۔(البقرۃ:185)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہوا اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“(بخاری:1901،مسلم:1781)

2۔صدقہ وخیرات: صدقہ وخیرات کرنے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے مال سے محروم لوگوں پر خرچ کرنا۔انہیں کھانا کھلانا، اناج فراہم کرنا، لباس پہنانا، ان کی دوا کا انتظام کرنا، قرض داروں کا بوجھ اُتارنا، بے سہاروں کا سہارا بننا وغیرہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ مال دینے میں سخی تھے اور سب وقتوں سے زیادہ آپ ﷺ کی سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آپ ﷺ سے ملتے تو آخر مہینہ تک آپ ﷺ انہیں قرآن سناتے۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے اس وقت آپ ﷺ مال کے دینے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ تیزی سے سخاوت کرتے تھے۔(بخاری:3220،مسلم:6009)

لہٰذا رمضان میں عام دنوں کے مقابلے میں یہ اہتمام کہیں زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

3۔رات کا قیام: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں جاگتے تھے اور آخری دس راتوں میں اپنے گھرانے کے دیگر افراد کو بھی جگاتے تھے۔(مسلم:2787)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کی راتوں میں (بیدار رہ کر) نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔(بخاری:2009،مسلم:1779)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین بھی راتوں کے قیام کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ ہر دور کے نیک افراد اس کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

4۔تلاوت قرآن مجید: رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا۔اس لئے رمضان اور قرآن کا گہرا تعلق ہے۔(البقرۃ:185)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن روزہ اور قرآن شریف دونوں شفاعت کریں گے۔قرآن کہے گا اے اللہ! میں رات بھر اس کو آرام سے روکے رکھا میری شفاعت قبول فرمایئے اور روزہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشِ نفس سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے، پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔(صحیح الترغیب:984،احمد:184/2)

رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں عام دنوں سے زیادہ تلاوت کلام پاک کرتے تھے۔اس مہینے میں نبی ﷺ کا حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دورۂ قرآن کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا ہمارے لئے مثال ہے کہ رمضان المبارک میں کرنے والے اہم کاموں میں قرآنِ مجید کی تلاوت کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

رمضان المبارک میں کرنے والے کاموں میں راتوں کے قیام میں تلاوت کرنا، بغیر قیام کے تلاوت کرنا، قرآن مجید کو ترجمے کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ تلاوت میں توجہ اور تدبّر پسندیدہ ہے۔ نبی ﷺ توجہ اور تدبر سے قرآن مجید پڑھتے تھے اور اس سے اثر قبول کرتے تھے۔(ترمذی:3297)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ عام دنوں میں تین دن میں قرآنِ مجید ختم کر لیتے تھے، کچھ سات دن میں، کچھ دس دنوں میں۔فضیلت والے مہینے میں اس سے بھی زیادہ پڑھنا جائز ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں رات اور دن کے اوقات میں تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ہمیں تلاوت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔قرآن مجید کو ہمارے لئے قبر کی وحشتوں کو دور کرنے والا ساتھی بنائے۔اس کے ذریعے ہم پر رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔(آمین)

5۔روزے افطار کروانا: رمضان المبارک کے فضیلت والے کاموں میں سے ایک کام روزے افطار کروانا ہے۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی ﷺ نے فرماتے ہیں:''جو شخص ورزے دار کا روزہ کھلوائے یا مجاہد کو جہاد کے لیے تیاری کروائے ان کے لئے روزے دار کے اور مجاہد کے برابر اجر ہوگا۔''(شعب الایمان:3953)

6۔اعتکاف: رمضان المبارک کی خصوصی عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے عبادت کی غرض سے مسجد میں رہنا اعتکاف کہلاتا ہے۔اعتکاف میں انسان کی بھرپور توجہ اسی جانب رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دن رات مسجد کے ایک حصے میں گزارتے تھے۔عام معمولات اور تعلقات ختم کر دیتے تھے۔وفات تک اعتکاف میں بیٹھنا آپ ﷺ کا معمول رہا۔آپ ﷺ نے اس کی اتنی پابندی کی کہ ایک بار آپ ﷺ رمضان میں نہ بیٹھ سکے تو آپ ﷺ نے شوال کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا۔(بخاری:2041)

اعتکاف مجموعۂ عبادات ہے جس میں انسان ربّ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے، ذکر کرتا ہے، دعائیں کرتا ہے، نوافل ادا کرتا ہے، قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا ہے، یک سوئی سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور یہ سارے ہی کام

عبادت ہیں۔

7۔رمضان کے آخری عشرے میں خوب محنت کرنا: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے۔اسی عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر ہے۔آپ ﷺ اس عشرے میں خود بھی عبادت کرتے تھے اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیتے تھے۔(مسلم:2785)سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان) کے آخری عشرہ میں اتنی ریاضت کرتے تھے کہ اس کے علاوہ (اوردنوں میں)اتنی ریاضت نہیں کرتے تھے۔(مسلم:2788)

8۔لیلۃ القدر کر تلاش کرنا: ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (القدر:5-3)

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(3)فرشتے اور رُوح اُس میں اپنے ربّ کی اجازت سے ہر حکم لے کر اُترتے ہیں۔(4)وہ(رات)سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔(5)

حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس رات زمین میں فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔(الصحیحۃ:2205،احمد)

ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنی چاہیۓ تا کہ اس کی خیر و برکت سے محروم نہ رہیں۔

لیلۃ القدر کی خاص دُعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ شب قدر کونسی ہے تو میں اس میں کیا ورد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (ترمذی:3513)

اے اللہ تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے معافی کو تو پسند کرتا ہے مجھے معاف فرما دے‘‘

9۔عمرہ کرنا: رمضان المبارک میں عمرہ کرنا فضیلت کے کاموں میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت،طواف اور صفاہ مروہ کی سعی کرنا عمرہ کہلاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔’’رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔‘‘(بخاری:1863،نسائی:2112،ابن ماجہ:2993)

2۔’’ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیانے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔‘‘(مسلم:3289)

10۔کثرت سے دُعائیں کرنا: قرآنِ حکیم میں رمضان المبارک کی فضیلت اور روزے کے مسائل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے دُعا کے لئے ترغیب دلائی ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:186)

’’اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔‘‘

اس مہینے میں خوب دُعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ایک دوسرے کے حق میں بھی دُعائیں کرنی چاہئیں۔(مسلم:6929)بددعائیں کرنے سے گریز کرنا چاہیۓ۔(مسلم:7515)

رمضان میں جن کاموں سے خصوصی اجتناب کرنا چاہیۓ

اللہ تعالیٰ کریم ہے۔اُس نے روزے میں کھانے پینے اور خواہشات سے روک کر انسان کو یہ شعور دلایا ہے کہ دیکھو اگر میں تمہیں روکوں تو تم اپنی ضروریات سے رُک سکتے ہو ایسے ہی تمہیں میرے حکم سے برائیوں سے رُکنا ہے۔روزہ انسان کو تقویٰ سکھاتا ہے اور تقویٰ کیا ہے؟ان لا یراک مولاک حیث نہاک ’’یہ کہ تیرا مولا تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں سے اُس نے تجھے روکا ہے۔‘‘روزے میں انسان کے لئے ہر طرح کی برائیوں سے رُکنا آسان ہوتا ہے۔اس لئے ان برائیوں سے اجتناب کرنا چاہیۓ۔

1۔جھوٹ بولنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔‘‘(بخاری:1903)

2۔دل لگی کی باتیں،شور وغل یا لڑائی جھگڑا کرنا اور گالیاں دینا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور وغل کرے۔اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔‘‘(بخاری:1904،مسلم:2703)

3۔مظلوم کی آہ سے بچنا: مسلمان کو کسی مسلمان سے زیادتی نہیں کرنی چاہیۓ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ نے فرما رہے تھے مسلمان وہ ہے

جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔(مسلم:162)

ایک مسلمان کو کسی انسان پر ظلم نہیں کرنا چاہئے اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہئے کیونکہ مظلوم کی بدُ دعا فوراً عرش پر پہنچتی ہے۔(بخاری:2448)

4۔بغض رکھنا: دل کی بستی اِلٰہ العالمین کی بستی ہے۔اس کو ربّ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے اور اسے پاک رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔جس وقت دل ناپاک ہوتا ہے تو پورا انسان اس ناپاکی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔دل کی ناپاکی کی وجہ سے انسان کے اعمال برباد ہوتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے محروم ہوجاتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ دلوں کو پاک رکھنے کے لئے ،تعلقات بچانے کے لئے قطع رحمی سے بچنے کے لئے بغض سے بچیں۔(مسلم:6544) بغض کی وجہ سے قطع تعلقی ہوتی ہے اور ترکِ تعلق بڑا جرم ہے۔(مسند احمد:1519، مسلم:6520)

5۔حق تلفیاں: حق تلفی سے مراد کسی کا حق مارنا یا حق غصب کرنا ہے۔مثلاً جب کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کرلے، جب کوئی رشوت دے کر کسی کا حق مارلے، جب کوئی کاروبار میں جھوٹ اور دھوکے سے کام لے، جب کوئی ملاوٹ کرے، جب کوئی ذخیرہ اندوزی کرے، جب کوئی کسی بڑے کی عزت نہ کرے، جب کوئی کسی چھوٹے سے محبت نہ کرے، جب کوئی کسی پر الزام تراشی کرے۔یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام بھی ہیں اور حقوق العباد کو غصب کرنے کے بھی۔اس لئے انسان کو چاہئے خاص طور پر رمضان میں حق داروں کا جو حق چھینا ہے واپس کردے۔جن کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں ان سے معافی مانگ لے۔

6۔گناہ: گناہ کبیرہ ہوں کا صغیرہ وہ مؤمن کے کرنے کے کام نہیں ہیں۔ان گناہوں کے بُرے اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔انسان کی فطرت مسخ ہوجاتی ہے۔انسان دنیا وآخرت کا خسارہ مول لے لیتا ہے۔ان سے ہمیشہ ہی اجتناب کرنا چاہئے مگر خاص طور پر رمضان میں ان سے بچنے کی بھر پور کوشش کرنی چاہئے۔یہ گناہ زبان سے متعلق ہوں یا دل سے اس کا تعلق آنکھوں سے ہو یا کانوں سے، معاملہ ہاتھوں کا ہو یا پاؤں کا ہر جگہ احتیاط ضروری ہے۔یہی روزے کا مقصد ہے کہ اپنے آپ کو گناہ سے بچائیں۔

رمضان المبارک میں ہونے والی غلطیاں

رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں والا ہے۔اس مہینے میں انسان کا دل نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔روزے

اور قیام اللیل کی وجہ سے نیکیوں کا ماحول بھی بن جاتا ہے۔اجتماعی ماحول کی وجہ سے رب کا قرب نصیب ہوسکتا ہے مگر کچھ خطائیں، کچھ غلطیاں آڑے آجاتی ہیں۔اُن سے بچ کر اللہ تعالیٰ کا قُرب نصیب ہوسکتا ہے۔

1۔کھانے میں اسراف کرنا　　　2۔دن کے اوقات میں کثرت سے سونا

3۔لہو ولعب کے کاموں میں وقت ضائع کرنا　　　4۔سحری میں جلدی کرنا

5۔افطار میں تاخیر کرنا　　　6۔بد اخلاقی کا مظاہرہ کرنا

7۔اکثر لوگوں کا غیبت، چغلی، جھوٹ بولنے، مذاق اُڑانے میں مصروف رہنا

8۔اکثر لوگوں کا رمضان کی فضیلت اور روزے کے احکامات کا علم نہ رکھنا

9۔رات کو روزے کی نیت کے بغیر سونا　　　10۔نماز تراویح کو چھوڑ دینا

11۔بعض لوگوں کا رمضان کے شروع کے دنوں میں محنت کرنا اور بعد کے دنوں میں سستی کا شکار ہوجانا

12۔شاپنگ میں مصروف رہنا　　　13۔رمضان کے جانے کا انتظار کرنا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے ہماری مدد فرمائیں۔ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور غلطیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان کی فضیلت کا علم رکھتے ہیں، روزے کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور رمضان کی برکتیں سمیٹ لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمالے۔(آمین)

نماز تراویح/قیام اللیل

1۔قیام اللیل یا تراویح کیا ہے؟	قیام اللیل یا تراویح سے مراد ہے راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔سورۃ الفرقان میں رب العزت نے رحمٰن کے بندوں کی جو خصوصیات بتائی ہیں ان میں سے ایک راتوں کو قیام کرنا ہے۔(الفرقان:64)
2۔قیام اللیل کی کیا اہمیت ہے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کی راتوں میں (بیدار رہ کر) نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے۔تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔“ (بخاری:2009، مسلم:1779)

سوال	جواب
3۔کیا قیام اللیل کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا؟	ہر دور میں اہلِ علم اور اہلِ تقویٰ نے قیام اللیل کو اپنا خصوصی شعار بنائے رکھا۔
4۔قیام اللیل میں کون سا وقت اہمیت کا حامل ہوتا ہے؟	قیام اللیل میں رات کا تیسرا پہر خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔(بخاری:1145)
5۔نمازِ تراویح کا وقت کیا ہے؟	نمازِ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر طلوع ہونے کے درمیان میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(ابوداؤد:1336)
6۔نمازِ تراویح کا افضل وقت کون سا ہے؟	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس کو اس بات کا خوف ہو کہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا تو اوّل شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے۔اور جس کو امید ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہئے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔ (مسلم:1766،ترمذی:455)
7۔نمازِ تراویح کی رکعتوں کی تعداد کیا ہے؟	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا:''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''(بخاری:1147،مسلم:1723،ابوداؤد:1341) اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ 1۔(رمضان میں) تراویح قیام اللیل، قیام رمضان، تہجد ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ 2۔نمازِ تراویح کی رکعتوں کی تعداد گیارہ ہے جس میں تین وتر شامل ہیں۔

سوال	جواب
	3۔کچھ لوگ 20 رکعات تراویح کے قائل ہیں۔اس بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ ضعیف ہیں۔حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعات نماز اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(ابن ابی شیبہ:2/393،طبرانی کبیر:12102) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(فتح الباری:4/254)
8۔نمازِ تراویح میں رکعات کو کیسے تقسیم کرنا چاہئے؟	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔جب تم میں سے کسی آدمی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے۔(یہ رکعت) اس ساری نماز کو جو اس نے پڑھی ہے طاق کر دے گی۔''(مسلم:1748)
9۔کیا قیام رمضان میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قرأت کی جاسکتی ہے؟	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا۔(بخاری قبل الحدیث:692) اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامِ رمضان میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قرأت کی جاسکتی ہے۔
10۔نمازِ تراویح مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنی افضل ہے یا گھر میں؟	سنت رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ مسجد میں باجماعت نمازِ تراویح ہی افضل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرض ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے چوتھی رات جماعت سے گریز کیا تھا۔(بخاری:1129،مسلم:1783) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا تھا۔(بخاری:2010)
11۔کیا عورتیں مسجد میں باجماعت تراویح میں شرکت کر سکتی ہیں؟	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا حتی کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا۔جب تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنے اقارب، بیویوں اور دوسرے لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں قیام کرایا یہاں تک کہ ہمیں فکر ہوئی کہ کہیں ہماری سحری ہی نہ رہ جائے۔(ابوداؤد:1375،ابن ماجہ:1327)

	اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتیں باجماعت تراویح میں شرکت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ تراویح میں اپنی بیوی کو شامل کرلیا تھا۔
12۔کیا نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم ختم کرنا چاہئے؟	نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم ختم کرنا فرض نہیں ہے۔ابن باز کا فتویٰ ہے: اماموں کے لئے مشروع ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتے ہوں تو قیام رمضان میں مقتدیوں کو سارا قرآن کریم سنائیں۔امام ہر رات وہ آیات اور سورتیں تلاوت کرے جو پچھلی رات پڑھی گئی آیات اور سورت کے بعد والی ہیں۔یہاں تک کہ امام کے پیچھے والے نمازی اپنے رب کی کتاب مسلسل اسی ترتیب سے سُن لیں جو مُصحف میں ہے۔(فتاویٰ اسلامیہ:2/158)

اعتکاف

1۔اعتکاف کسے کہتے ہیں؟	اعتکاف رمضان المبارک کی خصوصی عبادت ہے۔اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنے کے لئے برائے عبادت مسجد میں رہنا اعتکاف کہلاتا ہے۔(منہاج المسلم:446)
2۔اعتکاف کا کیا حکم ہے؟	اعتکاف کرنا سنت ہے۔
3۔اعتکاف کے سنت ہونے کی دلیل کیا ہے؟	نبی ﷺ پابندی سے اعتکاف کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ رمضان میں اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو شوال میں اعتکاف کیا۔(بخاری:2044)
4۔کیا کسی کے لئے اعتکاف کرنا واجب ہوجاتا ہے؟	حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اعتکاف پر اجماع ہے کہ واجب نہیں مگر یہ کہ کوئی اس کی نذر مان لے۔(فتح الباری:4/271)اعتکاف کی نذر مان لی جائے تو پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے۔
5۔کیا اعتکاف صرف مساجد میں ہی کیا جاسکتا ہے؟	1۔رب العزت کا ارشاد ہے: وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ(البقرۃ:187) ’’اور جب تم مسجد میں اعتکاف کرنے والے ہو۔‘‘

	2۔نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے مسجد نبوی میں وہ جگہ دکھلائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔(ابوداود:2465،ابن:1773) 3۔امام قرطبی کہتے ہیں علماء کا اجماع ہے کہ اعتکاف صرف مساجد میں ہوتا ہے۔(تفسیر الرازی:5/197)
6۔کیا اعتکاف تمام مساجد میں کیا جاسکتا ہے؟	امام بخاریؒ لکھتے ہیں تمام مساجد میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔جمہور علماء کے نزدیک تمام مساجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے۔(فتح الباری:4/806)
7۔کیا مساجد میں کسی وقت بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے؟	1۔امام البانیؒ کہتے ہیں: اعتکاف رمضان میں اور اس کے علاوہ سال کے تمام دنوں میں مسنون ہے۔(قیام رمضان:34) 2۔اعتکاف کسی بھی وقت جائز ہے لیکن رمضان کے آخری عشرے میں افضل ہے۔(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:10/410)
8۔رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کی فضیلت کے کیا دلائل ہیں؟	نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔(بخاری:2026،مسلم:2782)
9۔رسول اللہ ﷺ کیسے اعتکاف کرتے تھے؟	رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دن رات مسجد کے ایک گوشے میں گزارتے تھے۔عام معمولات اور تعلقات ختم کردیتے تھے۔وفات تک اعتکاف میں بیٹھنا آپ ﷺ کا معمول رہا۔آپ ﷺ نے اس کی اتنی پابندی کی کہ جب ایک بار رمضان میں نہیں بیٹھ سکے تو شوال کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا۔نبی ﷺ نے فرمایا: ’’مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے لئے جس کا گھر مسجد ہے خوشی، رحمت اور پُل صراط سے گزر کر اپنی رضا یعنی جنت کی ضمانت دی ہے۔‘‘(معجم الطبرانی،مسند بزار،منہاج المسلم:446)

10۔کیا اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے؟	روزہ رکھنا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے۔(بخاری:2032)
11۔کیا خواتین اعتکاف کر سکتی ہیں؟	نبی کریم ﷺ کے بعد بھی آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری:2026)خواتین کا اعتکاف میں بیٹھنا درست ہے۔(ابن قدامہ،المغنی:4/464)
12۔خواتین کے مساجد ہی میں اعتکاف کرنے کی کیا دلیل ہے؟	1۔قرآن مجید میں اعتکاف کے لئے مساجد کا ذکر کیا گیا ہے۔(البقرۃ:187) 2۔خواتین کے اعتکاف کے لئے شریعت میں الگ حکم موجود نہیں ہے۔ 3۔کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عہد نبوت میں خواتین نے گھروں کے اندر اعتکاف کیا ہو۔ اس لئے خواتین بھی مساجد ہی میں اعتکاف کریں گی۔ نوٹ:جب تک کسی مسجد میں عورت کی عزت محفوظ نہیں وہاں اعتکاف کے لئے بیٹھنا درست نہیں۔
13۔کیا خواتین کے اعتکاف کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟	خواتین کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت کے اعتکاف بیٹھیں۔
14۔کیا استحاضہ والی خواتین اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں؟	ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی کسی بیوی نے بھی اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں،خون کو(خارج ہوتے ہوئے) دیکھتی تھیں۔پس وہ اکثر اپنے نیچے خون (کی کثرت کے سبب) سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں۔(بخاری:2037)استحاضہ کی بیماری اعتکاف کو نہیں روک سکتی کیونکہ یہ نہ نماز کو روکتی ہے نہ طواف کو۔(ابن قدامہ،المغنی:4/488)
15۔اعتکاف کا آغاز کیسے اور کب ہوتا ہے؟	اعتکاف کا آغاز 20 رمضان المبارک کی شام سے ہوتا ہے۔اعتکاف بیٹھنے والے کو مغرب کی نماز سے پہلے مسجد میں آجانا چاہئے اور فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہونا چاہئے۔

16۔کیا اعتکاف کرنے کے لئے نیت ضروری ہے؟	ہر عبادت کی طرح اعتکاف کے لئے بھی نیت کرنا ضروری ہے لیکن نیت کرنا دل کا فعل ہے اس کا زبان کے الفاظ سے کوئی تعلق نہیں۔
17۔کیا اعتکاف کرنے والا مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟	اعتکاف کرنے والے کو بلاضرورت مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے۔(بخاری:2029،مسلم:684،ابوداؤد:2473)
18۔کیا اعتکاف کرنے والا بیمار کی عیادت کر سکتا ہے؟	اعتکاف کرنے والے کو بیمار کی عیادت کی اجازت نہیں ہے البتہ راستے سے گزرتے ہوئے پوچھ سکتا ہے۔
19۔کیا اعتکاف کرنے والا جنازے میں شرکت کر سکتا ہے؟	اعتکاف کرنے والا جنازے میں شرکت نہیں کر سکتا۔
20۔اعتکاف کی کم از کم مدت کتنی ہو؟	1۔اعتکاف کی کم از کم مدت متعین نہیں۔(اللباب فی علوم الکتاب:3/310) 2۔کچھ علماء کے نزدیک اعتکاف کی کم از کم مدت ایک دن ایک رات ہے۔(تفسیر قرطبی:2/837)
21۔کیا اعتکاف کی جگہ بستر اور چارپائی یا Bed رکھا جا سکتا ہے؟	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعتکاف کرتے تو ستونِ توبہ کے قریب آپ ﷺ کا بستر بچھا دیا جاتا' یا آپ کی چارپائی وہاں بچھا دی جاتی۔(ابن ماجہ:1774)
22۔اعتکاف کے دوران کون سے اعمال مستحب ہیں؟	1۔نوافل میں مشغول رہنا۔ 2۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ 3۔قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا۔ 4۔توبہ واستغفار کرنا۔ 5۔دُعائیں کرنا۔ 6۔قرآنِ مجید میں غور وفکر اور تدبر کرنا۔ 7۔اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر کوشش کرنا۔ 8۔لڑائی جھگڑے اور فحش کاموں سے پرہیز کرنا۔ 9۔لایعنی کاموں،فضول گفتگو سے اجتناب کرنا۔

23۔کیا کسی کی بیوی مسجد میں آکر شوہر کی کنگھی کر سکتی ہے؟	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ مسجد سے (اعتکاف کی حالت میں) سرمبارک میری طرف حجرہ کے اندر کردیتے اور میں اس میں کنگھا کردیتی۔ (بخاری:2029 مسلم:684،ابوداؤد:2467)
24۔کیا اعتکاف کرنے والا مسجد میں کھا سکتا ہے؟	اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے۔(فقہ السنۃ:431/1)
25۔کیا اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمہ لگایا جاسکتا ہے؟	ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کے لیے (مسجد میں) اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیا تھا۔(بخاری:2033،مسلم:2785)
26۔اگر عورت کو دوران اعتکاف حیض آجائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟	عورت کو فوراً مسجد سے نکل جانا چاہئے۔(ابوداؤد:232)
27۔کون سے افعال اعتکاف کر باطل کردیتے ہیں؟	1۔مرتد ہو جانا۔(المغنی:476) 2۔کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا۔(تفسیر قرطبی:224/2) 3۔مباشرت کرنا۔(البقرۃ:187،تفسیر ابن کثیر:265/1) 4۔بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلنا(ابوداؤد:2473)

لیلۃ القدر

1۔لیلۃ القدر کیا ہے؟	ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جس میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں، وہ رات جس میں روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام اُترتے ہیں، وہ رات جو برکتوں والی ہے، وہ رات جو سراسر سلامتی ہے۔(القدر:3-5)

2۔لیلۃ القدر کی خاص بات کیا ہے؟	لیلۃ القدر میں قرآنِ حکیم نازل ہوا جو انسانی زندگی کے لئے راہ نمائی ہے۔یہ رات رمضان المبارک کی ہے۔ ربّ العزت کا فرمان ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:1) یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔(1)
3۔لیلۃ القدر میں فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں؟	لیلۃ القدر کی برکت کی وجہ سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔
4۔لیلۃ القدر میں فرشتے کتنی تعداد میں نازل ہوتے ہیں؟	حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اس رات زمین میں فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔'' (الصحیحۃ:2205،احمد)
5۔فرشتے کس مقصد کے لئے اُترتے ہیں؟	فرشتے برکت اور رحمت کے نزول کے ساتھ اُترتے ہیں۔حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس رات کی بہت زیادہ برکت کی وجہ سے اس میں کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔فرشتے برکت و رحمت کے نزول کے ساتھ اُترتے ہیں جیسا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت اُترتے ہیں، مجلس ذکر کو گھیر لیتے ہیں اور سچے طالب علم کی تعظیم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر،تفسیر سورۃ القدر)
6۔لیلۃ القدر کون سی رات ہے؟	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔'' (بخاری:2017)

7۔لیلۃ القدر کے معلوم نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے تشریف لا رہے تھے کہ دو مسلمان آپس میں کچھ جھگڑا کرنے لگے ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آیا تھا کہ تمہیں شب قدر بتادوں لیکن فلاں اور فلاں نے آپس میں جھگڑا کرلیا۔پس اس کا علم اٹھالیا گیا اور امید یہی ہے کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا۔پس اب تم اس کی تلاش (آخری عشرہ کی) نو یا سات یا پانچ کی راتوں میں کیا کرو۔'' (بخاری:2023) لیلۃ القدر کے مخفی رہنے کی حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مؤمن اس کی فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے پانچوں راتوں میں خوب محنت کرے۔
8۔لیلۃ القدر کی علامات کیا ہیں؟	1۔لیلۃ القدر وہ رات ہے کہ جس میں چاند طشت کے ایک ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔(مسلم:2779) 2۔لیلۃ القدر آسان اور معتدل رات ہوتی ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ 3۔اس صبح کا سورج ایسے طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدھم ہوتی ہے۔ (مسند بزار:6/486،مسند طیالسی:349،ابن خزیمہ:3/231)
9۔کیا لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہئے؟	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (بخاری:2017)
10۔طاق راتوں میں تلاش کرنے سے کیا مراد ہے؟	طاق راتوں میں تلاش کرنے سے مراد ہے کہ اُن میں خوب عبادت کرنی چاہئے۔
11۔لیلۃ القدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا ہدایات دی ہیں؟	رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تمہارے پاس یہ مہینہ آگیا ہے۔اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔'' (ابن ماجہ:1644)

12۔لیلۃ القدر کے قیام کی کیا فضیلت ہے؟	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' جو لیلۃ القدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نماز میں کھڑا رہے،اس کے اگلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری:2014،ترمذی:808)
13۔لیلۃ القدر کی دُعا کیا ہے؟	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ شب قدر کون سی ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:تم یوں کہو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ العَفْوَ فاعْفُ عَنِی ''اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔معافی کو پسند کرتا ہے۔مجھے معاف فرمادے۔'' (جامع ترمذی:3513،ابن ماجہ:3850)

صدقۂ فطر

1۔صدقۂ فطر کیا ہے؟	صدقۂ فطر سے مراد رمضان کے اختتام پر نماز عید سے پہلے فطرانہ ادا کرنا ہے۔
2۔کیا صدقۂ فطر فرض ہے؟	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوۃ (صدقۂ فطر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دی تھی۔غلام،آزاد،مرد،عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر۔آپ ﷺ کا حکم یہ تھا کہ نماز (عید) کے لیے جانے سے پہلے یہ صدقہ ادا کردیا جائے۔(بخاری:1503،مسلم:2288،ابوداؤد:1611)
3۔صدقۂ فطر کس پر فرض ہے؟	صدقۂ فطر ہر مسلمان غریب،امیر پر فرض ہے کیونکہ روزوں کی تطہیر امیر غریب سب کے لئے ضروری ہے۔(مسلم:2278)
4۔صدقۂ فطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے گا؟	صدقۂ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔(بخاری:1504،مسلم:2282)

سوال	جواب
5۔صدقۂ فطر کا مقصد کیا ہے؟	1۔روزہ کی حالت میں انسان سے جن کوتاہیوں اور کمزوریوں کا ارتکاب ہوجاتا ہے اس کی تلافی ہوجائے۔ 2۔جولوگ غربت اور ناداری کی وجہ سے عید کی خوشیوں میں شامل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں صدقۂ فطر سے اس قابل بنایا جائے۔(سنن ابی داؤد:1609)
6۔صدقۂ فطر کب ادا کیا جائے؟	صدقۂ فطر عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کردیا جائے۔(بخاری:1503) عید سے دودن پہلے ادا کرنے میں بھی حرج نہیں۔(فتاویٰ ابن باز:27/1،اردو)
7۔صدقۂ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے؟	صدقۂ فطر ہر غلے سے دیا جاسکتا ہے جس کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے مثلاً گیہوں، چنے، جو، مکئی، جوار، چاول، باجرہ وغیرہ۔
8۔صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہو؟	صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع حجازی ہے جس کا وزن 2.5 کلو کے برابر ہے۔ (بخاری:1506،1508،مسلم:2285،ابوداؤد:1616)
9۔کیا خوراک کے بدلے قیمت دی جاسکتی ہے؟	1۔افضل صورت یہ ہے کہ غلّہ ہی دیا جائے لیکن اگر عذر کی وجہ سے قیمت دینا چاہیں تو جائز ہے۔ 2۔قیمت کی ادائیگی کی ممانعت نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔
10۔کتنی قیمت دی جائے گی؟	گندم استعمال کرنے والا 2.5 کلو گندم کی قیمت اور چاول استعمال کرنے والا 2.5 کلو چاول کی قیمت دے گا۔یہ ایک فرد کے لئے ہے۔دودھ پیتے بچے سے لے کر بزرگ تک اور گھر کے غلاموں اور ملازموں کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔
11۔صدقۂ فطر کا مصرف کیا ہے؟	صدقۂ فطر کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہی ہے۔(سنن ابی داؤد:1609)غرباء اور مساکین اور قریبی یتیموں اور فقراء کو ہی دینا چاہئے۔اگر فقراء و مساکین نہ ہوں تو آٹھ مدّات میں سے کسی پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔

حج

سوال	جواب
1۔حج کیا ہے؟	مسجد حرام کی طرف مخصوص افعال کی ادائیگی کے لئے (سفر کا) قصد کرنا حج کہلاتا ہے۔ (المغنی 217/3،فتح القدیر 120/2)
2۔حج کب فرض ہوا؟	اللہ تعالیٰ نے اپنے عزت والے گھر کا حج 9ھ میں واجب کیا۔(زادالمعاد 101/2) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97) ”اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔اور جو انکار کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:”اے لوگو!تم پر حج فرض کردیا گیا ہے پس تم حج کرو۔“(مسلم:1337)
3۔کیا حج اسلام کا رکن ہے؟	حج اسلام کا ایک رکن ہے۔(بخاری:8)
4۔حج کتنی مرتبہ ادا کرنا فرض ہے؟	حج زندگی میں ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے۔(مسلم:1337،ابن ماجہ 2886)
5۔حج کے مہینے کون سے ہیں؟	شوال،ذی قعدہ،ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔(موسوعۃ المناھی الشرعیۃ 100/2)
6۔حج کی کیا فضیلت ہے؟	1۔حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔(بخاری:1773) 2۔حج کرنے والا نومولود بچے کی طرح گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔(بخاری:1521) 3۔حج مبرور افضل عمل ہے۔(بخاری:1519) 4۔پے درپے حج سے فقر اور گناہوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔(ترمذی:810)

سوال	جواب
	5۔حج گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔(مسلم:321) 6۔حج اور عمرہ کرنے والے کو ان کے خرچ اور محنت کے مطابق اجر ملتا ہے۔(بخاری:1787) 7۔حاجی کو اپنی سواری کی وجہ سے بھی اجر ملتا ہے۔(بیہقی،صحیح ابن حبان) 8۔حج کرنے والے کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔(ابن ماجہ:2893) 9۔اگر حج کے لئے نکلا ہوا شخص فوت ہو جائے تو اس کے لئے مکمل اجر ہے۔(صحیح الترغیب:1114)اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔(مسلم:2892،نسائی:2858)
7۔حج کے وجوب کے لئے کیا شرائط ہیں؟	حج کے وجوب کے لئے پانچ شرائط ہیں: 1۔اسلام (بخاری:8) 2۔بلوغت (ابن خزیمہ:3050،طبرانی اوسط:2752،حاکم:481/1) 3۔عقل (ابوداود:4402) 4۔آزادی (ابن خزیمہ:3050،طبرانی اوسط:2752،حاکم:481/1) 5۔استطاعت (آل عمران:97) خواتین کے لئے دو اور شرائط ہیں: 1۔محرم کا ساتھ ہونا (بخاری:1862،مسلم:3272) 2۔عدت میں نہ ہونا (موطا امام مالک:1211)
8۔استطاعت میں کون سی چیزیں شامل ہیں؟	صحت مند ہونا راستہ پُرامن ہونا زادِراہ اور سواری کا انتظام ہونا راستے کی رکاوٹ نہ ہونا مثلاً قید، ظالم حکمران کا خوف۔(فقہ السنۃ:427/1)
9۔حج بدل سے کیا مراد ہے؟	حج بدل سے مراد ایسا حج ہے جو کسی دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے۔
10۔حج بدل کے لیے کیا شرائط ہیں؟	1۔پہلے انسان نے اپنا حج کیا ہوا ہو۔ 2۔احرام سے قبل نیت کرتے ہوئے اس شخص کا نام لیا جائے گا جس کی طرف سے حج کرنا ہے۔

سوال	جواب
11۔حج کے کتنے اَرکان ہیں؟	حج کے پانچ ارکان ہیں: 1۔نیت (البینۃ:5،بخاری:1) 2۔وقوف عرفہ (البقرۃ:198،ابوداود:1703) 3۔مزدلفہ میں رات گزارنا (البقرۃ:198،ترمذی:891) 4۔طوافِ زیارۃ / طوافِ افاضہ (الحج:29،بخاری:1733) 5۔سعی (مسند احمد:421/6،حاکم:70/4)
12۔حج کا کوئی رکن رہ جائے تو کیا کرنا ہوگا؟	حج کا کوئی رکن فوت ہو جائے تو حج نہیں ہوگا آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا۔
13۔حج کے واجبات کون سے ہیں؟	حج کے واجبات پانچ ہیں: 1۔میقات سے احرام باندھنا (السلسلۃ الصحیحۃ تحت الحدیث:210) 2۔رمی جمرات۔جمروں کو کنکریاں مارنا (مسلم:1297،1299) 3۔حلق یا تقصیر۔سر کے بال منڈوانا یا کتروانا (الفتح:27،بخاری:1727) 4۔ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا (البقرۃ:203) 5۔طواف وداع (مسلم:3219)
14۔حج کا کوئی واجب رہ جائے تو کیا کرنا ہوگا؟	حج کا کوئی واجب عمل رہ جائے تو بطور فدیہ جانور قربان کرنا ہوگا۔اگر جانور قربان کرنے کی طاقت نہ ہو تو 3 روزے حج کے دوران اور 7 گھر جا کر رکھنے ہوں گے۔
15۔میقات کسے کہتے ہیں؟	میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔یہ پانچ ہیں: 1۔اہلِ مدینہ کے لئے ذُوالْحُلَیفہ۔موجودہ نام ابیار علی ہے۔ 2۔اہلِ شام کے لئے جُحفہ ۔یہ رابغ کے قریب ایک ویران بستی ہے۔ 3۔اہلِ نجد کے لئے قرن المنازل۔موجودہ نام السَّیل ہے۔ 4۔اہلِ یمن کے لئے یلملم۔موجودہ نام سعدیہ ہے۔ 5۔اہلِ عراق کے لئے ذاتُ العِرَق موجودہ نام الضریبہ (خریبات) ہے۔ ان میقاتوں کو نبی ﷺ نے مقرر فرمایا ہے۔جو شخص بھی حج اور عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گزرے اس کے لئے ضروری ہے کہ یہاں سے احرام باندھ لے خواہ خشکی کے راستے سے گزر ہو یا ہوائی جہاز سے۔

احرام کے احکامات

سوال	جواب
1۔احرام کسے کہتے ہیں؟	احرام اس خاص لباس کو کہتے ہیں جو حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے میقات سے پہنا جاتا ہے۔عمرہ یا حج کے لیے احرام باندھنا فرض ہے۔
2۔مردوں کا احرام کیا ہے؟	1۔دو اَن سلی چادریں: ایک تہ بند کے طور پر باندھ لی جائے اور دوسری اوپر اوڑھ لی جائے۔ 2۔احرام میں سر اور چہرہ ننگا ہو۔ 3۔جوتا ایسا پہنیں کہ ٹخنے ننگے ہوں۔ 4۔جوتا نہ ہونے کی صورت میں موزے استعمال کیے جا سکتے ہیں لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ لینا چاہئے۔(ابن خزیمہ:2601)
3۔عورتوں کا احرام کیا ہے؟	1۔عورتوں کے احرام کے لئے کوئی مخصوص لباس نہیں بلکہ ان کا احرام وہی لباس ہے جو عام طور پر پہنتی ہیں۔(بخاری، کتاب الحج، باب:23 قبل الحدیث:1545) 2۔احرام میں نقاب اور دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے نوٹ: i۔نقاب سے مراد وہ سلا ہوا مخصوص کپڑا ہے جو پردہ کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ ii۔نقاب نہ پہننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احرام والی عورت غیر محرم مردوں سے چہرہ نہیں چھپائے گی۔اسے اپنی چادر کے ساتھ غیر محرموں سے اپنا چہرہ چھپانا چاہئے۔(ابوداود:1833) iii۔علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لینا جائز ہے۔ یہ نقاب ڈالنا نہیں ہے۔ان دونوں کو برابر قرار دینا خطا ہے۔(التعلیقات الرضیہ علی الروضۃ الندیہ:71/2) حافظ ابن قیم اسی کے قائل ہیں۔(اعلام الموقعین:269/1)

سوال	جواب
4۔احرام باندھنے کا کیا طریقہ کار ہوگا؟	1۔میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا۔(بخاری:1524) 2۔احرام باندھتے وقت غسل کرنا۔(ترمذی:830) 3۔حیض اور نفاس والی عورت کا احرام باندھنا۔(مسلم:2908) 4۔حیض اور نفاس والی عورت بھی غسل کرے۔(مسلم:1209) 5۔خوشبو والی چادر کو احرام کے طور پر نہ باندھا جائے۔(بخاری:5852) 6۔احرام باندھتے وقت شرط لگانا۔(بخاری:5089) اگر کسی کو خدشہ ہو کہ راستے میں رکاوٹ آسکتی ہے یا کسی بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے تو احرام باندھتے وقت شرط لگا لے۔ 7۔احرام باندھنے سے پہلے نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھ لیں۔اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حاصل ہو جائے گا۔(مسلم:3016، الموسوعۃ الفقہیۃ المیسر 341/4:3) احرام باندھنے سے پہلے دو نفل ادا کرنا مستحب ہے۔(شرح مسلم للنووی:25/5) 8۔احرام باندھ کر نیت کرنا اور اونچی آواز سے تلبیہ پکارنا۔(مسلم:1218، ترمذی:829) 9۔احرام کے بعد ہمیشہ حالتِ اضطباع پر رہنا صحیح نہیں۔(بخاری:359) 10۔دو حجوں یا دو عمروں کا اکٹھا احرام باندھنا: i۔ایک وقت میں دو عمروں کا احرام باندھنا جائز نہیں۔ ii۔ایک سال میں دو حجوں کا احرام باندھنا درست نہیں۔(فتاویٰ اسلامیہ:217/2)
5۔حالت احرام میں فوت ہونے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟	1۔اسے غسل دیا جائے گا۔ 2۔احرام کی دو چادروں میں کفن دیا جائے گا۔ 3۔خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔ 4۔چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا۔
6۔احرام کے مستحب امور کون سے ہیں؟	1۔احرام کا لباس سفید ہونا مستحب ہے۔(ابن ماجہ:1472، صحیح ابی داود:3284، ترمذی:994) 2۔احرام باندھنے سے پہلے مردوں کا خوشبو لگانا مستحب ہے۔(بخاری:1539)

سوال	جواب
7۔واجبات احرام سے کیا مراد ہے؟	واجباتِ احرام سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے چھوڑنے سے دَم (جانور ذبح کرنا) لازم آتا ہے یا پھر دَم ادا نہ کر سکنے کی صورت میں دس دن کے روزے ہیں۔
8۔واجبات احرام کیا ہیں؟	1۔مقات سے احرام باندھنا 2۔سلے ہوئے کپڑے اتارنا 3۔تلبیہ پڑھنا
9۔احرام کی سنتوں سے کیا مراد ہے؟	سنتوں سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے چھوڑ دینے سے دَم لازم نہیں آتا مگر انسان بڑے اجر سے محروم ہو جاتا ہے۔
10۔احرام کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔احرام باندھتے وقت غسل کرنا۔ 2۔احرام کا پاک، صاف، سفید اور دو چادروں میں ہونا۔ 3۔احرام نفل یا فرض نماز سے فارغ ہو کر باندھنا۔ 4۔ناخن کاٹنا، مونچھیں صاف کرنا، بغل کے بال صاف کرنا۔ 5۔حالت بدلتے وقت تلبیہ کی تکرار کرنا مثلاً نماز پڑھنے، سوار ہونے یا اُترنے کے وقت۔ 6۔تلبیہ کے بعد دُعا کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے درود بھیجنا۔
11۔احرام کے مباح امور کون سے ہیں؟	1۔غسل کرنا۔(بخاری قبل الحدیث:1840) 2۔سر یا بدن پر خارش کرنا۔(بخاری قبل الحدیث:1840) 3۔علاج کے لئے آنکھوں میں دوا ڈالنا یا سرمہ لگانا۔(مسلم:2887،فقہ السنۃ:456/1) 4۔علاج کے لئے جسم سے خون نکلوانا۔(بخاری:1835) 5۔خوشبو سونگھنا، پٹی باندھنا، انگوٹھی، گھڑی اور عینک پہننا۔(بخاری قبل الحدیث:1537) 6۔ٹوٹا ہوا ناخن پھینکنا۔(مختصر البخاری، البانی:365/1) 7۔خیمے کا یا چھتری کا سایہ حاصل کرنا۔(مسلم:3139) 8۔خوشبودار صابن استعمال کرنا۔(مجموع الفتاویٰ لابن باز:126/17) 9۔سمندری شکار کرنا۔(المائدۃ:96) 10۔پانچ موذی جانوروں کو قتل کرنا۔(بخاری:3314) 11۔احرام کی چادریں دھونا یا بدلنا۔(بخاری قبل الحدیث:1545)

سوال	جواب
	12۔خطرے کی وجہ سے اسلحہ ساتھ رکھنا۔(بخاری:1844) 13۔عورتوں کا سر کے بال کھولنا اور کنگھی کرنا۔(مسلم:2910) 14۔عورتوں کا زیور اور رنگین کپڑے پہننا۔(بخاری قبل الحدیث:1545) 15۔عمرہ اور حج کا احرام برابر ہے۔
12۔احرام میں ممنوع امور کون سے ہیں؟	**مردوں اور خواتین سب کے لیے:** 1۔جسم یا احرام پر خوشبو لگانا حتیٰ کہ محرم کو وفات کے وقت بھی خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔ (نسائی:2856) 2۔بال یا ناخن کاٹنا۔(مسلم:1977) 3۔عذر کی وجہ سے بال کٹوائے یا منڈوائے جا سکتے ہیں مگر فدیہ دینا ہوگا۔(بخاری:1815) 4۔جنسی افعال، لڑائی جھگڑا یا کوئی نافرمانی کا کام کرنا۔(البقرۃ:197، بخاری:1521، مسلم:1350) 5۔نکاح کرنا، کروانا یا اس کے لیے پیغام دینا۔(مسلم:1409، ترمذی:840) 6۔خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا شکار میں تعاون کرنا یا اپنے لیے کیا گیا شکار کھانا۔ (المائدۃ:95) **صرف مردوں کے لیے:** 1۔سلا ہوا کپڑا پہننا۔(ابوداؤد:1823) 2۔سر پر پگڑی، ٹوپی یا کپڑا اوڑھنا۔(ابوداؤد:1823) 3۔موزے، جرابیں یا ٹخنوں سے اوپر جوتے پہننا۔(مسلم:1177) **صرف عورتوں کے لئے:** نقاب اور دستانے نہیں پہن سکتیں اور نہ ایسا کپڑا جسے زرد زعفرانی رنگ دیا گیا ہو۔ (بخاری:1838)

فدیہ

سوال	جواب
1۔فدیہ کسے کہتے ہیں؟	حج یا عمرہ کرنے والے کے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی پر عائد کئے جانے والے نیکی کے کام مثلاً تین روزے رکھنا، چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا بکری کی قربانی کرنا۔ 1۔حج کے واجبات میں سے کوئی رہ جائے تو جانور قربان کرنا ہوگا۔ 2۔احرام کے واجبات میں سے کوئی رہ جائے تو جانور قربان کرنا ہوگا اور دَم نہ دے سکنے کی صورت میں دس روزے ہیں۔
2۔کن صورتوں میں حج باطل ہو جاتا ہے ، قضا ضروری ہے؟	1۔حج کا کوئی رکن فوت ہو جائے۔ 2۔بیوی سے ہم بستری کی صورت میں حج باطل ہو جاتا ہے۔
3۔ممنوعات احرام میں سے کسی فعل کا ارتکاب کرنے والے کا کیا حکم ہے؟	ایسے شخص پر فدیہ لازم ہوگا۔
4۔کن صورتوں میں فدیہ دینا پڑتا ہے؟	1۔حالتِ احرام میں بیماری کی وجہ سے سر میں تکلیف ہو تو سر منڈوانے کی صورت میں فدیہ ہے۔(البقرۃ:196، بخاری:1815) 2۔دورانِ احرام شکار کرنے کا فدیہ: جانور کے بدلے اس جیسا جانور قربان کیا جائے گا۔ 3۔بیوی سے ہم بستری کا فدیہ: i۔دونوں کا حج باطل ہو جائے گا۔ اگلے برس دوبارہ کرنا ہوگا۔ ii۔بطور فدیہ ایک ایک اونٹ قربان کرنا ہوگا۔

طواف

سوال	جواب
1۔طواف سے کیا مراد ہے؟	اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کی نیت سے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانا، پھر مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرنا طواف کہلاتا ہے۔
2۔طواف کی فضیلت کیا ہے؟	حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا: ''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے (اس کا) یہ (عمل) ایک انسان آزاد کرنے کی طرح ہے۔'' (ابن ماجہ:2956)
3۔طواف کی شرائط کیا ہیں؟	1۔نیت کرنا۔(صحیح بخاری:1) 2۔جسم اور لباس پاک ہونا اور باوضو ہونا۔(مسند احمد:25569) 3۔حسبِ استطاعت ستر۔(بخاری:4656) 4۔سات چکروں کا پورا کرنا۔ ہر چکر حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک ہے۔(المغنی:5/217) 5۔کعبہ کو بائیں طرف رکھنا۔(ترمذی:856) 6۔مسجدِ حرام کے اندر طواف کرنا۔ 7۔تمام چکروں کے درمیان موالات
4۔طواف کی اقسام کیا ہیں؟	1۔**طوافِ قُدوم:** مکہ میں داخل ہوتے ہی جو پہلا طواف کیا جاتا ہے۔ 2۔**طوافِ عمرہ:** جو طواف عمرہ ادا کرنے والا مکہ پہنچنے پر کرتا ہے۔ 3۔**طوافِ افاضہ:** جو طواف 10 ذوالحجہ کو منیٰ میں قربانی کے بعد کیا جاتا ہے۔ 4۔**طوافِ وداع:** جو طواف حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔ 5۔**نفلی طواف:** وہ طواف جو اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے کسی بھی وقت کیا جاتا ہے۔
5۔طواف کی سنتیں کیا ہیں؟	1۔اضطباع کرنا یعنی دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔(صرف طوافِ قدوم میں) (ابوداؤد:1883، ترمذی:859)

	2۔ حجر اسود کو دچھونا یا بوسہ دینا (یا ہاتھ سے اشارہ کرنا طواف شروع کرتے ہوئے) (بخاری:9597، مسلم:3067) 3۔ بوسہ دیتے وقت تکبیر کہنا۔ (بخاری:1613) 4۔ اپنی اپنی جگہ پر رَمل کرنا اور عام چال چلنا (مردوں کے لیے پہلے تین چکروں میں) (بخاری:1617، ترمذی:856) 5۔ رکن یمانی کو چھونا۔ اگر چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جاتا۔ (بخاری:1609، ترمذی:858) 6۔ دورانِ طواف دُعا اور ذکر کرنا۔ ہر چکر کے اختتام پر سورۃ البقرۃ کی آیت 201 پڑھنا۔ 7۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد ملتزم سے چمٹ کر دُعا کرنا۔ (الصحیحہ:2138) 8۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا۔ (ترمذی:856) 9۔ خوب سیر ہو کر آبِ زمزم پینا۔ (حجۃ النبی الالبانی:58) 10۔ چلنے کی قدرت رکھنے والے کا چلنا۔ 11۔ حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔
6۔ طواف کے غیر مسنون افعال کون سے ہیں؟	1۔ طواف سے پہلے غسل کرنا۔ 2۔ طوافِ قدوم سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کرنا۔ 3۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت نماز کی طرح دونوں ہاتھ اُٹھانا۔ 4۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لیے دھکے دینا۔ 5۔ طواف کرنے والے کا یہ الفاظ کہنا: نویتُ بطوافی ھذا الاُسبوع کذا و کذا... 6۔ بارش میں اس نیت سے طواف کرنا کہ گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ 7۔ دونوں شامی رکنوں کو بوسہ دینا۔ 8۔ رکنِ یمانی کو بوسہ دینا۔ 9۔ کعبہ اور مقامِ ابراہیم کی دیوار کو تبرک کے لئے چھونا۔

	10۔ دورانِ طواف دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لینا۔ 11۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ کہنا: اللّٰھم ایماناً بک وتصدیقاً بکتابک 12۔ آخری چار چکروں میں یہ الفاظ کہنا: رب اغفر وارحم وتجاوَز عَمَّا تَعلم انک انت الاعزُّ الاکرم
7۔ طواف کے آداب کیا ہیں؟	1۔ خشوع وخضوع۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف کے شعور سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت حاصل کرنے کی رغبت رکھنا۔ 2۔ بغیر ضرورت کلام نہ کرنا اور ضرورت پر کلمۂ خیر کہنا۔ 3۔ کسی کو اپنے قول وفعل سے ایذاء نہ دینا۔ 4۔ ذکر، دعا اور درود کی کثرت کرنا۔

سعی

1۔ سعی کیا ہے؟	سعی سے مراد عبادت کی نیت سے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے یا چلتے ہوئے سات چکر لگانا ہے۔ سعی حج اور عمرہ کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج اور عمرہ نہیں ہوتا۔
2۔ سعی کی کیا شرائط ہیں؟	1۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت رکھنا۔ (بخاری:1) 2۔ طواف کے بعد سعی کرنا۔ 3۔ سات چکر پورے کرنا۔ طاق چکروں (1،3،5،7) کی ابتدا صفا سے اور جفت چکروں (2،4،6) کی ابتداء مروہ سے کرنا۔ 4۔ موالات (سعی کے چکروں میں) 5۔ لگاتار سعی کرنا۔ معمولی ضرورت سے وقفہ کیا جاسکتا ہے۔

3۔سعی کی سنتیں کون سی ہیں؟	1۔طواف اور سعی کے درمیان موالات کو قائم رکھنا۔ 2۔عام چال کی جگہ پر چلنا اور دوڑنے کے مقام پر دوڑنا۔ 3۔ہر چکر میں صفا اور مروہ پر ٹھہرنا اور دعا کرنا۔ 4۔دُعائیں، استغفار اور تلاوت قرآن کرنا اور درود بھیجنا۔ (ابوداؤد:1888) 5۔سبز ستونوں کے درمیان دوڑنا۔ 6۔صفا اور مروہ پر چڑھتے ہوئے تین بار اللہ اکبر کہنا پھر یہ دعا پڑھنا: لا الـٰـه الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدير لا الـه الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده (نسائی:2977)
4۔سعی کے غیر مسنون افعال کون سے ہیں؟	1۔سعی میں 14 چکر لگانا۔ 2۔جماعت کھڑی ہونے کے باوجود سعی میں مصروف رہنا حتیٰ کہ باجماعت نماز فوت ہوجائے۔ 3۔حجِ تمتع کرنے والے کا طواف زیارہ کرنے کے بعد سعی چھوڑ دینا۔ 4۔سعی سے فارغ ہوکر دو رکعت نماز ادا کرنا۔
5۔سعی کے کیا آداب ہیں؟	1۔باب صفا سے کوہِ صفا کی طرف جانا۔ (مسلم:1218) 2۔باوضوء ہونا۔ 3۔اگر مشقت کا باعث نہ ہو تو پیدل چلنا۔ (مسلم:1264) 4۔کثرت سے ذکر و دعا کرنا۔ 5۔نظر اور زبان کی حفاظت کرنا۔ 6۔اپنے قول و فعل سے کسی کو ایذاء نہ دینا۔ 7۔اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی کا اعتراف کرنا۔

عمرہ

1۔عمرہ سے کیا مراد ہے؟	فقہ میں موجود شرائط کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا۔ (ابن الاثیر،النھایۃ:253/2)
2۔عمرہ کی کیا فضیلت ہے؟	1۔عمرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم:3289) 2۔عمرے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (ابن ماجہ:2893) 3۔رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔ (بخاری:1863) 4۔فقر اور گناہوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (ترمذی:810) 5۔عمرہ جہاد ہے۔ (ابن ماجہ:2901) 6۔عمرے کا اجر محنت اور خرچ کے مطابق ہے۔ (بخاری:1787،صحیح الترغیب:1116) 7۔عمرے کے لیے نکلا ہوا شخص فوت ہوجائے تو مکمل اجر ملتا ہے۔ (صحیح الترغیب:1114)
3۔عمرے کے واجب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟	عمرہ کے وجوب کے لئے پانچ شرائط ہیں: 1۔اسلام (بخاری:8) 2۔بلوغت (ابن خزیمہ:3050،طبرانی اوسط:2752،حاکم:481/1) 3۔عقل (ابوداؤد:4402) 4۔آزادی (ابن خزیمہ:3050،طبرانی اوسط:2752،حاکم:481/1) 5۔استطاعت (آل عمران:97) خواتین کے لئے دو اور شرائط ہیں: 1۔محرم کا ساتھ ہونا (بخاری:1862،مسلم:3272) 2۔عدت میں نہ ہونا (موطا امام مالک:1211)
4۔عمرے کے کتنے ارکان ہیں؟	عمرے کے تین ارکان ہیں۔ رکن چھوڑنے سے عمرہ صحیح نہیں ہوتا۔ 1۔احرام باندھنا 2۔طوافِ عمرہ 3۔سعی عمرہ
5۔عمرے کے کتنے واجبات ہیں؟	واجب چھوڑ دینے سے دم دینا پڑے گا جو واجب چھوڑنے کا کفارہ ہے۔ عمرے کے واجبات دو ہیں: 1۔میقات سے احرام باندھنا 2۔حلق یا تقصیر

عمرہ کا طریقہ

1۔میقات سے احرام باندھنا

1۔اعمال میقات	1۔غسل کرنا۔(ترمذی:830)　　2۔خوشبولگانا۔(بخاری:1039) 3۔اِحرام باندھنا۔(عورت کا لباس ہی اس کا اِحرام ہے۔) 4۔i۔دل سے عمرہ کی نیت کرنا ii۔یہ الفاظ کہنا: اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃ ''اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔'' iii۔تلبیہ پڑھنا **احتیاط:** بیمار شخص میقات پر احرام باندھتے ہوئے اگر یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی تکلیف بڑھ سکتی ہے یا کوئی شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اسے کوئی عذر پیش آسکتا ہے تو اسے یہ الفاظ کہنے چاہئیں: اَللّٰھُمَّ مَحِلِّی حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ (بخاری:5089) ''اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں آپ مجھے روک دیں گے۔''
2۔مکہ کے راستے میں کثرت سے تلبیہ پڑھنا	مرد اونچی آواز سے اور خواتین اتنی آواز میں پڑھیں کہ انہیں خود یہ آواز سنائی دے۔ الفاظ تلبیہ: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ . (بخاری:1549) ''میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بے شک حمد تیرے ہی لیے ہے۔ ساری نعمتیں تیری ہی عطا کردہ ہیں۔ بادشاہی تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔''

3۔مکہ پہنچنے اور بیت الحرام میں داخلے کے وقت	1۔اگر آسانی سے ممکن ہو تو مکہ پہنچنے سے پہلے نہالیں ورنہ مکہ پہنچ کر نہالیں. پھر مسجدِ حرام جائیں جو اللہ تعالیٰ کا پرانا گھر ہے۔ **نوٹ:** بغیر غسل کے بھی مسجدِ حرام جاسکتے ہیں۔ 2۔مسجدِ حرام میں داخلے کے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیں اور کہیں: بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (ترمذی:314) ''داخل ہوتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول پر درود وسلام ہو۔ اے اللہ تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

2۔طواف

1۔طواف شروع کرنے سے پہلے	1۔طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ کہنا بند کردیں۔(بیہقی) 2۔مرد طواف کرنے سے پہلے دایاں کندھا ننگا رکھ کر حالتِ اضطباع اختیار کریں۔ **احتیاطیں:** طواف کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے۔(بخاری) طوافِ قدوم میں حالتِ اضطباع اختیار کرنا مسنون ہے۔
2۔حجرِ اَسود کا اِستلام	حجرِ اَسود کو بوسہ دیں یا ہاتھ لگائیں یا ہاتھ سے اشارہ کریں۔(بخاری:1603، ابوداؤد:1872) اور یوں کہیں: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر (مسند احمد:2/678) ''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔'' **احتیاطیں:** 1۔گزرتے وقت حجرِ اَسود کے سامنے نہ ٹھہریں۔ 2۔اگر حجرِ اَسود کا بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو زبردستی گھس کر، مار دھاڑ سے دھکے دے کر بوسہ نہ لیں کیونکہ اس میں ایذا رسانی ہے۔ دوسروں کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

3۔طواف کے چکر	1۔سات ہوتے ہیں۔(مسلم 1263,1262) 2۔ایک چکر حجرِ اسود سے شروع ہو کر حجرِ اسود پر مکمل ہوتا ہے۔(مسلم 1263,1262) 3۔طواف کا ہر چکر حطیم کے باہر سے لگائیں۔(صحیح ابن خزیمہ:274) 4۔طواف کرنے والے بیت اللہ کو بائیں طرف کر لیں۔(ترمذی 856) 5۔طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں رَمَل کریں (یعنی آہستہ آہستہ دوڑنا اور کندھے ہلانا)۔(بخاری 1604) 6۔طواف کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، اِستغفار کریں، دُعائیں کریں یا قرآنِ مجید کی تلاوت کریں۔
4۔رُکنِ یمانی کا اِستلام	طواف کے ہر چکر میں رکنِ یمانی سے گزرتے ہوئے اسے ہاتھ سے چھونا مسنون ہے۔(ابوداؤد 1876) **احتیاطیں:i**۔رکنِ یمانی کو بوسہ نہیں دینا۔ **ii**۔رکنِ یمانی کی طرف اشارہ نہیں کرنا۔ **iii**۔رکنِ یمانی کی طرف اشارہ کر کے ہاتھوں کو نہیں چومنا۔
5۔رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان	یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے۔(ابوداؤد 1892) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:201) "اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"
6۔طواف میں ذکر اور دُعا	طواف کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا واجب ہے۔(صحیح ابن خزیمہ 2738، ابوداؤد 1888)، خاص طور پر حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے پاس سُبحان الله ،الحمدُ لله ، لآ اله اِلا الله ،الله اکبر ، درود شریف، تلاوتِ قرآن، قرآنی اور مسنون دُعائیں کرنی چاہئیں۔ اپنی زبان میں بھی دُعائیں کرنی چاہئیں۔

	احتیاطیں:1۔نبی ﷺ نے طواف کے ہر چکر کی الگ الگ دُعائیں نہیں کیں۔اس لئے اس سے بچیں۔ 2۔مشترکہ طور پر بلند آواز سے یا انفرادی طور پر آہستہ آواز سے طواف کے ہر چکر کی دُعائیں نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔اس سے بچیں۔
7۔طواف کے چکر پورے کرنے کے بعد	1۔سات چکر لگا کر طواف کو مکمل کریں۔ 2۔جب طواف سے فارغ ہو جائیں: **i**۔دائیں کندھے کو ڈھانپ لیں۔ **ii**۔مقامِ ابراہیم کی طرف چلے جائیں۔ **احتیاط:** طواف کے دوران عورتوں کے لیے مَردوں کی بھیڑ سے بچنا واجب ہے خاص طور پر حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے پاس۔
8۔مقام ابراہیم	1۔سات چکر پورے کر کے مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھنے کے لئے چلے جائیں۔مقامِ ابراہیم کی طرف جاتے ہوئے یہ آیت پڑھیں: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی "اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔" 2۔اگر ممکن ہو تو مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کر لیں ورنہ مسجد میں کسی بھی جگہ دو رکعت پڑھ لیں۔یہ نماز سنتِ مؤکدہ ہے۔ 3۔دو رکعت ادا کریں۔پہلی رکعت میں سورة الفاتحہ کے بعد سورة الکافرون اور دوسری رکعت میں سورة الفاتحہ کے بعد سورة الاخلاص پڑھیں۔(صحیح مسلم 1218) **نوٹ:i**۔اگر ان کے علاوہ کوئی دوسری سورتیں پڑھیں تو کوئی حرج نہیں۔ **ii**۔ممنوعہ اوقاتِ نماز یعنی فجر سے سورج نکلنے تک، زوال کے وقت، عصر سے سورج ڈوبنے تک بھی مسجدِ حرام میں طواف کی دو رکعتیں ادا کرنا جائز ہے۔(ابوداؤد:1894)

9۔آبِ زم زم پینا	طواف کی دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد زمزم پینااور سر پر ڈالنا مسنون ہے۔ (احمد:72/12)
10۔طواف کے خاص احکامات	1۔اگر طواف کے دوران وضوٹوٹ جائے تو باوضو ہونا بہتر ہے (بخاری1614،1615) لیکن یہ واجب یا شرط نہیں ہے۔ 2۔طواف کے دوران چکروں کی تعداد میں شک ہوجائے تو کم پر یقین رکھتے ہوئے باقی چکر پورے کرلیں مثلاً یہ شک ہے کہ سات چکر ہوگئے ہیں یا چھ تو چھ کا یقین کر کے سات چکر پورے کریں۔ 3۔اگر کسی عذر کی وجہ سے طواف کرنے میں مشکل پیش آئے تو سواری [wheel chair] پرطواف کرنا جائز ہے۔(بخاری1612) 4۔اگر دورانِ طواف کوئی شرعی عذر پیش آجائے یا نماز کا وقت ہوجائے تو طواف کا سلسلہ وہیں چھوڑ دیں۔بعد میں پہلے چکر گن کر وہیں سے طواف شروع کریں جہاں سے چھوڑا تھا۔(فقہ السنہ،کتاب المناسک،شروط طواف) 5۔حیض کی حالت میں عورت مسجدِ حرام میں داخل نہ ہو۔جب تک وہ پاک نہ ہو بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔(بخاری1650) 6۔اگر طواف کرتے ہوئے کسی عورت کو حیض آجائے تو وہ اسی وقت طواف چھوڑ کر مسجدِ حرام سے باہر آجائے۔ 7۔طواف کے دوران بوقت ضرورت گفتگو کی جاسکتی ہے۔(فقہ السنہ،کتاب المناسک،شروط طواف)

3۔سعی

صفااور مروہ کے درمیان سعی	سعی حج اور عمرہ کا رُکن ہے۔اس کے بغیر حج اور عمرہ ادا نہیں ہوتے۔(صحیح ابن خزیمہ:2765)

1۔صفا سے آغاز	1۔صفا کے قریب ہوجائیں تو کہیں (مسلم:1318): اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ ''میں اسی سے ابتداء کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء کی ہے۔'' اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:158) ''یقیناً صفااور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔پھر جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔اور جو کوئی شوق سے کوئی نیکی کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ قدر دان ہے، جاننے والا ہے۔'' 2۔پھر صفا پر چڑھیں۔کعبہ کی طرف رخ کر کے تین بار اللہ اکبر کہیں اور ہاتھوں سے اشارہ نہ کریں اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا تین مرتبہ پڑھیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ . (مسلم:1318) ''تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔بادشاہی اور حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے۔اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا لشکروں کو شکست دی۔'' احتیاط: اللہ اکبر کہتے وقت اشارہ نہ کریں۔دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرنا عام غلطیوں میں سے ہے۔اس سے بچیں۔

2۔مروہ کی طرف جانا	صفا سے اُتر کر مروہ کی طرف جائیں۔سبز لائٹ تک پہنچنے سے پہلے چل کر جائیں۔سبز لائٹوں کے درمیان مرد تیز دوڑیں اور عورتیں عام چال چلیں ۔ دوسری سبز لائٹ پر پہنچیں تو عام چال چلیں۔(بیہقی،سنن کبریٰ 845)
3۔صفا اور مروہ کے درمیان ذکر	اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے سعی کے دوران سُبحان اللہ ،اَلحَمدُ للہ ، لآ الٰہ اِلا اللہ ،اللہ اکبر ،تلاوتِ قرآن مجید، درود شریف اور عام قرآنی اور مسنون دُعائیں کرنی چاہئیں۔اپنی زبان میں بھی دُعائیں کرنی چاہئیں۔(صحیح ابن خزیمہ 1836)
4۔مروہ پر پہنچ کر	1۔مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہوگیا۔ 2۔کعبے کی طرف رُخ کر کے وہی دُعائیں پڑھیں جو صفا پر پڑھی تھیں۔تین بار اللہ اکبر کہیں اور ہاتھوں سے اشارہ نہ کریں اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا تین مرتبہ پڑھیں: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ۔ (مسلم 1318) ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی گروہوں کو شکست دی۔‘‘ 3۔آیت نہیں پڑھنی۔جتنی جی چاہے دُعائیں کریں۔
5۔مروہ سے واپس صفا کی طرف آنا	سبز لائٹ تک چل کر جائیں۔سبز لائٹوں کے درمیان مرد تیز دوڑیں گے،عورتیں عام چال چلیں گی۔دوسری سبز لائٹ کے پاس پہنچ کر عام چال چلیں یہاں تک کہ صفا پر پہنچ جائیں۔اب دو چکر مکمل ہوگئے۔

اسی طرح سات چکر مکمل کریں۔آخری چکر مکمل ہونے پر آپ مروہ پر ہوں گے۔

سعی کے خاص احکامات	1۔حیض اور نفاس والی عورت کے لئے سعی کرنا جائز ہے لیکن سعی کی جگہ مسجدِ حرام میں توسیع کے بعد مسجدِ حرام میں شامل کر لی گئی ہے لہٰذا اب یہاں سعی کرنا جائز نہیں۔ 2۔سعی کے دوران عورتوں کا سبز لائٹوں کے درمیان دوڑنا غلطی ہے۔اس سے بچیں۔ 3۔اگر سعی کا سلسلہ روکنا پڑے تو عذر ختم ہونے کے بعد وہیں سے سلسلہ شروع کیا جائے گا جہاں سے ٹوٹا تھا۔(فقہ السنۃ:743) 4۔اگر سعی کے چکروں کے بارے میں شک ہو جائے تو کم تعداد پر یقین کرتے ہوئے باقی چکر پورے کر لیں۔ 5۔اگر کسی عذر کی وجہ سے طواف کے بعد سعی میں تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔(فقہ السنۃ:743/1) 6۔اگر سعی کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں کیونکہ سعی کے لئے وضو شرط نہیں ہے البتہ اگر باوضو ہو کر سعی کریں تو افضل ہے۔ 7۔اگر کسی عذر کی وجہ سے سعی کرنے میں مشکل پیش آئے تو سواری [wheel chair] پر سعی کی جاسکتی ہے۔(بغوی،شرح السنۃ:1922)
حلق یا قصر	1۔سعی مکمل کرنے کے بعد عمرہ کرنے والا اپنے سر کے بالوں کو منڈوالے یا کٹنگ کرائے۔سر منڈوانا افضل ہے۔منڈوانے کو حلق کرنا اور کٹنگ کو قصر کہتے ہیں۔ 2۔عورت اپنے بالوں سے انگلی کے ایک پور کے برابر کم کر لے۔ احتیاطیں:1۔کٹنگ پورے بالوں کی ہونی چاہئے۔ 2۔خواتین بال کاٹتے وقت اپنے پردے کا پورا خیال رکھیں۔ 3۔خواتین کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں۔(ابوداؤد:1985)
عمرہ مکمل ہوگیا	عمرہ اور حجِ تمتع کرنے والے مرد احرام کی چادریں اُتار کر عام لباس پہن لیں۔

حج تمتع کا طریقہ

یوم الترویہ   آٹھ ذوالحجہ

احرام باندھنے سے پہلے	غسل کریں۔(ترمذی 830) خوشبو لگائیں۔(بخاری 1539)
1۔احرام باندھ لیں	حجِ تمتع کرنے والا صبح اِحرام باندھے۔ حجِ قران اور حجِ اِفراد کرنے والے حاجی اپنے اِحرام میں باقی رہیں گے۔
2۔حج کی نیت کرلیں	حجِ تمتع کرنے والا نیت کر کے یہ الفاظ کہے گا: اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا "یا اللہ! میں تیری جناب میں حج کے لئے حاضر ہوں۔"
3۔منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں اور تلبیہ پکاریں	منیٰ کی طرف جانے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں البتہ ظہر کی نماز سے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہئے۔(مسلم 1218)
4۔منیٰ کی نمازیں	ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ میں ادا کریں۔ **احتیاطیں:** 1۔منیٰ کی نمازیں قصر کر کے ادا کریں۔ نبی ﷺ نے یہ نماز قصر کیں۔ (مسلم 1218) حجۃ الوداع میں نبی ﷺ نے تمام حاجیوں کو نماز قصر پڑھائی۔(مسلم 696) 2۔منیٰ کی نمازیں جمع کئے بغیر قصر کر کے اپنے وقت پر باجماعت ادا کریں۔

یوم العرفہ   نویں ذوالحجہ

1۔فجر کی نماز ادا کریں	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کریں اور سورج طلوع ہونے کا انتظار کریں۔طلوع ہونے کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں۔(مسلم 696)

2۔منیٰ سے عرفات کے راستے میں	عرفات جاتے ہوئے تلبیہ پکاریں، اللہ اکبر اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کا ذکر کرنا مسنون ہے۔(مسلم 12851284)
3۔عرفات میں	اگر میسر ہو تو مقامِ نمرہ میں اُتریں (جہاں اب مسجدِ نمرہ ہے)۔اگر مسجد میں جگہ نہ ملے تو اس کے قریب کسی جگہ ٹھہریں۔
4۔کثرت سے تلبیہ پڑھیں	ذکر اور استغفار کریں۔لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ اور اَلْحَمْدُ للہ اور سُبْحَانَ اللہ پڑھیں۔اپنے لئے، اپنے گھر والوں، اپنی اولاد اور مسلمانوں کے لئے خشوع و خضوع سے گڑگڑا کر دُعائیں کریں۔
5۔خاموشی سے خطبہ حج سنیں	
6۔ظہر اور عصر کی نمازیں	ظہر اور عصر کی نمازیں قصر کر کے ظہر کے وقت باجماعت پڑھیں۔یہ نمازیں ایک اذان اور دو اِقامتوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھیں۔(مسلم:1218)
7۔میدانِ عرفات میں وقوف کریں	اس کے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہیں ہے۔نبی ﷺ نے جبلِ رحمت کے قریب وقوف کیا۔سارا عرفات وقوف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔(مسلم 1218)
8۔کثرت سے ذکر اور دعا کریں	وقوفِ عرفہ کے دوران قبلہ رُخ ہو کر کثرت سے ذکر اور ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں کریں۔ (نسائی:3014) یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔کثرت سے یہ ذکر کریں: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترمذی 3585) "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔بادشاہت اور حمد اسی کے لیے ہے۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

وقوف عرفہ کے دوران احتیاطیں	1۔ حدودِ عرفہ کے باہر وقوف نہ کریں۔ مسجدِ نمرہ کا کچھ حصہ وادیٔ نمرہ میں ہے اور باقی عرفات میں۔ وادیٔ نمرہ والے حصے میں وقوف نہیں ہوگا۔ 2۔ حدودِ عرفہ کے باہر سورج غروب ہونے تک وقوف کر کے مزدلفہ لوٹ جانے والے کا حج نہیں ہوتا اس لئے حدودِ عرفہ میں وقوف کریں۔ 3۔ سورج غروب ہونے سے پہلے عرفہ سے نکل جانے سے بچیں کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ 4۔ میدانِ عرفات میں پوری نمازیں پڑھنے سے بچیں۔ یہ خلاف سنت ہے۔ 5۔ جبلِ رحمت پر چڑھنے کے لئے بھیڑ لگانے اور دھکے دینے سے بچیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر اسے چھونے اور وہاں نماز پڑھنے کی دین میں کوئی بنیاد نہیں اس لئے ان کاموں سے بچیں۔ 6۔ دُعا کے وقت قبلہ رُخ ہونا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ جبلِ رحمت کی طرف رُخ کرنے سے بچیں۔ 7۔ ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک فضول باتیں کرنے، اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے اور سونے سے بچیں۔ یہ مقام اور مواقع بار بار نہیں ملا کرتے۔ اس وقت کو دُعاؤں میں لگا دیں۔
وقوف عرفہ کے خاص احکامات	1۔ اگر کوئی شخص دیر سے عرفات پہنچے تو 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات میں فجر سے پہلے کسی بھی وقت تھوڑی دیر کے لئے میدان عرفات میں وقوف کر لے تو اس کا حج ہو جائے گا۔ (نسائی 3019) 2۔ جو سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حدود سے نکل جائے اس کو چاہئے کہ غروب سے پہلے عرفات لوٹ جائے ورنہ ایک دَم (قربانی) ضروری ہو جاتی ہے۔

9۔ سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہوں	سورج غروب ہونے کے وقت مغرب کی نماز ادا کیے بغیر مشعرِ حرام مزدلفہ روانہ ہو جائیں، تلبیہ کہتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے، اُس کے احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اُس نے میدانِ عرفات میں حاضری کی توفیق عطا کی ہے۔
10۔ مزدلفہ میں رات گزاریں	1۔ مزدلفہ پہنچنے کے فوراً بعد مغرب اور عشاء کی نمازیں قصر اور جمع کر کے باجماعت ادا کریں۔ یہ نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کریں۔ 2۔ رات سو کر گزاریں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سنتیں یا نوافل یا وتر ادا نہیں کئے تھے بلکہ آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ آپ ﷺ نے تہجد بھی ادا نہیں کی۔ فجر طلوع ہونے تک آپ ﷺ سوئے۔ (مسلم 1218) **احتیاطیں:** 1۔ نبی ﷺ کی سنت کے مطابق سورج غروب ہونے کے بعد نمازِ مغرب ادا کئے بغیر عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوں۔ 2۔ عرفات اور مزدلفہ کے راستے میں سکون اور وقار کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ (مسلم 1218) 3۔ مغرب اور عشاء کی نماز سے پہلے کنکریاں نہ چنیں۔ 4۔ یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ مزدلفہ سے کنکریاں چننا ضروری ہے۔ **خاص حکم:** مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے اذان اور اقامت کہہ کر مغرب اور ساتھ ہی اقامت کہہ کر عشاء ادا کریں۔

یومُ النَّحر دسویں ذوالحجہ

1۔ مزدلفہ میں نماز فجر ادا کریں	مزدلفہ میں نمازِ فجر عام دنوں کی نسبت قدرے جلدی ادا کرلیں۔ نبی ﷺ نے یہ نماز معمول سے پہلے ادا کی تھی۔ (بخاری: 1681)

2۔ مشعرِ حرام کے قریب دُعا کریں	1۔ نمازِ فجر کے بعد مزدلفہ میں ایک پہاڑی مشعرِ حرام کے پاس ٹھہریں اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر خوب دُعائیں مانگیں۔(مسلم 1218) 2۔ اگر مشعرِ حرام کے قریب موقع نہ ملے تو مزدلفہ میں کسی بھی جگہ ٹھہر جائیں۔ 3۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، تکبیر کہیں اور جتنی ہو سکے دُعائیں کریں۔
3۔ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں	سورج نکلنے سے پہلے تلبیہ کہتے ہوئے خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ یہی نبی ﷺ کی سنت ہے۔(مسلم 1299) **خاص حکم:** 1۔ خواتین، بچے، کمزور لوگ اور ان کے ذمہ دار آدھی رات کے بعد منیٰ جا سکتے ہیں۔ 2۔ منیٰ کے راستے میں تلبیہ پکارتے رہیں۔(مسلم 1298)
4۔ وادیٔ مُحَسِّر سے تیزی سے گزریں	مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے جس میں اَبرہہ کا لشکر چھوٹے چھوٹے پرندوں سے ہلاک ہوا تھا اسے وادیٔ مُحَسِّر کہتے ہیں۔ اس وادی سے تیزی سے گزر جائیں۔(مسلم 1219)
5۔ منیٰ کے راستے سے کنکریاں چُن لیں	کنکریاں منیٰ سے لینا مسنون ہے۔(نسائی 3060) **احتیاطیں:** 1۔ جمرات کو ماری ہوئی کنکریاں نہ لیں۔ 2۔ کنکریاں نہ دھوئیں۔ یہ بدعت ہے۔ 3۔ کنکریاں مٹر کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑی ہونی چاہئیں۔(مسلم 1299)
6۔ منیٰ پہنچنے پر	جمرۂ عقبہ کی طرف جانے میں جلدی کریں۔ جمرۂ عقبہ مکہ سے قریب ہے۔ یہاں پہنچنے کے بعد تلبیہ کہنا بند کر دیں۔ پھر ترتیب سے اس دن کے خاص کام کریں۔

یومُ النَّحر کے خاص کام

a۔ یومُ النَّحر کا پہلا خاص کام: جمرۂ عقبہ کی رمی کریں	جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔ 1۔ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے کنکریاں مارتے ہوئے فرمایا تھا: ”مجھ سے احکامِ حج سیکھ لو۔“ (مسلم 1297) 2۔ کنکریاں سورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک ماری جا سکتی ہیں۔ 3۔ کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ کہنا بند کر دیں۔ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ 4۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہیں۔(بخاری 1750) 5۔ ساتوں کنکریاں ایک ہی بار نہ ماریں یہ ایک ہی شمار ہوگی۔ 6۔ کنکریاں یکے بعد دیگرے ماری جائیں۔(بخاری 1750) 7۔ کنکریاں مارنے کے بعد یہاں دُعا کے لئے نہ رُکیں کیونکہ نبی ﷺ نے یہاں دُعا نہیں کی تھی۔(بخاری 1751) **احتیاط:** کنکریاں نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ماری جاتی ہیں لہٰذا پورے شعور کے ساتھ یہ سمجھتے ہوئے ماریں کہ ہم شیطان کو کنکریاں مار رہے ہیں۔ جوتے نہ ماریں، زبان سے گالی نہ دیں، بے ہودہ گفتگو نہ کریں۔
جمرۂ عقبہ کی رمی کے خاص احکامات	1۔ اگر زوال تک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں نہیں مار سکے، بعد میں کنکریاں مارنی ہیں تو کوئی بات نہیں۔(بخاری 1723) 2۔ کنکریاں دوسروں کی طرف سے ماری جا سکتی ہیں۔ کمزور، بوڑھے، بچے اور عذر والی خواتین کی طرف سے کوئی دوسرا کنکریاں مار سکتا ہے (اس پر علماء کا اتفاق ہے)۔ 3۔ پُل کے اوپر سے بھی کنکریاں ماری جا سکتی ہیں۔

b۔یومُ النَّحر کا دوسرا خاص کام: قربانی کریں	اگر قربانی ضروری ہے تو قربانی کر لیں۔حج قران اور حج تمتع کرنے والے قربانی کریں گے ان پر واجب ہے۔حج اِفراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ 1۔قربانی اگر خود کرنا چاہیں تو بِسمِ اللہ اللہُ اَکبر کہہ کر جانور ذبح کریں۔(بخاری5558) 2۔قربانی سے خود گوشت کھانا مسنون ہے۔(مسلم1218) 3۔قربانی سے فقراء کو بھی کھلائیں۔
قربانی کے خاص احکامات	1۔منٰی میں یا مکہ میں کسی بھی جگہ حدودِ حرم کے اندر قربانی کرنا جائز ہے۔(ابوداؤد1937) 2۔کسی دوسرے سے قربانی کروانا جائز ہے۔نبی ﷺ نے خود بھی اونٹ ذبح کئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کروائے تھے۔(مسلم1218) 3۔اگر 10ذوالحجہ کو کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکیں تو ایامِ تشریق 11،12،13ذوالحجہ کی عصر تک قربانی کر سکتے ہیں۔(بیہقی،سنن کبریٰ9/395) 4۔ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہیں تو یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔(بخاری1712) 5۔قربانی کی رقم مستحقین تک پہنچانے کے لئے بینک میں جمع کروائی جاسکتی ہے۔ 6۔جو شخص قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ ایامِ حج میں تین اور واپس گھر آ کر سات روزے رکھے۔یہ روزے ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔
c۔یومُ النَّحر کا تیسرا خاص کام: بال منڈوالیں یا کٹوالیں	دسویں ذوالحجہ کا تیسرا کام حلق یا قصر کروانا ہے۔(بخاری1792) سر منڈوانا یا حلق کروانا افضل ہے۔(بخاری1727) عورتیں سر کے بال کاٹ لیں کیونکہ ان کے لئے سر منڈوانا یعنی حلق کرنا جائز نہیں۔(ابوداؤد1985)
اب اِحرام کھول دیں	قربانی اور حلق یا قصر کے بعد تمام ممنوعہ چیزوں پر سے اِحرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں صرف شوہر بیوی کے تعلق پر پابندی باقی رہتی ہے۔

d۔یومُ النَّحر کا چوتھا خاص کام: طواف زیارت کریں	1۔طوافِ زیارت حج کا رُکن ہے۔اس طواف کے لئے اِحرام،حالتِ اضطباع (چادر کو دائیں بغل سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالنے اور دایاں کندھا ننگا رکھنے)اور رَمل (پہلے تین چکروں میں کندھے ہلاتے ہوئے دوڑنے) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ 2۔اس طواف کے لئے باوضو ہونا چاہئے۔حجرِ اَسود کو بوسہ دیں یا اِستلام کریں یا اشارہ کریں۔ 3۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں۔کثرت سے دُعائیں کریں۔قربانی کے دن طوافِ زیارت کے بعد اِحرام کی تمام پابندیاں ختم ہوگئیں۔ 4۔حائضہ عورت اس وقت تک طواف نہیں کرے گی جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے۔نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:''عام حاجی جو کام کرتے ہیں تم بھی کرتی جاؤ لیکن طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ پاک نہ ہو جاؤ''(متفق علیہ) 5۔دو رکعت واجب الطّواف پڑھیں۔ 6۔آبِ زم زم پئیں۔ 7۔سعی کریں۔ حج تمتع کرنے والا سعی کرلے۔حج قران یا حج اِفراد کرنے والوں نے اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو تو سعی کرلیں۔اس سعی کے احکامات بھی عمرہ والی سعی کے ہیں۔
طوافِ زیارت کے خاص احکامات	1۔اگر کسی وجہ سے یومُ النّحر کے دن طوافِ زیارت نہ کر سکیں تو ایامِ تشریق یعنی 11،12 اور 13ذوالحجہ میں کسی وقت بھی کر سکتے ہیں۔ 2۔اگر مطاف (بیت اللہ کے گرد وہ جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے) میں رَش کی وجہ سے طواف کرنا ممکن نہ ہو تو چھت پر یا 1st floor پر بھی طواف کر سکتے ہیں۔ **خواتین کے لیے احتیاط:** طواف کے دوران نظریں نیچی رکھیں،مردوں کی بھیڑ سے بچیں اور مکمل پردہ کریں۔یہ واجب ہے۔عورت کے لئے سنت ہے کہ جب وہ حجرِ اَسود کے قریب پہنچے تو دور سے اشارہ کر دے۔

e۔مکہ سے منیٰ واپس چلے جائیں۔	رات منیٰ میں گزاریں چاہے رات کا تھوڑا حصہ ہی باقی رہ گیا ہو۔
خاص بات	یوم النحر کے کاموں میں ترتیب بہتر ہے۔(بخاری:1722) اگر کوئی کام پہلے اور کوئی بعد میں ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں کو پہلے یا بعد میں کرنے والوں سے یہ فرمایا تھا کہ کوئی حرج نہیں۔

ایامِ تشریق: 11، 12، 13 ذوالحجہ

ایامِ تشریق کے احکامات	1۔ایامِ تشریق گیارہویں ذوالحجہ کی رات سے شروع ہو جاتے ہیں۔ 2۔ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ 3۔رسول اللہ ﷺ نے حجاج کی ضروری خدمت انجام دینے والوں (on duty افراد) کو منیٰ کی راتیں مکہ یا اس کے ارد گرد گزارنے کی اجازت دی تھی۔(بخاری:1735) 4۔جس کا جلدی واپس جانے کا ارادہ ہو وہ دو راتیں منیٰ میں گزار سکتا ہے۔(البقرۃ:203)

ایامِ تشریق کے کام

1۔روزانہ پانچوں نمازیں باجماعت اور قصر ادا کریں	1۔جن لوگوں کے لئے مسجدِ خیف جانا ممکن ہو وہ باجماعت اور قصر نمازیں ادا کریں۔ 2۔جن کے لئے مسجد تک پہنچنا ممکن نہیں وہ اپنے خیموں میں باجماعت نمازوں کا اہتمام کریں۔
2۔رمی جمرات کریں	1۔منیٰ کے دنوں میں زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں۔ 2۔جمرات کو کنکریاں مارتے ہوئے ترتیب ملحوظِ خاطر رکھیں۔ پہلے جمرۂ اولیٰ جو منیٰ کی جانب سے پہلا ہے، پھر جمرۂ وسطیٰ اور پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کریں۔ 3۔کنکریاں سورج ڈھلنے کے بعد ماری جائیں۔(بخاری:1746۔ابوداؤد:1973)

	4۔ہر کنکری مارتے ہوئے اللہ اکبر کہیں۔ 5۔پہلے جمرہ کو کنکریاں مار کر ذرا ہٹ کر دُعا مانگیں۔(بخاری:1753) 6۔پھر دوسرے جمرے کو کنکریاں ماریں اور ذرا ہٹ کر دُعا مانگیں۔ 7۔تیسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد وہاں نہ رُکیں اور نہ دُعا کریں۔(بخاری:1753)
3۔ایامِ تشریق میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں	
4۔بیت اللہ کا طواف کریں	ان دنوں میں مکہ جا کر نفلی طواف کرنا بھی ثابت ہے۔(بخاری، باب الزیارۃ) جو شخص تین دن منیٰ میں گزارنا چاہے تو یہ مسنون عمل ہے۔(ابوداؤد:1973)
منیٰ سے واپسی حج مکمل ہو گیا	1۔جو شخص 12 ذوالحجہ کو واپس جانا چاہے وہ صرف اس دن رمی کرے اور سورج غروب ہونے سے پہلے منیٰ کی حدود چھوڑ دے۔ 2۔سورج ڈوبنے کے بعد رات منیٰ میں گزارنا اور 13 ذوالحجہ کی رمی کرنا ضروری ہو گا۔(مؤطا امام مالک، کتاب الحج) **احتیاطیں:** 1۔بھیڑ لگانے اور جھگڑا کرنے سے پرہیز کریں۔ 2۔اطمینان اور سکون کا خیال رکھیں۔

طوافِ وداع

طوافِ وداع حج کا وہ آخری واجب ہے جس کو وطن واپس جانے سے پہلے ادا کرنا ہر حاجی پر واجب ہے۔

منیٰ سے نکلنے کے بعد جو لوگ واپس جانا چاہیں وہ مکہ سے طوافِ وداع کر کے نکلیں۔

خاص حکم: طوافِ وداع حیض اور نفاس والی خواتین کو معاف ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ طوافِ زیارت کر چکی ہوں۔ (بخاری:1755،1757)

حج کی اقسام

کرنے والے کام	حج تمتع کرنے والا	حج قران کرنے والا	حج افراد کرنے والا
1۔احرام باندھنا	عمرہ ادا کرنے کے بعد غیر محرم ہونے کا فائدہ اُٹھانے کے لیے: i۔ میقات سے عمرے کا احرام باندھے گا۔ ii۔عمرے کے بعد احرام کھول دے گا۔ iii۔8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے گا	میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے گا اور اپنے احرام میں دونوں کو ملائے گا۔	میقات سے احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرے گا۔
2۔نیت کرنا	اللّٰھُمّ لبیک عمرہ کہے گا۔	اللّٰھُمّ لبیک عمرہ وحجاً کہے گا۔	اللّٰھُمّ لبیک حجا کہے گا۔
3۔طواف قدوم کرنا	طوافِ قدوم کے ساتھ عمرہ کرے گا۔	صرف طوافِ قدوم کرے گا۔	i۔ اگر مکہ جانا ہوتو طوافِ قدوم کرے گا۔ اس کے لئے یہ نفلی طواف ہوگا۔ ii۔سیدھا منٰی یا عرفات بھی جاسکتا ہے۔
4۔صفاومروہ کی سعی کرنا	صفاومروہ کی سعی کرے گا۔	i۔ یہ سعی اس کے لئے ضروری ہے۔	i۔ یہ سعی اس کے لئے ضروری نہیں۔

کرنے والے کام	حج تمتع کرنے والا	حج قران کرنے والا	حج افراد کرنے والا
		ii۔اگر 10 ذوالحجہ والی سعی کی جگہ کرلے تو اس دن سعی کرنا واجب نہیں ہوگا۔	ii۔اگر 10 ذوالحجہ والی سعی کی نیت کرلے تو اس دن سعی نہیں کرنی پڑے گی۔
5۔بال منڈوانا یا کتروانا	بال منڈوائے یا کتروائے گا۔	بال منڈوائے یا کتروائے گا۔	بال نہیں منڈوائے گا۔
6۔احرام کھولنا	احرام کھول دے گا۔	احرام نہیں کھولے گا۔اسی کے ساتھ حج کرے گا۔	احرام نہیں کھولے گا۔اسی کے ساتھ حج کرے گا۔
7۔آٹھویں ذوالحجہ	دوبارہ احرام باندھے گا۔ اللّٰھُمّ لبیک حجا کہے گا۔	پہلے ہی سے احرام کی حالت میں ہے لہٰذا مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔	پہلے ہی سے احرام کی حالت میں ہے لہٰذا مناسکِ حج کی ابتدا کرے گا۔
8۔نویں ذوالحجہ	نویں ذوالحجہ کے اعمال سب کے لئے ایک جیسے ہیں۔		
9۔دسویں ذوالحجہ	i۔جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا۔ ii۔قربانی کرے گا۔ iii۔بال کتروائے یا منڈوائے گا۔	i۔جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا۔ ii۔قربانی کرے گا۔ iii۔بال کتروائے یا منڈوائے گا۔	i۔جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے گا۔ ii۔اس کے لیے قربانی واجب نہیں۔ iii۔بال کتروائے یا منڈوائے گا۔

کرنے والے کام	حج تمتع کرنے والا	حج قران کرنے والا	حج افراد کرنے والا
	iv۔طواف افاضہ کرے گا v۔اس کے لیے صفامروہ کی سعی واجب ہے۔	iv۔طواف افاضہ کرے گا v۔اگر عمرہ کے دوران سعی کرچکا ہے تو دوبارہ سعی کرنی ضروری نہیں۔	iv۔طواف افاضہ کرے گا۔ v۔اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تو طواف زیارہ کے بعد سعی کرے گا۔
10۔ایام تشریق 11، 12، 13 ذوالحجہ	ایامِ تشریق کے سب کام سب کے لئے برابر ہیں۔		

حج سے متعلق ضروری سوالات

سوال: کیا استطاعت کے بعد فوری طور پر حج واجب ہے؟

جواب: 1۔استطاعت کے بعد فوری طور پر حج کر لینا چاہئے۔ربّ العزت کا ارشاد ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ:148)

''پھر تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔''

2۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج کی طرف جلدی کرو کیونکہ یقیناً تم میں سے کسی کو علم نہیں جو اسے پیش آنے والا ہے۔'' (مسند احمد 1/314)

3۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی روانہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر اس شخص پر جزیہ مقرر کر دیں جس نے طاقت کے باوجود حج نہیں کیا کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ (سعید بن منصور، بیہقی 2/388، بیہقی 4/334)

سوال: کیا نابالغ بچے کا حج درست ہے؟

جواب: نابالغ بچے کا حج درست ہے لیکن بالغ ہونے کے بعد فرض کی ادائیگی کے لئے دوبارہ حج کرے گا کیونکہ بلوغت حج کی

ادائیگی کے لئے شرط ہے۔ (بخاری 1858، مسلم 3253)

i۔بچے کا حج درست ہے مگر جب وہ بالغ ہوگا اسے دوبارہ فرض حج ادا کرنا ہوگا۔ (توضیح الاحکام شرح بلوغ المرام 4/20)

ii۔بچے پر نہ فدیہ ہے نہ گناہ۔اگر احرام کے دوران ممنوع کام کر بیٹھے کیونکہ بلوغت سے پہلے حج اس پر فرض نہیں۔

سوال: کیا غلام آزادی کے بعد دوبارہ حج کرے گا؟

جواب: غلام پر حج واجب نہیں کیونکہ حج واجب ہونے کے لئے آزادی شرط ہے۔غلام کا حج تو درست ہوگا لیکن آزادی کے بعد دوبارہ حج کرے گا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ دوسرا حج کرلے۔'' (ارواء الغلیل 986، ابن خزیمہ 3056)

سوال: اگر عورت صاحبِ استطاعت ہو تو کیا فرض حج کرنے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: عورت کو صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں شوہر سے اجازت طلب کرنی چاہئے۔اگر وہ اجازت دے تو درست ہے، نہ دے تو اجازت کے بغیر حج کرسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ محرم رشتہ دار ساتھ ہو۔نفلی حج کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔اکثر علماء نے عورت کے لئے حج کی مدت کا خرچہ بھی شوہر پر واجب قرار دیا ہے۔ (الاختیارات الفقہیہ 115)

سوال: کیا دورانِ حج تجارت ہوسکتی ہے؟

جواب: دورانِ حج تجارت جائز اور مباح ہے۔ربّ العزت کا ارشاد ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (البقرہ:198)

''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے ربّ کی طرف سے فضل تلاش کرو۔''

سوال: کیا کسی دوسرے کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے؟

جواب: 1۔اگر زندہ کی طرف سے حج ادا کرنا ہو تو اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ معذور ہو یا ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے صحت یاب ہونے کی اُمید نہ ہو۔ (بخاری 1513، مسلم 3251)

2۔اگر حج کسی میت کی طرف سے ہو تو ورثا کو میت کے مال سے حج ادا کر دینا چاہئے۔ (بخاری 1852)

میت کی طرف سے حج جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفل، خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (تحفۃ الاحوذی 3/807)

سوال: کیا کسی کی طرف سے عمرہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کسی کی طرف سے عمرہ کیا جا سکتا ہے۔ (ابوداود:1810،ترمذی:930)

سوال: کیا تارک نماز کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تارکِ نماز کی طرف سے حج، صدقہ وغیرہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ علماء کے زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ کافر ہے۔ (مجموع الفتاویٰ لابن باز16/434)

سوال: کیا بیٹا اپنے والد کے مال سے فرض حج کر سکتا ہے؟

جواب: فرض حج ادا کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ2/188)

سوال: کیا قرض لے کر حج کیا جا سکتا ہے؟

جواب: قرض لے کر حج کریں تو حج مقبول ہے لیکن افضل نہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ2/191)

سوال: اگر کوئی شخص مقروض ہے تو کیا وہ قرض کی ادائیگی سے پہلے حج کر سکتا ہے؟

جواب: اگر قرض کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر نہ کیا گیا ہو تو حج جائز ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ2/190)

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم سے کسی کو حج کروایا جا سکتا ہے؟

جواب: مصارف زکوٰۃ میں سے ایک مصرف فی سبیل اللہ بھی ہے۔ مختلف احادیث میں جہاد کے علاوہ حج کو بھی فی سبیل اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

1۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔'' (مسند احمد4/221)

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ حج کے لئے دے یا اس سے غلام آزاد کر دے۔ (ارواء الغلیل3/377،ابن ابی شیبہ4/41)

زیارت مسجد نبوی ﷺ

کیا مسجد نبوی ﷺ کی زیارت واجب ہے۔ اس کا حج سے کیا تعلق ہے؟	1۔ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت سنت ہے۔ زیارت کی غرض سے اس کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ (بخاری:1189) 2۔ زیارت مسجد نبوی سنت ہے، واجب نہیں، نہ ہی اس کا حج کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ (ابن باز،فتاویٰ ابن باز1/136)

مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز مسجدِ حرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔'' (بخاری:1190)
مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہونے کی طریقہ کیا ہے؟	مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کا طریقہ وہی ہے جو عام مساجد میں داخل ہونے کا ہے یعنی داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھا جائے اور دعا پڑھی جائے۔
مسجد نبوی ﷺ سے نکلنے کا طریقہ کیا ہے؟	مسجد نبوی ﷺ سے نکلنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو عام مساجد سے نکلنے کا طریقہ ہے یعنی نکلتے وقت بایاں پاؤں رکھا جائے اور دعا پڑھی جائے۔
مسجد نبوی ﷺ میں تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔'' (بخاری:444)
ریاض الجنۃ کی کیا فضیلت ہے؟	ریاض الجنۃ نبی ﷺ کے منبر اور قبر کا درمیانی مقام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض پر ہوگا۔'' (بخاری:1196)
کیا روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے وقت درود شریف پڑھا جا سکتا ہے؟	زیارت کے وقت نبی ﷺ سے اظہارِ محبت کے لئے مسنون درود پڑھنا چاہئے۔ (بخاری:3370) مختصر درود بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ (بخاری:122)

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے غیر مسنون افعال کون سے ہیں؟	1۔ خاص قبرِ نبوی کی زیارت کی غرض سے مدینہ کا سفر کرنا۔ 2۔ روضہ کی جالیوں اور دروازوں کو چھونا اور بوسے دینا۔ 3۔ غیر مسنون درود پڑھنا۔ 4۔ قبر مبارک پر قرآن خوانی کرنا۔ 5۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ قبر مبارک کے قریب مانگی گئی ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔ 6۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے زندگی میں آپ ﷺ لوگوں کی گزارشات سنتے تھے اب بھی سنتے ہیں۔ 7۔ قبر مبارک کی زیارت کے بعد اُلٹے پاؤں واپس پلٹنا۔

اسلامی آداب

حبیب بن الشہید رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! فقہاء اور علماء کی صحبت اختیار کرو ان سے علم سیکھو اور ان سے ادب سیکھو۔ بے شک یہ مجھے گفتگو کی کثرت کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: 2)

ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ کی مجلس میں 5 ہزار لوگ حاضر ہوتے تھے۔ پانچ سو افراد لکھتے تھے اور باقی افراد ان کے طور طریقوں اخلاق اور آداب سیکھتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: 316/11)

مخلد بن حسین رحمہ اللہ نے ابن مبارک رحمہ اللہ سے کہا: ہمیں بہت زیادہ گفتگو کی بہ نسبت بہت زیادہ ادب کی ضرورت ہے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: 3)

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ (اسلاف) آداب کو ایسے سیکھتے تھے جیسے علم کو سیکھتے تھے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: 2)

امام شافعی رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ کی آداب کے لئے خواہش کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: میں اُس میں سے کوئی حرف سنتا ہوں جسے میں نہیں سن پاتا تو میرے اعضاء کو محبت ہوتی ہے کہ وہ اسے سنیں، پھر اس نعمت سے فائدہ اُٹھائیں۔ کہا گیا: اور آپ کی ادب کے لئے طلب کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: جیسے کسی عورت کا ایک ہی بچہ ہو اور وہ گم ہو جائے تو اس عورت کی (تڑپ) کی طرح آداب کی طلب ہے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: 3)

ابوبکر بن المطوعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں ابوعبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پیچھے 12 برس تک رہا۔ وہ اپنی اولاد کو المُسند پڑھ کر سناتے تھے۔ میں نے اس میں سے ایک حدیث بھی نہیں لکھی۔ میں اُن کے طور طریقوں اور اخلاق کو دیکھتا رہا۔ (سیر اعلام النبلاء: 316/11)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو اس بات سے محبت رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کا دل کھول دے (یا اس کو روشن کر دے) تو اس پر لازم ہے کہ خلوت اختیار کرے، کم کھائے، بے وقوفوں کے ساتھ میل جول چھوڑ دے اور ایسے علم والوں سے بغض رکھے جن کے پاس انصاف اور ادب نہیں۔ (مقدمۃ المجموع شرح المہذب: 31/1)

حبیب الجلاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ انسان کو کون سی بہترین چیز عطا کی گئی؟ انہوں نے کہا: ''طبعی عقل''، میں نے کہا: پھر اگر وہ نہ ہو؟ انہوں نے کہا ''حسن ادب''، میں نے کہا: پھر اگر وہ بھی نہ

ہو؟ انہوں نے کہا: ''شفیق بھائی جس سے تم مشورہ لے سکو'' میں نے کہا: پھر اگر وہ بھی نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ''طویل خاموشی'' میں نے کہا: پھر اگر وہ بھی نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ''جلد آنے والی موت''۔ (سیر اعلام النبلاء 297/8)

اسلاف میں سے کسی نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! اگر تم ادب کا ایک باب سیکھو تو یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ تم علم کے 70 ابواب سیکھو۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: 3)

ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے تیس برس آداب سیکھے، پھر 20 برس تک علم سیکھا اور وہ پہلے ادب سیکھتے تھے پھر علم سیکھتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء 316/11)

القرافی رحمہ اللہ کہتے ہیں: خوب اچھی طرح جان لو کہ بہت زیادہ عمل کی نسبت تھوڑا ادب بہتر ہے۔ (الفروق 96/3)

1۔ نیت کے آداب

نیت سے مراد دل کا سچا ارادہ ہے۔ نیت کا تعلق دل سے ہے زبان سے نہیں۔ اس کا تعلق محض دل کے خیال سے نہیں ہے۔ نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے سچے دل سے کی جاتی ہے۔

1۔ نیت کی اہمیت:

i۔ نیت اعمال کی درستگی کے لئے شرط ہے۔　**ii**۔ نیت انسان کو عمل پر آمادہ کرتی ہے۔

iii۔ نیت کی بنیاد پر اعمال اچھے یا بُرے قرار پاتے ہیں۔　**iv**۔ ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اُس نے نیت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اُس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اُسے حاصل کرے، یا عورت سے نکاح کے لیے، پھر اُس کی ہجرت اُسی طرف ہے جس کے لیے اُس نے ہجرت کی''۔ (بخاری: 1)

v۔ اچھی نیت سے جو کام کیا جائے اس پر اجر وثواب ملتا ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے'' اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ

کیا۔'' (مسلم: 6542)

2. مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً. '' جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل نہ کر سکا تو اس کے لئے نیکی لکھ دی جائے گی۔''

3۔ خراب نیت اور بُرا ارادہ انسان کے نیک عمل کو برباد کر دیتا ہے۔ ''جو مہر مقرر کر کے نکاح کرے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ زانی ہے اور جو قرض لیتا ہے اور ادا کرنا نہیں چاہتا تو وہ چور ہے۔'' (مسند احمد)

4۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کام اچھی نیت سے نیکی نہیں بن سکتا۔ مثلاً کوئی کسی کا دل خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولے یا غیبت کرے یا حرام مال سے صدقہ کرے تو ایسا شخص محض حسنِ نیت کی وجہ سے نیکی کا اجر نہیں پا سکتا۔

5۔ اچھی نیت سے وہی کام قبول ہوتا ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو اور جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق انجام دیا جائے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا ادب

اللہ تعالیٰ کے ادب سے مراد اس کے احسانات کو دل سے تسلیم کر کے زبان سے اس کی حمد وثنا بیان کرنا ہے جو اس کی شان کے مطابق ہو۔ اس سے مراد اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگائے رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے ادبی سے مراد:

1۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا انکار کرنا اور اس کی ناشکری کرنا ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا (نوح: 14،13)

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟ حالانکہ اُس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے۔''

2۔ اللہ تعالیٰ سے بھاگنے کی کوشش کرنا اور اپنے معاملات اس کے سپرد نہ کرنا۔

3۔ اللہ تعالیٰ سے نا اُمید ہونا بے ادبی ہے۔ (الحجر: 56، یوسف: 87)

4۔ اللہ تعالیٰ سے بدگمان ہونا بے ادبی ہے۔ بدگمان ہونے والا شخص نافرمانی اور بغاوت کرتا ہے۔ (فصلت: 23)

5۔ یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ اطاعت اور عبادت قبول نہ کرے گا بے ادبی ہے۔ (النور: 52)

اللہ تعالیٰ کے ادب کی ضرورت

1۔ اللہ تعالیٰ کا ادب اس لئے ضروری ہے کہ وہ انسان کا خالق، مالک، رازق اور وارث ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا ادب اس لئے ضروری ہے کہ اس کے انسان پر بے شمار نعمتیں اور احسانات ہیں۔ (ابراہیم:34)

3۔ اللہ تعالیٰ کا ادب اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ قادر ہے اور انسان اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ (ھود:56)

4۔ اللہ تعالیٰ کا ادب اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی پکڑ بہت سخت اور انتقام شدید ہے۔ (البروج:12) جو شخص یہ سوچتا ہے وہ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ادب کے تقاضے

1۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات پر غور و فکر کیا جائے۔ جو شخص اللہ رب العزت پر ایمان لاتا ہے اس کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہوتا ہے کہ مجھے جو نعمتیں میسّر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (النحل:53) مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نعمتوں نے اسے گھیر رکھا ہے۔ (ابراہیم:34) اللہ تعالیٰ کے ادب کا لازمی تقاضا ہے کہ انسان اس کے انعامات و احسانات پر غور و فکر کرے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (البقرۃ:152) نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ ان کو اسی طرح استعمال کیا جائے جیسے ربّ نے حکم دیا ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ مزید برکت دیتا ہے۔ (ابراہیم:7) شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود کو جھکایا جائے، اُس کی مرضی کے مطابق زندگی گزاری جائے اور اس کے دین پر عمل کیا جائے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ مؤمن یہ یقین رکھے کہ میرے ربّ کو سارے حالات کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کا جس شخص کو شعور ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا رُعب بیٹھ جاتا ہے۔ ربّ تعالیٰ کی ہیبت، عظمت اور وقار کا شعور دل کی گہرائیوں میں اُترتا ہے جس کے نتیجے میں مؤمن اس کی نافرمانی کرتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کا اعتقاد نہ رکھنے پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ (نوح:14,13)

4۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ انسان ساری کامیابیوں اور انعامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور عیوب اور نقائص کو

اپنی طرف منسوب کرے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر انعام اور بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا تھا۔ (الشعراء:80-78)

5۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا یہ تقاضا ہے کہ اس پر توکل کیا جائے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھنے والا ہے اور وہ اس سے بھاگ نہیں سکتا اور یہ کہ اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو وہ اپنے معلات اپنے ربّ کے سپرد کر دیتا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے۔ (ابراہیم:12، ترمذی2344)

6۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید باندھنا اس کے ادب کے تقاضوں میں سے ہے۔ وہ شخص اپنے ربّ سے اُمید باندھ سکتا ہے جو یہ غور و فکر کرتا ہے کہ میرے سارے معلات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کارفرما ہے۔ یہ سوچ انسان کے اندر اُمید پیدا کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ربّ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ (الاعراف156، الزمر:53)

7۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف رکھنا اس کے ادب کے تقاضوں میں سے ہے۔ جو شخص اس پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت اور اس کا انتقام شدید ہے اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ (الرعد:11)

8۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ ایمان والا اپنی عبادت کو حقیر سمجھے۔ اسی احساس کی وجہ سے انسان کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا تو انکساری اور تواضع کی مثال پیش کی تھی۔ (البقرۃ:127)

9۔ نیک اعمال پر اجر و ثواب کی اُمید نہ رکھنا بے ادبی ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرے مگر یہ گمان رکھے کہ وہ اس کی اطاعت اور عبادت قبول نہیں کرے گا تو یہ بے ادبی ہے۔ (النحل:97)

10۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ اسی کو نفع و نقصان کا مالک سمجھا جائے۔ جو شخص کسی اور کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتا ہے اس سے خوف کھانے لگتا ہے، اس کے ڈر کو دل میں جگہ دیتا ہے اور اس کا غلام بن جاتا ہے۔ (الزمر:38)

11۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ گناہوں پر شرمندگی ہونی چاہئے۔ (مسند احمد1/376)

12۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا ہے کہ اس سے گناہوں پر توبہ کی جائے کیونکہ انسان جب گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ (النساء:11، الشوریٰ:25، مسلم6989)

13۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے سب سے بڑھ کر محبت رکھی جائے۔ (البقرۃ:165)

3۔اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ادب

قرآنِ مجید کے ادب کی ضرورت

1۔قرآنِ مجید کا ادب اس لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جس کے اردگرد باطل پھٹک نہیں سکتا۔

2۔قرآنِ مجید سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔(بنی اسرائیل:9)

3۔قرآنِ مجید کو ماننے والے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

4۔قرآنِ مجید پر عمل کرنے والے کامیاب اور اس سے منہ موڑنے والے تباہ و برباد ہیں۔

5۔قرآنِ مجید کے ذریعے سے ہی اللہ تعالیٰ قوموں کو سربلند یا ذلیل و رسوا کرتا ہے۔(مسلم 1897)

6۔قرآنِ مجید سیکھنے اور سکھانے والے بہترین لوگ ہیں۔(بخاری 5027)

7۔قرآنِ مجید اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش کرے گا۔(مسلم 1874)

8۔اہلِ قرآن اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہیں۔(ابن ماجہ 215)

تلاوت قرآن کے آداب:

1۔باوضو ہو کر تلاوت کرنی چاہیئے۔ 2۔قبلہ رُخ ہو کر تلاوت کرنی چاہیئے۔

3۔ادب و وقار کے ساتھ بیٹھ کر تلاوت کرنی چاہیئے۔ 4۔ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ پڑھنا چاہیئے۔(المزمل:4)

5۔قرآنِ مجید کو خوب صورت آواز سے بہترین لہجے میں پڑھنا چاہیئے۔(ابوداؤد 4169)

6۔قرآنِ مجید کو تین رات سے کم میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔(ترمذی 2946)

7۔خشوع وخضوع سے تلاوت کرنی چاہیئے اور رونے کی کیفیت طاری کرنی چاہیئے۔(ابن ماجہ)

8۔تلاوت اس وقت آہستہ آواز میں کرنی چاہیئے جب دکھاوے کا خطرہ ہو، کسی کی نماز میں خلل اندازی کا خطرہ ہو، کسی کو سنانے کی خواہش ہو؟(ترمذی 2919)

9۔قرآن کے معانی و مفہوم پر غور و فکر کر کے تلاوت کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے نازل کیا ہے۔(القمر:17) قرآنِ مجید کا سب سے بڑا ادب یہی ہے۔

10۔قرآنِ مجید کی تلاوت غافلوں کی طرح نہیں کرنی چاہیئے۔

11۔قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ والوں کی صفات پیدا ہو جائیں۔

4۔محمد رسول اللہ ﷺ کا ادب

1۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اُس نے اپنے کلام میں محمد رسول اللہ ﷺ کے آداب کو ملحوظ رکھنے کو لازم قرار دیا ہے۔(القمر:17، الحجرات 1,2)

2۔رسول اللہ ﷺ کو وہ ساری خوبیاں عطا کی گئیں جو کسی بہترین انسان میں ہونی چاہیئں مثلاً کمال درجے کا حُسن اور اَخلاقِ عظیم۔(القلم:4) آپ ﷺ کے اوصاف نے آپ ﷺ کو عظیم مقام تک پہنچایا جو ادب کا تقاضا کرتا ہے۔

3۔رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اتباع کے لئے ادب لازم ہے۔(الاحزاب:21)

4۔رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت فرض کر دی گئی ہے۔ جس سے محبت ہو اس کا ادب کرنا ناگزیر ہے۔(محمد:33، النور:63)

محمد رسول اللہ ﷺ کے ادب کے تقاضے

1۔محمد رسول اللہ ﷺ سے دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت رکھنی چاہیئے۔(التوبہ:24، بخاری:16، بخاری:6632)

2۔ہر بات اور ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنی چاہیئے۔(آل عمران:31) رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا اللہ تعالیٰ کی محبت اور مغفرت کا سبب ہے اور یہی آپ ﷺ کا ادب ہے۔

3۔رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنی چاہیئے۔(الفتح:9,8، بخاری 2732,2731)

4۔رسول اللہ ﷺ کے تذکرے کے وقت ان پر درود بھیجنا چاہیئے۔(الاحزاب:56، ترمذی:3546)

5۔رسول اللہ ﷺ نے دنیا و آخرت کے بارے میں جو خبریں دی ہیں ان کی پوری تصدیق کرنی چاہیئے۔(النجم:4,3)

6۔رسول اللہ ﷺ نے جن کاموں کو پسند کیا انہیں پسند کرنا اور جن کو ناپسند کیا ان کو ناپسند کرنا چاہیئے۔(الحشر:7، بخاری:5435)

7۔رسول اللہ ﷺ کے پیغام اور تعلیمات کو دنیا بھر تک پہنچانا چاہیئے۔(ابن ماجہ:232)

8۔رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو زندہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔(بخاری:5063)

9۔رسول اللہ ﷺ سے محبت کی بنیاد پر نیک لوگوں سے محبت اور فاسقوں اور نافرمانوں سے بغض اور دشمنی رکھنی چاہیئے۔

10۔رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔(الاحزاب:71، بخاری:7280)

11۔مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت اور روضۂ مبارک کے سامنے درود پڑھتے ہوئے آواز پست رکھنی چاہئے۔

12۔رسول اللہ ﷺ سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔(الحجرات:1)

13۔رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہیں کرنا چاہئے۔(الحجرات:2)اب اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حدیثِ رسول ﷺ کی بات ہو رہی ہو اس کو توجہ سے سننا اور خاموش رہنا چاہئے۔

14۔رسول اللہ ﷺ کا نام لینے کی بجائے صفاتی نام لینا چاہئے۔مثلاً رسول اللہ ﷺ ، نبی اللہ ﷺ وغیرہ۔(النور:63)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائیں اور ادب کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق دے۔ہمیں آپ ﷺ کا سچا فرماں بردار بنائے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اپنانے اور پھیلانے والا بنائے۔آمین

5۔نفس کے آداب

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النازعات:40,41)

’’لیکن جو شخص اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور جس نے نفس کو بری خواہشات سے روکا۔تو یقیناً جنت اُس کا ٹھکانہ ہوگی۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ہر شخص صبح کو اُٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے۔‘‘(مسلم:534)

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو تباہی اور بربادی کے لئے اپنی عمر بتا دیتے ہیں۔دنیا و آخرت کی خوش نصیبی اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ میں ہے اور بدنصیبی نفس کی خرابی، بگاڑ اور نجاست میں ہے۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۔(الشمس:9،10)

’’یقیناً کامیاب ہو گیا وہ جس نے اُسے پاک کیا اور یقیناً نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو دبا دیا۔‘‘

ہر ایمان والے کو یہ یقین ہے کہ نفس کی پاکیزگی اعمالِ صالحہ سے ہوتی ہے اور اس کی ناپاکی اور خرابی کفر اور گناہوں سے ہوتی ہے۔(المطففین:14)مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ دھبہ بن جاتا ہے۔(ترمذی:3334)اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے ایسے کام کرے جس سے اس کے گناہ دھل جائیں۔نیک کاموں کی عادت بنانے اور برے کاموں سے خود کو دور رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان مجاہدہ کرے، ہر وقت اپنا محاسبہ کرے اور غلطی ہو جانے پر توبہ کر لے۔

نفس کی پاکیزگی کے لئے طریقے:

1۔توبہ　　2۔مراقبہ　　3۔محاسبہ　　4۔مجاہدہ

1۔توبہ

توبہ سے مراد اپنے گناہوں پر ہونے والی ندامت کی وجہ سے آئندہ کے لئے عزم کرنا کہ یہ گناہ پھر کبھی نہ کریں گے۔اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچانا توبہ کہلاتا ہے۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (التحریم:8)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ۔ہو سکتا ہے تمہارا ربّ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو۔میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔(مسلم:6859،6989)

توبہ کرنے کے فوائد

1۔توبہ کرنے سے انسان اپنے guilt سے نکل آتا ہے۔

2۔انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

3۔آئندہ کے لئے انسان اس گناہ سے بچ جاتا ہے۔

4۔انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

5۔انسان کو پاکیزہ زندگی گزارنی نصیب ہوتی ہے۔

6۔توبہ نفس کا حق ہے جو توبہ کرتے رہنے سے اسے نصیب ہوتا ہے۔

2۔مراقبہ

1۔مراقبہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نگرانی کو شعوری طور پر محسوس کرنا۔(النساء:1)

2۔یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے باخبر ہے اور وہ دل کے حال اور ظاہر کے واقعات کو جانتا ہے۔ (البقرۃ235، یونس:61)

3۔عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا: اے شخص! اللہ تعالیٰ کے مراقبہ میں رہو۔ اس نے کہا: کس طرح؟ فرمایا: ہمیشہ ایسے رہو گویا تم اللہ عزوجل کو دیکھ رہے ہو۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔‘‘ (بخاری:50)

مراقبے کے فوائد

1۔مراقبے کی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

2۔انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اطمینان ملتا ہے۔

3۔انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

4۔انسان اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے۔(لقمان:22، النساء125)

5۔مراقبے کی وجہ سے نفس کے حقوق پورے ہوتے ہیں۔

6۔مراقبے کی وجہ سے انسان نفس کا ادب کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

3۔محاسبہ

محاسبہ سے مراد اپنے اعمال کا حساب کتاب کرنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

حاسِبُوا قبل اَنْ تُحاسَبُوا — اپنا محاسبہ کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔

1۔محاسبہ نفس کا حق ہے۔ دنیا میں انسان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ جب

انسان محاسبہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو غافل ہونے سے بچاتا ہے۔

2۔انسان کا اصل سرمایہ اس کے فرائض اور زائد منافع یعنی نفل عبادات ہیں۔ محاسبہ کرنے سے انسان اپنے سرمائے کی حفاظت کرتا ہے۔

3۔محاسبہ کرنے سے انسان اپنے گناہوں پر توبہ کر سکتا ہے۔

4۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (الحشر:18)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔ اور چاہئے کہ ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔‘‘

5۔محاسبہ نفس کی اصلاح، تزکیہ اور تطہیر کا ذریعہ ہے۔

محاسبے کا طریقہ

1۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت اپنے پاؤں پر درّہ مارتے اور فرماتے: آج تو نے کیا کام کیا ہے؟

2۔احنف بن قیس رضی اللہ عنہ چراغ کے پاس آتے اور اپنی انگلی آگ کے اوپر رکھ دیتے اور اپنے آپ کو کہتے: اے احنف! فلاں دن تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ کس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا تھا؟

3۔ہر روز اپنے روزانہ کے اعمال کا محاسبہ کر کے انسان یہ دیکھے کہ فرائض میں کمی تو نہیں آ رہی۔ اگر آ رہی ہو تو خود کو ملامت کرے اور اس کی تلافی شروع کر دے۔

3۔مجاہدہ

انسان کا اپنا نفس اسے برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ اسے آرام اور آسائش پسند ہیں اور فضول اور بے مقصد کاموں سے دل چسپی ہے۔ انسان جب اپنے نفس کو مشقت پر آمادہ کرتا ہے، جب خواہشات سے محروم کرتا ہے، جب نیکی کے میدان میں کمزوری دکھانے پر اُسے سزا دیتا ہے حتیٰ کہ اس کا نفس پاک ہو جاتا ہے تو یہ مجاہدہ ہے۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (العنکبوت:69)

''اور جو لوگ ہماری خاطر مشقت اُٹھائیں گے، انہیں ہم ضرور اپنے راستے دِکھائیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔''

مجاہدہ صالحین کا طریقہ ہے۔

1۔ نبی ﷺ راتوں کو اتنا قیام کرتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ''کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں'' (بخاری 4837)

2۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو میں ایک دن بھی زندہ رہنا پسند نہ کرتا۔ دوپہر کے وقت اللہ تعالیٰ کے لئے پیاسا ہونا، آدھی رات کے وقت اس کے لئے سجدہ کرنا اور ایسے لوگوں کی دوستی جو صاف ستھرا کلام پسند کرتے ہیں جیسے کہ اچھے پھل پسند کئے جاتے ہیں۔''

3۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکنے پر اپنے نفس کو عتاب کیا اور اس کی پاداش میں دو لاکھ مالیت درہم کی زمین صدقے میں دے دی۔

مجاہدۂ نفس کے فوائد

1۔ مجاہدۂ نفس سے انسان کا نفس پاک ہو جاتا ہے۔ 2۔ صالحین کے راستے پر چلنا نصیب ہوتا ہے۔
3۔ اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

6۔ حصولِ علم کے آداب

علم سب سے افضل عبادت ہے اگر وہ ربّ تعالیٰ کی معرفت کا علم ہو اور اس کے اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا علم ہو۔ (الزمر:9)(المجادلہ:11)

علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خشیت کا ذریعہ بنایا ہے۔ (فاطر:28)

علم عمل کا امام ہے۔ (ابن عبدالبر)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کا علم عطا فرماتے ہیں۔ (بخاری:71، مسلم 2389)

شریعت کا علم عقیدے اور عبادت کو صحیح کرتا ہے۔

دین کا علم موت تک حاصل کرنا واجب ہے۔ (ابن ماجہ:224)

اللہ تعالیٰ اس علم کو ہمیشہ حاصل کرتے رہنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

حصولِ علم سے پہلے کے آداب:

1۔ رزقِ حلال کھانا کیونکہ حرام کھانے سے علم کی برکت ختم ہو جاتی ہے اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ (مسلم 2346)
رزقِ حلال کھانے سے انسان کا دل روشن ہو جاتا ہے، اس کے وقت میں برکت ہوتی ہے اور اس کی قوتوں کو جلا ملتی ہے۔

2۔ کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ (سیر اعلام النبلاء 36/10، ھدی الساری:481، تہذیب الاسماء 68/1)

3۔ فضول کلام اور زیادہ نیند سے نجات حاصل کرنی چاہئے۔ (فضل العلم 125124)

4۔ شریعت کی مخالفت سے نجات حاصل کرنی چاہئے۔ (دیوان شافعی:54، تذکرۃ السامع والمتکلم:67)

5۔ دوست بنانے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کو محدود کرنا چاہئے اور اچھے دوستوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔

6۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے علم حاصل کرنے کی نیت کرنی چاہئے اور اسے خالص کرنا چاہئے۔

7۔ علم کے لئے دوسرے مشاغل ترک کر دینے چاہئیں۔ (مختصر منہاج القاصدین 174، الفقیہ والمتفقہ 93/2، تذکرۃ السامع والمتکلم 70-71)

8۔ اچھے اُستاد کا انتخاب کرنا چاہئے۔ (مقدمہ صحیح مسلم، شرح نووی 126/1)

علم حاصل کرنے کے دوران کے آداب:

1۔ اُستاد کی عزت و احترام کرنا چاہئے اور اس سے ادب سے پیش آنا چاہئے۔

i۔ اُستاد کو اس کے نام سے نہیں بلکہ عزت والے الفاظ سے پکارنا چاہئے۔

ii۔ اُستاد کے ساتھ تواضع اختیار کرنی چاہئے۔ **iii**۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھول دینا چاہئے۔

iv۔ پیدل چلتے ہوئے استاد کو آگے رکھنا چاہئے۔ **v**۔ ان کے جوتے اُٹھا کر دینے چاہئیں۔

vi۔ اُن کے جواب دینے سے پہلے پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔

vii۔ اُن پر سوالوں کی بہتات نہیں کرنی چاہئے اور یہ کبھی نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں آپ کی مخالفت کرتا ہے۔

viii۔ جب استاد کی مجلس میں داخل ہوں تو سلام کرنا چاہئے اور ان کے آگے تواضع سے بیٹھنا چاہئے۔ (جامع البیان العلم وفضلہ 170، تذکرۃ السامع والمتکلم:87)

ix۔ اپنے اُستاد کے تمام احکامات میں اطاعت کرنی چاہئے اور ان کی رائے اور تدبیر سے نہیں نکلنا چاہئے۔

x۔ اُستاد پر اعتماد کرنا چاہئے۔ اُن کی عزت کرنی چاہئے اور اُن کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہئے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم:87)

xi۔ طالبِ علم کو اپنے اُستاد کی طرف ایسے نظر کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرے۔

xii۔ ابن جماعۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اپنے اُستاد کو اس طرح نہیں بُلانا چاہئے جیسے عام افراد کو بلاتے ہیں۔''

xiii۔ طالبِ علم کے لئے لازم ہے کہ وہ اُستاد کا حق پہچانے اور ان کی فضیلت کو نہ بھولے اور ان کی عزت و تعظیم کرے اور ان کی غیبت نہ کرے اور ان پر غصّے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اگر ان سے عاجز ہو تو اُٹھ جائے اور ان مجلس سے نکل جائے۔

xiv۔ طالبِ علم کو چاہئے کہ عمر بھر اُستاد کے لئے دُعا کرے، اُن کی اولاد اور رشتہ داروں کے لئے اور وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھے۔ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جائے۔ ان کے لئے استغفار کرے۔ ان کی طرف سے صدقہ دے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم:90)

xv۔ طالبِ علم کو اُستاد کی سختی پر صبر کرنا چاہئے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم:91-92)

2۔ اُستاد طالبِ علموں سے اور طالبِ علم اُستاد سے سوال کر سکتے ہیں اور جواب دے سکتے ہیں۔ (مسلم:7098)

3۔ اُستاد سے جھگڑا کرنے سے بچنا چاہئے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم: ص171)

4۔ علم کو لکھ کر سیکھنا چاہئے۔ (بخاری:113)   5۔ علم کی لکھی ہوئی باتوں کی تنظیم و ترتیب رکھنی چاہئے۔

6۔ علم پر عمل کرنا چاہئے۔ (ترمذی:2417)   7۔ علم سیکھنے کے بعد اسے چھپانا نہیں چاہئے۔ (البقرۃ:159,160، العصر:3)

8۔ علم کی نشر و اشاعت کرنی چاہئے۔ (مسلم:6804، بخاری:4210، البقرۃ:159-160)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس علم کو ہمارے لئے نور بنا دے، میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری کرنے کے قابل بنا دے، ہمیں اس پر عمل کرنے اور اسے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین

7۔ کھانے کے آداب

کھانے پینے کا اصل مقصد قوت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لذت اور شوق کے لئے نہیں کھاتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہم بھوک کے بغیر نہیں کھاتے اور جب کھاتے ہیں تو سیر نہیں ہوتے۔ ایمان والے اس لئے کھاتے پیتے ہیں تا کہ بدن کو جو قوت ملے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں

استعمال کر سکیں۔ اس لئے مسلمانوں کو کھانے پینے کے اُن آداب کا خیال رکھنا چاہئے جو اللہ ربّ العزت نے محمد رسول اللہ ﷺ کے توسط سے سکھائے ہیں:

کھانے سے پہلے کے آداب

1۔ حلال اور پاک چیزوں سے کھانا تیار کرنا مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ (البقرۃ:172) پاک سے مراد حلال ہے جس سے نہ انسان نفرت کرتا ہو، نہ صحت متاثر ہوتی ہو۔

2۔ کھانے پینے سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر استعمال کرنے کی نیت کرنی چاہئے تا کہ کھانا پینا باعثِ ثواب ہو۔

3۔ اگر ہاتھ صاف نہ ہوں تو کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔   4۔ کھانا بیٹھ کر کھانا چاہئے۔

5۔ جو کھانا دسترخوان پر ہو اس کی عیب جوئی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ آپ ﷺ کی طبیعت چاہتی تو تناول فرما لیتے، اگر ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔'' (بخاری:3563، مسلم:2064)

6۔ اکٹھے کھانا کھانا چاہئے۔ گھر کے افراد یا مہمان یا گھر کے ملازموں کے ساتھ کھانا چاہئے۔ (ابوداؤد:3764)

7۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے سے گریز کرنا چاہئے۔ (بخاری:5632، 5426، مسلم:5394)

8۔ کھانے میں ہمسایوں کو شریک کرنا چاہئے۔ (بخاری:2566، شعب الایمان:5660)

9۔ بھائیوں اور دوسرے لوگوں کو کھانا کھلانا چاہئے۔ ایمان والوں کے درمیان محبت پیدا کرنے کا اہم ذریعہ کھانا کھلانا بھی ہے۔ (صحیح الجامع:1096)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو، کھانا کھلاؤ اور جس طرح اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے اس طرح بھائی بھائی بن کر رہو۔'' (صحیح الجامع:1089)

10۔ کھانے میں اِسراف نہیں کرنا چاہئے۔ (الاعراف:31)

کھانا کھانے کے دوران کے آداب

1۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا (فتح الباری:9/493)

2۔ کھانے سے پہلے اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں تو بِسْمِ اللہِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ "اللہ تعالیٰ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔" پڑھنی چاہئے (ابوداؤد 3767، ترمذی 1859) بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھنا بہتر ہے تاکہ جو لوگ بھول جائیں انہیں یاد آ جائے۔

3۔ کھانا دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔ (مسلم 5265، ابوداؤد 3776، ترمذی 1859)

4۔ کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہئے۔ تین انگلیوں سے مراد انگوٹھا، انگشتِ شہادت اور وسطی انگلی ہے۔ (مسلم 5297)

5۔ کھانا اپنے آگے سے کھانا چاہئے۔ برتن کے درمیان سے نہیں کھانا چاہئے۔ (بخاری 5376، 5377، 5378، مسلم 5269، مسند احمد 2439، ابوداؤد 3772)

6۔ کھانا اچھی طرح چبا کر کھانا چاہئے۔ اس کے لئے چھوٹا لقمہ لینا چاہئے اور کھانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

7۔ کھانے کے دوران مچھلی کے کانٹے، گوشت کی ہڈیوں، چاول اور دال کے کنکروں وغیرہ سے احتیاط کرنی چاہئے۔

8۔ ٹیک لگا کے کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ ٹیک لگا کر کھانا کھانا تکبر کی علامت ہے اسی لئے نبی ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ (بخاری 5398)

9۔ کھانا لیٹ کر نہیں کھانا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے نقصانات کی وجہ سے اس سے روکا ہے۔ (ابوداؤد 3774)

10۔ کھانے کے دوران دوسروں پر نظر ڈالنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اس سے دوسرے لوگ برا محسوس کرتے ہیں اور یہ بخل کی نشانی بھی ہے اگر دیکھنے والا شخص ہی کھانا کھلانے والا ہے۔ یوں نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جانے والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

11۔ کھانا منہ بند کر کے کھانا چاہئے ورنہ دوسروں پر چھینٹے پڑ سکتے ہیں جن کی وجہ سے بیٹھنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے۔ کھانے کے دوران آوازیں بھی نہیں نکالنی چاہئیں۔

12۔ کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 3765)

13۔ کھانے کے تھوڑا سا ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہئے کیونکہ کھانے کی بھاپ اُٹھ رہی ہو تو اس میں ایسی حرارت ہوتی ہے جو انسان کو نقصان پہنچاتی ہے جیسے بہت ٹھنڈی چیز نقصان پہنچاتی ہے۔

14۔ کھانے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اس لئے کہ کھانا نعمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے وہ دراصل ان نعمتوں کا زوال چاہتا ہے۔

15۔ سب لوگوں کی موجودگی میں سب سے پہلے ہاتھ نہیں بڑھانے چاہئیں۔ یہ نامناسب عمل ہے۔

16۔ پھلوں سے ابتدا کرنی چاہئے۔ (الواقعہ 20-21) بعض طبیب کہتے ہیں کہ اس سے جسم کو بہت زیادہ فوائد ہوتے ہیں اور ہضم کرنے میں یہ معاون اور مددگار ہوتے ہیں۔

17۔ لقمہ چھوٹا لینا چاہئے بڑا لقمہ حرص کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان نے اپنے نصیب کا کھانا ہے پھر اتنی حرص کا کوئی فائدہ نہیں۔ احتیاط سے کھانے میں ہی فائدہ ہے۔

18۔ کھانا جلدی جلدی نہیں کھانا چاہئے کھانا کھاتے ہوئے یہ منظر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے کہ ایک لقمہ منہ میں ہے اور دوسرا ہاتھ میں۔ منہ کے لقمے کے ختم ہونے کا انتظار کر لینا چاہئے۔

19۔ گرا ہوا لقمہ اُٹھا کر کھا لینا چاہئے اس کو شیطان کے لئے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ (مسلم 5306، ترمذی 1802)

20۔ پھلوں کی ڈش میں گٹھلیاں اور چھلکے رکھنا یا گوشت کھا کر ہڈیاں گوشت والی ڈش میں رکھنا یا انڈے کے چھلکے انڈوں کے ساتھ رکھنا آداب کے خلاف ہے۔ اس سے بیٹھنے والے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ہڈی، گٹھلی یا چھلکے کے ساتھ ممکن ہے لعاب لگا ہوا رہ جائے۔ اس لئے منہ سے نکالا ہوا کھانا بقیہ کھانے میں شامل نہیں کرنا چاہئے۔

21۔ کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے نکال کر کھانا کھا لینا چاہئے (بخاری 3320)

22۔ اہلِ علم، والدین اور بزرگوں کو کھانا پہلے پیش کرنا چاہئے۔ کھانا ان کے قریب کرنا چاہئے اور ان کے آگے رکھ دینا چاہئے۔

23۔ بیوی کو ہاتھ سے کھلانے پر ثواب ہے۔ (بخاری 1295، مسلم 4209)

24۔ جب کوئی یہ دیکھے کہ کچھ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا تو انہیں بلانا چاہئے اور انہیں کھانا پیش کرنا چاہئے۔ (الذاریات: 27) یہ بڑا عمدہ ادب ہے۔

25۔ کھانا بہت زیادہ مقدار میں نہیں کھانا چاہئے۔ (بخاری 5393، مسلم 5372) (ابن ماجہ 3351)

26۔ جب کھانا کم ہو تو دوسروں کے لئے خود ایثار کر دینا چاہئے۔ (الحشر: 9)

27۔ پلیٹ صاف کرنی چاہئے (مسلم 5306) اس سنت کو اپناتے ہوئے جھجکنا نہیں چاہئے کیونکہ باقی کھانا شیطان کے حصے کا ہوتا ہے۔

28۔ انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں۔ (مسلم 5306) (بخاری 5456، مسلم 5294)

29۔روٹی کے ساتھ ہاتھ صاف نہیں کرنے چاہئیں کہ روٹی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔روٹی کھانے کے لئے ہے ہاتھ صاف کرنے کے لئے نہیں۔کتنی عجیب بات ہے انسان اپنے رزق سے ہاتھ دھو بیٹھے یعنی اس سے ہاتھ صاف کرے۔اسی طرح دسترخوان کے کپڑے یا جس کپڑے کو مشترکہ کھانے کے لئے بچھایا گیا ہو اس سے ہاتھ صاف نہیں کرنے چاہئیں۔یہ بُرا طریقہ ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کے آداب

1۔دل سے شکرادا کرنا چاہئے اور زبان سے اعتراف کرنا چاہئے۔مسلمان کھانے کے بعد اپنے ربّ کی حمد کرتا ہے۔ یہ نبی ﷺ کی اتباع ہے۔(ابوداؤد3851،بخاری5458،ترمذی3458،مسلم6932)

2۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکرادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کھانا کھلانے والے کا شکریہ ادا کریں اور اس کے لئے دعا بھی کریں۔(ترمذی1955) نبی ﷺ کھانے سے فارغ ہو کر دُعا کرتے تھے:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ (ابوداؤد:3854، مسنداحمد:12201)

''روزے دار تمہارے ہاں افطار کیا کریں، نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔''

نبی ﷺ کی اتباع میں یہ اظہارِ شکر ضرور کرنا چاہئے۔

3۔کھانے کے بعد کلی ضرور کرنی چاہئے۔یہ نبی ﷺ کا فعل تھا۔(بخاری5454)

4۔کھانے کے اثر کو ختم کرنے کے لئے ہاتھ دھونا ضروری ہیں۔(ابوداؤد3852،ترمذی1860)

5۔کسی طبی دھاگے [Floss] یا Tooth Pick یا کسی درخت کی شاخ کے باریک حصے (جیسے نیم سے بہترین خلال بنتے ہیں) سے خلال کرنا چاہئے تاکہ دانتوں کے اندر اگر کچھ پھنسا ہوا ہو تو نکل جائے۔

6۔کھانے کے بعد مسواک یا برش کرنا صفائی کے لئے ضروری ہے۔مسواک افضل ہے۔

7۔اونٹ کے گوشت کے بعد نماز کے لئے وضو کرنا چاہئے (مسلم802)

8۔کسی کے گھر کھانے کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہئے۔(الاحزاب:53) اگر گھر والے بیٹھنے کو پسند کریں تو کچھ دیر بیٹھنے میں حرج نہیں بصورتِ دیگر کھانے کے بعد جلدی واپس جانا چاہئے۔

9۔جب کسی کے گھر کھانا کھائیں تو کھانا ڈال کر یا ڈلوا کر ساتھ نہ لائیں البتہ کوئی خود دے تو کوئی حرج نہیں۔

10۔کھانے کے فوراً بعد سونا نہیں چاہئے کھانے کے بعد کچھ دیر چلنا پھرنا چاہئے۔فوراً سو جانا بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

11۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنا چاہئے۔(البقرۃ172،سبا17) اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا واجب ہے اس لئے خاص دُعاؤں سے بھی، اپنے دل اور عمل سے بھی شکریے کا اظہار کرنا چاہئے۔

کھانے کے لئے جگہوں کے آداب

1۔لہسن اور پیاز نماز سے پہلے نہیں کھانے چاہئیں۔ان کو کھا کے مسجد نہیں جانا چاہئے۔(بخاری5452885،مسلم1252)

2۔راستوں میں نہیں کھانا چاہئے۔امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''کھانا اور نیند ہمارے نزدیک پردے کی چیزیں ہیں۔'' اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں کھانے کے آداب کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔حلال رزق کھانے کی توفیق دے۔اپنی عبادت کے لیے کھانے سے قوت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

8۔پینے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان کے اندر کھانے پینے کی ضرورت رکھی ہے جو اس کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔انسان پئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے پینے کے آداب کو سیکھنا ضروری ہے۔

1۔اچھی نیت کرنی چاہئے۔پیتے وقت انسان کو یہ نیت کرنی چاہئے کہ یہ پینا بدن اور صحت کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے ہے۔اس طرح انسان کا پینا عبادت بن جاتا ہے۔(بخاری:1)

2۔جیسے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے اسی طرح پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ شیطان کو بھگانے اور برکت کے لئے ضروری ہے۔

3۔دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے۔(ابوداؤد3767،ترمذی1858) 4۔بیٹھ کر پینا چاہئے۔(مسلم52745279)

5۔تین وقفوں کے ساتھ پینا چاہئے کیونکہ یہ نبی ﷺ کا فعل تھا۔رسول اللہ ﷺ تین بار سانس لے کر پیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے تھے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے تھے۔(صحیح الجامع4956،البانی،السلسلۃ الصحیحۃ272/2) اس سنت کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے خاص طور پر ایسا کیا۔

6۔گھونٹ گھونٹ پینا چاہئے۔گھونٹ گھونٹ پینے سے انسان کے پیٹ میں پانی کے ساتھ ہوا داخل نہیں ہوتی۔ایک ہی

بار پینے سے گریز کرنا چاہئے۔ (بخاری 5631، مسلم 5287)

7۔ پینے کے درمیان برتن میں سانس نہیں لینا چاہئے۔ نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔ (بخاری 5630، ترمذی 1888)

8۔ سانس لیتے ہوئے برتن کو منہ سے دور ہٹا کر سانس لینا چاہئے۔ (مؤطا 925، ترمذی 1887)

9۔ پینے میں اسراف نہیں کرنا چاہئے۔ (الاعراف: 31، مسلم 5377، بخاری 5393، 5397)

10۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرنے کے لئے پینے کے بعد اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

11۔ کوئی چیز دینی ہو تو برتن کو اپنے دائیں ہاتھ والوں کو دینا چاہئے۔ یہ سنت رسول ﷺ ہے۔ (بخاری 5612، مسلم 5289)

12۔ برتن کو دائیں ہاتھ والے فرد کے علاوہ کسی کو دینے کے لئے اس سے اجازت لینی چاہئے۔ (بخاری 5620)

13۔ لوگوں کو پلانے والے کو خود بعد میں پینا چاہئے۔ (ابوداؤد 3725)

14۔ سونے چاندی کے برتنوں میں پینا حرام ہے۔ (مسلم 2065، بخاری 5634)

15۔ دودھ پینے سے پہلے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ (ابوداؤد: 3730، ترمذی: 3455)

''اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور مزید عنایت فرما۔''

16۔ دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہئے۔ (ابن ماجہ 499)

17۔ مشروب میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دینا چاہئے۔ پورے مشروب کو نہیں گرانا چاہئے۔ (ابوداؤد 3844)

18۔ گائے کا دودھ پینا مستحب ہے۔ (صحیح الجامع 4059)

19۔ رسول اللہ ﷺ ٹھنڈا میٹھا مشروب پینا پسند کرتے تھے۔ (ترمذی 1895، صحیح الجامع 4627)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں دُنیا و آخرت میں ٹھنڈے اور میٹھے مشروب نصیب فرمائے اور ہمیں ان نعمتوں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

9۔ سونے کے آداب

نیند اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ انسان کے لئے نیند ناگزیر ہے اس لئے وہ سوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پیدائش سے موت تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ انسان کی عمر کا خاطر خواہ حصّہ سونے میں بسر ہوتا ہے۔ عقل مند وہ ہے جو اسلام کے

سونے کے آداب کو اچھی طرح سمجھتا ہو کیونکہ اس کی وجہ سے نیند میزان میں وزن کی ضمانت بن جائے گی اور وہ ایک ایسی عبادت بن جائے گی جس پر ثواب ہوتا ہے اور وہ زندگی کے مہ و سال میں ہونے والی کمی کا بدل بن جائے گی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ''میں اپنی نیند پر اسی طرح ثواب کی اُمید رکھتا ہوں جیسے میں اپنے قیام اللیل پر اجر کی اُمید رکھتا ہوں۔ ذیل میں نیند کے وہ آداب ہیں جو نیند کو ایسی عبادت بنا دیں گے جس پر ثواب ملے گا (ان شاء اللہ):

1۔ سوتے وقت صالح نیت کرنی چاہئے کہ اس سونے سے بدن کو جو آرام ملے گا وہ میرے اندر یہ استطاعت پیدا کرے گا کہ میں اپنے ربّ کی عبادت کے لئے اُٹھ جاؤں۔ اس نیت کے ساتھ نیند اور آرام ایسی عبادت بن جائے گی جس پر ثواب ملے گا۔

2۔ اکیلے نہیں سونا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اکیلے رات بتانے یا سفر کرنے سے روکتے تھے۔ (مسند احمد: 5650)

i۔ جب انسان اکیلے رات گزارتا ہے تو شیطان اُس سے کھیلتا ہے اور اسے ایذاء پہنچانے اور ڈرانے کی کوشش کرتا ہے۔

ii۔ انسان جب تھک کر سوتا ہے تو بعض اوقات اسے دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مؤمن کے لئے واجب ہے کہ وہ ہر حال میں سنّت کو لازم پکڑے۔

3۔ جس چھت پر کوئی دیوار نہ ہو اُس پر سونے سے بچنا چاہئے۔ وہاں جاگنے کی حالت میں بھی انسان احتیاط کرتا ہے۔ سوتے ہوئے ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ کروٹ لے اور چھت سے گر کر مر جائے۔ (ابوداؤد: 5041) یہ اس وجہ سے کہ اپنے نفس کو خطرات سے بچانا انسان کی ذمہ داری ہے۔

4۔ جہاں لوگ دیکھیں وہاں نہیں سونا چاہئے کیونکہ راستے میں یا کھلی جگہ میں جتنا بھی اپنے آپ کو لپیٹ کر سوئے اس کا امکان رہتا ہے کہ نیند کے دوران اُس کا ستر کھل جائے۔

5۔ اس حال میں سونا چاہئے کہ کسی مسلمان کے لئے دل میں کینہ اور حسد نہ ہو۔ یہ بھلائی کی خصلتوں میں سے عظیم خصلت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (الحشر: 10) انسان کے لئے واجب ہے کہ جب وہ بستر پر آئے تو اس کا دل ہر مسلمان کے کینے اور حسد سے پاک ہو۔ جو شخص کینے اور حسد سے خود کو بچا کر رکھتا ہے وہ ان شاء اللہ اہلِ جنت میں سے ہوگا۔

6۔ سونے سے قبل پیٹ بھر کر کھانے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ

i۔ پیٹ بھر کر کھانا سر اور پیٹ دونوں کو بوجھل کر دیتا ہے۔ ii۔ اس کی وجہ سے لمبی نیند آتی ہے۔

iii۔ بار بار ایسا کرنے سے انسان کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔

iv۔ اس کی وجہ سے انسان کی رات اور صبح کی نماز مشکل ہو جاتی ہے۔

7۔ سونے سے پہلے سرمہ لگانا چاہئے۔ (ترمذی:1757) سرمہ انسان کے لئے مفید ہے، آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی سلامتی کا سبب بنتا ہے۔

8۔ اگر ہاتھوں پر کھانے کا اثر باقی ہو تو سونے سے پہلے انہیں دھو لینا چاہئے۔ (ابوداؤد:3852) کھانے کی خوشبو بعض حشرات الارض کو کھینچ لاتی ہے جن کی وجہ سے انسان کو اذیت پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

9۔ سونے سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے لہٰذا ایسا کرنا آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت ہے۔ (بخاری:6311،247، مسلم 6882) وضو کرنا شیطان سے حفاظت کا سبب بنتا ہے۔

10۔ جنابت کی حالت میں اگر غسل میں سستی محسوس ہو تو سونے سے پہلے شرم گاہ کو دھونا، وضو یا تیمم کر لینا چاہئے۔ (بخاری:288، مسلم:699)

11۔ اگر فجر سے پہلے نہ اُٹھ سکتے ہوں تو سونے سے پہلے وتر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ (بخاری:1981، مسلم:1672)

12۔ سونے سے قبل توبہ کرنی چاہئے کہ انسان نہیں جانتا کہ جس رات وہ سونے لگا ہے اس کی صبح اسے نصیب ہوگی یا نہیں۔

13۔ قرآنِ مجید کی سورتوں میں سے تلاوت کر کے سونا چاہئے۔ نبی ﷺ تلاوتِ قرآنِ مجید کی حرص رکھتے تھے۔ (ترمذی 3405,2892) آپ ﷺ آیۃ الکرسی (بخاری 2311)، سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات (بخاری 4008، مسلم 1880) اور معوذتین کی تلاوت کرتے تھے۔

14۔ گھر کے دروازوں کو سونے سے پہلے بند کر دینا چاہئے۔ شیطان کوئی دروازہ نہیں کھول سکتا۔ (مسلم:5246) گھر کی کھڑکیاں اور باہر کی طرف کھلنے والے راستوں کو بند کر دینا چاہئے تا کہ چوروں وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محفوظ رہا جا سکے۔

15۔ سونے سے پہلے چراغ، روشنیاں اور آگ بجھا دینی چاہئے۔ اس کا نبی ﷺ نے حکم دیا۔ (ابوداؤد:5247، ابن حبان:5494، بخاری:6295، مسلم:5246) اس میں مسلمان کی زندگی، سلامتی، اس کے مال و متاع اور اولاد کی سلامتی کی حرص ہے۔

16۔ جن برتنوں میں کھانا یا پانی ہو ان کو ڈھانپ دینا چاہئے۔ (مسلم 5255,5246)

17۔ سونے سے پہلے نفس کا محاسبہ کرنا ضروری ہے کہ آج کے دن کے اقوال، اعمال، لوگوں سے معاملات اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کس قدر ہوئی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور مزید اس سے طلب کرنا چاہئے اور چاہئے کہ اس سے مزید کا سوال کریں اور جو کمی کوتاہی رہ گئی ہو اس پر استغفار کریں اور اس غلطی کے بعد آئندہ نیکی کے کام کرنے کا عزم کریں۔

18۔ قبر کی طویل نیند کو یاد کر کے سونا چاہئے۔ قبر میں جہاں اندھیرا ہے۔ نہ دوست، نہ ہم نشیں سوائے اعمالِ صالحہ کے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ مسلمان پر واجب ہے کہ قبر اور موت اور آخرت کو یاد کرے تا کہ اس کے معاملات کی اصلاح ہو۔

19۔ سونے سے قبل رات کی نماز کے لئے خالص نیت کرنی چاہئے۔ (ابن ماجہ:1344)

20۔ سونے سے پہلے کپڑے کے پلو سے تین بار بستر جھاڑنا اور بسم اللہ کہنا چاہئے۔ (بخاری:6320، مسلم:6892، ترمذی:3401) بستر جھاڑنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ انسان کی عدم موجودگی میں شیطان اس کے بستر پر چلا جاتا ہے۔

21۔ سوتے وقت ہاتھوں میں معوذتین پڑھ کر پھونک مار کر پورے بدن پر پھیرنا چاہئے۔ (بخاری:5748، مسلم:5714) یہ انسان کی حفاظت کے لئے، انسانوں، جنوں اور موذی حشرات کے شر سے بچاؤ کے لئے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

22۔ جب جلدی سوئیں تو بازو پھیلا لینے چاہئیں اور جب دیر سے سوئیں تو ہتھیلی پر ٹیک لگا لینی چاہئے۔ (صحیح الجامع 4752، مسند احمد 309/5)

23۔ عشاء پڑھے بغیر نہیں سونا چاہئے۔ (بخاری:568)

24۔ چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ کے اوپر نہیں رکھنی چاہئے۔ (مسلم:5501) یہ تہ بند پہننے والے کے ستر کو چھپانے کے لئے ہے لیکن اگر محفوظ لباس پہنا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

25۔ دائیں کروٹ پر سونا چاہئے۔ (بخاری:247، 6311، مسلم:6882)

26۔ دائیں ہاتھ کو گال کے نیچے رکھ کر دُعا کرنی چاہئے۔ نبی ﷺ یہ دعا تین بار پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (ابو داود:5045,5059)

''اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا۔''

27۔رسول اللہ ﷺ نیند سے پہلے کے اذکار پڑھنے کی بڑی حرص رکھتے تھے۔

28۔رسول اللہ ﷺ یہ دعا کر کے سوتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (بخاری:7395،مسلم:6882)

''اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مروں گا اور اسی سے زندہ ہوں گا۔''

10۔نیند سے بے داری کے آداب

نیند سے بے داری اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔انسان کو ایک بار پھر زندگی کی مہلت مل جاتی ہے تا کہ وہ نیک اعمال کرے۔اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے۔شکر ادا کرنے کے لئے نبی ﷺ کی پیروی کرنی ضروری ہے کہ آپ ﷺ نیند سے بے دار ہونے کے بعد کیا کرتے تھے؟اور کیا کہتے تھے؟

1۔انسان کو اپنی ذات اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی طرف دیکھنا چاہئے اور زندگی کی نعمت کی طرف دیکھنا چاہئے۔

2۔بیدار ہو کر چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ملنا چاہئے۔(بخاری4570)

3۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔رسول اللہ ﷺ یوں دعا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ أَحْیَانَا بَعْدَ مَآ أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ (بخاری:6312)

''شکر اس اللہ کا جس نے ہمیں مار کر زندہ کیا (یعنی سلا کر کیونکہ سونا بھی ایک طرح کی موت ہے) اور اسی کی طرف اٹھایا جانا یا لوٹنا ہے۔''

4۔بیدار ہو کر مسواک کرنا نبی ﷺ کا فعل ہے۔(مسلم596)

5۔بیدار ہو کر ہاتھوں کو تین بار دھونا چاہئے کہ معلوم نہیں ہاتھ رات کو کہاں رہا۔(مسلم643،بخاری162)

6۔وضو کرنا چاہئے۔(بخاری3295)

7۔قوت سے ناک جھاڑنی چاہئے۔(بخاری3295،مسلم564)

8۔نماز پڑھنی چاہئے۔(بخاری1142،مسلم1819)

9۔گھر والوں کو جگانا چاہئے تا کہ وہ بھی نماز ادا کر سکیں۔(ابوداؤد1451,1308،ابن ماجہ1335)

10۔جلدی بے دار ہونا چاہئے۔(ابوداؤد2606،مسند احمد4/417،ترمذی1212)

11۔بستر کو جاگنے کے بعد ترتیب لگانی چاہئے۔بستر لپیٹنا یا اچھے طریقے سے بنانا اسلامی آداب میں سے ہے کیونکہ

اسلام صفائی اور نظافت کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے ہمیں دل سے بے دار ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

11۔قضائے حاجت کے آداب

ہر انسان کو فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اسے کچھ ضروریات سے فارغ ہونا پڑتا ہے۔مسلمان ہر کام اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر نبی ﷺ کی سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ اسے اجر ملے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور وہ عمل عبادت بن جائے۔یہ آداب اسلام کے ہیں اس لئے انہیں سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

قضائے حاجت سے پہلے کے آداب

1۔لوگوں سے دور جگہ تلاش کرنی چاہئے۔(ترمذی20،ابن ماجہ331)اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی انسان اُسے دیکھ نہ پائے۔ جس وقت انسان کسی عمارت کے Toilet میں جائے یا راستے میں تعمیر شدہ Toilets میں سے کسی میں جائے تو پھر اس احتیاط کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

2۔کوئی ایسی چیز اس حالت میں اپنے ساتھ نہ لے کر جائے جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو مثلاً قرآنِ مجید، دینی کتب وغیرہ یا ایسی انگوٹھی یا ہار [Necklace] جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو۔بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ سفر کی حالت میں یا کسی عام جگہ پر جہاں انگوٹھی یا بیگ یا کرنسی کے گم ہونے کا خطرہ ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو پھر ان کو بیگ کے اندر رکھ کر لے جانے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ بھی اس صورت میں جب اس کے اردگرد ایسے لوگ ہوں جن کو وہ جانتا نہ ہو۔اگر جان پہچان کے لوگ ہوں تو سامان ان کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔

3۔اپنے ساتھ پانی لے کر جانا چاہئے۔عمارتوں کے اندر جو بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں وہاں پانی موجود ہوتا ہے لیکن پانی کے بارے میں یقین کر لینا چاہئے ورنہ بعد میں دِقت ہوتی ہے۔(بخاری143،مسلم6368)کھلی جگہوں پر تو پانی کا انتظام کر کے جانا اَز حد ضروری ہے اور اگر کسی بیت الخلاء میں پانی نہ ہو تو عارضی طور پر ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کئے جا سکتے ہیں لیکن بعد میں طہارت حاصل کرنی ہوگی۔

4۔قضائے حاجت کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنی چاہئے۔

i۔ اگر کسی کھلی جگہ ضرورت پیش آئے تو ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے جو پیشاب کو جذب کرنے والی ہو۔

ii۔ راستوں میں بنے ہوئے Toilets کی صفائی اور طہارت کا انتظام کر کے انہیں استعمال کرنا چاہئے۔

5۔ جن جگہوں پر قضائے حاجت سے روکا گیا ہے:

i۔ سایہ دار جگہیں، راستے جہاں لوگ چلتے ہیں۔ (مسلم 618)

ii۔ ایسی جگہیں جہاں لوگ سردیوں میں دھوپ سینکنے کے لئے بیٹھتے ہوں۔

iii۔ پانی کے گھاٹ یا پانی حاصل کرنے کی جگہیں۔ (ابوداؤد 26)

iv۔ غسل کرنے کی جگہ، چھوٹے حوض، swimming pools وغیرہ میں ضروریات سے فارغ نہیں ہونا چاہئے۔ (ابن ماجہ 304)

v۔ کھڑے پانی میں جو بہتا نہیں ضروریات سے فارغ نہیں ہونا چاہئے۔ (مسلم 656، بخاری 239)

vi۔ مسجد کے دروازے یا اس کی دیوار کے پاس ضروریات سے فارغ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی توہین ہے اور نمازیوں کے لئے اذیت کا باعث ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

6۔ قبلے کی طرف رُخ کر کے یا پشت کر کے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (مسلم 609، بخاری 144، ابن ماجہ 317) عمارت کے اندر بنے ہوئے Toilets کے بارے میں کچھ علماء نے یہ کہا ہے کہ جائز ہے۔

7۔ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہئے خاص طور پر جہاں انسان پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہوں لیکن اگر جگہ ایسی ہے جیسے آج کل Toilets میں بنی ہوتی ہے تو کچھ علماء کے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ نبی ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ (بخاری 226، مسلم 625)

8۔ کھلی جگہ میں کسی چیز کی آڑ لے لینی چاہئے جیسے دیوار یا درخت وغیرہ کی۔ (مسلم 774) یہ اس مقصد کے لئے ہے تا کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔

9۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہئے کیونکہ انسان کو ایسے مقامات پر اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کرنے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے جہاں جنّات موجود ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث (مسلم: 831، بخاری: 142، 6322)

''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری، ناپاک جنوں اور جنیوں سے۔''

10۔ داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا چاہئے کیونکہ بیت الخلاء گندگی کا مقام ہے۔

قضائے حاجت کے موقع کے آداب

1۔ زمین کے قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہیں اُٹھانا چاہئے کیونکہ یہ مکمل ستر پوشی کا تقاضا ہے۔ اگر ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے کھلی جگہ پر گئے ہوں تو دوسروں کی نظروں سے چھپنا ضروری ہے۔ عمارتوں کے اندر بھی اس ادب کا خیال رکھنا چاہئے۔ (ابوداؤد: 14، ترمذی: 14) یہ فعل حیا کے قریب کرتا ہے۔

2۔ شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہیں چھونا چاہئے (مسلم: 613، بخاری: 154) دائیں ہاتھ سے انسان نے کھانا کھانا ہوتا ہے اور دیگر پاکی کے کام انجام دینے ہوتے ہیں۔

3۔ دائیں ہاتھ سے استنجاء نہیں کرنا چاہئے۔ (مسلم: 613، بخاری: 154، ابن ماجہ: 312، مسلم: 606)

4۔ ہڈی یا مینگنی سے استنجاء کرنا منع ہے کیونکہ وہ جنوں (اور ان کے جانوروں) کی خوراک ہے۔ (مسلم: 608، 1007، ترمذی: 18) ایسی چیز سے بھی استنجاء نہیں کرنا چاہئے جو دوسروں کے کام آسکتی ہو جیسے کاغذ یا کھانے کی کوئی چیز کیونکہ نفع مند چیزوں کو ضائع کرنا یا خراب کرنا شرعاً حرام ہے۔

5۔ اگر ڈھیلوں سے استنجاء کر رہے ہوں اور تین سے صفائی نہ ہو تو پانچ استعمال کرنے چاہئیں۔ (ابوداؤد: 41، ابن ماجہ: 315) ڈھیلوں کی جگہ ٹشو پیپر وغیرہ استعمال ہو سکتے ہیں۔

6۔ ڈھیلے اور پانی کا اکٹھا استعمال کرنا ہو تو پہلے ڈھیلے اور بعد میں پانی استعمال کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص صرف ایک چیز سے ہی استنجاء کرنا چاہے تو جائز ہے اور پانی بہتر ہے۔ (بخاری: 152، مسلم: 620، ترمذی: 19، ابوداؤد: 44، ابن ماجہ: 357)

7۔ جب تک انسان پوری طرح سے فارغ نہیں ہوتا اس کی غرض پوری نہیں ہوتی اس لئے پوری طرح سے فارغ ہونا چاہئے۔ انسان کے جسم کا یہ حق ہے کہ وہ اسے سکون پہنچائے اس لئے اسے یہ حق دینا چاہئے۔

8۔ بیت الخلاء شیاطین کے گھر ہوتے ہیں۔ وہاں زیادہ دیر اور بغیر ضرورت کے ٹھہرنا درست نہیں۔ باہر نکلنے میں جلدی کرنی چاہئے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو بیت الخلاء میں میگزین، کتابیں اور اخبار بھی رکھتے ہیں تا کہ اس دوران وہ ساتھ

ساتھ پڑھتے رہیں۔ یہ طریقۂ کار جائز نہیں۔ باہر نکلنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

9۔استنجاء کرنے کے بعد ہاتھوں کو مکمل طور پر صاف کرنے اور بدبو دور کرنے کے لئے پاک کرنا چاہئے۔(ابن ماجہ:358، ابوداؤد:45) اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہماری پاکیزگی صفائی اور سلامتی کے لئے کیسے کیسے احکامات دیئے ہیں۔ استنجاء کے بعد صابن یا hand wash سے ہاتھ دھوئے جاسکتے ہیں۔

بیت الخلاء سے باہر آتے وقت کے آداب

1۔باہر نکلتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے نکالنا چاہئے

2۔باہر نکلتے ہوئے دُعا پڑھنی چاہئے: غُفْرَانَکَ ''اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔'' (ابوداؤد:30، ترمذی:7)

i۔یہ استغفار اس وجہ سے ہے کہ اتنی دیر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو پایا۔

ii۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکریے میں کمی کی وجہ سے کہ اس نے ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے آسانی کردی۔

iii۔مسلمانوں کے لئے سنت ہے کہ وہ بیت الخلاء سے باہر آتے ہوئے استغفار کریں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور شکر ہے اسی کی ذات کے لئے جس نے ہمیں یہ آداب سکھائے۔اُسی ارحم الراحمین سے دُعا ہے کہ ہمیں ان آداب کو اپنانے کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

12۔لباس کے آداب

لباس پہننے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ربّ العزت کا فرمان ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ **(الاعراف:31)**

''اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔''

لباس سے انسان اپنے جسم کو ڈھانپتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا احسان اس نے لباس جیسی نعمت عطا کی۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ **(الاعراف:26)**

''اے اولادِ آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا جو تمہارے قابلِ شرم حصّوں کو ڈھانکے اور زینت بھی ہو۔ اور تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے شاید کہ لوگ سبق حاصل کریں۔''

لباس سے انسان اپنے پوشیدہ حصّوں کو ڈھانپتا ہے اور لوگوں کے سامنے خوب صورت نظر آتا ہے۔اسی وجہ سے ہر نماز کے وقت زینت (لباس) اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔(ابن ماجہ2605) آپ ﷺ نے مکروہ اور مستحب، جائز اور ناجائز لباس کی وضاحت کردی ہے۔اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ لباس کے آداب کا خیال رکھیں۔

1۔لباس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا چاہئے۔لوگوں میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جو اپنے پوشیدہ حصّوں کو ڈھانپنے کے لئے لباس نہیں پاتے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے انعام پر شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے۔انسان پر یہ لازم ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔(الاعراف:26) انسان اس لباس سے اپنے ظاہر کو خوب صورت بنالیتا ہے اسی طرح انسان کو اپنے باطن کو تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا لباس پہنانا چاہئے۔

2۔لباس میں تواضع اختیار کرنی چاہئے۔(ترمذی:2481) تواضع اختیار کرنے کا مطلب ہے قیمتی اور لوگوں پر فخر جتانے والے لباس کو ترک کرنا۔یہ ایک مسلمان کو تکبر کے شر سے بچاتا ہے اور اسراف سے دور رکھتا ہے۔اسے حسد اور نظر بد کے شر سے بچاتا ہے۔نبی ﷺ لباس میں تواضع اختیار کرتے تھے۔متقی بھی بہت قیمتی اور فخر جتانے والے لباس سے گریز کرتے ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنے جوتے کپڑے اور بدن صاف ستھرا نہ رکھے یا یہ کہ اس کے جوتے کپڑے خوب صورت نہ ہوں۔(مسلم:265)

3۔شہرت کے لباس سے بچنا چاہئے۔اس سے دو طرح کے لباس مراد ہیں۔

i۔فقراء اور زاہدوں کا لباس جو لوگوں کے درمیان خاص لباس کی وجہ سے شہرت حاصل کرتے ہیں۔

ii۔فخر کا لباس (ابوداؤد4029، ابن ماجہ3607)

4۔مردوں کو ریشمی لباس اور سونے سے بچنا چاہئے۔عورتوں کے لئے ریشم اور سونا مُباح ہیں لیکن مردوں کے لئے حرام ہیں۔(بخاری5835، مسلم5409،5401) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی، گلے یا ہاتھ میں پہننے والی زنجیر [Chain]، سونے کی گھڑی اور ریشم کے کپڑے پہننے حرام ہیں لیکن اگر کسی طبّی سبب سے پہننے کی ضرورت ہو تو اجازت ہے۔(بخاری2919،5839، مسلم5429)

5۔مرد اور عورتیں لباس میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار نہ کریں۔(بخاری5885، ابوداؤد4098) ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا اس فطرت کے خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

6۔غیر مسلموں کی مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ بہت سے لوگ کافروں کی مشابہت کے فتنے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کی مخالفت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسند احمد 92/2، صحیح الجامع 2831)

7۔لباس پاک چیزوں سے بنا ہونا چاہئے۔ مسلمان کے لئے نجاست جائز نہیں اس لئے کسی نجس (ناپاک) چیز سے بنا ہوا لباس استعمال نہیں کر سکتا مثلاً سؤر یا کتے کی کھال سے بنا ہوا لباس کیونکہ ایسے لباس میں پڑھی جانے والی نماز باطل ہے۔ لباس کی پاکیزگی بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے دل کی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔

8۔لباس پوشیدہ حصّوں کو ڈھانپنے والا ہونا چاہئے۔ ستر ڈھانپنا مرد اور عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔ عورت کا سارا بدن پوشیدہ رہنے کی چیز ہے۔ (الاحزاب:59، النور:31) لباس نہ تنگ ہو کہ جسم کا حجم اور shape واضح ہو۔ ایسا لباس غیر ساتر ہے۔ باریک اور چھوٹا لباس ساتر نہیں ہوتا اس لئے لباس لمبا، تھوڑا ڈھیلا اور غیر شفاف ہونا چاہئے۔

9۔عورت کو اتنا لمبا لباس استعمال کرنا چاہئے جو اس کے قدموں کو ڈھانپ لے اور دوپٹہ ایسا ہو جو سر، گردن اور سینے کو چھپالے۔ (ترمذی 1731، ابوداؤد 4119، النور:31)

10۔مردوں کا لباس اتنا لمبا نہیں ہونا چاہئے کہ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہو۔ (ابوداؤد 4084، بخاری 5787)

11۔قمیص رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ لباس تھا۔ (ابوداؤد 4025، ترمذی 1764)

12۔عمامہ کے کچھ حصے کو کندھوں کے درمیان لٹکانا مسنون ہے۔ (ترمذی 1736)

13۔کوئی بھی لباس پہننا ہو دائیں طرف سے آغاز کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ لباس پہننے کا آغاز دائیں جانب سے کرتے تھے۔ (ترمذی 1766)

14۔کپڑے اور جوتے اُتارتے ہوئے پہلے بائیں طرف سے اُتارنا چاہئے۔

15۔انگوٹھی پہننے کے آداب:

i۔سونے کی نہ ہو (مردوں کے لئے)
ii۔دائیں ہاتھ میں پہنی جائے۔ (البخاری 5876، مسلم 5473)
iii۔بائیں میں بھی پہنی جا سکتی ہے۔ (مسلم 5489)
iv۔چاندی کی انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے۔ (بخاری 5866)
v۔انگوٹھی چھوٹی انگلی میں پہننی چاہئے۔ (بخاری 5874، مسلم 5489)

16۔ایک جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہئے۔ (بخاری 5855)

17۔کپڑے کو ایسے نہیں پہننا چاہئے کہ اس میں سے ہاتھ نکالے جا سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

18۔نیا کپڑا پہننے کی دُعا پڑھنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا حاصل کرتے تو اس کا نام لیتے یعنی قمیص یا پگڑی وغیرہ اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِيهِ اَسْاَلُکَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَاَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَه (ابو داؤد:4020، ترمذی:1767)

”اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے۔ تو نے مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔ میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔“

19۔نیا کپڑا پہننے والے کو دُعا دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص پہنے دیکھا تو فرمایا: ”تمہارا یہ لباس دھلا ہوا ہے یا نیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ دھلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِلْبَسْ جَدِيدًا وَّعِشْ حَمِيدًا وَّمُتْ شَهِيدًا (ابن ماجه:3558)

”تمہیں نیا لباس، قابلِ تعریف زندگی اور شہادت کی موت نصیب ہو۔“

اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنے کا مقصد اس کی نعمتوں کا اقرار بھی ہے اور ہر حال میں اپنی احتیاج کا اظہار بھی ہے۔ دُعاؤں سے ہم اللہ تعالیٰ سے برکت طلب کرتے ہیں۔ دُعاؤں سے ہم ہر شر اور برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

13۔صدقہ دینے کے آداب

صدقہ افضل اعمال میں سے ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے اور قبر کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سائے تلے جگہ دلوانے کا باعث بنے گا۔ اس لئے صدقے کے آداب کو سیکھنا ضروری ہے۔

1۔صدقے میں اِخلاص ضروری ہے۔ ریاکاری صدقے جیسے عظیم عمل کو ضائع کرنے کا سبب بن جاتی ہے جس کی وجہ سے قیامت کے دن شدید عذاب دیا جائے گا۔ (مسلم 4923)

2۔واجب صدقے میں دیر نہیں کرنی چاہئے مثلاً زکوٰۃ نکالنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی

کا سبب بننے والا کام ہے۔

3۔مستحب صدقے پر واجب صدقے کو ترجیح دینی چاہئے۔زکوٰۃ کی ادائیگی نفلی صدقے سے پہلے کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کو جو سب سے محبوب اعمال ہیں وہ فرائض کی ادائیگی ہے۔(بخاری6502)

4۔جب صدقہ واجب ہو تو جن اصناف کے متعلق حکم دیا گیا وہیں تک محدود رہنا چاہئے جیسے صدقۂ فطر کے بارے میں نبی ﷺ نے تعلیم دی کہ جو یا کھجور یا گیہوں میں سے کسی کا ایک صاع دینا ہے۔اسی تک محدود رہنا چاہئے۔ (بخاری1506)

5۔صدقہ حلال کمائی سے دینا چاہئے کیونکہ صدقے کی قبولیت کے لئے کمائی کا حلال ہونا ضروری ہے۔(ترمذی661،ابن ماجہ1842)

6۔صدقہ کرنے والے کو عمدہ مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔(البقرۃ267)

7۔محبوب چیز کو صدقے کے طور پر دینا چاہئے۔(آل عمران:92)حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو میٹھا بہت پسند تھا اس لئے وہ گھر والوں کو میٹھا صدقہ کرنے کے لئے کہتے تھے۔

8۔صدقہ محتاجوں تک پہنچانا چاہئے۔محتاج خواہ فقیر ہو مسکین ہو،یتیم ہو یا قرض دار پہلے حق دار کو صدقہ دینا چاہئے۔اگر زکوٰۃ دینی ہو تو غیر محتاج کو دینا درست نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کی مدّات مقرر کر دی ہیں۔(التوبہ:60)

9۔صدقے کے ساتھ احسان اور اذیت کو نہیں ملانا چاہئے۔کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ محتاج پر صدقے کا احسان رکھے یا صدقے کے لئے عار دلائے۔(البقرۃ264,262)

10۔صدقہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ کے انعامات کو محسوس کرنا چاہئے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ ممکن تھا کہ دینے والا محتاج ہوتا،اب اللہ تعالیٰ کے کرم سے دینے والوں میں شامل ہوا ہے۔

11۔صدقہ دینے والے کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال دیا،اس پر انعام کیا،اسے اسلام لانے کی توفیق دی اور بخل سے نجات عطا کر کے صدقہ دینے کی توفیق دی۔

12۔کسی کے محتاج ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو جانے پر صدقہ نہیں روکنا چاہئے کیونکہ صدقہ کرنے کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں۔نبی ﷺ سوال کرنے والے کو نہیں لوٹاتے تھے۔(بخاری1421،مسلم1022)

13۔صدقہ چھپا کر دینا چاہئے۔(البقرۃ271،بخاری660، 1423)چھپا کر دینے میں اخلاص کی رعایت ہوتی ہے اور

انسان ریا کاری سے بچ جاتا ہے۔

14۔اگر رشتہ دار محتاج ہوں تو ان کا حق پہلے ہے۔(ترمذی658،ابن ماجہ1844)

15۔صدقہ دے کر لوٹانا نہیں چاہئے۔(مسلم1622)

14۔عیادت کے آداب

جب کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا سنت ہے۔مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔(مسلم5650)عیادت سے دوسرے کے دل کو تسلی ہوتی ہے۔انسان کو بیمار کے مقام پر خود کو تصور کر کے شکر ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔محبت کی ڈور مضبوط ہوتی ہے اور مریض کی روح کو قوت ملتی ہے۔

1۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری خبر نہ لی۔وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں تیری خبر کیسے لیتا؟ تو تو سارے جہان کا مالک ہے؟۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے معلوم نہیں ہے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا،تو نے اس کی خبر نہ لی؟ اگر تو اس کی خبر لیتا تو تو مجھے اس کے نزدیک پاتا۔''(مسلم6556)

2۔کوئی مسلمان دوسرے کی عیادت صبح کرے تو شام تک اور شام کو عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے باغ بنا دیا جاتا ہے۔(ابوداود3098،ترمذی469)عیادت کرنے والے کو فرشتے مبارک باد اور جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔(ترمذی2008،مسلم6551)

اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ عیادت کے آداب سیکھے۔یہ آداب درج ذیل ہیں:

عیادت کے لئے جن باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے

1۔عیادت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنی چاہئے۔مسلمان جب کسی کی عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کرتا ہے،اس پر ثواب کی اُمید رکھتا ہے اور خلوصِ دل کے ساتھ مسلمان بھائی کا حق ادا کرنا چاہتا ہے۔اس اِخلاص کی وجہ سے باہمی محبت بڑھتی ہے۔

2۔جب کسی کا مرض طویل ہو جائے تو خاص طور پر عیادت کرنے میں دیر نہیں لگانی چاہئے بلکہ اس کے لئے جلدی جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔یہ طریقہ مناسب نہیں کہ انسان اپنے کاموں میں مشغول رہے اور جب اللہ تعالیٰ

مریض کو شفا دیں پھر ملاقات کے وقت یہ کہے کہ میں آپ کی ملاقات کی نیت ہی کرتا رہا کیونکہ اس طرح انسان دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔

3۔مریض خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو اس کی عیادت کرنی چاہئے کہ نبی ﷺ کے پاس جب ان کی بیٹی نے پیغام بھیجا کہ وہ ان کے بیٹے کو دیکھنے آئیں تو آپ ﷺ اُٹھے اور اس کی طرف گئے۔(بخاری:7377)امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب باندھا ہے:**باب عيادة الصبيان**

4۔مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنے میں حرج نہیں۔(بخاری:5654،مسلم:1376)امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں باب باندھا ہے:**باب عيادة النساء الرّجال** اور پھر لکھتے ہیں کہ اُم الدرداء رضی اللہ عنہا اہلِ مسجد میں سے ایک انصاری کی عیادت کرنے کے لئے آئیں اور اسی طرح نبی ﷺ نے ایک مسکین عورت کی عیادت کی جب وہ بیمار ہوگئی۔(مالک:531،التمہید ابن عبدالبر:254/6)اس لئے مردوں کا عورتوں کی عیادت کرنا اور عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا اس وقت تو درست ہے جب فتنہ نہ ہو اور سب کو تقویٰ کی حرص ہو اور غضِ بصر کے اصول پر کاربند ہوں اور جب عورت کی عمر بڑی ہو۔

5۔مشرک کی عیادت اس اُمید پر کہ شاید وہ مسلمان ہو جائے یا وہ ہمسایہ ہو، درست ہے۔(بخاری5657)

6۔جب مریض کے حالات بہت خراب ہوں۔مرض شدت اختیار کر جائے حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو جائے تب بھی عیادت کرنی چاہئے۔(بخاری:5651)

7۔پیدل جا کر عیادت کرنے کا بڑا اجر ہے۔(بخاری5664)سوار کے مقابلے میں پیدل چل کر آنے کا ثواب زیادہ ہے۔ دور کی مسافت میں مشقت ہو تو سوار ہو کر آنے میں کوئی حرج نہیں۔

8۔ایسے وقت میں عیادت کرنا جو مریض کے لئے مشقت کا باعث نہ ہو۔مریض ہسپتال میں ہو تو ملاقات کے اوقات کا خیال رکھنا چاہئے۔مریض کے سونے کے اوقات میں اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔(الآداب الشرعیۃ190/2189/2) عیادت کے وقت کے بارے میں تیمار دار سے یا گھر والوں سے پہلے پوچھ لینا چاہئے تاکہ مریض کے لئے مشقت کا باعث نہ بنیں۔

9۔عیادت کرنی چاہئے خواہ مرض کتنا ہی طویل ہو۔(ابوداؤد3101)

عیادت کرنے کے آداب

1۔مریض کے گھر والوں سے ان کی اور مریض کی صحت کے بارے میں پوچھنا چاہئے کیونکہ گھر والوں سے سوال کرنا ان کے دلوں کو سکون دیتا ہے۔(بخاری6266)

2۔مریض کے سر کی طرف بیٹھنا چاہئے کہ یہ سنت رسول ﷺ ہے۔(بخاری:1356)اس میں مریض کے لئے راحت ہے اور وہ اُنس محسوس کرتا ہے۔عیادت کرنے والے کو مریض کے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہئے اور دُعا کرنی چاہئے یا مریض کے ہاتھ کو پکڑنا چاہئے۔

3۔مریض سے اس کا حال پوچھنا چاہئے یہ بھی نبی ﷺ کی سنت ہے۔(ترمذی:983)مریض کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کوئی بات نہیں کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہی کرنی چاہئے۔

4۔مریض کو ثواب کی خوش خبری دینا اس کے لئے تکلیف برداشت کرنے کو آسان کر دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو جاتا ہے اور روحانی طور پر بلند ہو جاتا ہے اس لئے بیماری پر صبر کرنے کے ثواب کا ذکر کرنا چاہئے۔(ابوداؤد:3092، ابن ماجہ:3470،صحیح ابن ماجہ:2794)آپ ﷺ مرض میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تذکرہ کرتے تھے۔(بخاری:5641،5642)

5۔مریض کو دُعا دیتے ہوئے اس پر اپنا ہاتھ رکھنا چاہئے۔اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور مریض کے دل کو تسکین ملتی ہے اور اس کے بڑے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔(بخاری1295)ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں:مریض پر ہاتھ رکھنے میں اس سے اُنس کا اظہار ہوتا ہے اور مرض کی شدت میں جب اسے دُعا دی جاتی ہے تو وہ عافیت محسوس کرتا ہے۔بعض اوقات دُعا سے اور ہاتھ پھیرنے سے مریض کو شفا مل جاتی ہے خاص طور پر جب عیادت کرنے والا صالح ہو۔(فتح الباری10/126)

6۔عیادت کرنے والا صالح ہو تو وضو کرے اور بچنے والا پانی مریض پر چھڑک دے کہ یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔(بخاری:5651)حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:یہ بات چھپی ہوئی نہیں کہ جب عیادت کرنے والا ایسا ہو تو اس سے مریض کو برکت ملتی ہے۔(فتح الباری:138/10)

7۔مریض کو تقدیر پر صبر اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہونے کی تلقین کرنی چاہئے۔یہ جنت لے جانے والے اعمال میں سے ہے۔(آل عمران146،البقرۃ155،ترمذی2396،ابوداؤد3090)

8۔مریض بعض اوقات تقدیر پر ناراض ہوتا ہے۔اسے تقدیر کو بُرا بھلا کہنے سے روکنا چاہئے۔(مسلم6570)

9۔مریض کے لئے دُعااور شرعی جھاڑ پھونک کی جاسکتی ہے۔نبی ﷺ کے اس بارے میں اقوال ہیں اور آپ ﷺ کا فعل ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ پر یوں جھاڑ پھونک کی تھی:

بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ (مسلم:5700)

"اللہ تعالیٰ کے نام سے ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کو تکلیف دینے والی ہو اور ہر نفس یا حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے میں آپ کو دم کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے گا۔میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔"

مریض پر معوذتین پڑھ کر پھونکنا مستحب ہے۔(بخاری5735)

10۔مریض کو موت کی تمنا سے روکنا چاہئے۔نبی ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عیادت کی جب کہ وہ مریض تھے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے موت کی تمنا کی تو ان سے نبی ﷺ نے فرمایا:اے چچا!موت کی تمنا نہ کرو۔پھر اگر آپ نیک ہو اور آپ کو مہلت مل جائے تو نیکیوں پر نیکیوں کا اور اضافہ ہوگا اور آپ کے لئے بہتر ہوگا اور اگر آپ گناہ گار ہو تو توبہ کرنے کا موقع مل جائے گا اور یہ بھلائی کا باعث ہوگا۔اس لئے موت کی تمنا نہ کرو۔(مستدرک حاکم 339/1، بیہقی 377/3)

11۔مریض کو شکوہ نہ کرنے کی نصیحت کرنی چاہئے کیونکہ شکوہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔

12۔مریض کو اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن رکھنے کی نصیحت کرنی چاہئے۔انسان کو ہر وقت اپنے خالق سے حسنِ ظن رکھنا چاہئے اور مرض میں اگر موت آجائے تو اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن ہی کی حالت میں آئے اور اُمید کو خوف پر غالب رہنا چاہئے۔

13۔مریض جب آرام کرنا چاہے یا کلام کرنے میں مشقت محسوس کرے تو اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہئے کیونکہ زیادہ دیر جاگنا اور زیادہ باتیں کرنا مریض کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں:سب سے افضل عیادت سب سے کم دیر کی عیادت ہوتی ہے۔(التمہید 277/24)جب مریض یہ چاہے کہ اس کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں تو کوئی حرج نہیں۔

14۔گھر والوں کو صبر،مریض کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی نصیحت کرنی چاہئے۔امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ادب واجب ہے۔اس کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ گھر والے خدمت کو بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔خاص طور

پر جب بیماری طول پکڑ جائے اور گھر والوں پر خدمت مشقت ہو جائے۔

15۔مریض کو وصیت کرنے کی تلقین کرنی چاہئے کیونکہ موت سے پہلے وصیت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

16۔جب کسی کا مرض طول پکڑ جائے تو اس کے پاس بار بار جانا چاہئے۔یہ اس کے دل کو خوش کرنے والا معاملہ ہے۔سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد میں لگوا دیا تا کہ بار بار عیادت کر سکیں۔(بخاری4122،مسلم1769)

اللہ تعالیٰ حشر تک نبی ﷺ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

15۔ملاقات کے آداب

انسان کو بھائیوں،دوستوں،ہمسایوں اور ہم عمروں کی ملاقاتیں بے حد محبوب ہوتی ہیں۔یہ ملاقاتیں دل کو خوشی سے بھر دیتی ہیں اس لئے ان کے آداب سیکھنے کی ضرورت ہے۔

1۔ملاقات کے وقت مسکراہٹ اور بشاشت کے ساتھ ملنا چاہئے کیونکہ خوش گوار تأثرات کے ساتھ ملنا دوسروں کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتا ہے۔(ترمذی1956،مسلم2626)چہرے پر تھکاوٹ اور ناپسندیدگی کے آثار محبت کو بھگانے کے لئے کافی ہوتے ہیں اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان شیطان کی آمد کا دروازہ کھلتا ہے اور آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔

2۔ملاقات کے وقت سلام کہنا چاہئے۔اسلام نے جو دعائے ملاقات سکھائی ہے اس کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔مؤمنوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔وہ شیطان سے دور ہوتے ہیں اور الرحمٰن سے قریب ہوتے ہیں۔اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔(مسلم:54،ترمذی2688، ابوداؤد4084،السلسلۃ الصحیحۃ1466)سلام کو ترک کر دینا اور اس میں سستی برتنا دشمنی کی کھیتی اُگانے کا ارادہ کرنا ہے۔اس سے دل بدل جاتے ہیں لہٰذا اسلام کرنے کی حرص پیدا کرنی چاہئے اور اسے کسی اور قوم کی ملاقات کے الفاظ سے نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ سلام جیسا کسی کا مقام نہیں ہے۔

3۔مصافحہ کرنا چاہئے۔مصافحہ کرنے سے مراد ہے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ہاتھ کو ہاتھ میں لینا اور اس پر گرفت

مضبوط کرنا۔ مصافحہ کرنا تعلقات کو مضبوط کرتا ہے، محبت کی نشوونما کرتا ہے اور اسے ہمیشہ کی محبت میں بدلتا ہے۔ پھر یقیناً وہ گناہوں کے مٹانے اور بخشش کے اسباب میں سے ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 576، الادب المفرد 986، ابوداؤد 5212، ترمذی 2727)

4۔ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو ملاقات کے وقت گلے ملنا مستحب ہے۔ یہ محبت کی قوت اور سچائی کی دلیل ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (الادب المفرد 970) نبی ﷺ کے اصحاب کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جب ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے، جب سفر سے لوٹتے تو معانقہ کرتے یعنی گلے ملتے۔ یہ محبت کی سچائی اور گہرائی کی دلیل ہے۔

5۔ ملاقات کے وقت حرام کاموں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جن چیزوں سے حدیث میں منع کیا گیا ہے درج ذیل ہیں:

i۔ الانحناء (ایک دوسرے کے لئے جھکنا): یہ غیر مسلموں کے فعل میں سے ہے۔ (ترمذی 2728، ابن ماجہ 3702)

ii۔ بوسہ دینا: بعض لوگ جب بھی آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے کو چوم لیتے ہیں چاہے ایک دن میں کئی بار ملیں۔ یہ سنت کے خلاف ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل کے خلاف ہے اس فعل کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔

iii۔ غیر مسلموں سے سلام کی ابتدا کرنا: مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کو پہلے سلام کرے۔ نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسانوں کے درمیان مساوات ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک ہی وطن کے باسی ہیں۔ ان فتنوں سے بچنا چاہئے۔ نبی ﷺ کی سنت کا حق زیادہ ہے کہ ہم اس کی اتباع کریں۔ یہ مسلمان کا اعزاز ہے اس لئے کسی مسلمان کو اس طرح کی مخالفتوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ ہر طریقہ جو اسلام نے سکھایا اسی میں فرد اور معاشرے کی سلامتی اور قوت ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ میں یہود کے گروہ رہتے تھے لیکن آپ ﷺ اس سے روکتے تھے کیونکہ یہود اپنے تعصب اور مسلمانوں پر تشدد سے باز نہیں آتے تھے اور آپ ﷺ ان سے عفوودرگزر کا معاملہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ملاقاتوں میں بھی ہمیں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین

16۔ سلام کے آداب

اسلام کی بہترین خوبیوں میں سے سلام کرنا اور سلام کو پھیلانا ہے۔ (ابن حبان 508)

سلام کو پھیلانا ایسے اعمال میں سے ہے جو جنت کو واجب کر دیتے ہیں۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 1466)

سلام کو پھیلانا دنیا اور آخرت میں سلامتی کا سبب بنتا ہے۔ (بخاری، الادب المفرد 787، 979، صحیح الجامع 1087)

سلام پھیلانا دنیا و آخرت میں درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے۔ (صحیح الجامع 1088)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی الغرض سب کو سلام کرو۔ (بخاری 12، مسلم 160)

سلام کرنا اور جواب دینا معاشرے میں محبت کو عام کرتا ہے۔ (مستدرک حاکم 167/4، صحیح الجامع 1086، مسلم 54)

1۔ ملاقات کے وقت پہلا کام سلام ہونا چاہئے۔ (ابوداؤد 4084، ترمذی 2721)

2۔ اسلام کی دُعائے ملاقات کی حرص رکھنی چاہئے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جاری کیا ہے۔ یہی دُعا مسلمانوں کا شعار ہے۔ فرشتوں اور اہلِ جنت کی دُعائے ملاقات ہے: اَلسَّلامُ عَلَیکُم وَرَحمۃُ اللہِ وَبرَکَاتہٗ (ترمذی 3368، ابن حبان 6134)

3۔ پورا سلام کہنے کی حرص رکھنی چاہئے کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ (ابوداؤد 5195، ترمذی 2689)

4۔ جس کو سلام کیا جائے اس پر جواب دینا واجب ہے۔ (بخاری 1240، مسلم 5650، ابوداؤد 5210)

5۔ سلام کا زیادہ بہتر یا اس جیسا جواب دینا چاہئے۔ (النساء 86)

6۔ مُردوں کے سلام سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عَلَیکَ السَّلام مت کہو۔ یہ میت کا تحیہ اور سلام ہے بلکہ یوں کہو: اَلسَّلامُ عَلَیکَ۔ (مسند احمد 482/2، ابوداؤد 4084)

7۔ اہلِ کتاب اور غیر مسلموں کے سلام کی مشابہت نہیں کرنی چاہئے۔ مشابہت جیسے افعال سے ہوتی ہے ایسے ہی اقوال سے بھی ہوتی ہے۔ غیر مسلموں سے مشابہت حرام ہے۔ (ترمذی 2695، ابویعلیٰ 1870، صحیح الجامع 2946) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہاتھ یا انگلی سے اشارہ نہیں کر سکتے جیسے کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ اسی طرح Good Morning ، Bonjour وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرنے درست نہیں۔

8۔ غیر مسلموں سے سلام کرتے ہوئے ابتدا نہیں کرنی چاہئے۔ (مسلم 5661)

9۔ غیر مسلموں کے سلام کے جواب میں وعلیکم کہنا چاہئے۔ (بخاری 6024، مسلم 5656، ترمذی 1603، ابوداؤد 5206)

10۔ کون کس کو سلام کرے؟

i۔ سوار پیدل کو۔　ii۔ تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو

iii۔ پیدل کھڑے ہوئے کو　iv۔ چھوٹا بڑے کو۔ (بخاری 6231، ترمذی 2705)

11۔ مجلس سے اُٹھتے اور باہر نکلتے ہوئے سلام کرنا چاہئے۔ عام طور پر لوگ مجلس میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرتے ہیں مگر باہر نکلتے ہوئے سلام نہیں کرتے۔ یہ خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد 5208، ترمذی 2706) اسی طرح جب مجلس میں دوبارہ واپس آئیں تو سلام کرنا چاہئے کیونکہ سلام پھیلانا محبت میں اضافہ کرتا ہے۔

12۔ آمنے سامنے سلام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر مصافحہ کرنا چاہئے۔ اس کا بڑا اجر ہے اور یہ مسلمانوں کے درمیان محبت بڑھانے والا عمل ہے۔ (ترمذی 2727، ابوداؤد 5212) ان احادیث سے مصافحے کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ یہ مستحب عمل ہے۔

13۔ جب دو لوگوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے تو سلام کا اِعادہ کرنا چاہئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جب ان کے درمیان کوئی دیوار، پتھر یا درخت حائل ہو جاتا تو سلام کرتے۔ (صحیح الجامع 355، شعب الایمان 8860)

14۔ مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھے بغیر سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (ترمذی: 757)

15۔ سوال اور کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہئے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 816، ترمذی 2699)

16۔ قضائے حاجت کے وقت سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد: 17)

17۔ سونے والوں کے پاس جائیں تو پست آواز میں سلام کرنا چاہئے۔ نبی ﷺ سونے والوں کے قریب ایسے سلام کرتے تھے جس سے جاگنے والے سُن لیں اور سونے والے بیدار نہ ہوں۔ (مسلم 5362)

18۔ بچوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کے دل کو خوش کرنے کے لئے سلام کرنا چاہئے۔ (بخاری 6247، مسلم 5663)

19۔ جس مجلس میں مسلمان اور مشرک ہوں انہیں سلام کیا جائے گا۔ مشترکہ مجلس میں اسلام کے حق کی تعظیم کے لئے سلام کیا جائے گا۔ (بخاری 6254، مسلم 4659)

20۔ عورتوں کی مجلس کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 5204، ترمذی 2697)

21۔ جب کوئی نہ سنے تو تین بار سلام کا اِعادہ کرنا چاہئے۔ (بخاری 6244) اگر کوئی فاصلے پر ہو اور نہ سُن پائے تو تین بار

سلام کیا جا سکتا ہے۔

22۔ دوسرے شخص کو سلام پہنچانا مستحب ہے۔ (بخاری 6253، مسلم 2447، ابوداؤد 5231) یہ سلام پھیلانے کا معاملہ ہے۔ اس سے دل نرم ہوتے ہیں۔ یہی شریعت کا مقصد ہے اس کی حرص رکھنی چاہئے۔

17۔ مہمان نوازی کے آداب

مہمان نوازی اسلام کے آداب میں سے ہے اس لئے ہر مسلمان کا یہ شیوہ ہونا چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کا ایمان اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ہو پس اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔'' (مسلم: 173)

میزبان کے آداب

دعوت سے قبل کے آداب

1۔ جب کسی کی میزبانی کرنے کا موقع ملے تو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کی خدمت کرنی چاہئے اور اس سے اجر کی توقع رکھنی چاہئے۔

2۔ متقی اور پرہیزگار کو مہمان بنانا چاہئے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف مومن آدمی کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی پہ کھائے۔ (مسند احمد، ابوداؤد: 4832، ترمذی: 2395، ابن حبان)

3۔ مہمان نوازی کے لئے صرف مال داروں کو مخصوص نہیں کرنا چاہئے بلکہ فقرا کو بھی بلانا چاہئے۔ (بخاری: 5177)

4۔ ایسے شخص کو دعوت نہیں دینی چاہئے جس کا شریک ہونا مشکل ہو۔ ایسی دعوت سے دُکھ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ شریک نہ ہونے والا اذیت میں آئے گا تو مومن کو اذیت دینا حرام ہے۔ شرکت نہ کر سکنے کی وجہ سے بُلانے والے کو دُکھ ہوگا اس لئے نہ بُلانا بہتر ہے۔

5۔ مہمان نوازی کا مقصد ایک دوسرے پر فخر جتلانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مومن کے دل میں خوشی داخل کرنا ہونا چاہئے اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

دعوت میں آنے والے مہمانوں کی عزت کے لئے آداب

1۔ عمدہ طریقے سے مہمان کا استقبال کرنا چاہئے۔ عمدہ طریقے سے مراد کشادہ پیشانی، کھلتے ہوئے چہرے اور

مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کرنا ہے۔اسی سے دل ایک دوسرے کے لئے کھل جاتے ہیں۔لوگوں کو مسکرا کر دیکھنا صدقہ ہے۔(ترمذی:1956،صحیح الجامع:2908)رسول اللہ ﷺ وفود کا والہانہ استقبال کیا کرتے تھے۔(بخاری6178)

2۔مہمان کی عزت کے لئے اسے مناسب جگہ بٹھانا ضروری ہے۔کسی ایسی جگہ نہیں بٹھانا چاہئے جہاں سے بہت بدبو آئے یا کھلی جگہ جہاں مسلسل لوگ گزر رہے ہوں، نہ ایسی جگہ جہاں بیٹھنے سے مہمان کا دم گھٹے۔

3۔مہمان کی عزت کے لئے کھانے پینے میں اسے ترجیح دینی چاہئے۔کھانا اور مشروبات وغیرہ پہلے اسے پیش کرنے چاہئیں۔(الذاریات 24-27)مہمان نوازی کا تعلق ایمان کی خصلتوں سے ہے اس لئے مسلمان کو اپنے مہمان کی عزت کے لئے خود کو اس سے پیچھے رکھنا چاہئے۔

4۔کھانا مہمان کے پاس حاضر کرنا چاہئے۔قرآنِ مجید میں جو آداب ربّ العزت نے سکھائے ہیں ان میں سے اہم ادب ہے کہ کھانا مہمان کے قریب کیا جائے۔(الذاریات:27)اگر کھانا کسی الگ جگہ پر لگایا گیا ہے تو مہمان کو وہاں لے جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

5۔ہر میزبان کو اپنی استطاعت کے مطابق مہمان کی خدمت کرنی چاہئے اور تکلّفات میں نہیں پڑنا چاہئے۔(الذاریات:26) مہمان نوازی میں تکلف کرنا مہمانوں کے استقبال میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔یہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے۔

6۔گھر والوں کو مہمان کی خود خدمت کرنی چاہئے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت کا تذکرہ سورۃ الذاریات کی آیات 26-27 میں کیا گیا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: "**باب اكرام الضيف وخدمته اِياه بنفسه**"۔مہمان کی سب سے عمدہ خدمت میزبان خود کر سکتا ہے۔

7۔مہمان کو اس کا حق دینا چاہئے۔مہمان نوازی ایک دن اور ایک رات ہے۔زیادہ سے زیادہ تین دن تین رات ضیافت ہے۔اس کے بعد صدقہ ہے۔(بخاری:6134،مسلم:2729)

8۔مہمان پر ٹھہرنے کی مدت کے سلسلے میں احسان کرنا چاہئے۔مہمان کے سونے،کھانے پینے،نہانے کے لئے تیاری اور صفائی کا اہتمام کرنے میں حسنِ معاملہ کرنا چاہئے۔

9۔میزبان کو کھانا جلد پیش کرنا چاہئے۔اس میں مہمان کی عزت ہے کہ اسے جلد کھانا پیش کرنا چاہئے۔

10۔مہمانوں کے فارغ ہونے سے پہلے کھانا نہیں اُٹھانا چاہئے۔فراغت سے پہلے کھانا اُٹھانا مہمان کی عزت کے خلاف ہے۔

11۔مہمان کو تھوڑا یا بہت زیادہ کھانا پیش نہیں کرنا چاہئے۔تھوڑا کھانا پیش کرنا بے مروتی ہے اور بہت زیادہ کھانا رکھنا تصنّع ہے اور دونوں باتیں ہی اسلام کے آداب کے خلاف ہیں۔

12۔میزبان کے ساتھ دروازے تک رخصت کرنے کے لئے جانا چاہئے۔امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیارت کرنے والے کی زیارت تب مکمل ہوتی ہے جب میزبان اسے دروازے تک چھوڑنے جائے اور سواری تک پہنچائے۔(الآداب الشرعیۃ:2/227)یہ شرعاً مہمان کی عزت میں شامل ہے اور اَسلاف کا طرزِ عمل ہے۔

13۔میزبان کو اس وقت تک گھر کے اندرونی حصّے میں واپس نہیں جانا چاہئے جب تک کہ مہمان کی سواری رخصت نہ ہو جائے۔اس کے بعد دروازہ بند کرنا چاہئے۔یہ مہمان کی عزت واحترام ہے۔

مہمان بننے کے آداب

1۔دعوت قبول کرنی چاہئے۔جب کسی کو دعوت پر بلایا جائے تو اسے بغیر کسی عذر کے انکار نہیں کرنا چاہئے اور عذر ایسا ہو کہ جس کی وجہ سے دین یا جسم یعنی صحت کا نقصان ہو۔(مسلم:3514،بخاری:5178)

2۔دعوت قبول کرنے میں فرق نہیں کرنا چاہئے۔فقیر کی دعوت قبول نہ کرنے میں تکبر آجاتا ہے اور فقیر کا دل ٹوٹتا ہے۔
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ایک دن مساکین کے پاس سے گزرے۔وہ زمین پر پڑے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو انہوں نے دعوت دی کہ اے رسول اللہ ﷺ کے نواسے!ہمارے ساتھ صبح کے کھانے میں شریک ہوجائیں۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دعوت قبول کی،سواری سے نیچے اُترے،بیٹھ کر کھانا کھایا اور فرمایا:اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ

3۔دعوت قبول کرنے میں دور اور قریبی رشتہ دار کا فرق نہیں کرنا چاہئے پہلے آنے والے کی دعوت قبول کرکے دوسرے سے معذرت کرلینی چاہئے۔

4۔کسی کے گھر جانے سے پہلے اجازت لینی چاہئے۔ایسا اس لحاظ سے ضروری ہے کہ ہوسکتا ہے وہ وقت اس کے ضروری کام کا ہو اس لئے ٹیلی فون کرکے اجازت لے لینی چاہئے۔

5۔ میزبان کو زیادہ دیر انتظار نہیں کروانا چاہئے۔ مہمان کو نہ وقت سے پہلے پہنچ کر گھر والوں کو پریشان کرنا چاہئے نہ تاخیر کر کے انتظار کروانا چاہئے۔ وقت پر پہنچنا چاہئے۔

6۔ میزبان کے گھر میں داخل ہونے کے بعد تواضع سے بیٹھنا چاہئے۔ مہمان کو گھر والے جہاں بٹھائیں انہیں وہاں بیٹھ جانا چاہئے اس جگہ کو یوں ہی چھوڑ کر نہیں اٹھنا چاہئے۔

7۔ اگر کسی کے گیٹ پر پہنچ گئے تو بیل دینے میں احتیاط برتنی چاہئے۔

8۔ ملتے ہوئے پہلے سلام کرنا چاہئے۔

9۔ اپنا تعارف کروانا چاہئے اگر پہلے سے نہ جانتے ہوں۔

10۔ اپنی نظریں نیچے رکھنی چاہئیں۔

11۔ آواز بلند نہیں کرنی چاہئے۔

12۔ گھر کے حالات کے بارے میں تجسس نہیں کرنا چاہئے۔

13۔ بلاضرورت گھر میں نہیں گھومنا چاہئے۔

14۔ زیادہ دیر نہیں رُکنا چاہئے۔

15۔ گھر والوں کی اجازت کے بغیر گھر میں نہیں چلنا چاہئے۔

16۔ بغیر اجازت واپس نہیں جانا چاہئے۔

17۔ روزے کی وجہ سے کھانے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ اگر گھر والے کھلانے میں خوشی محسوس کریں تو (نفلی) روزہ افطار کر لینا چاہئے ورنہ گھر والوں کے لئے بھلائی کی دُعا کرنی چاہئے۔ (مسلم 3520)

18۔ مہمان کو کھانے پینے کے آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔ نبی ﷺ نے جو کھانے پینے کے آداب سکھائے ہیں ان کا تعلق صرف اپنے گھر کے اندر تک نہیں ہر مقام سے ہے اس لئے ان کا خیال کرنا چاہئے۔

19۔ مہمان کو میزبان کے لئے بوجھ اور تنگی کا باعث نہیں بننا چاہئے۔ (بخاری: 6135)

20۔ میزبان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ (ترمذی: 1955)

21۔ مہمان کو خوش ہو کر واپس جانا چاہئے۔ اسلام جو آداب مسلمانوں کو سکھاتا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے

حسنِ سلوک کرنے کی کوشش کی ہو چاہے اس میں کچھ کمی رہ گئی ہو اس سے خوش ہونا چاہئے۔ یہ خوش خلقی میں شامل ہے جس پر روزے اور قیام جیسا ثواب ملتا ہے۔

18۔ مجلس کے آداب

انسان تنہا زندگی نہیں گزارتا۔ اپنی زندگی کے آغاز سے اختتام تک وہ تمدنی زندگی گزارتا ہے۔ خاندان میں، دوستوں تعلق داروں میں، شادی بیاہ، مرگ اور حادثات کے موقع پر انسان مجلسی زندگی گزارتا ہے۔ اس کی زندگی مجالس کا مجموعہ ہے۔ اسلام نے مجلسوں میں بیٹھنے والوں کو مجلس کے آداب سکھائے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ مجلسیں باعثِ حسرت نہ بن جائیں۔ یہ آداب درج ذیل ہیں:

1۔ بُری مجلسوں میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ بُری مجلس میں بیٹھنے والا خاموش شخص بھی بُرائی میں شریک ہوتا ہے سوائے اس کے کہ وہ برائی سے روکنے والا ہو۔ برائی کو دور کرنے کے سوا کسی ایسی مجلس میں جانے کا کوئی جواز نہیں۔ (ترمذی 2801)

2۔ نیت کے اِخلاص کے ساتھ مجلسوں میں شریک ہونا چاہئے۔ اس طرح مجالس میں جانا اور بیٹھنا سب کچھ اجر کا باعث بن جاتا ہے مثال کے طور پر مہمانوں کے پاس ان کی عزت کے لئے بیٹھنا چاہئے۔ گھر والوں کے ساتھ اُنس، محبت اور نصیحت کے لئے بیٹھنا چاہئے۔ بھائیوں کے ساتھ آپس کے بھائی چارے یا شرعی علم دینے یا دین و دنیا کی مصلحت کے کسی کام کے لئے بیٹھنا چاہئے۔ نیت کا اِخلاص مجالس کو میزان میں بھاری اعمال میں شامل کر دیتا ہے۔

3۔ نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا چاہئے کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر انسان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر ہر انسان کو چاہئے کہ اپنے وقت کو ضائع نہ کرے اور اپنی قیمتی عمر کو بُرے لوگوں کی مجلسوں میں برباد نہیں کرنا چاہئے۔ بُرے دوست انسان کے دین پر بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ (بخاری 5534، مسلم 6692) کتنے ہی نیک لوگ ہیں جو بُرے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ پھر ان کی نیکی پر بُرے لوگ غالب آجاتے ہیں اور وہ ان ہی میں سے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بُرے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہئے۔

4۔ دشمنوں کی مجلس میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ دشمن دین کا ہو یا دنیاوی معاملات میں ہو، دشمنی دشمنی ہی ہوتی ہے۔ ان سے انسان کو ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں جو بُری لگتی ہیں۔ انسان کو اس کی خطائیں گھیر لیتی ہیں۔ ایسی

مجالس کا انجام برا ہوتا ہے۔ ابن ابی یعلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اپنے دشمن کے پاس مت بیٹھو۔ (الآداب الشرعیۃ 572/3) اس صورت میں کوئی حرج نہیں جب دشمن کی اصلاح مقصود ہو۔

5۔ راستوں میں بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے۔ راستوں میں بیٹھنے سے انسان کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ یا تو خود فتنے میں مبتلا ہوتا ہے یا دوسروں کے لئے فتنے کا باعث بنتا ہے۔ (بخاری 2465، مسلم 5563)

6۔ حلقوں اور ٹولیوں میں بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے۔ (بخاری 66، مسلم 5681)

7۔ مجلس میں آنے والا سلام کرے۔ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے اور اس کا آپ ﷺ نے حکم دیا۔ (ابوداؤد 5208، ترمذی 2706) اسی طرح جب مجلس میں دوبارہ واپس آئیں تو سلام کرنا چاہئے کیونکہ سلام پھیلانا محبت میں اضافہ کرتا ہے۔ مجلس میں بیٹھنے والوں کا یہ حق ہے کہ آنے والے سلام کریں۔ سلام کی وجہ سے وہ سلامتی پاتے ہیں اور سلام کو عام کرنے سے لوگوں کے درمیان محبت بڑھتی ہے۔

8۔ آنے والوں کے لئے مجلس میں وسعت پیدا کرنی چاہئے۔ (المجادلۃ: 11، مسلم 5683، ابوداؤد 2048)

9۔ مجلس میں آنے والے کو جہاں جگہ ملے اسے وہیں بیٹھ جانا چاہئے (بغوی شرح السنۃ 3328) اور اگر جگہ نہ ملے تو سب سے پیچھے بیٹھ جانا چاہئے۔

10۔ حلقے کے درمیان میں نہیں بیٹھنا چاہئے اس سے باقی لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ (ابوداود 4826)

11۔ دو لوگوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (ابوداؤد 48454844، ترمذی 2752)

12۔ ایک آدمی اپنی جگہ سے اُٹھ کر جائے پھر واپس آئے تو وہ جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم 5686، ترمذی 2752)

13۔ مجلس میں سکون اور وقار سے بیٹھنا چاہئے۔ مجلس میں کسی کو دُکھ پہنچانے سے بچنا چاہئے اور اپنے دوستوں کی محبت حاصل کرنی چاہئے۔ دونوں کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ (مسلم 162، ابوداؤد 4847)

i۔ مجلس میں زیادہ حرکت نہیں کرنی چاہئے۔ **ii**۔ بات کرنے کی ضرورت ہو تو درست بات کرنی چاہئے۔

iii۔ زیادہ بولنے اور مذاق اُڑانے سے گریز کرنا چاہئے۔

iv۔ اپنے خاندان، اولاد، بزنس یا کسی بھی کام پر فخر نہیں کرنا چاہئے۔

v۔ مجلس میں بیٹھ کر انگوٹھی یا موبائل سے کھیلنا، دانتوں میں خلال کرنا، تھوکنا، چھینکنا، انگڑائی لینا، ناک میں انگلی ڈالنا،

انگلیوں کو چٹخانا، خاص انداز میں ہاتھ ہلا وغیرہ معیوب کام ہیں۔

vi۔ دوسرے کی بات سننے میں اُکتاہٹ کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

vii۔ بار بار کسی بات کو نہیں سنانا چاہئے۔ **viii**۔ کسی کے سلسلۂ گفتگو کو درمیان سے نہیں کاٹنا چاہئے۔

14۔ مجلس میں ایسا لباس پہن کر نہیں بیٹھنا چاہئے جس سے ستر کھل جائے۔ (مسلم 5499)

15۔ آدھی دھوپ اور آدھی چھاؤں میں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (ابوداؤد 4821)

16۔ مجلس میں سرگوشی کرنا حرام ہے۔ (بخاری 6290، مسلم 5696)

17۔ بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (ابوداؤد 4848)

18۔ ایسی مجالس سے دور رہنا چاہئے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہو مثلاً جن مجلسوں میں غیبتیں، چغلیاں، بے حیائی کی باتیں ہوتی ہوں، گھروں کے راز افشاء کیے جائیں، تہمت اور بہتان لگائے جائیں۔ یہ شرکی مجالس ہیں۔ ان سے دور رہنا چاہئے۔

19۔ مجالس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے۔ (ابوداؤد 4855، ترمذی 3380)

20۔ کثرت سے ہنسنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ ایسی مجلسوں میں کوئی خیر نہیں ہوتا البتہ یہ دلوں کو سخت کر دیتی ہیں۔ (ابن ماجہ 4193)

21۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے کثرت سے استغفار کرنی چاہئے۔ (مسلم 6856، ترمذی 3434، ابوداؤد 1516)

22۔ مجلس سے اُٹھتے ہوئے سلام کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 5208، ابن حبان 497) اسی طرح جب مجلس میں دوبارہ واپس آئیں تو سلام کرنا چاہئے۔ (ترمذی 2705، بخاری 6231)

23۔ مجلس میں بیٹھنے والوں کو سلام کرنا چاہئے اگرچہ اس میں مشرک ہوں۔ (بخاری 6254، مسلم 4659)

24۔ مجلسوں میں لڑائی جھگڑے سے گریز کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 4800)

25۔ مجلس سے اُٹھتے ہوئے گناہوں کے کفارے کے لئے دُعا پڑھنی چاہئے۔ (ترمذی 3433، صحیح الجامع 4487)

19۔ دوستی کے آداب

نبی ﷺ نے فرمایا: مؤمن دوستی لگاتا ہے اور اس سے دوستی کی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی خیر

نہیں جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی مانوس ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

مؤمن کے لئے دوستی کا معیار

1۔ سچے ایمان کی علامت ہے کہ ایمان والا اس سے دوستی رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اس سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ ناپسند ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی رکھی، اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روک لیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔'' (ابوداؤد:4681)

2۔ ایک صالح بزرگ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا تھا: بیٹا! تمہیں کسی کی دوستی کی ضرورت پیش آئے تو اس سے دوستی اختیار کرو کہ جب تم اس کی خدمت کرو تو وہ تمہارا محافظ ہو، اس کے ساتھ رہنا تمہارے لئے زینت ہو، کوئی مشکل پیش آئے تو وہ تمہارا بوجھ ہلکا کر دے، تم نیکی کی طرف ہاتھ بڑھاؤ تو وہ بھی بڑھائے، تمہاری اچھائی دیکھے تو اسے قابل اعتناء سمجھے، برائی دیکھے تو اسے روکے، کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو ہمدردی کرے، جب تم کہو تو تمہاری تصدیق کرے، کسی کام کا ارادہ کرو تو تمہیں اپنا امیر سمجھے اور اگر کسی بات میں جھگڑا ہو جائے تو وہ تمہیں اپنا سمجھے۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرش کے ارد گرد نور کے منبر ہیں۔ ان پر نورانی لباس اور نورانی چہروں والے لوگ ہوں گے۔ وہ انبیاء اور شہداء تو نہیں مگر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: ہمیں بھی ان کی صفات بیان کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ایک دوسرے کی ملاقات کو آنے والے ہیں۔'' (نسائی)

دوست سے ملاقات کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسرے گاؤں میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار کے لیے بھیج دیا۔ جب اُس آدمی کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرشتے کہنے لگا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس آدمی نے کہا: اُس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے۔ میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: کیا اس نے تمہارے اوپر کوئی احسان کیا ہے کہ تم جس کا بدلہ دینا چاہتے ہو؟ اس آدمی

نے کہا: سوائے اس کے کہ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے اسی طرح محبت کرتا ہے کہ جس طرح تم اس دیہاتی آدمی سے محبت کرتے ہو۔'' (مسلم:6549)

اسلام میں دوستی کے لئے شرط

1۔ دوستی خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ 2۔ اس میں دنیاوی اغراض کا دخل نہ ہو۔

3۔ دوستی کا باعث ایمان اور اسلام ہو۔

دوست بنانے کے قابل افراد

1۔ جس سے دوستی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔ 2۔ دوستی اس شخص سے ہو جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہو۔

3۔ دوستی عقل مند شخص سے ہو۔ بے وقوف کی دوستی نقصان پہنچاتی ہے چاہے وہ فائدہ پہنچانا چاہے۔

4۔ دوست متقی ہو۔ فاسق اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو دوستی کا لحاظ کیسے کرے گا؟

5۔ دوست اچھے اَخلاق کا حامل ہو۔ بداَخلاق شخص اپنے ذاتی مفادات کے لئے غصہ کر سکتا ہے۔

6۔ دوست اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت پر عمل کرنے والا ہو۔

7۔ دوست بدعات سے اجتناب کرنے والا ہو۔

دوستی کے آداب

1۔ دوستوں کو ایک دوسرے کے لئے مددگار رہنا چاہئے۔

2۔ اپنے ذاتی معاملات کے بارے میں جیسے نظر رکھتے ہیں دوست کے معاملات پر بھی ویسے ہی نظر رکھنی چاہئے۔

3۔ زبان کا استعمال دوست کے لئے بھی ویسے ہی کرنا چاہئے جیسے اپنے لئے چاہتے ہیں۔

4۔ خوشی اور غم کے مواقع پر اسے اطلاع دینی چاہئے۔ 5۔ دوست کی بیمار پرسی کرنی چاہئے۔

6۔ دوست کے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے۔

7۔ دوست کے ساتھ گفتگو میں جھگڑے کا انداز اختیار نہیں کرنا چاہئے۔

8۔ دوست کی مخفی باتوں کی ٹوہ میں نہیں لگنا چاہئے۔ 9۔ دوست کا راز فاش نہیں کرنا چاہئے۔

10۔ دوست کو غلطی پر پوشیدہ طور پر سمجھانا چاہئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ خیر خواہی ہے اور زینت کا باعث ہے اور جو لوگوں کے سامنے نصیحت کرے وہ اسے رسوا کرتا ہے۔

11۔ دوست کے عیوب پر پردہ ڈالنا چاہئے۔

12۔ دوست سے حسنِ ظن رکھنا چاہئے۔

13۔ دوست سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے۔ جب وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو تب بھی اس کی توبہ کا انتظار کرنا چاہئے اور اسے وعظ و نصیحت کرنی چاہئے۔

14۔ دوستی میں وفا اور ثابت قدمی ضروری ہے۔ اگر دوست وفات پا جائے تو اس کی اولاد اور دوستوں سے وفا کرنی چاہئے۔

15۔ دوست کے دشمن سے تعلقات نہیں بنانے چاہئیں۔

16۔ دوست ملے تو خوش آمدید کہنا چاہئے۔

17۔ دوست کو گھر والوں سے زیادہ توجہ نہیں دینی چاہئے۔

18۔ دوست کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

19۔ دوستی میں تکلف نہیں برتنا چاہئے۔

20۔ دوست سے اُنس اور اپنائیت پیدا کرنی چاہئے اور اجنبیت دور کرنی چاہئے۔ اکٹھے نماز پڑھنے سے، گھر میں کھانا کھانے سے اجنبیت دور ہو جاتی ہے۔

21۔ اپنے دوست اور اس کی اولاد کے حق میں دُعائے خیر کرنی چاہئے۔

22۔ دوست کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرنا چاہئے۔

20۔ تحفہ دینے کے آداب

مسلمانوں کے درمیان محبت پیدا کرنے میں تحائف کا لین دین بڑے گہرے اثرات رکھتا ہے۔ تحائف کے لین دین کے بغیر تعلقات پھیکے ہو جاتے ہیں، محبت نہیں رہتی اور اگر نئے تعلقات کی بات ہو تو وہ بھی نہیں بنتے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت پر عمل کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو تحفے دو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔'' (الادب المفرد:594)

ضرورت اس امر کی ہے کہ تحفہ دینے کے آداب سیکھیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تحائف کا لین دین کرنا چاہئے۔ (الادب المفرد:595)

2۔ آغاز رشتہ داروں اور قریبی ہمسایوں سے کرنا چاہئے۔

3۔ مشتبہ اور حرام چیزوں کا ہدیہ نہیں دینا چاہئے۔

4۔ تحفے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ (بخاری2566، مسلم2379)

5۔ تحفہ رَدّ نہیں کرنا چاہئے۔ (الادب المفرد:157)

6۔ ہدیے کا بدلہ دینا چاہئے۔ (بخاری2585)

7۔ جو لوگ سرکاری عہدوں پر فائز ہوں انہیں ہدیہ لینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (مسلم47384743، بخاری6979)

8۔ مناسب تحفے کا انتخاب کرنا چاہئے۔

9۔ تحفہ دے کر احسان نہیں جتلانا چاہئے۔ (البقرۃ:264)

21۔ موبائل اور ٹیلی فون کے استعمال کے آداب

موبائل اور ٹیلی فون اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں۔ ان کے توسط سے بہت سی محنت، وقت اور مال بچ جاتا ہے اور فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔ یہ اسلامی آداب میں سے ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو محسوس کرتا ہے اُس کا شکر ادا کرتا ہے اور جو اس نعمت سے فائدہ نہیں اُٹھاتا کفرانِ نعمت کرتا ہے۔ موبائل اور ٹیلی فون کے حوالے سے کچھ آداب ایسے ہیں جو مشترکہ ہیں جن میں سے کچھ کا تعلق موبائل اور ٹیلی فون سے ہے، کچھ کا تعلق کال کرنے والے سے ہے، کچھ کا تعلق کال وصول کرنے والے سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد سے ان آداب کو دیکھتے ہیں

ٹیلی فون یا موبائل سے رابطہ کرنے والے کے آداب

رابطہ کرنے والے کو ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے:

1۔ خالص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رابطہ کرنا چاہئے۔

2۔ نامناسب اوقات مثلاً آرام کے یا زیادہ مصروفیت کے اوقات میں رابطہ نہیں کرنا چاہئے۔ (مسلم162)

3۔ تین گھنٹیوں [bells] سے زیادہ نہیں بجانی چاہئیں۔ ہو سکتا ہے کوئی بیمار یا مصروف ہو۔

4۔ سلام سے بات کا آغاز کرنا چاہئے۔

5۔ فون کرنے والے کو اپنا تعارف کروانا چاہئے۔

6۔ بلا ضرورت طویل بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔ (بنی اسرائیل26,27)

7۔ رابطہ کرنے والا کو مکالمہ ختم کرنا چاہئے۔

8۔ بات ختم کرتے ہوئے سلام کرنا چاہئے۔

فون سننے والے سے متعلقہ آداب

1۔ کال کو اٹینڈ کرنا چاہئے۔ بغیر جواب دیئے hold نہیں کروانا چاہئے۔

2۔خواتین اور بچیوں کو لہجے میں مٹھاس پیدا کر کے بات نہیں کرنی چاہئے۔(الاحزاب:32)

3۔بچوں کو موبائل اور فون کال اٹینڈ کرنے سے روکنا چاہئے۔

4۔فون اٹینڈ کرنے والے کو کال کرنے والے کے بارے میں پوچھنا چاہئے کہ وہ کون ہے۔

ٹیلی فون اور موبائل سے متعلقہ آداب

1۔موبائل پر میوزک کو bell کی جگہ نہیں لگانا چاہئے۔

2۔موبائل کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں میں استعمال کرنا چاہئے۔

3۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

4۔موبائل بچوں کو کھیلنے کے لئے نہیں دینا چاہئے۔

5۔کسی کے موبائل یا فون سے اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں بغیر اجازت بات نہیں کرنی چاہئے۔

6۔خاص باتوں کو موبائل یا فون پر نہیں کرنا چاہئے۔

7۔موبائل کا ایسی جگہ استعمال نہیں کرنا چاہئے جہاں کسی دوسرے کو نقصان پہنچتا ہو۔

8۔اونچی آواز سے بات نہیں کرنی چاہئے۔(لقمان:19)

9۔مسجد اور علم کی مجلس میں داخل ہوتے وقت موبائل بند کر دینا چاہئے۔

10۔موبائل کو فخر کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔(لقمان:18)

11۔ہیلو کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور کافروں کے ساتھ مشابہت سے بچنا چاہئے۔

12۔اگر کال اٹینڈ نہ کرنے کی صورت میں کوئی پیغام ریکارڈ کروایا ہو تو وہ بھی غیر اسلامی نہیں ہونا چاہئے۔

13۔بچوں کو (ضرورت کے وقت) اور بڑوں کو موبائل استعمال کرنے کی تعلیم دینی چاہئے۔

14۔کسی کی اجازت کے بغیر اس کی بات نہیں سننی چاہئے، message نہیں پڑھنا چاہئے۔(بخاری7042)

15۔کسی کے موبائل سے بغیر اجازت کے data ٹرانسفر نہیں کرنا چاہئے۔

22۔راستے کے آداب

راستے انسانوں کی سہولت کے لئے بنتے ہیں۔اگر سب لوگ ان کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کو قبول نہ کریں تو

راستوں سے گزرنا محال ہو جائے۔اسلام نے راستے کے جو آداب مقرر کئے ہیں اس کی بنیاد یہ ہے کہ لوگوں سے اذیت کو دور کیا جائے اور ان کی ایذاؤں سے بچ کر رہا جائے۔یہ آداب درج ذیل ہیں:

1۔تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا چاہئے۔یہ ایمان کی شاخوں میں سے ہے۔(مسلم153، بخاری2989) کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ مسلمانوں کے راستے میں ایسی چیزیں ڈال دے جو انہیں اذیت دیں اور ضرر پہنچائیں جیسے ٹشو پیپر، ٹوٹے ہوئے شیشے، پھلوں کے چھلکے، کانٹے یا کسی محفل میں شریک ہونے کے لئے اگر جوتے اُتارنے کی ضرورت ہو تو اپنے جوتے راستے میں ہی رکھ کر مسلسل اذیت میں مبتلا کرنا یا اپنا سامان راستوں میں رکھ دینا، یا خود کسی راستے میں بیٹھ کر لوگوں کے لئے راستہ تنگ کر دینا یا اپنی گاڑی راستے میں کھڑی کر دینا وغیرہ۔

2۔حرام چیزوں سے نظریں نیچی کر لینی چاہئیں۔اللہ تعالیٰ نے راستوں میں بیٹھ کر نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔(النور:30) نظریں جھکانا راستے کا حق ہے جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔(بخاری2465، مسلم5563) جو شخص راستے میں بیٹھے اور آتی جاتی عورتوں پر نظر رکھے، اللہ تعالیٰ کیسے اس پر نظر کرم کر سکتا ہے؟ اور کیسی عجیب بات ہے کہ انسان اللہ عزوجل سے حیا نہ کرے۔

3۔راستے کے حقوق میں اور بھائی چارے کے آداب میں سے ہے کہ انسان سلام کا جواب دے۔(بخاری2465)

4۔راستوں میں قضائے حاجت سے بچنا راستے کے آداب میں سے ہے۔یہ مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والا کام ہے اور حرام ہے۔(مسلم618) پھر جو شخص یہ کام کرتا ہے لوگ بھی اس کو لعنت ملامت کرتے ہیں۔

5۔راستوں میں لوگوں کو اپنی بات یا اپنے کسی فعل سے تکلیف دینے سے بچنا چاہئے۔لوگوں کا مذاق نہیں اُڑانا چاہئے۔ عورتوں کا پیچھا کرنے اور نظروں سے پیچھا کرنے سے بچنا چاہئے۔(مسلم618)

6۔راستے کے حقوق میں سے یہ عمومی طور پر سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ معروف کا یعنی نیکی اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں جب وہ لوگوں کو اس میں مبتلا دیکھیں۔(آل عمران110)

7۔جو شخص کسی بھٹکے ہوئے کو دیکھے اسے راستہ بتانا چاہئے۔یہ راستے کے آداب میں سے ہے اور جس شخص کو اپنا مقصد بھول گیا ہو اسے مقصد یاد دلا دینا چاہئے۔(ترمذی2726، صحیح الجامع1407) جب کوئی اندھا راستہ بتانے کا سوال کرے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کی منزل تک پہنچانا واجب ہے۔

8۔عورتوں کو راستوں کے درمیان چلنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔(شعب الایمان 7822، ابن حبان 5572، صحیح الجامع 5425) راستوں میں مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہوتا ہے اس لئے عورتوں کو کنارے کنارے چلنا چاہئے تا کہ وہ مردوں سے ٹکرانے سے بچیں۔(ابن حبان 447/7، ابوداؤد 5272، السلسلۃ الصحیحۃ 537/2)

8۔ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہئے جو کسی سوسائٹی میں بالعموم بُرے سمجھے جاتے ہیں مثلاً رات کے لباس میں راستوں میں گھومنا پھرنا، اسی طرح سے راستوں میں کھانا پینا وغیرہ۔

9۔مظلوم کی مدد کرنی چاہئے۔ ہر مسلمان پر یہ عمومی طور پر واجب ہے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرے اور یہ راستے کے حقوق میں سے بھی ہے۔(ترمذی 2726، صحیح الجامع 1407) اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہے یا اس کا کوئی حق سلب ہوا ہے یا اس کو مدد کی ضرورت ہے تو اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہئے۔اسی طرح اگر کوئی دوسرے سے مال چھین رہا ہو تو اس کی مدد کرنی ضروری ہے۔ یہ سب کچھ فساد دور کرنے کی غرض سے ہے۔اگر مظلوموں کو چھوڑ دیا جائے تو معاشرہ ایسے موڑ پر آ جاتا ہے جہاں سے وہ کبھی نجات نہیں پا سکتا۔

10۔راستے کے قوانین کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے اور راستے بند نہیں کرنے چاہئیں۔راستے کے قوانین سے مراد ٹریفک کے قوانین ہیں جیسے سگنلز، یا پیدل جانے والوں کے لئے جو راستہ بند ہے یا ٹریفک کے لئے ون وے ہے یا کسی جگہ گاڑی پارک کرنا منع ہے۔اسی طرح سے وہ تمام جگہیں جہاں باقاعدہ پابندی نہیں لگائی گئی لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ کسی کے گیٹ کے آگے گاڑی کھڑی نہیں کرنی اور اسی طرح راستوں کے حصے میں باڑ لگا کر اسے اپنے گھر میں شامل نہیں کرنا کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں کو تنگی ہوتی ہے۔ایسے ہی گھروں سے باہر راستوں میں باقاعدہ مجلسیں لگا کر بیٹھنا اور راستے بلاک کرنا یا سڑک کے حصے میں سے کچھ حصہ اپنی دکان میں شامل کرنا یا سڑک کے درمیان میں ٹھیلے لگا کے آنے جانے والوں کو تکلیف دینا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں راستوں کے آداب پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں راستوں میں بھی اسلام کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

23۔سفر کے آداب

انسان کو اپنی زندگی میں سفر کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ یہ سفر دینی بھی ہو سکتے ہیں اور دنیاوی بھی مثلاً

حج، عمرہ، طلبِ علم، جہاد اور تجارت کے لئے سفر اور دوستوں قرابت داروں کی ملاقات کے لئے سفر وغیرہ۔ کچھ سفر فرض کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے نبی ﷺ نے سفر کے احکام و آداب کا خاص خیال رکھا اور اس کی تعلیم دی ہے۔آدابِ سفر میں سے کچھ سفر سے پہلے کے معاملات ہیں، کچھ دورانِ سفر اور کچھ چیزیں واپسی سے متعلق ہیں۔ ہم ان ہی تین حوالوں سے آدابِ سفر کو دیکھیں گے۔

سفر شروع کرنے سے پہلے کے آداب

1۔سفر سے پہلے نیت کو خالص کر لیں۔سفر کی تھکاوٹ اور اس کے لئے لگایا جانے والا مال انسان کے لئے حسنِ نیت کی وجہ سے باعثِ اجر بن جاتا ہے۔(بخاری 1295، مسلم 1628) سفر میں بعض عبادات مختصر کر دی جاتی ہیں لیکن اجر اسی طرح ملتا ہے۔(بخاری 2996)

2۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے سفر نہیں کرنا چاہئے۔ایسے علاقوں کی طرف سفر کرنا جہاں بے حیائی اور برائی کے کام ہوتے ہوں تو انسان جس حرام کام سے دور ہوتا ہے اس کی قریب آ جاتا ہے۔اسی طرح کافروں کے ملکوں کی طرف سفر کرنا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کی خرید و فروخت کے لئے سفر کرنا۔ایسے سفر، ان کی تھکاوٹ اور ان پر لگایا جانے والا مال انسان کے گناہوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

3۔سفر سے پہلے استخارہ کرنا چاہئے۔استخارہ نبی ﷺ کی سنت اور بلند مرتبہ اسلامی ادب ہے۔اسلام نے یہ ادب سکھایا ہے کہ ہر مباح کام سے پہلے اپنے ربّ سے خیر طلب کریں۔استخارہ میں انسان اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے، اس کا مضبوط سہارا تھامتا ہے، اس کی عبودیت کا اقرار کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی خیر اور بھلائی کو نہیں جانتا۔اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ایسا نہیں جو کاموں کے انجام کو جانتا ہو۔اس میں توحید اور عبودیت کا اظہار ہے۔اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی وجہ سے انسان نافرمانی کے کاموں سے بچ جاتا ہے کیونکہ نافرمانی کے کاموں پر نہ صالح نیت کی جا سکتی ہے نہ خیر طلب کی جا سکتی ہے۔(بخاری 63821162　7390) استخارہ کا تعلق خواب سے نہیں ہوتا، نہ ہی یہ ضروری ہوتا ہے کہ انسان کو فوری طور پر شرحِ صدر نصیب ہو جائے۔

4۔سفر کے لئے مشورہ لینا چاہئے۔اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں سے مشورہ لینا مفید ہے لیکن مشورہ اہلِ دین، محبت کرنے والے عقل مند لوگوں سے لینا چاہئے۔ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ اخلاص اور سچائی کے

ساتھ نصیحت کرے۔(مسلم 2162، 5651)

5۔لوگوں کے حقوق کو ادا کر کے نکلنا چاہئے۔سفر میں چونکہ مشقت ہوتی ہے، خطرات لاحق ہوتے ہیں اس لئے لوگوں کے حقوق کی ادائیگی سے انسان کو اپنی پشت ہلکی کر لینی چاہئے۔جس شخص کے ذمے قرض یا امانت کی ادائیگی یا کسی کا کوئی حق دینا ہو تو سفر سے قبل ادا کر دے کیونکہ ممکن ہے کہ سفر سے واپسی نہ ہو سکے۔نبی ﷺ نے ہجرت کے موقع پر امانتوں کی ادائیگی کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔(النساء:58)

6۔سفر سے پہلے والدین سے اجازت لینی چاہئے۔والدین کی رضا جس مباح کام میں شامل ہو جاتی ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور ان کی ناراضگی سے نقصان واجب ہو جاتا ہے۔والدین سے اجازت لینا ان کی طبیعت پر خوشگوار اثرات مرتب کرتا ہے۔اسی طرح عورت کو اپنے شوہر سے، کسی بھی ذمہ داری پر مامور شخص کو اپنے نگران سے اور طالب علم کو اُستاد سے اجازت لینی چاہئے۔

7۔سفر سے پہلے وصیت کرنی چاہئے۔(بخاری 2738، مسلم 4204) جب اپنے مقام پر رہتے ہوئے اسے وصیت کرنی ہے تو سفر میں اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔مؤمن کو اس بات کی حرص رکھنی چاہئے کہ اس سے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچ جائے۔

8۔سفر پر جانے سے پہلے اپنا قائم مقام بنا کر جانا چاہئے۔ایک انسان جب سفر پر جاتا ہے تو زندگی کا پہیہ رُکتا نہیں۔اس کے پیچھے بھی کام اسی طرح جاری رہتے ہیں۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ پیچھے کاموں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے قائم مقام بنا دیا جائے۔یہ معاملہ گھر کے لئے بھی ہے۔گھر میں جس کو قائم مقام بنایا جائے وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے گا، ان کے معاملات اور ان کے دین کا خیال رکھے گا اور جانے والے کے پیچھے ہر طرح سے گھر والوں کا خیال رکھے گا۔اسی طرح سے دیگر معاملات میں بھی اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اکثر لوگ اس ادب کا خیال نہیں رکھتے جسے نبی ﷺ اپنی زندگی میں برتتے تھے۔

9۔گھر والوں کے لئے اپنی عدم موجودگی میں مال کا انتظام کر کے جانا ضروری ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بعد میں قرض لینے کے لئے مجبور ہو جائیں یا اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے محتاج ہو جائیں۔

10۔حلال ذریعے سے سفر خرچ حاصل کرنا چاہئے۔حلال میں برکت ہے اور اسی میں مسلمان کے لئے اجر ہے۔اسی

سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں جب کہ حرام روزی کی وجہ سے دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔(مسلم 2346) مسافر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور زیادہ ضرورت مند ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑا رہے۔اس کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔حرام روزی کی وجہ سے کیسے دُعائیں قبول ہو سکتی ہیں!

11۔ضرورت کے مطابق خرچ لے کر جانا چاہئے۔سفر میں رہنے سہنے، کھانے پینے اور آمدورفت کے لئے کافی سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔سفر خرچ کم ہو تو انسان مسائل میں مبتلا ہو سکتا ہے اس لئے مناسب خرچ لے کر چلنا چاہئے۔

12۔اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اُن کے درمیان قرعہ ڈالنا چاہئے کہ کس کو ساتھ لے جانا ہے۔(بخاری 2879) یہ قرعہ اندازی ایک سے زائد بیویوں کے درمیان عدل کو قائم رکھتی ہے۔سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کی وجہ سے انسان بہت ساری خرابیوں سے بچا رہتا ہے۔

13۔سفر اچھے ساتھیوں کے ساتھ کرنا چاہئے۔نبی ﷺ نے اکیلے سفر کرنے سے روکا ہے۔(بخاری 2998) سفر میں انسان کی گاڑی خراب ہو سکتی ہے، حادثہ پیش آ سکتا ہے جب کہ دوستوں کی موجودگی سے انسان کو حوصلہ ملتا ہے اور اس کی مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔پھر جن کاموں میں مشورے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے آسانی ہو جاتی ہے۔جب انسان اکیلا ہوتا ہے تو شیطان اس سے کھیلتا ہے یا اس کو وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے پھر وہ نافرمانی کے کام کرتا ہے۔اس لئے گھر والوں یا صالح دوستوں کا ساتھ ضروری ہے۔اگر کسی کو بُرے دوستوں کے ساتھ رہنا پڑے تو وہ اس کو برے کام کرنے کی طرف ترغیب دلاتے ہیں، برائی کو اس کے سامنے خوش نما بنا کر دکھاتے ہیں اور اس کا خرچ بڑھوا دیتے ہیں۔سفر میں لوگوں کے اَخلاق و کردار نمایاں ہوتے ہیں۔(ابوداود 2607، بخاری 2998)

14۔سفر کرنے والوں کو اپنے میں سے امیر منتخب کر لینا چاہئے۔یہ اسلام کا بڑا اہم ادب ہے۔اس کے منافع کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔یہ چناؤ سب کے مشورے سے ہونا چاہئے۔منتخب ہونے والا شخص قیادت کے فرائض انجام دے گا۔(ابوداؤد 2608، صحیح الجامع 500) کتنے ہی لوگ باہم جھگڑتے ہیں، اختلاف کرتے ہیں اس لئے امیر کو دینی اور عقلی اعتبار سے افضل ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنے علم اور حلم کی وجہ سے ان کے درمیان صلح کروا سکے اور تمام امور زیادہ بہتر طریقے سے دیکھ سکے۔

15۔امیر کی اطاعت کو لازم پکڑنا چاہئے اور امیر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرے میں ہوگی کیونکہ اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (صحیح الجامع 7520، مسند احمد 1065، مسند احمد 724)

16۔ امیر کو مسافروں سے مشورہ لے کر فیصلے کرنے چاہئیں۔ (آل عمران 169)

17۔ عورت ایک دن رات کا سفر محرم کے بغیر نہیں کر سکتی۔ (بخاری 1088، مسلم 3266) عورت سفر میں عام حالات کی نسبت زیادہ کمزور ہوتی ہے اس لئے اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے۔ محرم سے مراد باپ، بھائی، بیٹا، رضاعی بھائی وغیرہ ہیں۔ اس سے مراد بہنوئی، دیور، جیٹھ، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد بھائی نہیں۔ ان کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں۔

18۔ سفر کے لئے جمعرات کے دن کا انتخاب کرنا سنت ہے۔ (بخاری 2949) سفر صبح کے وقت شروع کرنا چاہئے۔ (ترمذی 1212)

19۔ سفر کے لئے مناسب ذریعہ اختیار کرنا چاہئے۔ سفر کے لئے گاڑی یا دوسرے ذرائع اپنی استطاعت اور ضرورت کے مطابق اختیار کرنے چاہئیں کیونکہ اگر انسان درست ذریعہ منتخب نہ کرے تو اپنے بہت سے اہم کام انجام دینے کے قابل نہیں رہتا۔

20۔ گھر والوں اور دوستوں سے الوداعی ملاقات کرنی چاہئے اور انہیں یوں دعا دینی چاہئے:

اَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُهُ (ابن ماجه: 2825)

''میں تمہیں اس اللہ کے وپرد کرتا ہوں ہوں کہ جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

21۔ مسافر کو الوداع کہتے ہوئے یہ دُعا دینی چاہئے:

اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ (ترمذی: 3443)

''میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری عمل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

سفر کے آداب

1۔ گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

بِسْمِ اللهِ تَوَکَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ (ابو داؤد: 5095)

''اللہ تعالیٰ کے نام سے سفر شروع کرتا ہوں۔ اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اس کے سوا کسی کو ہٹانے اور کام کرانے کی طاقت نہیں ہے۔''

2۔ سواری خواہ جہاز ہو یا کشتی، ریل ہو یا گاڑی یا کسی جانور کی سواری انسان کو آغاز میں یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (ابو داؤد: 2602، ترمذی: 3464)

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے تابع کیا اور ہم خود اس کو تابع کرنے والے نہ تھے، اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں''

3۔ دُعائے سفر: جب سواری چل پڑے تو اللہ تعالیٰ سے وہی دُعا کریں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ (مسلم: 3275)

''اے اللہ ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور تقویٰ کا اور ایسے عمل کا جسے تو پسند کرتا ہے سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! اس سفر کو ہم پر آسان کر دے اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور گھر والوں کا نگران ہے۔ اے اللہ! سفر کی سختی سے، برے مناظر سے اور واپسی پر مال اور گھر میں بری تبدیلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

4۔ جب بلندی کی طرف چڑھیں تو تکبیر کہنی چاہئے اور جب نیچے اُتریں تو تسبیح کہنی چاہئے۔ (بخاری 2993)

5۔ مسافروں کو آپس میں تعاون کرنا چاہئے۔ (المائدۃ 2:) یہ تعاون امیر غریب کے ساتھ، طاقت ور کمزور کے ساتھ کرے گا۔ اس تعاون سے سفر آسان ہو جاتا ہے۔ (مسلم 4517) یہ تعاون زائد کھانے، زائد سواری، زائد بستر ہر حوالے سے ہونا چاہئے۔

6۔ سفر کے دوران آرام کر لینا چاہئے۔ طویل سفروں میں سواری اور سوار دونوں کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان اس دوران اپنے کھانے پینے کی ضروریات بھی پوری کر لیتا ہے اور کچھ آرام کر لینے سے بدن کو راحت ملتی ہے۔ (مسلم 3840) سفر کی مشقت سے بچنے کے لئے مفید ہے۔ اگر رات آجائے تو رات کو کچھ دیر نیند لے لینی چاہئے۔ (مسلم 1565)

7۔دورانِ سفر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دُعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ سفر میں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔(ترمذی1905)

8۔کسی مقام پر اُترتے وقت کوئی تکلیف پیش آسکتی ہے۔کوئی موذی جانور، یا کوئی اور تکلیف دہ صورت حال پیدا ہونے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لینی چاہئے۔

9۔دورانِ سفر آرام کے لئے رُکیں تو سب کو اکٹھے رہنا چاہئے۔رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایسا ہوتا تھا کہ لوگ مختلف وادیوں میں پھیل جاتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:"تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔(ابوداؤد2628)یہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم سنت ہے۔اس میں خیرِ کثیر ہے۔اس کو ضرور اختیار کرنا چاہئے۔

11۔راستوں کے درمیان آرام نہیں کرنا چاہئے۔سڑکوں پر گاڑیاں چلتی ہیں اور عام راستوں پر لوگ چلتے ہیں۔جن راستوں پر لوگ چلتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں وہاں حشرات الارض وغیرہ آجاتے ہیں۔جنگلوں میں راستوں پر جانوروں کے آنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے راستوں کے درمیان آرام نہیں کرنا چاہئے۔(مسلم3840،ابن ماجہ329)

12۔عام سفر رات کو کرنے چاہئیں۔اگر انسان ایسے سفر میں ہو کہ پیچھے گھر والوں کے لئے انتظام ہو،سفر کے لئے اچھی سواری میسر ہو اور گاڑی والے کی نظر میں خرابی نہ ہو تو رات کا سفر زیادہ مفید ہے۔(ابوداؤد2571)

13۔رات کے ابتدائی حصے میں سوئیں تو بازوؤں پر سر رکھ کر سوئیں اور اگر رات کے آخری پہر آرام کریں تو بازو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لینا چاہئے ورنہ غفلت کی وجہ سے صبح کی نماز وقت پر ادا کرنی مشکل ہوگی۔

14۔مسافر کو اپنا وقت ذکر اور اطاعت میں گزارنا چاہئے۔مسافر کو دورانِ سفر جتنی فرصت میسر آتی ہے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ایسے وقت میں تلاوتِ قرآنِ مجید، ذکر، اردگرد کے ماحول پر غور و فکر، اپنے ساتھیوں سے حسنِ سلوک اور حسبِ استطاعت نماز پڑھنی چاہئے۔(ابوداؤد2551)انسان جس مقام پر بھی ہو اسے اچھے اثرات چھوڑنے چاہئیں تاکہ زمین ہمارے حق میں گواہی دے۔(الزلزال:4-5،یٰسین:12)اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے کی وجہ سے انسان کو ملائکہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

یہ فرق ہے سفر کے دوران تلاوت سننے اور کرنے میں اور دینی مصروفیات میں مشغول رہنے اور گانے اور میوزک سننے

اور نافرمانی کے دوسرے کاموں میں مشغول رہنے میں اور اگر اس دوران کوئی حادثہ پیش آجائے تو انسان کا خاتمہ کن کاموں میں اور انجام کیا ہوگا؟ بھلا کون نا آشنا ہے؟

15۔نافرمانی کے چھوٹے بڑے کاموں سے ہر وقت دور رہنا چاہئے لیکن خاص طور پر سفر کے دوران شیطان زیادہ شدّت سے نافرمانیوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔جب کہ کسی ملک یا شہر میں اُس کو کوئی نہ جانتا ہو انسان کے لئے کسی برائی میں مبتلا ہو جانا آسان ہو جاتا ہے۔کتنے ہی لوگ سفر کے لئے نکلتے ہیں تو اپنے گھروں میں لہو و لعب اور فساد کے کام کر کے لوٹتے ہیں۔اپنا مال، اپنا وقت لگا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔یہ اس شخص کا حال ہے جس کو لوگوں سے حیا آتی ہے مگر ربّ سے حیا نہیں آتی۔اللہ ربّ العزت کا یہ حق ہے کہ ہمیشہ اس کی اطاعت کی جائے چاہے انسان دوستوں کے درمیان ہو یا تنہا اپنے شہر میں ہو یا سفر میں۔ربّ تو ہر جگہ موجود ہے۔

16۔گھر والوں سے محبت کے اظہار کے لئے، اُن کے دلوں میں خوشی کو داخل کرنے کے لئے اور ان کے ساتھی کے گھر سے دور رہنے کے بدلے کے طور پر تحائف دینے چاہئیں۔(الادب المفرد594)

سفر سے واپسی کے آداب

1۔گھر واپسی میں جلدی کرنی چاہئے۔(بخاری1804)جونہی ضرورت پوری ہو انسان کو واپسی میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔

2۔طویل عرصے بعد گھر آنا ہو تو رات کو واپسی نہیں ہونی چاہئے۔نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(بخاری1801، مسلم4962)اگر گھر والوں کو پہلے سے خبر دے دی ہو یا ٹیلی فون کر دیا ہو اور وہ انتظار میں ہوں پھر کوئی حرج نہیں۔

3۔گھر والوں کو لوٹنے کی اطلاع دینی چاہئے خواہ کسی بھی ذریعے سے دی جائے۔فون پر یا بنفسِ نفیس بتا کر گئے ہوں کہ فلاں دن فلاں وقت پر واپسی ہوگی۔اطلاع دینے سے گھر والے ذہنی طور پر تیار رہتے ہیں اور یہ چیز خوشی کا باعث بنتی ہے۔(بخاری5247، مسلم1466)

4۔واپس آتے ہوئے یہ ذکر بار بار کرنا چاہئے:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (بخاری:6385)

"ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی عبادت کرنے والے اور تعریف کرنے والے ہیں۔"

5۔مسافر کا واپسی پر اچھا استقبال کرنا چاہئے خاص طور پر جب وہ کافی عرصے بعد آ رہا ہو۔(مسلم 6268) یہ خوب صورت اسلامی ادب ہے۔ کتنے کم لوگ اس سے واقف ہیں!

6۔واپسی پر مسافر سے گلے ملنا چاہئے۔(مجمع الزوائد 36/8) اس سے مسافر کی واپسی پر سب کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور مسافر کے دل میں خوشی اور سرور داخل ہوتا ہے۔

7۔سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں جانا چاہئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کرنی چاہئے۔(بخاری 4418، مسلم 7016) یہ نبی ﷺ کی عظیم سنت ہے، جس کو بہت کم مسلمان آج کے دور میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بڑی برکت ہے جنہوں نے اس طریقے کو اختیار کیا ہوا ہے۔

8۔اگر کوئی طویل مدت کے بعد گھر آئے اور استطاعت ہو تو اسے گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھانے پر بلانا چاہئے۔ یہ بڑا اچھا عمل ہے۔ ایسے موقعوں پر جو خوشی اور رونق لوگوں کے چہرے پر نظر آتی ہے، اس نعمت پر شکریے کے اظہار کے لئے کھانا کھلانا عمدہ عمل ہے۔(بخاری 3089) یہ عمل پڑوسیوں اور گھر والوں پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔

24۔غم اور مصائب کے آداب

کوئی انسان اپنی زندگی میں مصائب اور تکالیف سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ انسان کا کوئی عزیز وفات پا جاتا ہے، موذی مرض حملہ کر دیتے ہیں، مال ضائع ہو جاتا ہے۔ ہر موڑ پر انسان کو صدمہ لاحق ہو جاتا ہے۔ ایسے میں انسان کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کے لئے مصائب کے آداب سیکھنے کی ضرورت ہے۔

1۔مصائب پر صبر کرنا چاہئے۔ مؤمن مصیبت کے موقع پر صبر کرتا ہے اور یہ عظیم آداب میں سے ہے۔ دل کو ناراضگی سے اور زبان کو شکوے سے بچانا چاہئے۔ اعضاء کو ہر اس کام سے بچانا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے مثلاً گال پیٹنا، گریبان پھاڑنا، بال نوچنا، سینہ پیٹنا اور نوحہ کرنا۔ صبر مصیبت کی خبر سنتے ہی کرنا چاہئے۔(بخاری 1283، مسلم 2139)

عام طور پر مصیبت کی خبر سُن کر لوگ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کو انجام دیتے ہیں، پھر بعد میں کہتے ہیں: اے اللہ! ہمیں صبر دے دے اور پھر اس صبر پر شکر ادا کرتے ہیں۔ جو چیز صبر کرنے کے لئے معاون اور مددگار بنتی ہے وہ

اس کا یہ علم ہے کہ اس کی جزع فزع اور ناراضگی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل نہیں سکتی البتہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر سکتی ہے۔ احسن صبر جس پر اجر ہے وہ متقین کا صبر ہے جو اختیاری ہوتا ہے جب کہ انسان کے مقابلے میں دوسری مخلوقات کا صبر اضطراری یعنی مجبوری کی بناء پر ہوتا ہے۔

2۔مصیبت پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرنا چاہئے کیونکہ صبر کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرنا چاہے تو اس کے لئے مشکل نہیں کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے اسے اس بات پر بھی یقین ہوتا ہے کہ صبر کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اسی نے صبر پر اجر عظیم رکھا ہے۔(لقمان: 17، بخاری 5653، الرعد: 22)

3۔مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور یوں دُعا کرنی چاہئے:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (البقرۃ:156)

"یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور یقیناً ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا (مسلم:2126، صحیح الجامع:6040، ابو داؤد:5090)

"اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور میرے لئے اس کا نعم البدل عطا فرما۔"

4۔مخلوق سے شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔ سب سے برا شکوہ وہ ہے جو مخلوق کے سامنے اپنے خالق کے بارے میں کیا جائے۔ پھر وہ اس کا شکوہ کرتا ہے جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے، جو اس کے اپنے آپ سے بڑھ کر اس پر رحم کرنے والا ہے اور اس کی ماں سے بڑھ کر اس پر رحم کرنے والا ہے اور وہ اس رحم کرنے والے کا شکوہ مخلوق سے کرتا ہے تو کیا لوگ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں؟ کسی عربی شاعر نے کہا:

"اور جب تم پر مصیبت آئے تو اس پر صبر کرو جیسے کوئی کریم صبر کرتا ہے۔ پھر یقیناً وہی زیادہ احتیاط پسندی ہے اور جب تم مخلوق سے شکوے کرو تو یقیناً تم رحیم کا شکوہ اس سے کرتے ہو جو رحم نہیں کرتا۔"

5۔ہر اس چیز سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس سے مراد برائی کا زبان سے اظہار بھی ہے اور عملی کام بھی جیسے گریبان پھاڑنا، چہرے پر تھپڑ مارنا، نوحہ کرنا، سینہ پیٹنا اور لوگوں سے شکوہ کرنا، موت کی دُعائیں کرنا، تباہی اور بربادی کی دُعائیں کرنا۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اور صبر کے منافی ہیں۔

6۔موت کو یاد رکھنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔جب انسان موت کی مصیبت کی حقیقت کو سمجھ جاتا ہے تو اس کے لئے کوئی مصیبت بھی برداشت کرنی مشکل نہیں رہتی۔ربّ العزت نے اپنی کتاب میں موت کو مصیبت قرار دیا ہے۔ (المائدۃ106)

7۔نبی ﷺ کی وفات کو یاد کرنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔آپ ﷺ کی وفات سے آسمان سے وحی آنی بند ہو گئی۔اس سے بڑی اور کوئی مصیبت نہیں جو اس اُمت اور ہر مسلمان پر نازل ہوئی ہو۔دنیا کی کوئی مصیبت نبی ﷺ کی وفات سے بڑھ کر نہیں ہے۔جب انسان بڑی مصیبت کو یاد کر لیتا ہے تو ہر مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔(صحیح الجامع:5459347)

8۔تقدیر کے پہلے سے لکھے جانے پر یقین کرنا چاہئے۔جب انسان یہ یقین رکھتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہو رہی ہے اور یہ تقدیر ہے جس نے ہو کر رہنا ہے،اس سے کوئی جائے فرار نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے میں حکمت ہوتی ہے تو جب جب انسان ان باتوں کو یاد کرتا ہے اس کے لئے مصیبت برداشت کرنی آسان ہو جاتی ہے۔ (الحدید22-23)

9۔مصیبت میں نعمتوں کا مشاہدہ کرنا چاہئے اور اس مصیبت کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت سمجھنا چاہئے۔یہ غور و فکر کرنا چاہئے:

i۔یہ مصیبت اس سے کہیں بڑی ہو سکتی تھی۔اگر مال کا کچھ حصہ گم گیا تو یہ سوچیں کہ سارا مال بھی جا سکتا تھا۔جس کا ایک بیٹا وفات پا جائے یا گم ہو جائے وہ یہ سوچے کہ سارے ہی جا سکتے تھے۔جس کو سخت مرض لاحق ہو اس کو یہ سوچنا چاہئے کہ مجھے کئی ایک اور امراض لاحق ہو سکتے تھے جب کہ بعض بیماریاں بعض سے ہلکی ہوتی ہیں اور جب اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا دیکھے تو اس سے زیادہ بڑی مصیبت میں مبتلا کو دیکھیں۔اس سے انسان ربّ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ii۔مصیبت دنیا کے معاملات میں آتی ہے دینی معاملات میں نہیں۔دنیا کی مصیبتوں کا کوئی نہ کوئی بدلہ ہوتا ہے جب کہ دین کی مصیبت کا بدلہ نہیں۔جس نے اپنے دین کا نقصان کر لیا اُس نے اپنا مکمل نقصان کر لیا۔

iii۔اللہ تعالیٰ ہی نے صبر کی توفیق دی ہے اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ توفیق نہ دیتا اور پھر صبر نہ ہوتا۔جو جزع فزع اور ناراضگی کا اظہار کرتا ہے وہ ہر چیز کا نقصان اُٹھاتا ہے۔اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھ پر جو مصیبت بھی

آئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں تین نعمتیں رکھی ہیں:

☆میرے دین میں مصیبت نہیں آئی۔ ☆اس مصیبت سے زیادہ بڑی نہیں آئی۔

☆اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کرنے کی توفیق دی ہے۔

10۔مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے کشادگی کی اُمید رکھنی چاہئے۔(الم نشرح:5-6)

i۔غیر اللہ سے کشادگی کی اُمید نہیں باندھنی چاہئے۔یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔

ii۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔(یوسف:87،الحجر:56)

ایک مسلمان کے لئے واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امید کی ڈور باندھ لے خاص طور پر مصیبتوں کے مواقع پر۔یقیناً اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو دور کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔وہی قدرت رکھتا ہے کہ تنگی کو کشادگی میں بدل دے اور آسانی اور اپنا فضل کر دے۔شدت اور مصیبت کے وقت یہ ہونا چاہئے کیونکہ اس سے دل اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس سے مصیبت کو دور کرنے کے لئے اُمید باندھتا ہے۔اس طرح غم اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور مسلمان پر واجب ہے کہ شدت اور مصیبت میں اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب رکھے۔یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔اس لئے غیر اللہ سے مصیبتوں کو دور کرنے کی اُمید نہیں رکھنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں مصیبتوں اور غموں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔یا اللہ! تو ہی ہمارا مولا اور مددگار ہے۔تو ہی دنیا اور آخرت میں ہمارا ساتھی ہے۔ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملا دے۔آمین

25۔خوشی کے آداب

خوشی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس کا اظہار فطری امر ہے۔زندگی میں ایسے مواقع پیش آتے رہتے ہیں جب انسان پر ربّ کی رحمت ہوتی ہے جیسے علم، مال شادی، تہوار، عیدین وغیرہ۔اسلام خوشی کے اظہار کو تسلیم کرتا ہے لیکن توازن اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

1۔خوشی کے موقع پر آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر انعامات کئے،ان کے دو طرح کے رویئے تھے۔یا تو ان انعامات کو لوگ اپنی ذاتی قابلیت اور محنت کے ساتھ منسوب کرتے رہے اور انعام پر اتراہٹ میں مبتلا ہو گئے یا انعام پر نیک لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

i۔ قرآنِ مجید میں اِتراہٹ کی مثال قارون سے دی گئی ہے: ’’قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ پھر وہ اُن کے خلاف سرکش ہوگیا۔ اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ یقیناً اُن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو تھکا دیتی تھیں۔ جب اُس کی قوم نے اُسے کہا: ’’اِتراؤ مت! یقیناً اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر تلاش کرو۔ اور دنیا میں سے اپنے حصّے کو نہ بھولو۔ اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد کے طلب گار نہ بنو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (القصص 78-76)

ii۔ شکر کی مثال پیغمبروں کے عمل سے دی گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ ﷺ کو بشارت دی جاتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔ (ابوداؤد 2774، ابن ماجہ 1394)

2۔ خوشی پر اللہ تعالیٰ کے احسان کو پہچاننا اور شکر ادا کرنا چاہئے۔

3۔ سجدۂ شکر ادا کرنا چاہئے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو وہ سجدے میں گر گئے۔ (مسلم 2769)

4۔ خوشی میں کھانا کھلانا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سفر سے واپسی پر شکر ادا کرنے کے لئے لوگوں کو اونٹ یا گائے ذبح کر کے کھانا کھلایا۔ (ابوداؤد 3747)

5۔ دَف بجایا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح کا اعلان کرو اور عقدِ نکاح مسجدوں میں باندھو اور دَف بجاؤ۔ (ابوداؤد 4922، ترمذی 399/1، نسائی 3371، بخاری 140/6137/6، نسائی: 3357، 3358)

6۔ اسلامی تہوار منانے چاہئیں۔ غیر مسلم قومیں جب تہوار مناتی ہیں تو اس موقع پر بدمست ہوجاتے ہیں۔ آوارگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے الگ تشخص کے لئے کافروں کے تہوار منانے سے روکا گیا ہے۔

7۔ عید کے موقع پر عمدہ لباس پہننا، خوشبو لگانا، نماز ادا کرنا اور خوشی منانا رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہے۔ (مسلم 609/2)

8۔ جاہلیت کے طریقوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ خوشی کے موقع پر بھی انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے اور انسان ایسے طریقے اختیار نہ کرے جن سے انسانی قدریں پامال ہوں۔ اس لئے ہر وہ طریقہ جن سے انسان اپنے ربّ سے غافل ہوجاتا ہے اس پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ (لقمان: 6)

26۔ گفتگو کے آداب

1۔ بات چیت میں حسنِ خلق اپنانا چاہئے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق (عمدہ عادات) کی بنا پر روزہ دار، شب زندہ دار کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ (ابوداؤد 4798)

2۔ بیہودہ گوئی سے بچنا چاہئے۔ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب اچھے اخلاق والے ہوں گے اور میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں زیادہ دور بداخلاق، بیہودہ گو، پھیلا کر لمبی بات کرنے والے اور جبڑا کھول کر بے تکلف بولنے والے ہوں گے۔ (مسند احمد 17895)

3۔ گفتگو صاف اور واضح ہونی چاہئے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو اس قدر واضح ہوا کرتی تھی کہ ہر سننے والا اسے سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداؤد 4839)

4۔ برتاؤ میں بھی نرمی اختیار کرنی چاہئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لوگوں کے ساتھ نیک خلقی کے ساتھ پیش آؤ۔‘‘ (جامع ترمذی 1987)

5۔ بات کرتے وقت خیال رکھنا چاہئے کہ میری بات میں اللہ کی رضامندی شامل ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے، اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔‘‘ (بخاری 6478)

6۔ خندہ پیشانی اور خوش روی اختیار کرنی چاہئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو، اگرچہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی (خوش روی) سے ہی ملے۔ (مسلم 6690، بخاری 6023)

7۔ لڑائی جھگڑا چھوڑ دینا چاہئے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک مکان کا ذمہ دار ہوں جو کہ لڑائی جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ شخص برحق ہو

اور (میں اس شخص کے لیے (ذمہ دار ہوں) جنت کے درمیان میں ایک مکان کا جو کہ جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ دل لگی (جھوٹ موٹ) اور مذاق سے ہو اور (میں ذمہ دار ہوں) جنت کی بلندی میں ایک مکان کا اس کے لیے جس کے اَخلاق عمدہ ہوں۔ (ابوداؤد 4800)

27۔ مزاح کے آداب

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آیئے تناول فرمایئے! میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کھجوریں کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دُکھتی ہے؟ میں نے کہا: میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ (ابن ماجہ 3443)

مزاح کے آداب کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے:

1۔ مذاق میں جھوٹ نہیں کہنا چاہئے۔ بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''خرابی ہے اس شخص کو کہ ایک بات ایسی کہتا ہے کہ اس کو سن کر قوم ہنستی ہے اور وہ بات جھوٹی ہوتی ہے خرابی ہے اس کے لیے خرابی ہے اس کے لیے۔'' (ترمذی 2315)

2۔ خوش طبعی [light talk] میں بھی سچ بات ہی کہنی چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں کہتا مگر سچ بات۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دیتے ہیں۔ وہ بولا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اونٹ کو بھی تو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔ (ابوداؤد 4998)

اَخلاقیات

سوال: اَخلاق کا لغوی مفہوم کیا ہے؟

جواب: 1۔ اَخلاق خُلق کی جمع ہے۔

2۔ امام راغب کہتے ہیں: خَلق اور خُلق اصل میں ایک ہیں۔ خَلق خاص ہیئت، شکل اور صورت رکھتی ہے جسے آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور خُلق انسان کی فطرت اور طبیعت ہے جسے بصیرت سے دیکھا جا سکتا ہے۔ (المفردات: 158)

سوال: اَخلاق کا اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟

جواب: 1۔ جرجانیؒ کی رائے میں اَخلاق نفس کی راسخ کیفیت کا نام ہے جس سے اچھے یا بُرے کام سہولت اور آسانی سے صادر ہوتے ہیں اور ان کے کرنے کے لئے سوچ بچار کے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر اگر اچھے اَخلاق صادر ہوں تو اسے اَخلاق حسنہ کہتے ہیں اور اگر بُرے اعمال صادر ہوں تو اسے اَخلاق سیئہ کہتے ہیں۔ (التعریفات: 104)

2۔ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک اخلاق کا مفہوم ایمان کے مفہوم سے جڑا ہوا ہے۔ (عبداللہ عفیفی النظریۃ الخلقیۃ عند ابن تیمیہ 58-59)

3۔ حافظ ابن قیم نے اخلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ اخلاق مذمومہ اور اخلاق فاضلہ۔ (ابن قیم، الفوائد: 197)

سوال: اَخلاق حسنہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اَخلاقِ حسنہ اچھے افعال کو کہتے ہیں جو بغیر کسی مشقت کے صادر ہوں جیسے سخاوت عدل، صبر، حلم، حوصلہ، شجاعت، احسان وغیرہ۔ انہیں اَخلاق فاضلہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: اَخلاق حسنہ یا اَفعال حسنہ بلا تکلف اور بغیر مشقت کے کیسے صادر ہوتے ہیں؟

جواب: 1۔ انسان اگر حق کو پہچان لے اور اپنا لے۔　2۔ نیکی کی حقیقت کو پہچان کر اس کی حرص پیدا کرے۔

3۔ خیر سے محبت کرے اور اسے ترجیح دینا سیکھ لے اور خیر اور خوبی کو اپنا لے۔

یہ تینوں کام انسان کی طبیعت بن جائیں تو اَفعالِ حسنہ یعنی اچھے اَخلاق انسان آسانی سے کر لیتا ہے، بغیر کسی تکلف اور مشقت کے کر لیتا ہے۔

سوال: اَخلاق سیئہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اَخلاقِ سیۂ برے اخلاق کو کہتے ہیں۔ بُرے اقوال اور افعال کا بلاتکلف اور بغیر مشقت کے آسانی سے صادر ہونا اَخلاق سیۂ کہلاتا ہے جیسے جھوٹ، بدعہدی، خیانت، بے صبری، بے حیائی، زیادتی، سختی وغیرہ۔

سوال: اَخلاق سیۂ یا اَفعال سیۂ بلاتکلف اور بغیر مشقت کے کیسے صادر ہوتے ہیں؟

جواب: 1۔ انسان کے اندر کے خیر اور بھلائی کو اُبھارا نہ جائے۔ 2۔ انسان کی مناسب تہذیب نہ کی جائے۔

3۔ انسان کی بری تربیت کی جائے۔

ان تین اسباب کی وجہ سے انسان کو بری عادتیں محبوب اور اچھی عادات ناپسند ہونے لگتی ہیں۔ پھر اس سے بُرے افعال بغیر کسی تکلف کے صادر ہونے لگتے ہیں۔

سوال: کیا انسانی اَخلاق میں تبدیلی آسکتی ہے؟

جواب: 1۔ انسان کے اَخلاق میں تبدیلی آسکتی ہے۔ اس کے اوصاف کو منظم اور مستحکم کیا جا سکتا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بدلنے اور اثر قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔

3۔ انسانی معاشروں میں انبیاء علیہم السلام نے انسانی زندگیوں کو تبدیل کرنے کا تعلیمی اور تربیتی کردار ادا کیا ہے۔

4۔ اگر تبدیلی ممکن نہ ہوتی تو تعلیم، تربیت، وعظ و نصیحت اور انبیاء علیہم السلام کی کوششیں سب بے کار ہوتیں۔

سوال: انسانوں کے اَخلاق (افعال) میں تبدیلی کیسے آتی ہے؟

جواب: 1۔ کسی شخصیت کو آئیڈیل بنانے سے۔ تبدیلی کے لئے کسی عظیم شخصیت کا اُسوہ بہت بڑا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے ربّ العزت نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:21)

"تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔"

2۔ علم انسان کی تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔ اَخلاق کا تعلق چونکہ ایمان سے ہے اس لئے دین کو کُلی طور پر سمجھنے سے ہی انسان کے اخلاق میں تبدیلی آسکتی ہے اور اس کے لئے قرآن و حدیث کا علم ناگزیر ہے۔

3۔ تربیتی نظام کے اندر رہنے سے انسان میں تبدیلی آتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیئے۔ (مؤطا904)

سوال: اچھے اخلاق اپنانے کیوں ضروری ہیں؟

جواب: 1۔ مومن کے ترازو میں قیامت کے دن کفہ اور حسنات میں خلق حسن سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں۔ (ترمذی2002)

2۔ ایمانداروں میں ایمان کے لحاظ سے کامل وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ (ترمذی1162)

3۔ قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے اور آپ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ (ترمذی2018)

4۔ رسول اللہ ﷺ نے حسنِ خلق کے لئے دُعائیں کی ہیں۔

اَخلاق حسنہ

اَخلاق حسنہ انسانی نفس کا کمال ہیں۔ ان ہی صفات سے مسلمان حُسن اور خوب صورتی حاصل کرتا ہے۔ ان میں سے بنیادی صفات یہ ہیں:

1۔ تقویٰ

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ فطری طور پر الہام کیا گیا ہے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (الشمس:8)

"پھر اس کو اس کی بدی اور اس کی خدا خوفی کی سمجھ دی۔"

تقویٰ احتیاط پسندی ہے

ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: "تقویٰ کیا ہے؟" فرمایا: "کیا کبھی تمہارا گزر کانٹوں بھرے راستے سے ہوا ہے؟" کہنے لگا: "ہاں" فرمایا: "پھر تم نے کیا کیا؟" کہنے لگا: "میں جب کانٹے کو دیکھتا تو اس سے دور ہٹ جاتا یا اس سے بچ کر گزر جاتا یا اس کو توڑ دیتا۔" فرمایا: "یہی تقویٰ ہے۔"
(الدر المنثور للسیوطی:61/1)

تقویٰ کہاں ہے؟

تقویٰ دل میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہے۔'' (صحیح مسلم:6541)

انسان کب تک متقی نہیں ہو سکتا؟

''کوئی بندہ متقیوں میں شامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ حرج کے ڈر سے اس چیز کو چھوڑ نہ دے جس میں کوئی حرج نہیں۔'' (ترمذی:2451)

متقی یا فاجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے دورِ جاہلیت کے تکبر اور غرور اور اپنے آباؤاجداد پر فخر کرنے کو دور کر دیا۔ اب انسان دو قسم کے ہیں یا مومن متقی ہیں یا فاجر بد بخت ہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور حضرت آدم کی پیدائش خاک سے ہوئی۔'' (ابوداؤد:5116)

تقویٰ پر زندگی کی بنیاد رکھنے والا

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (التوبۃ:109)

''کیا پھر وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور اس کی رضا پر رکھی ہو بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گرتی ہوئی گھر کے کنارے پر رکھ دی؟ پھر وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑی۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

سب انسان بھی متقی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اور وہ اپنے ربّ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات اس شخص کی طرح ہو جائیں جو

تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہے تو یہ چیز میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ (مسلم:6572)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات:13)

''اے لوگو! یقیناً ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں قومیں اور برادریاں بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، باخبر ہے۔''

تقویٰ کب تک؟

موت تک تقویٰ چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ (آل عمران: 102)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو۔''

تقویٰ کے فوائد:

تقویٰ سے کل کی فکر ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر:18)

'اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو اور چاہیے کہ ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو'

تقویٰ سے اچھے برے کی پہچان ملے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (الانفال:29)

''اے ایمان لانے والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو گے تو وہ تمہارے لیے ایک کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہیں بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔''

تقویٰ سے مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنے گا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۃ الطلاق: 2،3)

''جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے وہاں سے رزق دیگا جہاں اس کا گمان بھی نہ گیا ہو گا''۔

تقویٰ کی وجہ سے برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف: 96)

''اور اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین میں سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اُن کو اُس کے بدلے میں پکڑ لیا جو وہ کماتے تھے۔''

تقویٰ سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں حاصل کر کے ان پر خود عمل کرے یا اس کو سکھائے جو اس پر عمل کرے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا: ''حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرو، تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں جو کیا ہے اس پر راضی رہو تو سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرو تو ایماندار ہو جاؤ گے۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی لوگوں کے لیے پسند کرو تو مسلمان ہو جاؤ گے۔ زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (جامع ترمذی: 2305)

تقویٰ کا انجام

تقویٰ سے جنت ملے گی۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کون سی چیز لوگوں کو جنت میں بہت داخل کرتی ہے؟ فرمایا! اللہ عزوجل اللہ سے ڈرنا اور حسن خلق اور پوچھا اس چیز کے بارے میں جو بہت زیادہ دوزخ میں داخل کرتی ہے؟ فرمایا! منہ اور شرم گاہ'' (ترمذی: 2004)

جنت کے دروازے اہل تقویٰ کے لیے کھولے جائیں گے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ (سورۃ الزمر: 73)

''اور جو لوگ اپنے ربّ سے ڈر کر رہے، اُنہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہوں گے اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: ''سلام ہو تم پر! بہت اچھے رہے تم۔ پھر داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو''

جنت کی وراثت اہل تقویٰ کے لیے ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (سورۃ مریم: 63)

''یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُن کو بنائیں گے جو اللہ سے ڈرنے والے تھے''۔

تقویٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں

تقویٰ کی وصیت ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے وصیت کیجئے۔ انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے جو سوال کیا ہے میں نے تم سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ یقیناً یہ ہر چیز کی جڑ ہے۔ اور جہاد کو اپنے اوپر لازم کرنا کہ بیشک یہ اسلام کی رہبانیت ہے۔ اور اپنے اوپر ذکر اور تلاوتِ قرآن کو لازم کرنا کہ اس سے تمہیں آسمان میں راحت ہوگی اور زمین میں تمہارا ذکر ہوگا (یعنی شہرت)۔'' (احمد فی المسند: 82/3)

اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے رب تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو،

اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔" (ترمذی:616)

جہاں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

عَنْ اَبِیْ ذَر رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ : "اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُ مَا کُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّیِّئَۃَالْحَسَنَۃَ ، تَمْحُھَا ، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ." (ترمذی:1987)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ کا تقوی اختیار کرو، برائی کے پیچھے نیکی لگا کر اس کو مٹا دو اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔"

اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لِاَبِیْ ذَر رضی اللہ عنہ : أُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فِيْ سِرِّأَمْرِکِ وَعَلَانِیَتِکَ
(مسند احمد:21573)

آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: "میں تمہیں خلوت وجلوت میں اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔"

اللہ کا تقویٰ رکھنا لازم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا سفر کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا لازم ہے اور ہر بلندی پر تکبیر کہنا۔ (ترمذی:3445)

اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ کا توشہ دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں سفر کو جاتا ہوں سو مجھے توشہ دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا "تجھ کو اللہ تعالیٰ تقوی کا توشہ دے۔ عرض کی اور کچھ زیادہ کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے گناہ بخش دے عرض کی اور کچھ زیادہ کیجیے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ فرمایا تو جہاں ہو تیرے لیے خیر کو آسان کرے۔" (ترمذی:3444)

اللہ تعالیٰ متقی سے محبت رکھتا ہے۔

وَعَنْ سَعد بن اَبی وَقَّاص رضی اللہ عنہ قَال : سَمِعْتُ رَسُولَ اللہ ﷺ یَقُولُ : اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ. (صحیح مسلم:7432)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیزگار، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ ہو (یعنی شہرت اور نمود و نمائش سے اجتناب کرنے والا ہو)۔"

تقویٰ کی دعائیں

تقویٰ کا سوال ہے۔

عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّہُ کَانَ یَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (مسلم:6904)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ بیشک میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں"

میرے نفس کو تقویٰ عطا فرمائیے۔

اَللّٰھُم آتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَااَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھا،اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا (صحیح مسلم)

"اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقوی عطا فرمائیے اور اس کا تزکیہ فرما دیجئے آپ اس کا بہترین تزکیہ نفس فرمانے والے ہیں آپ اس کے دوست اور کارساز ہیں۔"

تقویٰ والی زندگی چاہیے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِیْشَۃً تَقِیَّۃً ،وَمِیْتَۃً سَوِیَّۃً ،وَمَرَدًّا غَیْرَمُخْزٍ." (المسند:19402)

"اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے تقوی والی زندگی، ٹھیک موت، اور خالی از رسوائی پلٹنے کا سوال کرتا ہوں۔"

2۔ سچائی (صدق)

سچ کیا ہے؟

سچائی دل کا اطمینان ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ چیز چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈال دے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔ یقیناً صدق اطمینان ہے دل میں اور کذب اضطراب ہے۔'' (جامع ترمذی:2518، حاکم:13/2)

سچائی کیا کرتی ہے؟

سچ نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (بخاری:6094)

سچا کون ہے؟

''نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق ومغرب کی طرف پھیر لو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، اس کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی میں مال خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ اور جب عہد کریں تو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں اور تنگی، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی ڈرنے والے ہیں۔'' (البقرہ:177)

سچے لوگ

سچی ماں۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدہ:75)

''مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہے۔ یقیناً اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اور اُس کی ماں ایک راست باز عورت تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح اُن کے لیے نشانیاں بیان کر رہے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کدھر اُلٹے پھرائے جا رہے ہیں۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام سچے نبی تھے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ڛ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (سورۃ مریم:41)

''اور اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو۔ یقیناً وہ سچا نبی تھا۔''

حضرت اسماعیل علیہ السلام سچے نبی تھے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ (سورۃ مریم:54،55)

''اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو۔ یقیناً وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے ربّ کے نزدیک پسندیدہ تھا۔''

حضرت ادریس علیہ السلام سچے نبی تھے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم:56،57)

''اور اس کتاب میں اِدریس کا ذکر کرو۔ یقیناً وہ سچا نبی تھا اور ہم نے اُس کو بلند رُتبے تک پہنچایا تھا۔''

ہم نے آپ ﷺ کو سچا ہی پایا ہے۔

''ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ''اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہو'' نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ ''صفا'' پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے، اے بنی فہر! اور اے بنی عدی! اور قریش کے دوسرے خاندان والو اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آ سکا تو اس نے اپنا کوئی چوہدری بھیج دیا، تا کہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابولہب قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مجمع میں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں خطاب کر کے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑ کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی

تصدیق کریں گئے ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے اس پر ابولہب بولا تجھ پر سارے دن تباہی نازل ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لیے اکٹھا کیا تھا اسی واقع پر یہ آیات نازل ہوئیں: ''ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور وہ نامراد ہوا۔ (1) اُس کا مال اور جو کچھ اُس نے کمایا اُس کے کسی کام نہ آیا۔'' (المسد:1,2)(صحیح بخاری:4770)

سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورہ التوبہ:119)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سچے لوگوں کے ساتھی بن جاؤ۔''

سچائی کا بدلہ

سچا انسان عذاب سے نجات پانے والا ہے۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٥﴾ (سورۃ الزمر:35-33)

''اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور اُس نے اُس کو سچ مانا، یہی لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ اُن کے لیے اُن کے ربّ کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہے نیکی کرنے والوں کا بدلہ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ بدترین اعمال مٹا دے جو انہوں نے کیے اور اُن کو اُن بہترین اعمال کی جزا دے جو وہ کرتے تھے۔''

سچا دل

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صدق دل سے شہادت طلب کی اسے شہادت کا رتبہ دے دیا جاتا ہے اگر چہ وہ شہید نہ بھی ہو۔'' (مسلم:4929)

سچا تاجر

اسماعیل بن عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اپنے باپ سے وہ اسماعیل کے دادا سے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کو نکلے سو لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید و فروخت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے تاجروں کے

گروہ سو وہ نبی ﷺ کی بات کو سننے لگے اور آپ ﷺ کی طرف اپنی آنکھیں اور گردنیں بلند کیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تاجر لوگ گنہگار اٹھائے جائیں گے مگر جو اللہ سے ڈرا یعنی اللہ کے خوف سے مال میں خیانت نہ کی اور نیکی کی اور لوگوں سے خرید و فروخت میں خوش معاملگی کی اور سچ بولا۔ (الترمذی:1210)

3۔ عہد

اللہ تعالیٰ عہد کو پورا کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران:9)(الرعد:31)

''بے شک خدا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔''

ایمان عہد کی پاسداری کا مطالبہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ (النحل:91)

''اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں عہد کرو۔ اور اپنی قسمیں پکی کرنے کے بعد نہ توڑ ڈالو جب کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے یقیناً اپنے اوپر ضامن بنالیا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

پابندیوں کو پورا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدۃ:1)

''اے ایمان والو! پابندیوں کو پورا کرو۔''

مومن اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔

وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا (البقرہ:177)

''اور اپنے قرار کو جب قول دیں پورا کرنے والے۔''

وہ اپنے عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المعارج:32)(المومنون:8)

''اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے ہیں۔''

جس میں عہد کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (احمد، طبرانی و ابن حبان)

''جس میں عہد نہیں اس میں دین نہیں۔''

وعدہ توڑنا نفاق کی علامت ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:"آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ :اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق:33، مسلم:59)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''منافق کی علامتیں تین ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے جب وہ وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔''

عہد کو پورا کرنے والے

رسول اللہ ﷺ عہد کی پابندی کرتے تھے۔

حضرت ابو رافع نے فرمایا قریش نے مجھے نمائندہ بنا کر رسول اللہ کے پاس بھیجا جب میں نے رسول اللہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اب کبھی ان کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں عہد نہیں توڑتا اور نہ قاصد کو قید کرتا ہوں تم فی الحال واپس چلے جاؤ اور جو چیز تمہارے دل میں ہے اسے دل میں ہی چھپائے رہو میں چلا گیا اور دوبارہ نبی کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر باقاعدہ اسلام قبول کرلیا۔'' (سنن ابو داؤد شریف:985)

صحابہ رضی اللہ عنہم معاہدے پورے کرتے تھے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگِ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حسیل باہر نکلے ہوئے تھے کہتے ہیں ہم کو کفارِ قریش نے گرفتار کرلیا۔

انہوں نے کہا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم آپ ﷺ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو مدینہ جانا چاہتے تھے تو انہوں نے ہم سے اللہ کا یہ وعدہ اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ و وعدہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں واپس چلے جاؤ ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔'' (صحیح مسلم:4639)

عہد توڑنے والے

اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (الانفال:56)

''جن لوگوں نے تم سے عہد لیا۔ پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہیں۔''

4۔امانت

امانت میں خیانت نفاق کی علامت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق میں سے ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے: جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو وفا نہ کرے اور جب لڑے تو گالیوں پر اُتر آئے۔'' (بخاری:34)

آسمان، زمین اور پہاڑ امانت اُٹھانے سے عاجز تھے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الاحزاب:72،73)

''یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اُسے اُٹھانے سے انکار کیا اور وہ اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اُٹھالیا۔ یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔(72) تا کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(73)

امانت ادا کرو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَاتَخُنْ مَنْ خَانَكَ''

(جامع ترمذی:1264)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تجھے امین جانا اس کو امانت ادا کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔''

امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (النساء:58)

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے حقداروں کے سپرد کر دو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے(58)''

بات امانت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھ سے کوئی بات کہے اور پھر دوسری طرف التفات کرے پس وہ بات تیرے پاس امانت ہے۔'' (ترمذی:1959)

اللہ تعالیٰ کے ہاں امانت دار کون ہے؟

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ

اَمِيْنٍ (التکویر:21-19)

''یقیناً وہ ایک باعزت پیغامبر کا قول ہے۔(19) قوت والا ہے، عرش والے کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔(20) اُس کی بات مانی جاتی ہے، وہ امانت دار ہے(21)''

رسول امین ہوتے ہیں

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ (یوسف:54،57)

''اور بادشاہ نے کہا: ''اس کو میرے پاس لاؤ کہ میں اُس کو اپنے لیے مخصوص کرلوں۔'' پھر جب یوسف نے اس سے بات کی تو بادشاہ نے کہا: ''یقیناً آج سے آپ ہمارے ہاں معزز معتمد ہوئے۔''(54) یوسف نے کہا: ''مجھے مُلک کے خزانوں پر مقرر کر دو۔ یقیناً میں حفاظت کرنے والا، جاننے والا ہوں۔''(55) اور اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے قدم جمائے کہ وہ اس میں جہاں چاہے جگہ بنائے۔ ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کرتے(56) اور آخرت کا اجر ان لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے۔(57)''

ایمان والے ہی امانت کا حق ادا کرتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ۙ اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ۘ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المومنون:1،11)

''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے (1) جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں (2)، لغویات سے دور رہتے ہیں (3)، زکوٰۃ کے طریقہ پر عامل ہوتے ہیں (4) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (5) سوائے اپنی بیویوں کے اور اُن عورتوں کے جو ان کی ملکِ یمین میں ہوں کہ اُن پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں (6) البتہ جو اُس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں (7) اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں (8) اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں (9) یہی لوگ وہ وارث ہیں (10) جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے (11)''

مؤذن امانت دار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہے اور مؤذن امانت رکھنے والا ہے۔ یا اللہ! ہدایت دے اماموں کو اور بخش دے مؤذنوں کو۔'' (جامع ترمذی:207)

اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (الانفال: 27،28)

اے ایمان والو! تم جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔ (27) اور جان لو کہ یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (28)

5۔ حیا

حیا کیا ہے؟

حیا پیغمبروں کی سنت ہے۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الْحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ. (ترمذی: 1080)

''حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں سب پیغمبروں کی سنت ہیں: حیا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔''

حیا اسلام کی پہچان ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الإِسْلَامِ الْحَيَاءُ. (ابن ماجہ: 4181)

''انس سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین والوں میں ایک خصلت ہوتی ہے (جو اس دین والوں پر غالب ہوتی ہے) اور اسلام کی خصلت حیاء ہے (جو ہر ایک مسلمان میں چاہیے)۔''

حیا ایمان میں سے ہے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا ایک ٹکڑا ہے اور ایمان کا انجام جنت ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم کا انجام دوزخ ہے۔'' (ترمذی:2009)

حیا ایمان کی شاخ ہے۔

''ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان کی دو شاخیں ہیں حیاء اور کلام میں تامل کرنا اور دو شاخیں نفاق کی ہیں بیہودہ گوئی اور بہت کلام کرنا''۔ (ترمذی:2027)

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک شخص پر سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیاء کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کہ حیاء ایمان میں سے ہے۔'' (بخاری:6118)

حیا کیا کرتی ہے؟

حیا جس چیز میں بھی ہو اس کو زینت دے دیتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ، وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ. (ترمذی:1974)

''حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگوئی جس چیز میں بھی ہو اس کو خراب کر دیتی ہے اور حیا جس چیز میں بھی ہو اس کو زینت دے دیتی ہے۔''

حیا خیر ہی لاتی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء سے خیر ہی حاصل ہوتی ہے۔ بشیر بن کعب عمران رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ حدیث سن کر کہا حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیاء سے وقار حاصل ہوتا ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ بولے: میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان بیان کر رہا ہوں اور تم اپنی (حکمت کی) کتابوں کی باتیں بیان کرتے ہو۔'' (مسلم:156)

رسول اللہ ﷺ کی حیا

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَشَدَّ مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا. (بخاری:6119)

''ابی سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔''

اللہ تعالیٰ سے حیا۔

''بہز بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! ہم اپنے ستر میں سے کیا چھپائیں اور کیا چھوڑ دیں؟ یعنی کس سے ستر ڈھانپیں اور کس سے نہ ڈھانپیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ستر کو چھپا سوائے اپنی بیوی کے یا جس کے مالک ہوئے تیرے ہاتھ یعنی باندی راوی نے کہا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب کہ لوگ آپس میں ملے جلے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے تو کوئی شخص تیری شرم گاہ نہ دیکھے نہ تو اس کو دکھا میں نے کہا یارسول اللہ! جب کہ ہم میں سے کوئی اکیلا ہو یعنی خلوت میں ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت آدمیوں کے کہ اس سے حیاء کی جائے یعنی تنہائی میں بھی برہنہ نہ ہونا چاہئے اور اللہ سے شرم کرنا چاہئے۔''
(ترمذی:2769)

جب حیا نہ رہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ (وَهُوَ الْبَدْرِيُّ) رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ. (بخاری:6120)

''ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ

بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کر۔''

6۔صبر

صبر کیا ہے؟

صبر روشنی ہے

اَنْ اَبِی مَالِکٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ''وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ''. (مسلم:534)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور صبر روشنی ہے۔''

صبر ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان:17)

''اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت بھی تم پر آئے اس پر صبر کرو۔ یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

صبر سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

حضرت ابو سعید نے خبر دی کہ چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول ﷺ سے مانگا اور جس نے بھی رسول ﷺ سے مانگا آپ ﷺ نے بھی انہیں دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا جو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے دیا تھا تو فرمایا کہ ''جو بھی اچھی چیز میرے پاس ہو گی میں اسے تم سے بچا کے نہیں رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جو تم میں (سوال) سے بچتا رہے گا، اللہ تعالیٰ بھی اسے غیب سے دے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا اور بے پرواہ رہنا اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ بھی اسے بے پرواہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں ملی۔'' (بخاری:6470)

صبر کس کے لئے؟

اپنے ربّ کے لیے صبر کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (المدثر:1،7)

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے!(1) اُٹھو پھر خبردار کرو۔(2) اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو۔(3) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔(4) اور گندگی سے دُور رہو۔(5) اور زیادہ حاصل کرنے کے لیے احسان نہ کرو۔(6) اور اپنے ربّ کے لیے صبر کرو۔(7)''

جو ربّ کی رضا کے لیے صبر کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:22،24)

''اور جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور جو بھلائی سے بُرائی کو دفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر ان ہی لوگوں کے لیے ہے۔(22) ابدی باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہیں وہ بھی۔ اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔(23) تم لوگوں پر سلامتی ہو اس لیے کہ تم نے صبر کیا۔ پھر کتنا اچھا ہے آخرت کا گھر!(24)''

صبر کیسے کریں؟

صبر اور نماز سے مدد لو۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:45،46)

''اور صبر اور نماز سے مدد مانگو اور یقیناً یہ مشکل کام ہے مگر خشوع کرنے والوں کے لیے نہیں۔(45) جو گمان رکھتے ہیں کہ یقیناً وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرنے والے ہیں اور یقیناً وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

ایک دوسرے سے صبر کا مقابلہ کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران:200)

''اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے سے صبر کا مقابلہ کرو اور ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اُمید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

رسول اللہ ﷺ کا صبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا' تب مجھ کو کچھ ہوش آیا۔ اور میں نے دیکھا کہ بدلی کا ایک ٹکڑا سایہ کیے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت جبریل اس میں موجود ہیں۔ اور انھوں نے مجھے آواز دی اور' مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد پھر انہوں نے بھی وہی بات کی' آپ جو چاہیں (اسکا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو اسکی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔'' (صحیح بخاری:3231)

صبر کرنے والے

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (آل عمران:16،17)

''وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لائے۔ پھر آپ ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیجئے۔(16) اور صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری

کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور رات کے پچھلے پہر میں مغفرت کی دُعائیں مانگنے والے ہیں۔ (17)''

صبر کب کریں؟

صدمے کے آغاز میں صبر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا۔ مجھ سے دور ہو جا! تجھے وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا (اس لئے فرطِ غم میں اس نے نازیبا انداز اختیار کیا)۔ بعد میں اس کو بتلایا گیا کہ وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ چنانچہ (یہ سن کر) وہ آپ کے دروازے پر آئی، وہاں دربانوں کو نہیں پایا، (آ کر) اس نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ نے اسے (پھر وعظ کرتے ہوئے) فرمایا: صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے۔ (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے) مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ وہ اپنے بچے (کی قبر) پر رو رہی تھی۔ (بخاری:1283، مسلم:2139)

تکلیف پر صبر کرنا

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، (ضرور دکھلایئے!) انہوں نے فرمایا: یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں ننگی ہو جاتی ہوں، آپ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں (کہ اس بیماری سے نجات مل جائے)۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر، اس کے بدلے تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تجھے اس بیماری سے عافیت دے دے۔ اس نے کہا میں صبر ہی اختیار کرتی ہوں۔ تاہم (دورے کے وقت) میں ننگی ہو جاتی ہوں، آپ اللہ سے دعا فرما دیں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی۔
(بخاری:5652)

تکلیف پر صبر

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں سے مل کر رہتا ہے اور ان

کی ایذا پر صبر کرتا ہے، اس کو اس مومن کی نسبت زیادہ ثواب ملتا ہے جو نہ لوگوں سے ملتا ہے اور نہ ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ:4032)

اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والوں کے ساتھ پر صبر کریں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الكهف:28)

''اور جمائے رکھو اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے ربّ کو پکارتے ہیں۔ وہ اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری نظریں اُن سے نہ پھر جائیں۔ تم دنیا کی زندگی کی زینت چاہتے ہو۔ اور تم ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کر لی اور جس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔''

صبر کی جزا کیا ہے؟

صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران:142)

''کیا تم سمجھتے ہو کہ تم یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک اُن لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور جو صبر کرنے والے ہیں۔''

صبر کرنے والوں کے لیے بخشش ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ (هود:9,11)

''اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں پھر اس سے اُسے محروم کر دیتے ہیں تو یقیناً وہ مایوس ہو جاتا ہے، ناشکرا بن جاتا ہے۔ (9) اور اگر مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تھی ہم اسے نعمت کا مزہ

چکھاتے ہیں تو وہ ضرور کہتا ہے کہ ساری مصیبتیں مجھ سے دور ہوگئیں۔ یقیناً وہ اترانے والا، اکڑنے والا بن جاتا ہے۔(10) سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔(11)''

صبر انسان کے لیے بہتر ہے۔

حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، (اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے، تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)۔'' (صحیح مسلم:7500)

صبر کا بدلہ جنت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضاء ''آنکھوں'' کے بارے میں آزماتا ہوں (یعنی نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔'' (بخاری:5653)

7۔رحم دلی

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اس کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری:6000)

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غصّے پر غالب ہے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ''كَمَا خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقَ كَتَبَ فِی كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: اِنَّ رَحْمَتِی تَغْلِبُ غَضَبِی.'' (بخاری7404)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکے تو اپنے آپ پر اپنے پاس موجود کتاب میں لکھا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کیسے رحمت کرتا ہے؟

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں سے ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک کہ اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہو سکتی ہے۔ (بخاری:5999)

محمد ﷺ کے ساتھی آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح:29)

''محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت، آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نبی رحمت تھے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ہم سے اپنے کئی نام بیان فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد اور احمد اور مقفیٰ اور حاشر، نبی التوبہ اور نبی الرحمت ہوں۔ (مسلم:2355)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مشرکوں کے خلاف بددعا کریں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' (مسلم:6613)

رحم دل لوگ جنت میں جانے والے ہیں

حضرت عیاض بن مجاشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: جنتی لوگ تین (قسم) کے ہیں: (1) حکومت کے ساتھ انصاف کرنے والے، صدقہ وخیرات کرنے والے، توفیق عطا کیے ہوئے۔ (2) وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے رحیم اور نرم دل ہو۔ (3) وہ آدمی کہ جو پاک دامن، پاکیزہ خلق والا اور عیال دار بھی ہو لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔ (مسلم:7207)

مومنوں کی آپس میں رحم دلی اور محبت کی مثال

حضرت نعمان بن بشر سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت ومحبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف ونرم خوئی میں ایک جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ ایسی کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (بخاری:6011، مسلم:2586)

بچوں کے لیے رحمت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (بخاری:5998، مسلم:2317)

رحم نہ کرنے کا انجام

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ." (بخاری:7376، مسلم:2319)

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔

رحم نہ کرنے والا شقی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے

کہ رحمت نہیں نکال لی جاتی کسی کے دل سے مگر کہ جو شقی ہو۔ (الترمذی:1923)

رحمت طلب کرنے میں تنگ نظر نہ ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ ایک نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہی ایک دیہاتی نے کہا اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب محمد ﷺ نے منہ پھیرا تو دیہاتی نے فرمایا کہ تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا آپ کی مراد اللہ کی رحمت سے تھی۔ (بخاری:6010)

8۔ توکل

توکل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ پر یقین ہی توکل ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ: "مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ، اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟". (صحیح بخاری:3653)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟"

کس پر توکل کرنا ہے؟

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (التوبہ:51)

"کہہ دو کہ ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچے گا مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان والوں کو توکل کرنا چاہیے۔"

اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے لیے کافی ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (الطلاق:3)

''اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اُس کے لیے کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کی ہے''۔

مشرق اور مغرب کے مالک کو اپنا وکیل بنالو۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَكِيْلاً (المزمل:8,9)

''اور اپنے ربّ کا نام یاد کرو اور سب سے کٹ کر اُسی کے ہو رہو۔ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہ۔ پھر اُسی کو اپنا وکیل بنالو''

توکل اُسی پر کیا جا سکتا ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ۝ (الفرقان:58)

''اور اُس زندہ پر بھروسہ کرو جس کو موت نہیں آئے گی۔ اور اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ اور اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونے کے لیے وہ کافی ہے۔(58)''

توکل اُسی پر کیا جا سکتا ہے جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ڶ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (التوبہ:128,129)

''تحقیق تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم میں سے ہے۔ اس پر شاق گزرتا ہے کہ تم نقصان میں پڑو۔ تمہاری بھلائی کا حریص ہے۔ ایمان لانے والوں پر شفیق و مہربان ہے۔ پھر اگر یہ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔''

توکل کون کرتا ہے؟

جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لرزتے ہیں وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (الانفال:2)

''یقیناً جو لوگ ایمان لانے والے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ اُن کا ایمان بڑھا دیتی ہیں۔ اور وہ اپنے ربّ پر اعتماد کرتے ہیں۔''

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (الشوریٰ:36)

''پھر جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے تو وہ محض دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا ساز و سامان ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔ اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔''

توکل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ (آل عمران:159)

''پھر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے جس کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم دل ہو اور اگر تم بدزبان اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے آس پاس سے بھاگ جاتے۔ پھر انہیں معاف کر دو اور اُن کے لیے مغفرت کی دُعا مانگو اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو۔ پھر جب عزم کرو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

توکل کیسے کریں؟

اللہ پر اُس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ چڑیوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتی ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتی ہیں''۔ (جامع ترمذی:2344)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں کچھ ایسی قومیں داخل ہوں گی کہ جن کے دل نرم مزاجی اور توکل علی اللہ میں پرندوں کی طرح ہوں گے''۔ (مسلم:7162)

''حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اونٹ کا پیر باندھ کر توکل کروں، یا اس کو چھوڑ کر توکل کروں؟ فرمایا: اونٹ کا پیر باندھ اور پھر توکل کر''۔ (ترمذی:2517)

توکل کی دُعائیں

گھر سے نکلتے ہوئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا، بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ پڑھ لیتا ہے اللہ کے نام سے میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، طاقت اور قوت اللہ کی توفیق کے ساتھ ہے تو اس سے کہا جاتا ہے تو کفایت کیا گیا ہے اور شر سے محفوظ کیا گیا ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے''۔ (جامع ترمذی:3426)

رات کو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوا مِنَ اللَّيْلِ : "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ، اَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ ، اَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ،لَكَ الْحَمْدُ ،اَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ، قَوْلُكَ الْحَقُّ ،وَوَعْدُكَ الْحَقُّ ، وَلِقَائُكَ حَقٌّ ،وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ،وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ ،وَبِكَ آمَنْتُ ،وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ،وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ،وَبِكَ خَاصَمْتُ ،وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ ،فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ،وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ. (صحيح البخاری:7385)

''ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمان و زمین کا مالک ہے حمد تیرے لیے ہی ہے، تو آسمان و زمین کا قائم کرنے والا ہے اور ان سب کا جو اس میں ہیں۔ تیرے لیے ہی حمد ہے تو آسمان و زمین کا نور ہے۔ تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیری ملاقات سچ ہے اور جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت سچ ہے، اے اللہ میں نے تیرے ہی سامنے سر جھکا دیا میں تجھ ہی پر ایمان لایا میں نے تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا میں نے تیری ہی مدد کے ساتھ مقابلہ کیا اور میں تجھی سے انصاف کا طلب گار ہوں پس تو میری مغفرت کر، ان تمام گناہوں میں جو پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں مجھ سے صادر ہوں، جو میں نے چھپا رکھے ہیں اور جن کا میں نے اظہار کیا ہے، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

9۔ ایثار

ایثار سے کیا مراد ہے؟

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الحشر:9)

''اور جو لوگ ایمان لا کر دارِ ہجرت میں پہلے ہی سے مقیم تھے، وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اُن کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جائے وہ اُس بارے میں اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں پاتے اور وہ اُن کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُن کو سخت ضرورت ہو۔ اور جن لوگوں کو اُن کے دل کے بخل سے بچا لیا گیا، پھر یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

ایثار کرنے والے ہی مومن ہیں

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری:13)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں

بن سکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اولاد کے لیے ایثار

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے آئی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں اور اس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کو اپنے منہ میں کھانے کے لیے رکھ لیا پھر اس کی لڑکیوں نے اس سے یہ کھجور بھی کھانے کے لیے طلب کی تو اس نے اس کھجور کو دو ٹکڑوں میں توڑ کر ان دونوں کو دے دیا جسے وہ خود کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مجھے اس کی اس حالت نے متعجب کر دیا۔ پس میں نے اس کے اس واقعہ کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے عمل نے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیا اور جہنم سے اسے آزاد کرا دیا۔ (مسلم:6694)

مہمان کے لیے ایثار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب ''خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں'' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ ''تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں'' ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر، بیوی نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو ''بھوکا'' سلا دیا۔ پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں لیکن ان دونوں نے ''اپنے بچوں سمیت رات'' فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس دیا یا ''یہ فرمایا کہ اسے'' پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور وہ ''انصار'' ترجیح دیتے ہیں اپنے

نفسوں کے اوپر ''دوسرے غریب صحابہ کو'' اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا، سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (بخاری:3798، مسلم:2054)

رشتہ داروں کے لیے ایثار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا گیا، انہوں نے کہا کہ ابو طلحہ مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے، اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی ''تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے۔ جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو''۔ یہ سن کر ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کیجئے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابو طلحہ نے کہا، یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتے داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔ (بخاری:1461)

ساتھیوں کے لیے ایثار

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اشعری حضرات جب جہاد میں محتاج ہوتے ہیں یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کے لیے کھانا کم پڑ جاتا ہے تو اپنے پاس موجود سب کچھ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر اسے آپس میں ایک برتن سے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (مسلم:6408)

دوستوں کے لیے ایثار

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ''بردہ'' لے کر آئیں پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے موجودہ لوگوں سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ ''بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بردہ، شملہ کو کہتے ہیں۔ سہل نے کہا کہ ہاں لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا ہے تو اس خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ لنگی آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے پہن لیا صحابہ میں سے ایک صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بدن پر وہ لنگی دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لنگی ہے، آپ مجھے اس کو عنایت فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو، جب آنحضرت ﷺ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لنگی بدل کر تہہ کر کے عبدالرحمٰن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کہا کہ تم نے آنحضرت ﷺ سے لنگی مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تم نے دیکھ لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے لنگی آنحضرت ﷺ سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسے پہن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس لنگی میں کفن دیا جاؤں گا۔ (بخاری:6036)

10۔احسان

احسان کیا ہے؟

احسان کا مطلب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ بَارِزًا یَوْمًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُل... قَالَ: مَا الاِحْسَانُ ؟ قَالَ: ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ یَرَاكَ''. (بخاری:50)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ

ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

احسن دین کس کا ہے؟

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ﴿۱۲۵﴾ (سورہ النساء:125)

''اور کون دین میں اُس سے اچھا ہوگا جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہو اور وہ نیکی کرنے والا ہو؟ اور اُس نے یک سو ہو کر ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی ہو۔ اور ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنا لیا تھا۔''

احسان کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے کا حکم دیا ہے

وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۷۷﴾ (سورہ القصص:77)

''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر تلاش کرو۔ اور دنیا میں سے اپنے حصے کو نہ بھولو۔ اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد کے طلب گار نہ بنو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (77)

اگر تم احسان کرو گے تو اپنے لیے کرو گے۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا (سورہ الاسراء:7)

''اگر تم اچھا کام کرو گے تو اپنے لیے اچھا کرو گے اور اگر تم بُرا کام کرو گے تو وہ بھی اپنے لیے۔''

احسان کرنے سے کیا ملے گا؟

قرآن مجید کی ہدایت ملے گی۔

الٓمّٓ ۟ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۙ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۙ (لقمان:3-1)

''ا۔ل۔م۔(1) یہ پُر حکمت کتاب کی آیات ہیں۔(2) ہدایت اور رحمت ہے نیکو کاروں کے لیے۔''(3)

مضبوط سہارا ملے گا۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (سورہ لقمان:22)

''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور اور وہ نیک ہو تو یقیناً اُس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا۔ اور سارے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔'' (22)

اللہ تعالیٰ کا ساتھ ملے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (سورہ النحل:128)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیکی کرنے والے ہیں۔'' (128)

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ العنکبوت:69)

''اور جو لوگ ہماری خاطر مشقت اُٹھائیں گے، انہیں ہم ضرور اپنے راستے دِکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔'' (69)

اللہ تعالیٰ کی محبت ملے گی۔

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ البقرہ:195)

''یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (195)

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ ال عمران:134)

''اُن لوگوں کے لیے جو خوش حالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصّے کو پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (134)

اللہ تعالیٰ سے اجر ملے گا۔

بَلٰى ۤ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ:112)

''بلکہ جس نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا اور وہ احسان کرنے والا بھی ہے تو اُس کے لیے اُس کے ربّ

کے پاس اُس کا اجر ہے۔ اور اُن کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورہ ھود:115)

''اور صبر کرو۔ پھر یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' (115)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ (سورہ الکہف:30)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو یقیناً ہم ایسے لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے کام کریں۔'' (30)

دنیا میں احسان کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (سورہ الزمر:10)

''کہہ دو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے ربّ سے ڈر جاؤ۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک عمل کیے، اُن کے لیے بھلائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے۔ یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔'' (10)

احسان کا بدلہ کیا ہے؟

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ (سورہ الرحمن:60)

''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے؟'' (60)

کوئی احسان کرنے والا ہے تو کوئی ظلم کرنے والا

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ (سورہ الصافات:113)

''اور ہم نے اُس پر اور اسحٰق پر برکت نازل کی۔ اور اُن دونوں کی نسل میں سے نیکوکار بھی ہیں اور اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے بھی۔'' (113)

11۔عدل

اللہ تعالیٰ عدل کرنے کا حکم دیتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (النحل:90)

''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی (الانعام:152)

''اور جب بولو تو انصاف کی بات بولو خواہ کوئی رشتہ دار ہی ہو۔''

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۝ (سورۃ الحجرات:9)

''اور انصاف کرو یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

عدل تقویٰ کے قریب ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (المائدہ:8)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دُشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کا عدل وانصاف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے اس معاملہ میں کون بات کرسکتا ہے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا جو آنحضرت ﷺ کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ ﷺ سے اس کے سوا سفارش کی ہمت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے بات کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کی حدود کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو''؟ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا:

''اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہوگئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے''۔ (بخاری:6788)

انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ جو اپنے فیصلہ جات، اہل وعیال اور جوان کی حکمرانی میں ہوں، میں انصاف کرتے ہیں۔'' (مسلم)

انساف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے جگہ ملے گی

نبی ﷺ نے فرمایا: ''سات طرح کے انسانوں کو قیامت کے دن اللہ اپنے سائے میں جگہ دے گا، جبکہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا'' امام انصاف کرنے والا، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزار رہا ہے، وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا ہو، وہ دو مرد جو اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اکٹھے ہوں یا جدا اسی محبت پر قائم ہیں، ایک وہ مرد جسے حسب ونسب کی مالک اور خوبصورت عورت نے دعوت (گناہ) دی اور وہ اللہ کے خوف سے باز رہتا ہے۔ ایک وہ شخص جو چھپا کر خیرات کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلتا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے اور ایک وہ انسان جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرکے روتا ہے۔'' (بخاری)

12۔نرم مزاجی

اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق (نرم مزاجی) کو پسند کرتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللہِ ابْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُولَ اللہِ ﷺ قَالَ: ''اِنَّ اللہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِی عَلَیْہِ مَا لَا یُعْطِی عَلَی الْعُنُفِ. (ابو داؤد 4807)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل رفق اور نرمی سے موصوف ہے، اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے وہ اس پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی پر نہیں دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی نرم مزاجی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ (آل عمران:159)

پھر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے جس کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم دل ہو۔ اور اگر تم بدزبان اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے آس پاس سے بھاگ جاتے۔ پھر انہیں معاف کردو اور اُن کے لیے مغفرت کی دُعا مانگو اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو۔ پھر جب عزم کرو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (159)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی مدینہ منورہ میں دس سال تک خدمت کی جب کہ میں ایک نوخیز لڑکا تھا۔ میرے سب کام اس معیار کے نہیں ہوتے تھے جیسے میرے حبیب ﷺ کی خواہش ہوتی تھی (اس کے باوجود) آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا اور نہ یوں کہا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور اس طرح کیوں نہیں کیا۔ (ابوداؤد:4774)

دعوت دینے والوں کو نرم مزاج ہونا چاہئے

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (طٰہٰ:43,44)

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ یقیناً وہ سرکش ہو گیا ہے۔ (43) پھر دونوں اس سے نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔ (44)

عَنْ اَبِي مُوْسَى قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ اَمْرِهِ قَالَ : بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ۔ (مسلم:4525)

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو کام کے لیے بھیجتے تو آپ ﷺ فرماتے کہ لوگوں کو بشارت سناؤ اور متنفر نہ کرو اور لوگوں سے آسانی

والا معاملہ کرو اور تنگی والا معاملہ نہ کرو۔

نرمی کو اپنے اوپر لازم کرلو

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے باعث زینت بنادیتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ ۔ (مسلم:6602)

حضرت عائشہ زوج نبی، نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے باعث زینت بنادیتی ہے اور جس چیز سے بھی کھینچی جاتی ہے اسے بدنما اور عیب دار کر دیتی ہے۔''

نرم مزاجی کیسے اختیار کریں؟

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ (بنی اسرائیل:28)

''پھر اُن کے لیے نرم بات کرو۔'' (28)

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ (الشعراء:215)

اور ایمان لانے والوں میں سے جو تمہاری پیروی کریں اُن کے لیے اپنے بازو جھکائے رکھو۔ (215)

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرم مزاجی کو پسند کرتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ وعلیکم السام واللعنۃ (یعنی تمہیں آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)۔ (بخاری:6024)

برائی کے جواب میں نرم مزاجی کا فائدہ

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ (حم السجدہ:34)

اور نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔تم اُس نیکی سے دفع کرو جو اُس سے بہتر ہو۔پھر وہ شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے گویا وہ جگری دوست ہوگا۔(34)

نرمی کرنے والے پر آگ حرام ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :اَلا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارِ ! عَلَى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ .(ترمذی:2488)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں خبر نہ دوں تم کو کہ کون آگ پر حرام ہے اور کس پر آگ حرام ہے یعنی دوزخ کی! ہر قریب سکینہ و وقار، نرم مزاج اور آسانی کرنے والے کے۔

نرمی سے محروم ہر بھلائی سے محروم ہے

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ.(ابو داؤد:4809)

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جو شخص نرم خوئی سے محروم ہوا وہ سب بھلائیوں سے محروم ہوا۔

13۔سخاوت (جود)

سخاوت کے بغیر نیکی تک پہنچنا ممکن نہیں

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آلِ عمران:92)

''تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔''

خرچ کرو تم پر بھی خرچ کیا جائے گا

وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : قَالَ اللهُ تَعَالَى : اِنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ اُنْفِقْ

عَلَيْكَ .(مسلم:2308)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ قَالَ : فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ : يَا قَوْمِ ! اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَّا يَخْشَى الْفَاقَةَ . (صحیح مسلم:6020)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام (کے نام) پر (یعنی نو مسلم کی طرف سے) کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ ضرور ہی دی۔ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں اسے دے دیں، وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا: ''اے میری قوم! اسلام قبول کر لو، اس لیے کہ محمد ﷺ اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے فاقے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔''

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ میں نبی ﷺ کی اقتداء میں ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھی۔سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں گئے۔لوگ آپ ﷺ کی اس تیزی کی وجہ سے گھبرا گئے پھر جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور جلدی کی وجہ سے لوگوں کے تعجب کو محسوس کیا تو فرمایا کہ ہمارے پاس سونے کا ایک ٹکڑا (تقسیم کرنے سے) بچ گیا تھا مجھے اس میں دل لگا رہنا برا معلوم ہوا میں نے اس کے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔(صحیح بخاری:851)

غزوۂ حنین میں چھ ہزار قیدی اور 24 ہزار اونٹ اور چالیس بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔نبی ﷺ نے ان میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھوا۔سب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا اور خود خالی واپس تشریف لائے۔(بخاری:4337)

ایک دفعہ بحرین سے خراج کا مال آیا اور مسجد کے صحن میں زر و سیم کا انبار لگ گیا۔ نبی ﷺ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس ڈھیر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو اس انبار کی طرف آ بیٹھے اور تقسیم فرمانے لگے۔ جو آتا اسے بے حساب دیتے۔ تھوڑی دیر میں سب ختم ہو گیا اور دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ تشریف لے گئے۔ (بخاری:421)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (کبھی بھی ایسا نہیں ہوا) کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے 'نہ' فرمایا ہو۔'' (مسلم:6018)

کیسی سخاوت؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رات کو نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا چاندنی میں ٹہل رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید آپ ﷺ اس وقت تنہائی چاہتے ہیں اور کسی اور کا یہاں ہونا پسند نہ فرمائیں گے چنانچہ اسی خیال سے میں سائے میں ہو گیا لیکن آپ ﷺ کی نگاہ پڑ گئی، پوچھا: کون ہے؟ عرض کیا: آپ ﷺ پر قربان ابوذر رہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے ساتھ لے لیا اور تھوڑی دیر تک ٹہلتے رہے۔ پھر فرمایا: ''جو آج دولتمند ہیں وہی کل قیامت میں غریب ہوں گے لیکن وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی اور وہ اس کو دائیں بائیں آگے پیچھے پھینک دے اور اس میں نیکی کے کام کرے۔'' (سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی:362/3)

14۔تواضع

جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بلند کر دیتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔'' (مسلم:6592)

کافروں کا حصہ دنیا میں ہے اور ایمان والوں کا حصہ آخرت میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آیت کے متعلق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے

لیے ایک سال تک میں تردد میں رہا۔۔۔۔حدیث۔اس وقت آنحضرت ﷺ کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ ﷺ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ ﷺ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کس بات پر رونے لگے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں (آپ ﷺ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔ (بخاری:4913)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (القصص: 83)

یہ آخرت کا گھر تو ہم اُن لوگوں کے لیے بنا دیں گے جو زمین میں نہ بڑے بننے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ فساد کا۔ اور انجامِ کار اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں کے لیے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا تواضع

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ، جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (صحیح بخاری:3445)

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (شرح السنة للبغوی:248/13)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور میں ایسے بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔''

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری:6247)

’’اسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا آنحضرت ﷺ اپنے گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری:6039)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا وہ عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے آپ سے ایک کام ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اے امِ فلاں! تم جس جگہ چاہتی ہو ٹھہر جاؤ میں تیرا کام کر دوں گا تو آپ ﷺ نے ایک راستے میں اس عورت سے علیحدگی میں بات کی یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی۔ (صحیح مسلم:6044)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لیے جہاں چاہتی آپ ﷺ کو لے جاتی۔ (بخاری:6072)

تواضع کیسے اختیار کی جاتی ہے؟

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ (الاسراء:37)

’’اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔ یقیناً تم زمین کو ہرگز پھاڑ نہیں سکتے اور نہ تم پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔‘‘

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (الفرقان:63)

’’اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل اُن سے بات کریں تو کہتے ہیں: ’’سلامتی ہو۔‘‘

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمان:18)

’’اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو اور نہ زمین میں اکڑ کر چلو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی خود پسند، فخر جتانے

والے سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ شیطان تم میں سے ہر آدمی کے پاس اس کے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس آدمی کے کھانا کھانے کے وقت بھی اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔ تو لہذا جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے گندگی وغیرہ جو اس لقمہ کے ساتھ لگ گئی ہو، صاف کرے اور پھر اسے کھا جائے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کھانے کے کس حصے میں ہے۔ (مسلم:5303)

انبیاء علیہم السلام کا تواضع

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو، کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا حضور ﷺ نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (بخاری:3406)

تواضع کا بدلہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتے ہوئے کسی لباس کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتا تھا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنی ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ ایمان کا جو لباس پہننا چاہے پہن لے۔‘‘ (احمد فی المسند:3/439)

15۔ عالی ہمتی

ہمت رکھنے والے کام

نفس کا تزکیہ کرنا

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۙ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۙ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ

دَسّٰهَا ﴿۱۰﴾ (التوبہ:10-7)

''اور نفس کی اور جو اُس کو درست کیا! (7) پھر اُس کو اُس کی بدی کی اور اُس کی خدا خوفی کی سمجھ دی۔ (8) یقیناً کامیاب ہو گیا وہ جس نے اُسے پاک کیا۔ (9) اور یقیناً نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو دبا دیا۔ (10)''

جہاد کرنا

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ (التوبہ:19,20)

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی خدمت کرنے کو اُس شخص کی طرح کر دیا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (19) جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ اُن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔'' (20)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ (التوبہ:41,42)

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔ (41) اگر فائدہ قریب ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور تمہارے پیچھے جاتے۔ لیکن ان کو مسافت دور لگی۔ اور عنقریب وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم استطاعت رکھتے تو

ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے۔ وہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔ (42)''

ہمت کیسے کم ہوتی ہے؟

دنیاداری ہمت کو کم کر دیتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ بیع عینہ کرو گے اور گائے، بیل کی دم پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی سے خوش رہو گے (یعنی ہر وقت دنیاداری میں مشغول رہو گے) اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت و رسوائی ڈال دیں گے۔ پھر تم لوگوں سے ذلت دور نہیں کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی جانب لوٹ جاؤ''۔ (ابوداود:3462)

جب مومن ہمت چھوڑ دیں گے۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم لوگوں پر دوسری اقوام چڑھ دوڑیں گی جس طریقے سے کھانے والے لوگ کٹورے پر آتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا ہم لوگ اس دور میں تعداد میں کم ہوں گے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اس دور میں تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہو گے لیکن تم لوگ ایسے ہو گے جس طرح کہ دریا کہ پانی پر (کوڑے کرکٹ کا میل) ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کا رعب اور دبدبہ، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکال دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ''وہن'' پیدا کر دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ وہن کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا ڈر (تمہارے اندر آ جائے گا)۔ (ابوداود:4297)

ہمت نہ رکھنے والے جہاد سے پیچھے رہتے ہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ (التوبہ:88-86)

’’اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو ان میں سے جو قدرت والے ہیں وہ تم سے رخصت مانگتے ہیں۔اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں گے۔(86) انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ وہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہیں۔اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ پھر وہ سمجھتے نہیں ہیں۔(87) لیکن رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں، انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔اور انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں۔اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔(88)‘‘

16۔مسکراتے ہوئے دیکھنا، ملنا، بولنا

مسکراتے ہوئے ملنا نیکی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی (خوش روی) سے ہی ملے۔(مسلم:6690)

مسکرانا صدقہ ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مسکرانا تیرا اپنے بھائی کے آگے تیرے لئے صدقہ ہے اور حکم کرنا تیرا اچھی بات کو اور منع کرنا تیرا بری بات سے صدقہ ہے اور راہ بتلا دینا کسی مرد کو بھولی ہوئی جگہ میں تیرے لئے صدقہ ہے اور دور کر دینا پتھر اور کانٹے اور ہڈی کا راہ سے تیرے لیے صدقہ ہے۔(ترمذی:1956)

رسول اللہ ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کسی کو زیادہ مسکراتے نہ دیکھا رسول اللہ ﷺ سے۔(ترمذی:3641)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اتنے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق دکھائی دے، بلکہ آپ ﷺ صرف مسکرایا کرتے تھے۔(بخاری:6092)

ناپسندیدہ فرد سے بھی خوشگواری سے ملنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بھائی۔یا (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ برا ہے فلاں قبیلہ کا بیٹا پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آ بیٹھا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے۔جب آپ ﷺ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تم نے مجھے بدگو کب پایا۔اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔(بخاری:6032)

اَخلاق سیءہ

اَخلاق سیءہ میں سے بنیادی صفات یہ ہیں:

1۔تکبر اور خود پسندی

تکبر کیا ہے؟

کبریائی اللہ کی چادر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : یَقُوْلُ اللهُ سُبْحَانَهُ :اَلْكِبْرِیَآءُ رِدَآئِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ مَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اَلْقَیْتُهُ فِیْ جَهَنَّمَ(ابن ماجہ:4174)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے۔جو کوئی ان کو مجھ سے چھیننے گا میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔‘‘

تکبر تو حق سے منہ موڑنے کو کہتے ہیں۔

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ

کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔اس پر ایک آدمی نے عرض کیا گیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال (خوبصورتی) ہی کو پسند فرماتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔'' (مسلم:265)

تکبر کیسے ہوتا ہے؟

بدترین تکبر اللہ کی آیات کو سن کر منہ پھیرنا ہے۔

''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو غافل کر دینے والی باتوں کا خریدار بنتا ہے تاکہ وہ علم کے بغیر (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے اور اس کا مذاق بنائے۔یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔(6) اور جب ہماری آیات اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، وہ تکبر کرتے ہوئے منہ موڑ لیتا ہے گویا کہ اس نے اُسے سنا ہی نہیں۔گویا کہ اُس کے کانوں میں بہرا پن ہے۔پھر اُس کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو۔(7) (لقمان:6,7)

تکبر کرنے والے

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ تکبر کرنے والے ہیں۔

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾ (النحل:22)

''تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔پھر جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔''

ابلیس۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٤﴾ (البقرہ:34)

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔''

فرعون

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ (القصص:38,40)

''اور فرعون نے کہا:''اے اہلِ دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی معبود کو نہیں جانتا۔پھر اے ہامان! میرے لیے مٹی پر آگ جلاؤ۔پھر میرے لیے اونچی عمارت بنواؤ تاکہ میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں۔اور یقیناً میں اُسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔'' (38) اور اُس نے اور اُس کے لشکروں نے زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر کیا۔اور وہ سمجھے کہ یقیناً وہ ہماری طرف واپس نہیں لائے جائیں گے۔(39) پھر ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑا۔پھر اُن کو سمندر میں پھینک دیا۔پھر دیکھو کہ ظالموں کا کیا انجام ہوا! (40)''

جب اترا کر چلنے والے کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا ہوا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا دھنستا رہے جائے گا۔'' (بخاری:5789)

تکبر کا انجام

جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے کپڑے کو متکبرانہ انداز میں (زمین پر) گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (کرم) نہیں فرمائے گا۔ (مسلم:5457)

آج تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہوں، زور والے (جابر) بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زور والے (جابر) بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟'' (مسلم:7051)

متکبر لوگ چھوٹی چیونٹیوں کی مانند حشر میں لائے جائیں گے۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن متکبر لوگ چھوٹی چیونٹیوں کی مانند حشر میں لائے جائیں گے ان کو ذلت مردوں کی صورتوں میں ڈھانپے گی ہر جگہ سے جہنم کے ایک قید خانے کی طرف جس کا نام بولس ہے ہنکائے جائیں گے آتشوں کی آگ ان کو ابالے گی اور جوش میں لائے گی عصارہ پلائے جائیں گے دوزخیوں کا جسے طینۃ الخبال کہتے ہیں۔'' (ترمذی:2492)

دوزخ جباروں پر مسلط کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو کان ہوں گے سنتے ہوئے، دو آنکھیں ہوں گی دیکھتی ہوئیں، اور ایک زبان ہوگی بولتی ہوئی، وہ یہ کہے گی۔ میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں، جبار عنید پر، مشرک پر، مصوروں پر۔'' (ترمذی:2574)

تکبر جہنم میں ڈلوائے گا۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مروہ پر ملے اور دونوں نے آپس میں بات کی۔ پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ چلے گئے اور عبداللہ بن عمر رونے لگے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو کا خیال ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔'' (رواہ احمد:2/215)

تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہر کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرمادے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! ضرور فرمائیے۔ فرمایا: ''ہر جاہل، اکھڑ مزاج، تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔'' (مسلم:7187)

تکبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ ہی انہیں پاک وصاف (معاف) کریں گے (اور ابو معاویہ فرماتے ہیں) اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، (وہ یہ ہیں:) بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مفلس تکبر کرنے والا۔'' (صحیح مسلم:296)

جہنم میں تکبر کرنے والوں کا خاص داخلہ ہوگا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کریم ﷺ نے فرمایا: جنت و دوزخ نے اپنے رب کے حضور جھگڑا کیا۔ جنت نے کہا: اے رب! کیا حال ہے کہ مجھ میں کمزور اور گرے پڑے لوگ ہی داخل ہوں گے اور دوزخ نے کہا کہ مجھ میں تو داخلہ کے لیے متکبروں کو خاص کر دیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے اور جہنم سے کہا تو میرا عذاب ہے۔ تیرے ذریعہ میں جسے چاہتا ہوں اس میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میں سے ہر ایک کی بھرتی ہونے والی ہے۔ کہا کے جہاں تک جنت کا تعلق ہے تو اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کے لئے پیدا کرے گا وہ اس میں ڈالی جائے گی اس کے بعد بھی دوزخ کہے گی اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہوگا۔ آخر پروردگا اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بھر جائے گی۔ ایک پر ایک الٹ کر سمٹ جائے گی۔ کہنے لگے گی بس بس میں بھر گئی۔'' [الاعراف:56] (بخاری:7449)

2۔ ظلم

ظلم کیا ہے؟ کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا

شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت: ''جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا'' نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا اورانہوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کون ایسا ہوسکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ظلم سے مراد آیت میں شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: ''اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''
(سورۃ لقمان:13، بخاری:3429)

مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مال دار پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے۔''
(بخاری:2287)

گنہگار اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو: ''اے اللہ! میں نے اپنی ذات پر بڑا ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا، تو اپنی جانب سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بہت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔'' (بخاری:834،7387،7388؛ مسلم:4/2078)

ظالم کون ہے؟

سب سے بڑا ظالم کون ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہئے کہ ایک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔'' (صحیح بخاری:5953)

ظالموں کے ساتھ اللہ کا معاملہ

اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔

''کیا تم نے اُس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیمؑ کا رب کون ہے اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی جب ابراہیمؑ نے کہا کہ "میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے تو اُس نے جواب دیا "زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اُسے مغرب سے نکال لا" یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا، مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔'' (سورۃ البقرہ:258)

ظلم کے نقصانات

ظالموں کو امامت نہیں دی جائے گی۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ (سورۃ البقرہ:124)

یاد کرو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اتر گیا، تو اس نے کہا: ''میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں''۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: ''اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے''۔؟ اس نے جواب دیا، ''میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے''۔

ظالم کو دنیا میں چند روز مہلت ملتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا راوی نے بیان کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں بیشک انکی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی سخت ہے۔'' (صحیح بخاری:4686)

ظلم کا انجام

ظلم کا نتیجہ بربادی کی صورت میں سامنے آیا۔

''ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا، انہوں نے آپ ہی اپنے اوپر ستم ڈھایا اور جب اللہ کا حکم آ گیا تو ان کے وہ معبود

جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آ سکے اور انہوں نے ہلاکت و بربادی کے سوا انہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔'' (سورۃ ھود:101,102)

ظالم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (سورۃ الانعام:135)

''کہہ دو کہ لوگو! تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور میں بھی اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ انجام کار کس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔''

ظلم کے بدلے کے بغیر جنت نہیں ملے گی

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومنوں کو دوزخ سے نجات مل جائے گی تو انہیں ایک پل پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا روک لیا جائے گا۔ اور وہیں ان کے مظالم کا بدلہ دے دیا جائے گا، جو وہ دنیا میں باہم کرتے تھے۔ پھر جب پاک صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، ان میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے بھی زیادہ بہتر طور پر پہچانے گا۔'' (بخاری:2440)

بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لی تو سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا

''حضرت ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ان کے اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان (زمین کا) جھگڑا تھا۔ اس کا ذکر انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، تو انہوں نے بتلایا، ابوسلمہ! زمین سے پرہیز کر کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی کسی دوسرے کی ظلم سے لے لی تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ (صحیح البخاری:2453)

اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو جہنم کے سوا کوئی راستہ نہیں دکھائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ (سورۃ النساء:167,169)

''جو لوگ اِس کو ماننے سے خود انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو خدا کے راستہ سے روکتے ہیں وہ یقیناً گمراہی میں حق سے بہت دُور نکل گئے ہیں۔ (167) اِس طرح جن لوگوں نے کفر و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا اور ظلم و ستم پر اُتر آئے اللہ ان کو ہرگز معاف نہ کرے گا اور انہیں کوئی راستہ نہ دکھائے گا۔ (168) بجز جہنم کے راستہ کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔'' (169)

ظلم قیامت کے دن تاریکی کا باعث ہوگا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کیا۔'' (مسلم:6577)

رب نے ظلم سے کیسے بچایا ہے؟

ظلم معاف کروالو

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔'' (صحیح البخاری:2449)

اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کرنے والوں کے لیے امن ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ (سورۃ الانعام:82)

''حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہِ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا''۔ (82)

ظلم کرنے والوں کی بستیوں سے روتے ہوئے گزرا کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو، لیکن اس صورت میں کہ تم روتے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر چہرہ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔ (بخاری:3380)

ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (صحیح مسلم:6572)

لوگ اگر تم سے برا کریں تب بھی تم ظلم نہ کرو۔

''حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم امعہ مت ہونا یعنی کہو کہ لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے، بلکہ اپنے نفسوں کو اس امر کا خوگر بناؤ کہ اگر تم پر احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر لوگ تمہارے ساتھ برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔''
(جامع ترمذی:2007)

اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! ہم مظلوم کی تو مدد کرسکتے ہیں' لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کہ ظالم سے اس کا ہاتھ پکڑلو۔ (یہی اس کی مدد ہے)۔
(بخاری:2444)

نہ ظلم کرو نہ ہونے دو۔

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس

کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔'' (صحیح البخاری2442)

ظلم سے بچنے کے لئے دعائیں

میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ :بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْنَظْلِمَ أَوْنُظْلَمَ أَوْنَجْهَلَ أَوْيُجْهَلَ عَلَيْنَا
(ترمذی:3427)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ پھسل جاؤں یا راہ بھول جاؤں یا ظلم کروں کسی پر یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہالت کروں میں کسی سے یا مجھ پر جہالت برتی جائے۔''

3۔حسد

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدُ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبُ (ابوداؤد کتاب الادب)

''حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے''۔

حسد نہ کرو

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا .

''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے نہ لوگوں کے عیوب کی ٹوہ لگاؤ، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے بے تعلق رہو نہ باہم بغض رکھو، بلکہ اے خدا کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ''۔

حسد کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق:5)

''کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے، اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔''

4۔ دھوکہ

کس نے دھوکہ دیا؟

یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ (انفطار:6)

''اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے ربّ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا؟ (6)''

دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:185)

''ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور یقیناً تم قیامت کے دن اپنے اجر پورے پورے دیئے جاؤ گے۔ پھر جو شخص آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔ (185)''

''خوب جان لو! یقیناً دنیا کی زندگی ایک کھیل اور دل لگی اور زینت اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال اور اولاد کی زیادہ طلب ہی تو ہے۔ جیسے بارش کی مثال ہے کہ اُس کی پیداوار نے کسانوں کو خوش کر دیا۔ پھر وہ زرد ہو گئی۔ پھر تم اُس کو زرد دیکھتے ہو۔ پھر وہ بُھس بن جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی۔ اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔ (الحدید:20)

لوگ دنیا کے دھوکے میں ہیں۔

''اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا ہے۔ اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے۔ اور قرآن کے ذریعے ان کو نصیحت کرتے رہو کہ کہیں کوئی شخص اپنے اعمال کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے جو اس نے کیے۔ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے لیے کوئی ولی اور سفارشی نہ ہو اور اگر وہ ہر طرح کا معاوضہ بھی بدلے میں دے تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی لوگ ہیں جو گرفتار ہو گئے اُس کے بدلے میں جو انہوں نے کیا۔ ان کے لیے کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے ہوگا اور دردناک عذاب ہوگا۔ اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔ (الانعام:70)

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ (الاعراف:51)

''جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تفریح بنا لیا۔ اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا۔ پھر آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بُھلا دیا اور جیسا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کرتے رہے تھے۔ (51)''

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ (الجاثیہ:35)

''یہ اس لیے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق بنایا تھا۔ اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پھر آج نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے اور نہ اُن سے معذرت کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ (35)

لوگو! دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٚ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (لقمان:33)

''اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈر جاؤ۔ اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ وہ بڑا دھوکہ باز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دے۔''

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (فاطر:5)

’’اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ وہ بڑا دھوکہ باز تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق دھوکے میں ڈالے۔‘‘

دھوکہ کیسے دیا جاتا ہے؟

وعدوں سے دھوکہ دیا جاتا ہے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (الاسراء:64)

’’اور ان میں سے جن پر تمہارا بس چلے تو اپنی پکار سے ان کے قدم اُکھاڑ دو اور ان پر چڑھا لاؤ اپنے سوار اور اپنے پیادے اور اُن کے مال اور اُن کی اولاد میں اُن کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور اُن سے وعدے کرو۔ اور شیطان اُن کے ساتھ دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرتا۔‘‘

پرفریب باتوں سے دھوکہ دیا جاتا ہے۔

’’اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شیطان انسانوں اور شیطان جنوں کو دشمن بنا دیا ہے جو ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے پُرفریب باتیں القاء کرتے ہیں۔ اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے۔ پھر تم انہیں چھوڑ دو اور جو جھوٹ یہ باندھتے ہیں۔‘‘ (الانعام:112)

کیا وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ نکلیں گے اور دین کو دنیا کے ساتھ طلب کریں گے اور طلب دنیا کے لئے کمالات دینیہ حاصل کریں گے، اور لوگوں کو دکھانے کی خاطر دنبوں کی کھالیں پہنیں گے، نرمی میں ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں، اور ان کے دل بھیڑیوں سے زیادہ بدتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تم میرے ساتھ مغرور ہو یا مجھ پر جرأت کرتے ہو سو میں اپنی ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے ایسا فتنہ اٹھاؤں گا ان کا عقلمند بھی حیران رہ جائے گا کہ وہ کیا میرے ساتھ غرور کرتے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں۔ (ترمذی:2404)

5۔ ریاکاری

ریاکاری سے کیا مراد ہے؟

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۤءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرہ:264)

’’اے ایمان لانے والو، اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دُکھ دے کر اُس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دِکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر۔ اُس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی اُن کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ تعالیٰ کا دستور نہیں ہے۔‘‘ (سورۃ البقرہ:264)

ریاکاری کیسے کی جاتی ہے؟

’’اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روزِ آخرت پر۔ سچ یہ ہے کہ شیطان جس کا رفیق ہوا اسے بہت ہی بُری رفاقت میسر آئی۔ آخر ان لوگوں پر کیا آفت آجاتی اگر یہ اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا۔‘‘ (النساء:38,39)

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۤءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۤ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ (النساء:142,143)

’’یہ منافق اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اُٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ کفر و ایمان کے درمیان ڈانوا ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اُس

طرف۔ جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لیے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔'' (سورۃ النساء:142,143)

ریاکاری کب کی جاتی ہے؟

''جو لوگ بس اِسی دُنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا حل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (ہاں معلوم ہو گا کہ) جو کچھ انہوں نے دُنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔'' (سورۃ ھود:15,16)

ریاکاری کا انجام کیا ہے؟

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون:4-7)

''پھر ہلاکت ہے نماز پڑھنے والوں کے لیے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں بھی نہیں دیتے۔'' (سورۃ الماعون:4-7)

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ (الانفال:47)

''اور اُن لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرو جو اپنے گھروں سے اِتراتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے ہیں اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔'' (سورۃ الانفال:47)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا اس طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔ (البخاری 6499، مسلم:7477)

ہم سے سلیمان بن حرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے عمرو بن مرہ نے ان سے ابووائل نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ) نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے صرف وہی اللہ کے راستے میں لڑتا ہے۔ (بخاری:2810)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم بوجھ ڈھونے کا کام کیا کرتے تھے (تا کہ اس طرح جو مزدوری ملے وہ صدقہ کر دیا جائے) اسی زمانہ میں ایک شخص (عبدالرحمٰن بن عوف) آیا اور اس نے صدقہ کے طور پر کافی چیزیں پیش کیں اس پر لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ آدمی ریاکار ہے۔ پھر ایک اور شخص (ابوعقیل نامی) آیا اور اس نے صرف ایک صاع کا صدقہ کیا اس کے بارے میں لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک صاع صدقہ کی کیا حاجت ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو ان مومنوں پر عیب لگاتے ہیں جو صدقہ زیادہ دیتے ہیں اور ان پر بھی جو محنت سے کما کر لاتے ہیں (اور کم صدقہ کرتے ہیں۔ (التوبہ:89) (بخاری:1415)

حضرت عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہ میں نے ایک کانے شخص سے سنا جو کہ قبیلہ ثقیف میں سے تھا اس کے بھلائی کرنے کی وجہ سے اس کو لوگ معروف کہتے تھے خواہ اس کا نام (حقیقتاً معروف ہو یا نہ ہو) اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تو پھر مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا نام تھا۔ وہ شخص کہتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کا پہلے دن کا کھانا حق ہے اور دوسرے روز کا کھانا نیکی ہے اور تیسرے دن ریاکاری اور نام و نمود ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب کی پہلے دن دعوت کی گئی تو انہوں نے دعوت قبول کر لی دوسرے دن بھی دعوت قبول کر لی البتہ تیسرے دن دعوت قبول نہیں کی اور فرمایا (یہ لوگ) نام و نمود والے ہیں۔ (ابوداود[3745] واللفظ لہ، وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ[1915]، ورواہ ترمذی عن ابن مسعود مرفوعا، ورواہ احمد فی المسند عن زہیر ابن عثمان انظر: المسند 28/5)

حضرت مستورد بن شداد، سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بھائی کا عیب ذکر کر کے ایک نوالہ کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ سے اسی قدر نوالہ کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا

عیب ذکر کے ایک کپڑا پہنے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ سے اسی قدر کپڑا پہنائے گا اور جو شخص کسی شخص کو یا کسی کی وجہ سے ریا کاری اور تشہیر کے مقام پر پہنچائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت کے روز ایسے مقام پر کھڑا کرے گا کہ جہاں پر اس کی اچھی طرح سے شہرت ہو۔ (ابوداود [4881]۔ واحمد فی المسند [4/229])

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے جہاد کے بارے میں مطلع فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر اگر تم جنگ کرو اس حال میں کہ تم صبر کرنے والے اور ثواب سمجھنے والے ہو تو ثواب اور صبر کی فضیلت پر اٹھائے جاؤ گے اور اگر تم دکھلاوے اور دنیا کے لئے لڑو گے تو اللہ تعالیٰ تجھے ریا کاری اور طلب دنیا کی صفت پر اٹھائے گا۔ عبداللہ بن عمر تم جس حالت پر لڑو گے یا قتل کئے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اسی حالت پر اٹھائیں گے۔ (ابوداود [2519]، والحاکم [2/86,85])

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جبّ حزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جب حزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جہنم کا ایک نالہ ہے جس سے جہنم دن میں سو بار پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا یا رسول ﷺ! اس میں کون لوگ داخل کیے جائیں گے؟ فرمایا: وہ قاری جو اپنے عملوں میں ریا کرتے ہیں۔ اور بدترین قاری اللہ تعالیٰ کے آگے وہ ہیں جو امراء کی طرف آمدورفت رکھتے ہیں۔ محاربی نے کہا کہ ان امیروں سے مراد ظالم حکمران ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ [256] واللفظ لہ، والترمذی [2383] وقال ترمذی: حسن غریب)

حضرت محمود بن لبید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر شرکِ اصغر کا ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا ''شرکِ اصغر'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ریا کاری۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ریا کاروں سے فرمائے گا'' جب کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا کہ جنہیں دکھانے کے لیے تم دنیا میں اعمال کرتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ ان کے پاس اس کا کوئی بدلہ ہے۔ (احمد 24036)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جہاد دو قسم کا ہے ایک وہ جو رضائے الٰہی کے لیے کیا جائے اور اس میں امام کی اتباع کی جاتی ہے اور اس میں (راہ الٰہی میں) بہتر سے بہتر مال خرچ کیا جاتا ہے اور ساتھی کے ساتھ بھائی چارگی اور محبت کی جاتی ہے اور شر و فساد سے پرہیز کیا جاتا ہے تو ایسے

قسم کے جہاد میں سونا جاگنا تمام عبادت ہے اور جو جہاد اپنی بڑائی کے اظہار اور اپنا رتبہ دکھانے اور سنانے کے لیے ہو اور اپنے امیر کی ناراضگی اور زمین میں فساد و شر پھیلانا مقصود ہو تو ایسا آدمی کچھ بھی لے کر نہیں آئے گا۔ (ابوداود: 2515 واللفظ لہ والحاکم فی المستدرک: 2/85)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنِّی قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَنْ صَلّٰی یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ".

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔'' (احمد، المسند 4/126)

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگ دور ہو گئے تو ان سے اہلِ شام میں سے ناتل نامی آدمی نے کہا: اے شیخ! آپ ہمیں ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لیے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ تحقیق وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔ یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا پھر یہ حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور

تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے ہر راستہ میں، جس میں مال خرچ کرنا تجھے پسند ہو، تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ تحقیق وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم:4923)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی تو وہ اسے حاصل کرلے گا یا عورت کے لیے ہوئی یا اس سے نکاح کرنے کے لیے تو وہ اس سے نکاح کرلے گا پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف ہجرت کرنے کی اس نے نیت کی ہوگی۔ (البخاری الفتح:1؛ مسلم:1907 واللفظ لہ)(4927)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کرنے والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جو آدمی ایسا کام کرے کہ جس میں میرے علاوہ کوئی میرا شریک ہو تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم:7475)

6۔ عاجزی اور سستی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی اور سستی سے بچنے کے لیے دُعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَآءِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّءِ الْاَسْقَامِ

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، بزدلی، قرض، بخل اور انتہائی بڑھاپے سے، سختی اور غفلت سے، ذلت اور ناداری سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور کفر سے، نافرمانی، مخالفت اور

نفاق سے اور بری شہرت اور دکھاوے سے اور میں پناہ مانگتا ہوں بہرے پن سے اور گونگا ہونے سے اور پاگل پن، کوڑھ اور برص سے اور تمام بری بیماریوں سے۔'' (الحاکم، بیہقی، الجامع)

حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور بزدلی سے اور بہت بڑھاپے سے اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے۔'' (مسلم:6873)

جنت کے لیے عاجزی اور سستی کو چھوڑنا ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (الحدید:21)

''دوڑو اپنے ربّ کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت جیسی ہے۔ اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔'' (الحدید:21)

7۔ غفلت　　بھول جانا

غافل کون ہے؟

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (الاعراف:179)

''اور تحقیق ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے اکثر کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ اُن کے دل ہیں جن سے

وہ سمجھتے نہیں۔ اوران کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں۔ اوراُن کے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ۔ یہی لوگ غافل ہیں۔''

دنیا کی زندگی پر راضی ہونے والے غافل ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (یونس:7،8)

''یقیناً جولوگ ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے اوراس پر مطمئن ہیں اوروہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔(7) یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اُن اعمال کی وجہ سے جو وہ کماتے تھے۔''(8) وہ آخرت سے غافل ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الروم:7)

''وہ دنیا کی زندگی میں سے ظاہر جانتے ہیں۔ اوروہ آخرت سے غافل ہیں۔''(7)

بے وقت نماز پڑھنے والا غافل ہے۔

''حضرت علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں ظہر کہ نماز سے فارغ ہو کر بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے وہ گھر مسجد کے ایک کونے میں تھا تو جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟ تو ہم نے ان سے کہا کہ ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ کے آئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ عصر کی نماز پڑھ لو تو ہم کھڑے ہوئے تو ہم نے عصر کی نماز پڑھی جب ہم فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کہ یہ تو منافق کی نماز ہے کہ سورج کو بیٹھے دیکھتا رہتا ہے جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں ہوتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارنے لگ جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا مگر بہت تھوڑا۔'' (مسلم:1412)

کھانے پر اللہ کا نام نہ لینے والا غافل ہے۔

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام

لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آج تمہارے لیے اس گھر میں رات گزارنے کی کی جگہ نہ ملی اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات گزارنے کی جگہ اور شام کا کھانا مل گیا۔'' (صحیح مسلم:5262)

غافل نصیحت کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ (الانبیاء:1-4)

''قریب آ گیا لوگوں کے لیے اُن کا حساب اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔(1) اُن کے ربّ کی طرف سے جو نئی نصیحت اُن کے پاس آتی ہے وہ اُسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔(2) دل اُن کے غافل ہیں۔

اللہ کی یاد سے غافل خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (الکہف:28)

''اور تم ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کر لی اور جس کا معاملہ حد سے گزر رہا ہے۔''

غافل ایمان نہیں لاتے۔

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو نمکین رنگ کے ایک دنبے کی شکل میں لایا جائے گا ابو کریب کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اس دنبے کو جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اللہ فرمائے گا: اے جنت والو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ جنتی اپنی گردنیں اٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے جی ہاں یہ موت ہے پھر اللہ کی طرف سے حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دیا جائے (پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا) پھر اللہ فرمائے گا اے جنت والو! اب جنت میں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں ہے راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''اور ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں پڑے ہیں ایمان نہیں لاتے'' اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے دنیا کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔'' (صحیح مسلم:7181)

جمعہ کی نماز چھوٹ جانے سے دل غافل ہو جاتے ہیں۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ کو منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعہ (کی نماز) چھوٹنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (صحیح مسلم 2002)

اللہ کا ذکر نہ کرنے والے غافل کو شرمندگی ہوگی۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ :"مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْكُرُ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ .
(ابو داود:4856)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی جگہ بیٹھے اور وہ اس نشست میں ذکر الٰہی نہ کرے تو اس کو (قیامت کے دن) شرمندگی ہوگی اور اگر وہ کسی جگہ بیٹھے (آرام کرے) اور اس جگہ ذکر الٰہی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو شرمندگی ہوگی۔''

رسول اللہ ﷺ کی وصیت۔

غافل نہ ہو جاؤ۔

''یسیرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ لازم پکڑو تم تسبیح اور تہلیل اور تقدیس کو اور گنو انگلیوں کے پوروں پر اس لیے کہ ان سے سوال کیا جائے گا اور حکم ہوگا ان کو بولنے کا یعنی قیامت کے دن اور غافل نہ ہو کہ بھول جاؤ گے تم رحمت کو یعنی اسباب رحمت کو۔'' (صحیح ترمذی:3583)

8۔غصہ

پہلوان وہ ہے جو غصے پر قابو پالے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِی یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. (بخاری:6114)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ

سے عرض کیا کہ مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر۔ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر۔''

غصہ آئے تو کیا کریں؟

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا۔ ہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ ''**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**'' کہہ لے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا کہ سنتے نہیں حضور ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں۔ (بخاری:6115)

عروہ بن محمد کو غصہ چڑھا تو آپ وضو کرنے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: میں نے اپنے استادوں سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے۔ اور آگ بجھانے والی چیز پانی ہے۔ پھر تم غصے کے وقت وضو کرنے بیٹھ جاؤ۔'' (مسند احمد)

غصے کا درست موقع

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا (اور یوں معلوم ہوتا) گویا کہ آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے کہ قیامت کو اور مجھے اس طرح بھیجا گیا جس طرح یہ دو انگلیاں اور شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر فرماتے: امابعد کہ بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت رسول ﷺ کی سیرت ہے اور سارے کاموں میں بدترین کام نئے نئے طریقے ہیں (یعنی دین کے نام سے نئے طریقے جاری کرنا) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مسلم:2005)

9۔بخل

بخیلی کہاں ہوتی ہے؟

بخل تو نفسوں میں موجود رہتا ہے۔

''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے زیادتی یا بے رُخی کا خطرہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر شوہر اور بیوی آپس میں کسی سمجھوتے کے تحت صُلح کر لیں۔ اور صُلح بہر حال بہتر ہے کیونکہ بخل تو نفسوں میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر تم احسان کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔'' (النساء:128)

بخل سے بچنے والے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَٱحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُواْ وَتَصْفَحُواْ وَتَغْفِرُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ وَٱسْمَعُواْ وَأَطِيعُواْ وَأَنفِقُواْ خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ (التغابن:16-14)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ پھر اُن سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (14) یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تو بس آزمائش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (15) پھر جتنی تمہاری استطاعت ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو لوگ دل کی تنگی سے بچا لیے گئے تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُواْ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ (الحشر:9)

''اور جو لوگ ایمان لا کر دارِ ہجرت میں پہلے ہی سے مقیم تھے، وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اُن کے پاس آئے ہیں۔ اور جو کچھ بھی مہاجرین کو دیا جائے وہ اُس بارے میں اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اور وہ اُن کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُن کو سخت ضرورت ہو۔ اور جن لوگوں کو اُن کے

دل کے بخل سے بچا لیا گیا، پھر یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (9)''

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب (خود ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ازواجِ مطہرات کے یہاں بھیجا (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں)۔ ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ بولے: میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ** اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ رضی اللہ عنہم کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا، سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (الحشر:9) (بخاری:3798)

بخیلی میں خرچ کیا جانے والا صدقہ افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون سا صدقہ اجر کے حساب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اس وقت صدقہ کرنا جب کہ تو صحیح (تندرست و توانا) ہو، مال کی حرص دل میں ہو (خرچ کرنے سے) تجھے فقر کا اندیشہ (اور اپنے پاس جمع رکھنے سے) تونگری کی امید ہو اور تو صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کر یہاں تک کہ جب روح گلے تک

پہنچ جائے تو تو کہے: فلاں کے لیے اتنا، فلاں کے لیے اتنا جبکہ وہ فلاں (وارث) کا ہو چکا۔'' (بخاری:1419)

قیامت کے قریب بخیلی دلوں میں سما جائے گی۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور دین کا علم دنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا ہرج کیا ہے؟ فرمایا قتل خون ریزی۔'' (بخاری:6037)

بخل سے بچو۔

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انھوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کیا۔'' (مسلم:6576)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا: ''بچو تم بخیلی سے، تمہارے پہلے لوگ اسی بخل کی وجہ سے تباہ ہوگئے، حرص نے ان کو بخیل کر دیا اور ناتا توڑنے کو کہا تو انہوں نے ناتا توڑ دیا، فسق فجور کا حکم کیا تو انہوں نے فسق اور فجور کیا۔'' (سنن ابوداؤد:1698)

10۔اسراف　　مال لٹانا

اِسراف کی حیثیت

اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

''اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے باغات پیدا کیے جو چھجوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے اور کھجوریں اور کھیت کہ اس کے کھانے کی چیزیں مختلف ہوتی ہیں اور زیتون اور انار باہم ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ کھاؤ ان کے پھلوں میں سے جب وہ پھل دیں اور اس کے کاٹنے کے دن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو۔ اور اسراف نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (الانعام:141)

مال کو ضائع کرنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے ماؤں کی نافرمانی اور زندہ درگور کرنا اور باوجود قدرت دوسرے کا حق ادا نہ کرنے اور بغیر حق سوال کرنے کو حرام کیا ہے اور تین باتوں کو تمہارے لئے پسند کیا ہے: فضول گفتگو، سوال کی کثرت اور مال کو ضائع کرنا۔'' (صحیح مسلم:4483)

اسراف کفر کی نشانی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (یعنی بہت زیادہ کھاتا ہے۔)۔ (ابن ماجہ:3356)

اسراف نہ کرنا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الاعراف:31)

''اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔ اور کھاؤ اور پیو اور اِسراف نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(31)''

کھانے میں اسراف سے بچو۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''انسان نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا۔ انسان کو اتنے لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی (پیٹھ کو سیدھا) رکھ سکیں، اگر اس سے زیادہ ضرورت مطلوب ہو تو (پیٹ کے تین حصے کرے) ایک حصہ کھانے کے لیے، ایک حصہ پینے کے لیے اور ایک حصہ سانس لینے کے لیے ہے۔'' (جامع ترمذی:2380)

اسراف اور غرور سے بچو۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ،عَنْ اَبِيْهِ ،عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِى غَيْرِ اِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ.)) (سنن نسائی:2563)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کھاؤ اور صدقہ دو اور کپڑا پہنو لیکن اسراف (یعنی بے فائدہ خرچ کرنا) اور غرور سے بچو۔''

11۔ کینہ

کینہ کیا ہے؟

کینہ دل کی برائی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (البقرۃ204,205)

''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو اچھی لگتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔(204) اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کھیتوں اور نسلوں کو برباد کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔(205)''

کینہ دل کا نفاق ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ (التوبۃ:64)

''منافق ڈرتے ہیں کہ کہیں اُن پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو اُن کو اُس چیز کی خبر دے جو اُن کے دلوں میں ہے۔ کہہ دو کہ تم مذاق اُڑا لو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اُس چیز کو نکالنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔''

کینہ دل کا کھوٹ ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ (محمد:29)

''کیا اُن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کا کھوٹ باہر نہیں نکالے گا؟(29)''

کینے سے کیسے بچیں؟

دل کو صاف رکھنا ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص میرے پاس دوسرے صحابی کی طرف بطور (شکایت) کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں چاہتا ہوں (میں) تم لوگوں کے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔'' (ابوداؤد:4860)

دل کو شبہات بچانا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا گیا، وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام)۔ پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بھی بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے، وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے)۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس زمین پر حرام چیزیں ہیں، (پس ان سے بچو اور) سن لو! بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن درست ہوگا اور جہاں وہ بگڑا، سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو! وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔'' (بخاری:52)

کینے سے بچنے کی دعائیں

سلامت دل چاہئے۔

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (الشعراء:87,89)

''اور مجھے اُس دن رُسوا نہ کرنا جب لوگ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے۔(87) جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔(88) مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلبِ سلیم کے ساتھ آئے۔(89)

ابراہیم علیہ السلام کا دل سلامت تھا۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَاۗءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (الصافات:84-82)

’’پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔(82)اور یقیناً اُسی کے گروہ میں سے ابراہیم تھا۔(83)جب وہ اپنے ربّ کے پاس قلبِ سلیم لے کر آیا۔(84)‘‘

یااللہ! میرے دل کا حسد نکال دیجئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو يَقُولُ: "رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي".
(ترمذی:3551)

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے رب اعنی سے آخر تک یعنی یااللہ مدد کر میری اور نہ مدد کر کسی اور کی میرے اوپر اور تائید کر میری اور نہ تائید کر میرے اوپر کسی کی اور مکر کر میرے لئے اور نہ مکر کر کسی کے لیے میرے نقصان اور ضرر کے واسطے اور ہدایت کر مجھ کو اور آسان کر میرے لیے ہدایت اور مدد کر میری اس شخص کے اوپر جو مجھ پر زیادتی کرے اور اے رب میرے کر دے تو مجھے اپنا ہی شکر کرنے والا اور تجھ سے ڈرنے والا اور تیری ہی اطاعت کرنے والا اور تجھی سے ڈرنے والا اور تیری ہی اطاعت کرنے اور تیرے ہی سے اپنا درد واندوہ بیان کرنے والا اور تیری ہی طرف رجوع کرنے والا' اے ربّ قبول کر توبہ میری اور دھو دے گناہ میرا اور قبول کر دعا میری اور ثابت کر دے حجت میری اور سیدھا کر دے میری زبان کو اور ہدایت کر میرے دل کو اور نکال دے حسد میرے سینے کا۔‘‘

کینے کا انجام

دل میں کینہ رکھنے والے کی مغفرت نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، سوائے اس آدمی کے جو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی

طرف دیکھتے رہو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔‘‘ (مسلم:6544)

12۔حرص، طمع ولالچ

جو حرص مطلوب ہے

نیک لوگوں میں شامل ہونے کی حرص

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ (المائدۃ:84.83)

اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہوتی ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حق میں سے پہچان لیا ہے۔ وہ پکار اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے ہیں۔ پھر ہمارا نام گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔(83)اور آخر ہمیں کیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے؟ جب کہ ہم یہ حرص رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں نیک لوگوں کی جماعت میں شامل کر لے۔(84)

بدلے کے دن خطاؤں کی معافی کی حرص

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ (الشعراء:82)

اور جس سے میں طمع رکھتا ہوں کہ بدلے کے دن وہ میری خطا معاف کر دے گا۔‘‘

اللہ سے طمع ہے کہ وہ معاف کر دے۔

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ (الشعراء:51.46)

’’یقیناً ہم طمع رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے بنیں۔‘‘(51)

اللہ کو خوف اور طمع سے پکارو۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الاعراف:56،55)

''اپنے ربّ کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے۔ یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (55) اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ اور اُسی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے قریب ہے۔(56)''

وہ اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (السجدہ:16)

''اُن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے ربّ کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں۔ اور اُس میں جو ہم نے انہیں رزق دیا وہ خرچ کرتے ہیں۔(16)''

جو حرص برباد کر دیتی ہے

دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الدُّنْيَا، وَطُوْلِ الْعَمَلِ''. (بخاری:6420)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔''

مال اور عمر کی حرص

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ. (مسلم:2412)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اور اس میں دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال اور عمر پر حرص۔''

مال اور عزت کی حرص

عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ فَأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ''. (جامع ترمذی:2376)

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا دین کو مال اور عزت کی حرص برباد کرتی ہے۔''

انسان کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ. (بخاری:6436)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہوگا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو (دل سے) سچی توبہ کرتا ہے۔''

حرص سے مال میں برکت پیدا نہیں ہوتی۔

''حکیم بن حزام نے'' کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ تو آنحضرت ﷺ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر میں نے مانگا اور آنحضرت ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال۔ اور بعض اوقات سفیان نے یوں بیان کہ (حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اسکے مال میں برکت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' (صحیح بخاری:6441)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

جو نہ ملے اس کی پرواہ نہ کرو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجیے۔لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہوا ہو اور نہ تم نے اسے مانگا ہو تو اسے قبول کرلیا کرو۔اور جو نہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کرو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔(بخاری:1473)

طمع سے بچنے کی دُعا

اللہ کی پناہ اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَم رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَهَا .(مسلم:6906)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، قرض اور بخل سے اور انتہائی بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔اے اللہ! میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک کردے، تو ہی اس کا بہترین پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔''

13۔عیب تلاش کرنا

دوسروں کے عیب تلاش کرنا ایمان کے بعد گناہ میں نام پیدا کرنا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ

عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (الحجرات:11)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! لوگ ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑائیں۔ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ایک دوسرے کا مذاق اُڑائیں۔ہوسکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو۔ایمان کے بعد گناہ میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔''

دوسروں کے عیب تلاش کرنے کا نقصان کیا ہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اگر تو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑ گیا تو تو انہیں بگاڑ دے گا'' یا ''قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔'' تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اللہ نے انہیں اس سے بہت فائدہ دیا۔(ابوداؤد:4888)

وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ ۝ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗۙ ۝ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ (الھمزۃ:1،3)

ہلاکت ہے ہر طعنہ دینے والے، عیب نکالنے والے کے لیے۔(1) جس نے مال جمع کیا اور اُسے گن گن کر رکھا۔(2) وہ سمجھتا ہے کہ یقیناً اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہے گا۔(3)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا چڑھے رسول اللہ ﷺ منبر پر اور پکارا آواز بلند سے اور فرمایا: اے گروہ ان لوگوں کے جو اسلام لائے ہو اپنی زبان سے اور نہیں پہنچا ایمان اُن کے دل تک! مت ایذا دو مسلمانوں کو اور مت عار دلاؤ اُن کو اور مت ڈھونڈو عیب ان کے۔اس لئے کہ جو اپنے بھائی مسلمان بھائی کا عیب ڈھونڈے گا اللہ تعالیٰ عیب اس کے ڈھونڈے گا اور جس کے عیب اللہ ڈھونڈے گا ذلیل کردے گا اس کو اگرچہ وہ اپنے مکان میں ہو۔کہا راوی نے اور نظر کی ابن عمر نے ایک دن طرف بیت اللہ کے یا کہ طرف کعبہ اور کہا بڑی ہے شان اور کیا بڑی ہے عزت تیری اور مؤمن تجھ سے اللہ کے نزدیک بڑھ کر ہے بزرگی میں۔(ترمذی:2032)

14۔غیبت،چغلی اور بہتان

غیبت اور بہتان کیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب اس میں ہے جو ہم کہتے ہیں؟ فرمایا: اگر وہ اس میں ہے جو تم کہتے ہو تبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔
(مسلم:6593)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات:12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت گمان کرنے سے بچو۔ یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پھر تم خود اُس کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا: آپ ﷺ کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں یہی کافی ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے۔ مسدد کے علاوہ دوسرے نے وضاحت کی کہ اس سے ان کی مراد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پستہ قد ہونا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا: ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا، خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔
(ابوداؤد:4875)

غیبت کرنے والے کا انجام کیا ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس سے گزرے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب مل رہا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑی بات پر عذاب نہیں کیا جا رہا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (بات یہ ہے کہ) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا، تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ ﷺ نے کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں، ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔'' (بخاری:216)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔ (ابوداؤد:4878)

15۔مذاق اُڑانا

اللہ تعالیٰ نے کن کا مذاق اڑایا ہے

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (التوبہ:79)

''جو لوگ دل کھول کر صدقات دینے والے مومنوں پر ان کے صدقات کے بارے میں نکتہ چینی کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو اپنی مشقت کے سوا کچھ نہیں پاتے۔ پھر وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مذاق اڑایا ہے۔ اور ان کے لیے دردناک سزا ہے۔''(79)

اللہ تعالیٰ سے ہنسی مذاق اور دل لگی کیسے کی جاتی ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ (التوبہ:66,65)

اور اگر تم اُن سے پوچھو تو یہ ضرور کہیں گے کہ یقیناً ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کر رہے تھے؟ (65) بہانے مت بناؤ! تحقیق تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا ہے۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیں تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم ہیں۔ (66)

بیجا مذاق کرنا جہالت کی نشانی ہے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ (البقرہ:67)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو''۔ انہوں نے کہا: ''کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو''؟ موسیٰ نے کہا: ''میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں''۔ (67)

16۔ ترش مزاجی

گالی گلوچ (بدکلامی) نفاق کی علامت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چاروں خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں منافق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی ہے جب تک اس کو چھوڑ نہ دے: (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (2) جب عہد کرے تو توڑ ڈالے۔ (3) جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے۔ (4) اور جب جھگڑا کرے تو آپے سے باہر ہو جائے (گالی گلوچ کرے)۔ سفیان کی حدیث میں

یوں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی اس میں نفاق کی علامت ہو گی۔ (مسلم 210)

بدگو (ترش مزاج) کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن رکھتا ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں خلق حسن سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بے حیا، بدگو کو دشمن رکھتا ہے۔ (ترمذی 2002)

رسول اللہ ﷺ کا مزاج کیسا تھا

مسروق نے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ بدگو نہ تھے اور نہ آپ ﷺ بدزبان تھے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' (بخاری 6029)

اللہ تعالیٰ کو کیسا مزاج پسند ہے

جناب سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور انہیں اذیت دی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس نے پھر دوسری بار اذیت دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بدلے میں کچھ کہا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے بدلہ لیا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کے کہے پر جھٹلا رہا تھا۔ جب تم نے اس سے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا۔ اور جب شیطان آ گیا تو میں نہیں بیٹھ سکتا۔ (ابوداؤد:4896)

ترش مزاجی کا انجام

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ترش رو، بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہو گا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔'' (ابوداود:4801)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر آپ نے خود ہی جواب دیا) ہر کمزور، جو کمزور سمجھا جاتا ہے، اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ (پھر جواب دیا) ہر تندخو سرکش، بخیل (یا اترا کر چلنے والا) اور متکبر شخص۔ (صحیح بخاری:6071)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)۔ (مسلم:6591)

17۔ راز افشا کرنا

راز بھی امانت ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر سے چوکنا ہو رہا ہو (کہ کہیں کوئی سنتا تو نہیں) تو یہ بات امانت ہے۔ (ابوداؤد:4868)

راز افشا کرنے والے کا انجام کیا ہے

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ بُرا لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ شخص ہے جو اپنی عورت کے پاس جائے اور عورت اس کے پاس آئے (یعنی صحبت کریں) اور پھر اس کا بھید ظاہر کر دے۔ (مسلم:3542)

حقوق و فرائض

اسلام کا نظامِ حقوق

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کا نظام ایسا بنایا ہے جس میں انسان رشتوں اور تعلقات میں بندھا ہوا ہے۔ اس اعتبار سے ہر انسان کے دوسرے انسان پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں اور حق سے مراد ایسی ذمہ داری ہے جس کو خود سے ادا کرنا ہوتا ہے۔ جہاں انسان کا تعلق ہوتا ہے ذمہ داری بھی اسی کے متعلق ہوتی ہے۔ مثلاً انسان کا اپنے ربّ سے تعلق ہے، اپنے نبی ﷺ سے، کتاب اللہ سے تعلق ہے تو ان کے حقوق اس پر واجب ہیں یعنی ان کی ذمہ داریاں اسے ادا کرنی ہیں۔ ایسے ہی انسان کا تعلق اپنے خاندان سے ہے تو والدین، اولاد، بہن بھائیوں، زوجین اور رشتہ داروں کی کچھ ذمہ داریاں یا حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان جس جگہ رہتا ہے وہاں کے لوگوں کی کچھ ذمہ داریاں ادا کرنی ہوتی ہیں مثلاً ہمسائے وغیرہ، معاشرے کے محروم طبقات، یتیم، مسکین، معذور افراد کے حقوق ہیں۔ حقوق کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انسان پر حیوانات اور نباتات تک کے حقوق واجب ہیں۔ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (البقرہ:29)

''وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔''

انسان کے لئے سب چیزیں پیدا ہوئیں تو اس کا فرض ہے کہ ان سے وہی کام لے جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی کا سچا شعور نصیب فرمائے اور ہمیں سب کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1۔ اہلِ علم کے حقوق

ربُّ العزت فرماتے ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

(الزمر:9)

”(اے نبی ﷺ!) ان سے پوچھو: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں“۔

”علم“ روشنی ہے اور ”جہالت“ اندھیرا۔ جب روشنی آئے تو اندھیرا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو علم کی روشنی سے منور کیا۔ علم کی بنیاد پر آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت عطاء کی اور انسانیت کے نام آخری پیغام کا آغاز ”اِقْرَاْ“ سے کیا۔ یہ علم ہی ہے جس کی بنیاد پر درجات کی بلندی ملتی ہے۔ فرمایا:

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (المجادلہ :11)

”جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطاء کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو بلند درجات عطاء فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اُس کی خبر ہے“۔

اہلِ علم کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ ان سے نرم لہجے میں بات کرنی چاہیے۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ (لقمان:19)

”اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو۔ اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ یقیناً سب سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔“

2۔ ان کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کسی جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز کے بعد جب سواری پر سوار ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رکاب تھام لی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے رسولِ خدا ﷺ کے چچازاد بھائی! رکاب چھوڑ دیجیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمیں حکم دیا گیا کہ عالموں اور بڑوں کی تعظیم اس طرح کریں۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ چوم لیا اور فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا کہ رسولِ خدا ﷺ کے گھر والوں کا احترام اس طرح کریں۔ (طبرانی، حاکم، بیہقی)

3۔ اہلِ علم کی صحبت اختیار کرنے میں حریص ہونا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید وفروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جی بھر کر رہتا اور ان مجلسوں میں حاضر رہتا جن میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ باتیں محفوظ رکھتا جو دوسرے لوگ محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔ (بخاری118)

4۔ اہلِ علم سے ملاقات اور ان سے علم کے حصول کے لیے سفر کرنا چاہیے۔

i۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: **باب خروج فی طلب العلم** ”علم کی تلاش میں نکلنے کے بارے میں“۔

ii۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث کی خاطر عبداللہ بن انیس کے پاس جانے کے لیے ایک ماہ کی مسافت طے کی۔ (بخاری تعلیقاً قبل الحدیث78)

2۔ والدین کے حقوق

انسانوں میں سے والدین انسان پر سب سے زیادہ احسانات کرتے ہیں۔ والدین پیدائش کا سبب بنتے ہیں، ماں دُکھ پر دُکھ اُٹھا کر 9 ماہ تک بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے۔ اس کی پیدائش کے لئے جان پر کھیل جاتی ہے۔ دو سال اس کو دودھ پلاتی ہے۔ باپ حفاظت اور کفالت کرنے کے لئے محنت کرتا ہے۔ دونوں جو دیکھ بھال اور خدمت کرتے ہیں اُن کے بارے میں رب نے اپنی عبادت کے بعد یہ حکم دیا ہے کہ والدین کے ساتھ حُسن سلوک کریں۔ والدین کا حق انسانوں کے حقوق میں سے عظیم ہے۔ ایک مسلمان والدین کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ حقوق واجب ہیں۔ کچھ ان کی زندگی میں اور کچھ موت کے بعد بھی۔ اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ ہم ان کے حقوق کو تفصیل سے دیکھیں۔ والدین کے حقوق کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ والدین کی زندگی میں ان کے حقوق   2۔ والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق

1۔ والدین کی زندگی میں ان کے حقوق

ان کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1: والدین سے حسنِ سلوک کرنا (ادب واحترام کرنا)   2: والدین کی اطاعت کرنا

1: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا

1۔ والدین کے ساتھ حُسن سلوک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (البقرۃ:83، النساء:36، الانعام:157، لقمان:14)

2۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد والدین کا حق بڑا ہے۔ (البقرۃ:83)

3۔ حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ماں ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ تمہاری ماں نے کمزوریوں میں تمہیں اُٹھایا ہے دوسال دودھ پلایا اس لئے ان کے شکرگزار بن کر رہو۔
(لقمان:14، بنی اسرائیل 24-22)

والدین کے ساتھ حُسن سلوک کے لئے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

1۔ والدین سے حسنِ سلوک اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ (بخاری:527، مسلم 252)

2۔ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کو باپ کے ساتھ حسنِ سلوک پر ترجیح دینی چاہیے۔ (بخاری 5971، مسلم 6500)

3۔ والد کی رضا میں ربّ کی رضا ہے۔ (صحیح الترغیب 292، ترمذی 1899)

4۔ والد جنت کا دروازہ ہے۔ (صحیح ابن ماجہ 3663، ترمذی 1900)

5۔ والدین سے حسنِ سلوک گناہوں کا کفارہ ہے۔ (صحیح الترغیب 2504، ترمذی 1904)

6۔ اولاد کے لئے والدین کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی 1905، ابوداؤد 1536)

7۔ والدین سے حسنِ سلوک عمر اور رزق میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ (صحیح الترغیب 2488، مسند احمد 3/266، ترمذی 2139)

8۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ (مسلم 259، بخاری 6273)

حُسنِ سلوک کے عملی پہلو

a۔ شکرگزاری:

والدین کی شکرگزاری سے مراد ان کے احسانات کی معرفت، دل پر ان کے احسانات کا اثر، زبان پر ان کے احسانات کا اظہار اور اعضاء سے ان کی خدمت، اطاعت، ضروریات کا خیال رکھنے کے لئے عملی کوشش ہے۔

i۔ دل سے شکرگزاری: اس کے لئے احسان شناسی ضروری ہے۔ ماں نے اسے تکلیف کاٹ کر پیٹ میں رکھا اور اس کی پیدائش کے لئے تکلیف برداشت کی۔ بچے کی ضروریات کو پورا کرنے میں ماں اور باپ کا کردار بے مثال ہے۔ باپ کا وقت، محنت اور صلاحیت روزی کمانے کے لئے لگی۔ تمہارے ماں باپ تمہاری نگہداشت کرتے رہے اور آج

تم جوان ہو گئے ہو تو تمہیں تمہارا ربّ کہتا ہے کہ ''میرا شکرادا کرو اور اپنے والدین کا بھی''۔ والدین کے دل میں یہ محبت فطری تھی لیکن بچوں کے دل میں یہ محبت شعوری طور پر آتی ہے۔ جب وہ والدین کے احسان شناس بنتے ہیں پھر ان کے دل شکرگزاری سے بھر جاتے ہیں۔ والدین کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ بچوں کو ربّ کے انعامات اور والدین کی خدمات کا شعور دلائیں۔

ii۔ زبان سے شکرگزاری: انسان کی زبان وہی اظہار کرتی ہے جو دل میں ہوتا ہے۔ جب دل شکرگزاری کے احساسات سے بھرا ہوا ہو تو زبان کے لئے اظہار کرنا مشکل نہیں رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے انسان کو دعائیں سکھائی ہیں۔ اچھی اور نرم بات چیت کا حکم دیا ہے۔

iii۔ اعضاء سے شکرگزاری: اس میں اطاعت کے تمام کام آجاتے ہیں۔ شکرگزاری کی وجہ سے دل میں محبت بڑھتی ہے اور اسی محبت کی وجہ سے انسان خدمت اور اطاعت کرتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔

b۔ خدمت کرنا

i۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو گئی جس نے اپنے والدین دونوں یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اور خدمت کر کے جنت میں نہ گیا۔ (مسلم 6511)

ii۔ ماں باپ کی خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے۔ (بخاری 2215، مسلم 6949، مسند احمد 5989)

c۔ خوش رکھنا

i۔ والد کی رضا میں ربّ کی رضا ہے۔ (ترمذی 1899، ابن حبان 430)

ii۔ بیٹے پر باپ کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی 1905)

والدین کو خوش کرنے کے لئے وقت دینا، عملی طور پر care کرنا ضروری ہے۔ والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں کا خیال رکھنے سے والدین خوش ہوتے ہیں۔ نرم کلام سے، اطاعت کرنے سے والدین خوش ہوتے ہیں۔ خدمت، عزت واحترام، جذباتی نگہداشت کرنے، ڈانٹ ڈپٹ خوشی سے برداشت کرنے، ماضی یاد دلانے سے والدین خوش ہوتے ہیں۔ ان کاموں کے ساتھ ساتھ کچھ ناخوش گوار چیزوں سے اجتناب کرنے سے والدین خوش ہوتے ہیں۔ مثلاً

i۔ شکوہ شکایت نہ کرنے سے۔ **ii**۔ مطالبات نہ کرنے سے۔ **iii**۔ بدگمان نہ ہونے سے۔

d۔ **مال خرچ کرنا**

والدین کے ساتھ صرف خوش گپیوں کا حُسن سلوک کافی نہیں بلکہ مال خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ والدین کے معاملے میں بخل کرے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کیا۔ (لقمان 15، ابوداؤد 3529، 3528، نسائی 4449، ترمذی 1358، السلسلۃ الصحیحۃ 2564) والدین کمانے کے قابل نہ ہوں تو ان کے اخراجات کا انتظام کرنا اولاد کی ذمہ داری ہے۔

e۔ **والدین کے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک**

جن رشتہ داروں، دوست احباب سے والدین محبت رکھتے ہوں ان سے حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔ان کا احترام کرنا، ان کی عزت کرنا اوران سے رشتے کو جوڑنے کی کوشش کرنا دراصل والدین سے حسنِ سلوک میں ہی آجاتا ہے۔

f۔ **عاجزی سے پیش آنا**

والدین سے عاجزی سے پیش آنا چاہئے۔ (بنی اسرائیل:24) ماں باپ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے کے لئے درج ذیل امور کا خیال رکھیں:

i۔ اُن کے سامنے اکڑ کر نہ بیٹھیں۔
ii۔ اُن پر احسان نہ جتلائیں۔
iii۔ اُن کے سامنے جو دل میں آئے ریمارکس نہ دیں۔
iv۔ منہ پھیر کر بات نہ کریں۔
v۔ موڈ آف نہ کریں۔
vi۔ تیوری نہ چڑھائیں۔
vii۔ ان کی غلطیوں اور کمزوریوں پر انہیں شرمندہ نہ کریں۔
viii۔ ان پر تنقید نہ کریں۔
ix۔ ان کے سامنے کندھے نہ اچکائیں۔
x۔ اُن پر اپنی مرضی مسلط نہ کریں۔
xi۔ اُن کو بات بات پر نہ سمجھائیں۔

g۔ **والدین کی ضروریات کا خیال رکھنا**

خیال وہی رکھ سکتا ہے جو جانتا ہو کہ ضروریات کیا ہیں اور جانتا وہی ہے جس کو دلچسپی ہوتی ہے۔ان کی ضروریات پر نظر رکھیں جیسے اپنی ضروریات پر نظر رکھتے ہیں۔

h۔ **وقت دینا**

بوڑھے والدین کو اس اولاد کا وقت چاہئے جنہیں انہوں نے اپنا پورا وقت دے رکھا تھا۔اولاد وقت دینے کے معاملے میں بخیل ہو جاتی ہے۔وقت دینے کے لئے ضروری ہے کہ والدین کو ان کی خوشیوں، مسائل، ضروریات، مشکلات کو سننے کے لئے وقت دیا جائے۔انہیں خوش کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔

i۔ **جذباتی نگہداشت کرنا**

والدین اگرچہ قوت کی کمی کی وجہ سے بھی نڈھال ہوتے ہیں لیکن بچوں کی بے توجہی انہیں صحیح معنوں میں نڈھال کر دیتی ہے۔جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو والدین اس کی جذباتی care کرتے ہیں۔بچے کو کسی کا کچھ کہا یا کیا بُرا نہ لگے، بچے کو ٹھنڈ نہ لگے، گرمی نہ لگے، پریشانی نہ ہو، وہ تنہائی محسوس نہ کرے، بچے کو وہ کھلائیں جو اسے پسند ہو، وہ پہنائیں جو اسے پسند ہو، ویسے ہی رکھیں جیسے وہ خوش رہے۔اولاد کو بھی چاہئے جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو وہ بھی ان کا خیال رکھیں اور بات بڑھاپے کی نہیں رشتے کی ہے۔اس لئے اس care سے رشتہ بچا کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں۔

j۔ **محبت کا اظہار**

انسان جب بچہ ہوتا ہے تو والدین کو اس سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے شرمندگی محسوس نہیں ہوتی لیکن جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو انہیں محبت کا اظہار کرنے یا دو بول کہنے میں شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔انسان اپنی زندگی میں اپنی کیفیات کا اظہار کسی سے تو کرتا ہے۔آخر والدین ہی کیوں محروم رہیں! ہر محبت اظہار مانگتی ہے اور والدین کا حق فوقیت رکھتا ہے اس لئے محبت کا اظہار ضرور کریں۔

k۔ **دُعا کرنا**

والدین کے لئے اُن کی زندگی میں بھی دُعاؤں کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے جیسے ربّ العزت نے دُعائیں سکھائی ہیں:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل:24)

اور کہو کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح اُن دونوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراهیم:41)

اے ہمارے ربّ! مجھے اور میرے والدین کو اور ایمان والوں کو اس دن معاف کر دینا جب حساب

قائم ہوگا۔''

ا۔والدین کا ادب واحترام کرنا

والدین کے حقوق میں سے یہ بڑا حق ہے کہ ان کا ادب واحترام کیا جائے۔ان کے آگے جھک کر رہا جائے۔(بنی اسرائیل22-24، بخاری5978،مسلم6510)

i۔اُن کے سامنے اُف تک نہیں کہنا،اُکتاہٹ کا اظہار نہیں کرنا۔انسان جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو ایک بات کو بار بار دُہراتا ہے، عام طور پر چھوٹی باتوں پر جلد پریشان ہوجاتا ہے۔اس سے جوانوں یا بچوں کے دل میں اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ربّ العزت نے دل کے اندر سے ہونے والی اُکساہٹ کو روک دیا۔ایسے میں بچوں کو برداشت کرنا ہے۔معاملے کی نوعیت کو سمجھنا ہے کہ اُن کی طرف سے جو بھی ہو میری زبان بندی ہے۔مجھے رُکنا ہے۔مجھے اظہارِ بیزاری نہیں کرنا کہ یہ محبت کا،حسنِ سلوک کا مقام ہے۔

ii۔والدین کو ڈانٹنا نہیں ہے۔انسان اُکتاہٹ اور بےزاری میں مبتلا ہوکر جھنجھلاہٹ کا اظہار کرتا ہے۔ربّ تعالیٰ نے روکا ہے کہ یہ مقام ادب ومحبت واحترام ہے۔کتنی کم ظرفی ہے،جس نے تمہارے وجود اور پرورش کے لئے دُکھ اور مشقتیں اُٹھائیں۔اپنا وجود اور جوانی گلا دی۔اب جب تم قوت والے ہوگئے ہو تو یہ مقام قوت کے اظہار کا نہیں ہے۔

iii۔والدین کے ساتھ نرمی سے اچھی بات کریں۔یہ نرمی لہجے میں بھی ہوگی، چہرے کے تأثرات میں بھی،آنکھوں سے بھی جھلکے گی اور لمس میں بھی جو بوڑھے والدین کا دل خوش کردے گی۔نرمی اور پھر اچھی بات۔وقت اور حالات کے مطابق جو بھی بات ہو نرمی سے گُندھی ہوئی ہو۔

iv۔محبت سے والدین کے لئے جھک جائیں کہ یہ مقامِ عزت ہے۔وہ جو دل میں اُکتاہٹ تھی ربّ کریم نے جھکاؤ تک پہنچادی۔اس جھکاؤ میں تکلف نہیں محبت ہے۔والدین کا یہ تعلق ربّ کریم نے سکھایا ہے۔اُکتاہٹ اور بےزاری سے نرمی اور جھکاؤ تک۔اسی کیفیت کے ساتھ حقیقی احترام ممکن ہے۔

احترام کے لئے عملی پہلو

i۔والدین کے سامنے یا ان کی موجودگی میں اپنی آواز بلند نہیں کرنی۔

ii۔والدین کے آگے نہ چلنا۔ **iii**۔ہر معاملے میں تواضع اختیار کرنا۔

iv۔اُن کے لئے بستر درست کرکے بچھانا۔ **v**۔اُن کو احترام سے اُٹھانا اور بٹھانا۔

vi۔اُن کو کشن یا تکیہ پیش کرنا۔ **vii**۔کھانے پینے کا آغاز ان سے کرنا۔

viii۔اُن کی بات نہ کاٹنا۔ **ix**۔اُن کی رائے پر اپنی رائے کو فوقیت نہ دینا۔

x۔اُن کے ساتھ اچھے الفاظ کا انتخاب کرکے نرم کلام کرنا۔

xi۔اُن کو اپنے ہاتھ سے کھلانا اور پلانا۔ **xii**۔والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں کی عزت کرنا۔

xiii۔انہیں نام لے کر نہ پکارنا۔ **xiv**۔اپنی بیوی اور اولاد کو ان پر فوقیت نہ دینا۔

xv۔اُن کا جذباتی طور پر خیال کرنا،اُن کی ناپسندیدہ باتوں اور کاموں کو کرنے سے اجتناب کرنا۔

2:والدین کی اطاعت کرنا

والدین کی اطاعت مسلمانوں پر مستقل طور پر واجب ہے اور ان کی نافرمانی حرام ہے۔ان کی نافرمانی کسی حالت میں بھی جائز نہیں سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا یا اس کی نافرمانی کا حکم دیں۔(لقمان15، بخاری71354340،مسلم1840)

والدین کی اطاعت کی اہمیت

1۔والدین کی فرماں برداری جنت کا مستحق بنادیتی ہے۔(مسلم6510)

2۔والدین کی فرماں برداری محبوب عمل ہے۔

3۔والدین کی فرماں برداری مصائب کو دور کرتی ہے۔(بخاری2215،مسلم6949)

4۔اولاد اپنے والد کے احسانات پورے نہیں کرسکتی الاّ یہ کہ اسے غلام پائیں اور خرید کر آزاد کرالیں۔(مسلم3799)

والدین کی نافرمانی کا انجام

1۔والدین کی نافرمانی حرام ہے۔(بخاری5975،مسلم5933)

2۔والدین کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح نسائی2562،صحیح الجامع الصغیر3071)

3۔والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔(بخاری5976،مسلم259)

4۔والدین کے نافرمان کے لئے جبریل امین اور رسول اللہ ﷺ کی مشترکہ بددعا ہے۔(صحیح الترغیب2492،صحیح ابن حبان2378)

5۔والدین کے نافرمان کی فرض عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفل۔(صحیح الترغیب2513)

6۔ والدین کا نافرمان ذلیل ہوگا۔ (مسلم 6510)

7۔ جو بوڑھے والدین پائے پھر جنت حاصل کرنے میں کوتاہی کرے اس پر لعنت ہے۔ (مسند احمد 19239)

8۔ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دے۔ (بخاری 5973)

9۔ والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا جو پانچ سو سال کی مسافت سے پہنچتی ہے۔ (طبرانی)

10۔ والدین کے نافرمان پر جنت حرام ہے۔ (مسند احمد 5372، صحیح الترغیب 2512)

والدین کی نافرمانی کرنے والوں کے واقعات

1۔ علقمہ نام کا ایک شخص تھا جو صوم وصلوٰۃ کا بڑا پابند تھا۔ اس کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو اس کے منہ سے کلمہ جاری نہ ہوا۔ اس کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ صرف والدہ زندہ ہے اور وہ بھی علقمہ سے ناراض ہے۔ آپ ﷺ نے علقمہ کی والدہ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا: وہ نیک ہے لیکن میرے مقابلے میں وہ بیوی کے کہنے میں رہتا ہے۔ میری نافرمانی کرتا ہے اس لئے میں اس سے ناراض ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی خطا معاف کردو یہ اس کے لئے بہتر ہے لیکن اُس نے انکار کیا۔ جب کسی طرح آمادہ نہ ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرکے آگ لگا کر علقمہ کو اس میں ڈال دو۔ والدہ یہ سُنتے ہی گھبرا گئی اور حیرت زدہ ہوکر پوچھنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا واقعی آپ ﷺ میرے بیٹے کو آگ میں ڈلوائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہمارا عذاب ہلکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تک تو اپنے بیٹے سے ناراض ہے نہ اس کی نماز قبول ہے، نہ صدقہ۔ اس کے بعد علقمہ کی والدہ نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو اور تمام لوگوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کردیا۔ اس کے بعد علقمہ کے منہ سے کلمہ جاری ہوگیا۔ وفات کے بعد آپ ﷺ نے غسل اور کفن دفن کا انتظام کرنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ دفن کے بعد آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی: مہاجرین یا انصار میں سے جس شخص نے اپنی ماں کی نافرمانی کی یا اس کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول کرتے ہیں نہ نفل یہاں تک کہ وہ اللہ

تعالیٰ سے توبہ کرے اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرے جس طرح بھی ہو اس کو راضی کرے۔ (طبرانی)

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا تو وہ (دل میں) کہنے لگا: میں نماز پڑھوں یا اپنی ماں کو جواب دوں؟ (جواب نہ دیا) اس کی ماں نے کہا: یا اللہ! یہ اس وقت تک نہ مرے جب تک چھنال عورتوں کا منہ دیکھ لے (ان سے اس کا سابقہ نہ پڑ جائے)۔ پھر جریج اپنے عبادت خانے میں تھا کہ ایک (فاحشہ) عورت آئی اور جریج سے بدکاری چاہی۔ جریج نہ مانا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی، اس سے منہ کالا کیا اور ایک لڑکا جنا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ لڑکا کہاں سے لائی؟ اس نے کہا: یہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر بہت غصے ہوئے کہ ایسا عابد ہوکر بدکاری کرتا ہے۔ انہوں نے آکر اس کے عبادت خانہ کر توڑ ڈالا۔ اسے نیچے اتار دیا اور گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی، پھر اس بچے کے پاس آیا اور پوچھا: تیرا باپ کون ہے؟ اس نے (ایسی کم عمری میں بات کی)۔ کہا: میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر لوگ شرمندہ ہوئے اور جریج سے کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں، مٹی سے بنادو۔ (مسلم 6508، بخاری 2482)

والدین کی اطاعت کن امور میں کہاں تک کی جائے گی؟

1۔ والدین کی اطاعت معروف کاموں میں کی جائے گی۔ (العنکبوت:8، بخاری 4340، مسلم 1840، ابوداؤد 2625، تفسیر قرطبی: 291/13)

2۔ **نکاح کے لئے والدین کی اطاعت:** اس کے لئے لڑکے اور لڑکی کی صورتِ حال مختلف ہے۔ لڑکا بالغ ہونے کے بعد خود مختار ہے۔ جہاں شرعاً کوئی رکاوٹ نہ ہو وہ شادی کرسکتا ہے لیکن والدین سے حسنِ سلوک کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں ہر ممکن راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔ لڑکی وَلی کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں کرسکتی۔ یہ شرعاً حرام ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (صحیح ابوداؤد 1836، ترمذی 1101، ابن ماجہ 1242) لڑکی کے نکاح کے لئے اسلام نے والدین کو پابند کیا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکی سے رضامندی لے لیں۔ اگر وہ انکار کردے تو والدین وہاں نکاح نہ کریں۔ (مسلم 3476، ابوداؤد 2098) اگر لڑکی نکاح کے لئے راضی نہ ہو اور والدین نکاح کردیں تو لڑکی کو نکاح قائم رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔ (صحیح ابوداؤد 1845، ابن ماجہ 1875) اگر لڑکی نکاح کے لئے خواہش کا اظہار کرے اور لڑکا دین واَخلاق میں درست ہے اور شادی کے لئے شرعی طریقے سے لڑکی کے ولیوں سے رشتہ مانگتا

ہے تو والدین کو رشتہ کر دینا چاہئے۔ (ترمذی 1084، ابن ماجہ 1967)

3۔ طلاق کے لئے والدین کی اطاعت: والدین صرف اس صورت میں طلاق کا مطالبہ کر سکتے ہیں جب:

i۔ بیوی کا میل جول غیر مردوں سے ہو۔　**ii**۔ بیوی کا اٹھنا بیٹھنا غیر مردوں کے ساتھ ہو۔

iii۔ بیوی اَخلاقی اعتبار سے درست نہ ہو۔

ایسی صورت میں بیٹے کے لئے لازم ہے کہ بیوی کو طلاق دے دے لیکن والدین مندرجہ ذیل صورت میں طلاق کا مطالبہ کریں تو طلاق دینا ضروری نہیں:

i۔ جب بیوی اَخلاقی اور دینی اعتبار سے درست ہو۔

ii۔ جب بیوی سے محبت کے حاوی آنے کی وجہ سے والدین طلاق کا حکم دیں۔

☆ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو حکم دیا تھا وہ عورت کی ناشکری کی وجہ سے تھا۔ (بخاری 5364)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تھا کہ عبداللہ نے ایسی عورت سے نکاح کر رکھا ہے جسے میں اس کے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ (مسند احمد 5011)

☆ سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: ''اگر بیوی کے حالات درست ہیں اور آپ اس سے محبت کرتے ہیں، وہ آپ کی والدہ کی نافرمانی نہیں کرتی، آپ کی والدہ اسے محض ناپسندیدگی کی وجہ سے طلاق دینے پر مجبور کرتی ہے تو آپ پر اس معاملے میں والدہ کی اطاعت ضروری نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ اطاعت صرف معروف میں ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں، صلہ رحمی کریں، حسبِ استطاعت راضی کرنے کی کوشش کریں مگر اپنی بیوی کو طلاق نہ دیں۔'' (تلخیص فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 30/20)

4۔ حج کے لئے والدین کی اطاعت:

i۔ فرض حج سے نہیں روک سکتے۔ اگر والدین روکیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

ii۔ نفلی حج سے روک سکتے ہیں۔ اگر والدین روکیں تو حج صحیح ہوگا لیکن گناہ گار ہوگا۔ (تلخیص فتاویٰ امام نووی: 94)

5۔ مخلوط اداروں میں ملازمت کے لئے اطاعت: سعودی مجلس اِفتاء کا فتویٰ ہے: ''سکولوں اور دیگر جگہوں پر مردوں اور عورتوں کے مابین اختلاط عظیم قسم کی برائیوں اور دین و دنیا کی بڑی خرابیوں میں شامل ہوتا ہے لہٰذا عورت کے لئے

مرد وزَن میں اختلاط والی جگہ پڑھنا یا کام کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کے ذمہ دار کے لئے اس کی اجازت دینا یا (مجبور کرنا) جائز ہے۔'' (تلخیص فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 156/12)

6۔ جہاد کے لئے والدین کی اطاعت: جب جہاد فرضِ عین ہو تو ضروری نہیں۔ جب جہاد فرضِ کفایہ ہو تو ضروری ہے۔ (بخاری 527، مسلم 252، بخاری 3004، مسلم 2599، ابوداؤد 2528)

7۔ والدین مال طلب کریں تو اطاعت: والد اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے نہیں لے سکتا بلکہ وہ چیز لے سکتا ہے جس کا وہ محتاج ہے۔ (صحیح ابوداؤد 3015، ابوداؤد 3530) والد ضرورت مند ہے اور اولاد کے پاس ضرورت سے زائد ہے اور اولاد کا اُس چیز کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے تو والد وہ چیز لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 2564)

2۔ والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق

1۔ والدین کے لئے دُعا کرنا ان کے ساتھ حسنِ سلوک کے سلسلے کو ان کی موت کے بعد بھی جاری رکھنا ہے۔ اس لئے اولاد کو والدین کے لئے کثرت سے دُعائیں کرنی چاہئیں۔ یہ ان دونوں کی نیکیوں میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ والدین کے حق میں اولاد کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (مسلم 1631)

2۔ والدین کے لئے ان کی وفات کے بعد اِستغفار کرنا حسنِ سلوک کا اعلیٰ درجہ ہے۔ (ابراہیم: 41)

3۔ والدین کے عہد کو پورا کرنا ان کی وصیت کو پورا کرنا یعنی نیکی اور خیر کے جو اعمال وہ انجام دینا چاہتے تھے ان کو پورا کرنا ضروری ہے۔

4۔ والدین کے دوستوں کا احترام کرنا۔ (مسلم 6513)

5۔ والدین کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ (صحیح الجامع 5960)

6۔ والدین کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا۔ (ترمذی 669، ابوداؤد 1681)

7۔ والدین کی طرف سے حج کرنا۔ (بخاری 1852، ترمذی 667)

8۔ والدین کی نذریں پوری کرنا۔ (بخاری 1852)

9۔ والدین کا قرض ادا کرنا۔ (بخاری 1852)

10۔ والدین کے وعدے پورے کرنا۔ (ابوداؤد 5142)

11۔ والدین کی قبروں کی زیارت کرنا۔ (مسلم 2259)

12۔رضاعی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔(ابوداؤد 5144)

13۔سسرالی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا،ان کی خدمت کرنا،ان سے اچھا سلوک کرنا،ان کا خیال رکھنا انسان کی نیکیوں میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

14۔سوتیلے والدین سے حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔

15۔روحانی والدین مثلاً اساتذہ ان کے لئے عزت،ادب،احترام اور موت کے بعد دُعائیں کرنی چاہئیں۔

16۔والدین کے والدین یعنی نانا نانی،دادا دادی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔

3۔اولاد کے حقوق

اولاد کی اہمیت

اولاد اللہ تعالیٰ کا بہترین تحفہ اور انعام ہے۔اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہے۔(الکہف 46) نیک اولاد کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے دُعا کی تھی۔(آل عمران 38،مریم 5-6) پیغمبروں کی طرح صالح اولاد کے لئے دُعا کرنی چاہئے۔(الاحقاف 15) اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لئے اپنی کتاب میں خاص احکامات دیئے ہیں مثلاً وراثت کے بارے میں (النساء 11)،ان کو آگ سے بچانے اور خیر کی تعلیم دینے کے بارے میں (التحریم 6) وغیرہ۔نیک اولاد کی دعا مرنے کے بعد بھی والدین کے کام آتی ہے۔(مسلم 4223)

اولاد کے حقوق کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ نیک بیوی کا انتخاب کیا جائے۔صالح اولاد کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ شوہر اور بیوی اپنے تعلق سے قبل یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (مسلم: 3533،بخاری: 141)

''میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے۔یا اللہ! بچا ہم کو شیطان سے اور دُور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہمیں عنایت فرمائے گا۔''

اولاد کے حقوق

اولاد اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔اس کی حفاظت اور تربیت بہت ضروری ہے۔اس لئے اسلام نے اولاد کے حقوق کے بارے میں بہت سی ہدایات دی ہیں:

1۔اولاد کی نیکی کے لئے دُعا کرنی چاہئے۔(ابن ماجہ 3863،سلسلۃ الصحیحہ 596) والدین اولاد کے لئے اُن کی دنیا کی زندگی سے متعلق ڈھیروں دُعائیں کرتے ہیں جبکہ عبادالرحمٰن اپنے اور اپنی اولاد کے لئے پرہیزگاروں کی امامت کی دُعا مانگتے ہیں۔(الفرقان 74,75) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے نماز قائم کرنے کی دُعا مانگی تھی۔(ابراہیم 40)

2۔اولاد کو قتل کرنے سے بچنا چاہئے۔(مسلم 3564) یہ کبیرہ گناہ ہے (بنی اسرائیل 31)،حرام ہے۔(الانعام 151) آج قتلِ اولاد کے لئے جو اِسقاطِ حمل کے جدید طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن کا نام بدل دیا گیا ہے مگر ہے وہ بھی اولاد کا قتل مثلاً abortion اور اسی قبیل کے دوسرے طریقے کبیرہ گناہ ہیں۔رسول اللہ ﷺ عورتوں سے جو بیعت لیتے تھے اس میں ایک یہ تھا کہ قتلِ اولاد نہیں کریں گی۔

3۔اولاد کا اچھا نام رکھنا چاہئے۔(ابن ماجہ 3165،نسائی 4225،ابوداؤد 2837) پیدائش کے دن یا ساتویں دن نام رکھنا چاہئے۔(مسلم 6025،بخاری 1303،ابوداؤد 3126،ترمذی 3826،صحیح ابوداؤد 2463،ابوداؤد 2838)

4۔اولاد کی اچھی پرورش کرنی چاہئے۔

i۔اولاد کا عقیقہ کرنا چاہئے۔(بخاری 5471،ابوداؤد 2838،ترمذی 1522)

ii۔اولاد کی رضاعت کا اہتمام کرنا چاہئے۔اس کے اخراجات پورے کرنے چاہئیں۔(البقرۃ 233،مسلم 2311)

5۔یہ والدین کا فرض ہے کہ اولاد کی عمدہ اور اسلامی خطوط پر تربیت کریں۔انہیں اللہ تعالیٰ کی پہچان دینا،اُس کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرنا،انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے قابل بنانا،انہیں محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت سکھانا،انہیں قرآنِ مجید کی تعلیم دینا،نیکی کے کاموں کی پریکٹس کروانا،ان کی اَخلاقی،اجتماعی اور معاشرتی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ان ذمہ داریوں کے دلائل ہمیں قرآن وسنت سے ملتے ہیں۔

i۔اولاد کو توحید سکھانی چاہئے۔(بخاری 1395،مسلم 121،ابوداؤد 1583)

ii۔سات سال کی عمر میں اولاد کو طہارت اور نماز کی تعلیم دینی چاہئے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ نماز کا عادی بن جائے۔(صحیح ابوداؤد 466،ابوداؤد 495،مسند احمد 187/2)

iii۔اولاد کو عبادت کا عادی بنانا چاہئے۔(مسلم 2669،بخاری 1960،975)

iv۔اولاد کو نیکی کے کاموں کی پریکٹس کروانی چاہئے۔ان کو نیکی کا شعور دینا، ان میں نیکیوں کی حرص پیدا کرنا، نیکی کے عملی کام ان کے ہاتھ سے کروانا والدین کی ذمہ داری ہے۔مثلاً اولاد کے ہاتھ سے صدقہ دلوایا جائے۔صدقے کے لئے اپنے جیب خرچ میں سے کچھ الگ کرنے کی عادت ڈالی جائے۔بزرگوں کی مدد کرنے علم والوں کی مجلسوں میں حاضری اور ان کی خدمت کی ترغیب دلائی جائے۔

v۔اولاد کو غیر مسلموں کی مشابہت سے روکنا چاہئے۔(صحیح الجامع الصغیر:1067)

vi۔اولاد کو اچھے اَخلاق سکھانا اور بُرے اَخلاق کی حقیقت سمجھا کر اس سے روکنا چاہئے۔(مسلم:6637،ترمذی:1971)مثلاً

a۔چوری کی حقیقت سمجھا کر اس سے روکنا۔

b۔ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے روکنا۔(صحیح ابوداؤد:4999)

c۔ایفائے عہد، امانت اور دیانت سکھانا۔(بخاری:33)

d۔بدکلامی سے روکنا۔(صحیح ترمذی:1977)

vii۔اولاد کو لہو ولعب کی حقیقت سمجھا کر انہیں فضول کاموں سے روکنا چاہئے۔(المؤمنون:3)

viii۔اولاد کو دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سکھانی چاہئے۔

a۔صلہ رحمی سکھانی چاہئے۔(بخاری:6138) b۔پڑوسی کے حقوق سکھانے چاہئیں۔(بخاری:6014)

c۔بیمار کی عیادت سکھانی چاہئے۔(مسلم:6551) d۔مہمان نوازی کا شوق پیدا کرنا چاہئے۔(بخاری:6134)

e۔بری مجلسوں سے بچنے اور اچھی مجالس اختیار کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔(بخاری:2101،مسلم:6692)

x۔اولاد کی صحت کا خیال رکھنا چاہئے۔

a۔اولاد کو ناخن اور زیرِ ناف بال لینا سکھانا۔(ابوداؤد:4200،مسلم:599)

b۔اولاد کو جسمانی ورزش کی ترغیب دینا۔(ابن ماجہ:79)

xi۔اولاد کو حلال وحرام کا پابند بنانا چاہئے۔

xii۔اولاد کو اسلام کے احکامات کا پابند بنانا چاہئے۔

a۔بچیوں کو پردے کا پابند بنانا۔(الاحزاب:59) b۔لڑکوں کو داڑھی رکھنے کی تلقین کرنا۔(صحیح الجامع الصغیر:3209)

c۔اولاد کو اچھی بات کہنے کی تربیت دینا۔(بخاری:6136) d۔اولاد کو بدکلامی سے روکنا۔(صحیح ترمذی:1610،ترمذی:1977)

e۔اولاد کو رحم دِلی سکھانا۔(صحیح ترمذی:1924)

xii۔اولاد کی اچھی معاشرتی تربیت کرنی چاہئے۔

a۔عفو ودرگزر سکھانا۔(البقرۃ:237) b۔نرمی سے پیش آنے کا سبق دینا۔(مسلم:6601)

c۔غصّہ پر قابو پانے کی تلقین کرنا۔(آل عمران:134) d۔ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کرنا۔(بخاری:4889)

e۔راستے میں پڑی تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹانا سکھانا۔(مسلم:153)

f۔نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تلقین کرنا۔(مسلم:177)

g۔نامحرم عورتوں اور مردوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے روکنا۔

h۔نامحرموں کی طرف دیکھنے سے روکنا۔(2199،ترمذی:2776)

i۔بڑوں کا ادب سکھانا۔(صحیح ترمذی:1919)

xiii۔اولاد کو اچھے آداب سکھانے چاہئیں:

a۔کھانے کے آداب سکھانا۔(بخاری:5376)

b۔سونے جاگنے کے آداب سکھانا۔(بخاری:5018632032756320)

c۔قضائے حاجت کے آداب سکھانا۔(صحیح ابوداؤد:5197) d۔سلام کے آداب سکھانا۔(صحیح ابوداؤد:5197)

e۔چھینک اور جمائی کے آداب سکھانا۔(صحیح ترمذی:2746)

6۔اولاد کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنا چاہئے۔(بخاری:5997،ترمذی:1919)

7۔اولاد کو نماز کا حکم دینا چاہئے۔(طٰہٰ:132،مریم:55) 8۔اولاد کے درمیان عدل کرنا چاہئے۔(بیہقی،طبرانی)

9۔اولاد کو دین سکھانا چاہئے۔(بخاری:2586)

10۔اولاد کے لئے استطاعت کے مطابق مال چھوڑ جانا چاہئے۔(بخاری:2742)

11۔اولاد کو اسلامی تعلیم دینی چاہئے۔اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے اہتمام کرنا والدین کا فرض ہے۔انہیں قرآنِ مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حدیث رسول ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کی تعلیم بھی دینی چاہئے۔(صحیح الجامع الصغیر:3914،صحیح ابن ماجہ:224،22)

12۔اولاد کے نکاح کا انتظام کرنا چاہئے۔اسلام نے نکاح کی شرائط میں ولی کی حمایت رکھی ہے۔(جامع ترمذی1101)
یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اولاد انسان کے لئے آزمائش ہے۔(الانفال:28،منافقون:9)اس کا علاج نبی ﷺ نے سکھایا ہے کہ وہ فتنہ جو اس کی بیوی اور اس کے مال اور اولاد میں ہوتا ہے، نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کو مٹا دیتا ہے۔(بخاری525،مسلم7268)

4۔حقوق الزوجین

شوہر اور بیوی کا تعلق انسانی معاشرے کی بنیاد ہے۔نکاح شوہر اور بیوی کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق خوش گوار ازدواجی تعلقات برقرار رکھیں گے۔خوش گوار تعلقات معاشرے کا حسن ہیں۔(النساء:19) حجۃ الوداع کے موقع رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خبردار تم عورتوں سے بھلائی کرو۔وہ تمہارے پاس مقید ہیں تم سوائے اس کے ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو مگر یہ کہ وہ واضح اور کھلی بے حیائی کریں۔اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو ان کے بستروں سے الگ ہو جاؤ اور انہیں ضرب لگاؤ اور مار ایسی مارو جو ظاہری نہ ہو۔اگر وہ تمہاری فرماں برداری کرتی ہیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔خبردار! تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ ایسے آدمیوں کو گھروں میں نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند نہیں کرتے ہو اور نہ ایسے لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جن کا آنا تمہارے لئے ناگوار ہے۔خبردار! بیویوں کا تم پر حق ہے کہ ان سے خوراک اور لباس کے بارے میں اچھا سلوک کرو۔'' (ترمذی:1163)

مشترکہ حقوق

1۔شوہر اور بیوی کے رشتے کو اللہ تعالیٰ نے لباس قرار دیا ہے۔(البقرۃ:187) جیسے لباس جسم کو ڈھانپ لیتا ہے ایسے ہی شوہر اور بیوی بھی ایک دوسرے کے رازدان اور امین ہوتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرنی چاہئے۔
2۔تعلقات کے خوش گوار ہونے اور زندگی کے پرسکون ہونے کے لئے باہمی اعتماد ضروری ہے جس کے لئے سیدھی سچی اور کھری بات اور معاملات میں سچائی اور اِخلاص ضروری ہے۔خطبۂ نکاح میں رسول اللہ ﷺ جو آیات

تلاوت کرتے تھے ان میں تقویٰ کی صفت کا مطالبہ مشترک ہے۔(آل عمران102،النساء:1،الاحزاب:70) باہمی اعتماد کے لئے خیر خواہی ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے لئے وہی کچھ پسند کریں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔(بخاری:13)
3۔ربّ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے شوہر اور بیوی کے درمیان محبت پیدا کر دی تاکہ دونوں ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کریں۔(الروم:21) یہ باہمی محبت بڑھاپے میں رحمت بن جاتی ہے۔رحمت بے غرض محبت ہے۔اس رحمت کی وجہ سے شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی جوانی کے مقابلے میں زیادہ care کرتے ہیں۔محبت کے لیے ضروری ہے کہ شوہر بیوی کے لئے تفریح کے مناسب مواقع مہیا کرے۔(بخاری:5236،ابوداؤد:2578،مسند احمد:6/264)
4۔بہترین وہ ہیں جو بیویوں کے لئے حسنِ سلوک اور اَخلاق میں بہترین ہوں۔رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے حق میں بہترین شوہر تھے۔(ترمذی:1162)
5۔رسول اللہ ﷺ گھر کے کام کاج میں تعاون کرتے تھے۔اپنے کپڑے دھو لیتے تھے، پیوند لگا لیتے تھے، جھاڑو لگا دیتے تھے، بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔یہ تعاون محبت بڑھاتا ہے۔
6۔معاملات میں نرمی اختیار کرنی چاہئے۔(مسلم6602)
7۔چہرے کی شگفتگی دیکھنے والوں کی تھکن اُتار دیتی ہے۔شگفتہ چہروں کی قربت بھلی لگتی ہے۔یہ اس رشتے کی اہم ضرورت ہے جس کا دونوں کو خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔
8۔باہمی ادب واحترام اس رشتے کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
شوہر اور بیوی کو رشتہ نبھانے کے لئے آپس میں بھلائی کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔یہی اس رشتے کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے جسے ربّ تعالیٰ نے پختہ عہد قرار دیا ہے۔

شوہر کے حقوق

1۔اچھی اور سعادت مند بیوی شوہر کی فرماں بردار ہوتی ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا شوہر کی ہر بات کی فرماں برداری کرتی ہے۔(النساء:34،ترمذی1159،بخاری3237،مسلم3541)
2۔بیوی کو شوہر کے مال، عزت اور گھر کے اُمور میں حفاظت کرنی چاہئے۔(النساء:34،ابن ماجہ1853،سلسلۃ الصحیحۃ1203، بخاری893،ترمذی1163)
i۔اپنی نظریں نیچی رکھنی چاہئے۔(النور:31)

ii۔ نامحرموں سے فون پر یا ضرورت کے موقع پر شیریں آواز میں کلام نہیں کرنا چاہئے۔ (الاحزاب 32)

iii۔ گھر کی نگہداشت اور گھریلو امور میں دل چسپی لینی چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام خود کرلیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی کنگھی کردیتی تھیں۔ ان کے سر میں تیل لگا دیتی تھیں۔

iv۔ بچوں کی ضروریات نہلانا دُھلانا وغیرہ ہر کام وقت پر پورا کرنا چاہئے۔

v۔ شوہر کے رشتہ داروں سے وہی رویہ اختیار کرنا چاہئے جو اچھا رویہ شوہر نے اختیار کیا۔ جو عورت شوہر کے رشتہ داروں کے لئے اچھی نہیں وہ شوہر کے لئے کیسے اچھی ہوسکتی ہے؟ (بخاری:893، ابن ماجہ:1853، 1857)

3۔ شوہر کی ناشکری سے بچنا چاہئے کہ شوہر کی ناشکری جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ (بخاری 304)

4۔ بیوی کو اپنے شوہر کے گھر میں رہنا چاہئے اور شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہیں نکلنا چاہئے۔ (الاحزاب 33)

5۔ شوہر کو خوش رکھنا چاہئے کیونکہ یہ جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

بیوی کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا متاع یعنی سامان ہے اور دنیا کا بہترین مال و متاع نیک بیوی ہے۔'' (مسلم 3649، بخاری 1974) اللہ تعالیٰ نے عورت کو بیوی ہونے کی حیثیت میں بہت سے حقوق سے نوازا ہے مثلاً حسنِ معاشرت، معاشی تحفظ، وقت دینا، تفریح کے مواقع فراہم کرنا، عدل، بدکلامی سے گریز کرنا، حسن سلوک کرنا، مار پیٹ نہ کرنا، بیوی پر خرچ کرنا، مہر ادا کرنا، بیوی کو گھر کی زینت بنانا وغیرہ۔

1۔ شوہر کو عمدہ انداز میں عورت سے نباہ کرنا چاہئے۔ (النساء:19، بخاری:3331، مسلم:3650) حسنِ معاشرت میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ (ترمذی:3895، بخاری 4750) رسول اللہ ﷺ ازواج کے گھروں میں تشریف لے جاتے، ان کے پاس بیٹھتے ان کے حالات معلوم کرتے۔ (ابوداؤد:2135) رسول اللہ ﷺ ازواج کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کرتے تھے۔ ناگوار گزرنے والی باتوں کی وجہ سے توجہ کم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب گھر داخل ہوتے تو مسکراتے ہوئے داخل ہوتے تھے۔

2۔ مرد کو چاہئے کہ عورت کو معاشی تحفظ فراہم کرے۔ (النساء:34، ابوداؤد:2143، ترمذی 1163) لیکن بیوی کو شوہر کی قوتِ خرید سے بڑھ کر لباس، کھانے اور ضروریات کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔

3۔ شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو مناسب وقت دے۔ (بخاری:1968، ابوداؤد:3578)

4۔ ازدواجی زندگی کی خوب صورتی کے لئے ضروری ہے کہ شوہر بیوی کے لئے تفریح کے مواقع فراہم کرے۔ (ابوداود:2578)

5۔ اگر دو سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے درمیان انصاف کرے۔ یہ عدل رات گزرنے میں بھی ہوگا۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ناانصافی کو حرام قرار دیا ہے۔ (النساء، 129، 3)

6۔ شوہر کو بدکلامی سے گریز کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 2142)

7۔ شوہر کو بیوی سے حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔ (بخاری:3331، مسلم:3644)

8۔ بیوی کو مارنا نہیں چاہئے۔ (بخاری 5204، النساء:34)

9۔ بیوی پر خرچ کرنا چاہئے۔ (الطلاق:7، بخاری 4006، 4409)

10۔ بیوی کا مہر ادا کرنا چاہئے۔ (النساء:4، ابوداؤد 21062117)

11۔ بیوی کو گھر کی زینت بنانا چاہئے۔ (الاحزاب 33)

12۔ بیوی کو دین کی تعلیم دینی چاہئے (التحریم 6) کیونکہ عملِ صالح کے لئے علم اور معرفت ضروری ہے۔

13۔ بیوی کو اسلامی تعلیمات کا پابند بنانا چاہئے۔ بیوی کے اَخلاق، عمل اور آداب کی نگہداشت کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔ بیوی کو گناہ گارانہ زندگی گزارنے کے لئے آزادی نہیں دینی چاہئے۔ (النساء:34، مسلم 4724، بخاری:893)

14۔ بیوی کا راز ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ بیوی کے عیب اور راز کی حفاظت کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔ (مسلم 3542)

5۔ ہمسایوں کے حقوق

جبرائیلؑ ہمیشہ ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا عنقریب وہ اسے وارث بنا دیں گے۔'' (مسلم:6685)

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ (النساء:36)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں، پاس بیٹھنے والوں، مسافروں اور غلاموں کے ساتھ احسان کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔''

1۔ اپنے ہمسائے کے لیے بھی وہی پسند کرنا چاہئے جو اپنے لیے کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ہمسائے یا اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔'' (مسلم 170)

2۔ ہمسائے کے حالات کی خبر رکھنی چاہئے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں (رہنے والا) پڑوسی بھوکا ہو۔'' (الادب المفرد 112)

3۔ ہمسائے کو تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہئے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شرور و آفات سے محفوظ نہیں۔'' (بخاری: 6016)

4۔ ہمسائے کو تکلیف پہنچانے والا جہنمی اور تکلیف نہ دینے والا جنتی ہے۔ (مسند احمد 440/2) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو نقصان نہ پہنچائے۔'' (بخاری 6018)

5۔ نبی ﷺ نے ہمسائے کی عزتِ نفس اور اُس کے گھر کے تقدس کا احترام کرنے کا حکم فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو کوئی شے دینے میں حقارت محسوس نہ کرے خواہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔'' (بخاری 6017)

6۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔'' (مسند احمد 168/2)

7۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت حاصل کرنے والے کو چاہئے کہ پڑوسی سے حُسن سلوک کرے۔ (مشکوۃ 4990)

8۔ کھانے میں ہمسائے کا حصہ شامل کرنا چاہئے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم شوربہ پکاؤ تو اُس میں پانی ذرا

زیادہ ڈال لیا کرو اور اپنے ہمسائے کا بھی خیال رکھا کرو۔'' (مسلم 6688)

9۔ پڑوسیوں کو تحفہ بھیجنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میرے دو پڑوسی ہیں۔ ان میں سے تحفہ کسے بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہے۔'' (بخاری 6020)

6۔ رشتہ داروں کے حقوق

رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم ربّ تعالیٰ نے دیا ہے۔ (النساء: 1، النحل 90) مسلمان کا قریبی رشتہ داروں کے ساتھ وہی برتاؤ ہونا چاہئے جیسے ماں باپ، اولاد اور بہن بھائیوں کے ساتھ ہوتا ہے جیسے خالہ کو ماں کی طرح، ماموں اور چچا کو باپ کی سی حیثیت دینی چاہئے۔ ان کی اطاعت کرنا، ان کی عزت کرنا، اُن کے آگے جھک کر رہنا چاہئے۔ یہ رشتہ دار مؤمن ہوں یا کافر ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہئے، اُن کا ادب کرنا چاہئے اور ان کی عزت کرنی چاہئے۔ رشتے داری کے حقوق کی ادائیگی کو صلہ رحمی کہتے ہیں۔

1۔ صلہ رحمی سے رزق اور عمر میں کشادگی ہوتی ہے۔ (بخاری 5985، 5991؛ مسلم 6523)

2۔ رشتے داری کو جوڑنے والے کو ربّ جوڑتا ہے اور کاٹنے والے کو کاٹتا ہے۔ (بخاری 5987)

3۔ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری 5984؛ مسلم 6520)

4۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری 7376؛ مسلم 6030)

5۔ رحم کا جذبہ بدبخت کے دل سے نکال لیا جاتا ہے۔ (ترمذی 1923)

6۔ رحم کھانے والوں پر آسمان والا رحم کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد 4941؛ ترمذی 1923)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ رشتے کے تعلقات کے تین درجے ہیں:

1۔ **مواصل (رشتہ داری جوڑنے والا)** وہ ہے جو دوسرے سے آگے بڑھ کر حسنِ سلوک کرتا ہے نہ کہ وہ جس کی طرف لوگ بڑھ کر آتے ہیں۔

2۔ **المکافی (برابر کا بدلہ دینے والا)** جو لیتا ہے اور برابر کا بدلہ دیتا ہے، بڑھاتا نہیں۔

3۔ **قطع رحمی کرنے والا** جس سے آگے بڑھ کر حسنِ سلوک کیا جاتا ہے اور وہ نہیں کرتا۔ جب دونوں جانب سے ہی کاٹنے

کی کوشش ہو تو رشتہ کٹ جاتا ہے۔ (فتح الباری 437/10)

رشتہ داروں کے حقوق

ربّ العزت نے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الاحزاب:6، محمد:22، الروم:38، بخاری 5987، مسلم 6518) رشتہ داری کے حقوق کی حفاظت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے نسب کو سیکھنے کا حکم دیا۔ (ترمذی 1979)

1۔ رشتے داروں سے حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔ (النساء:36)

i۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد 4943، ترمذی 1919)

ii۔ بیماروں کی عیادت کرنی چاہئے۔ (مسلم 6551)

iii۔ حادثے یا موت پر تعزیت و تسلی دینی چاہئے۔ (ترمذی 1073)

iv۔ مصیبت میں ہمدردی کرنی چاہئے۔

v۔ نرم پہلو رکھنا چاہئے خواہ رشتے دار ظلم اور سختی کریں۔ (مسلم 6525، فصلت:34)

2۔ رشتہ دار اگر محتاج ہوں تو ان سے صدقے کی ابتدا کرنی چاہئے۔ (بخاری 2318، مسلم 23132315)

3۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی خیر خواہی کرنی چاہئے۔ (الشعراء:214)

4۔ رشتے داروں کی تکلیف کو دور کرنا چاہئے۔

5۔ رشتے داروں کو خوش کرنا چاہئے۔ رشتے داری کے حقوق ادا کرنے کے لئے ان کے پاس جانا چاہئے اگرچہ وہ دور دراز علاقوں میں رہتے ہوں۔

6۔ رشتے داری توڑنے والوں سے رشتہ جوڑنا چاہئے۔ (مسلم 6525، فصلت:34)

7۔ قریبی رشتے داروں کو زیادہ حق دینا چاہئے۔ (بخاری 5971، مسلم 3548)

7۔ بہن بھائیوں کے حقوق

1۔ رشتہ داری بگاڑنے کے معاملے میں ربّ سے ڈرو:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النساء :1)

اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات (بگاڑنے) سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔

2۔ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا کون حقدار ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ "اُمُّکَ، ثُمَّ اُمُّکَ، ثُمَّ اُمُّکَ، ثُمَّ اَبَاکَ، ثُمَّ اَدْنَاکَ، اَدْنَاکَ" (مسلم:6501)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا کون حقدار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرے باپ کا۔ پھر جو تیرے قریب ہو، پھر جو تیرے قریب ہو۔

3۔ رشتہ دار دوسرے مومنوں اور مہاجروں سے زیادہ مقدم ہیں:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ (الاحزاب:6)

"اور رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دوسرے مومنوں اور مہاجروں کی نسبت ایک دوسرے پر زیادہ مقدم ہیں مگر یہ کہ تم اپنے رفیقوں کی ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔"

4۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَمِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَائِهِ. (احمد :14766، ترمذی:1970)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے

کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے مل لو یا اس کے برتن میں اپنے ڈول سے کچھ پانی ڈال دو۔"

8۔ یتیموں کے حقوق

1۔ یتیموں کے ساتھ احسان کرو۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى (النساء 36)

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ۔۔۔"

2۔ یتیموں کی اصلاح کرنا بھلائی کا کام ہے۔

"اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان کے لیے اصلاح کرنا بھلائی کا کام ہے۔ اور اگر تم انہیں اپنے ساتھ شامل کرلو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خرابی پیدا کرنے والے کو اصلاح کرنے والے سے خوب جانتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں مشکل میں ڈال دیتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ رکھنے والا، حکمت والا ہے۔" (البقرہ:220)

3۔ یتیموں کے ساتھ اچھی بات کرو۔

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور حُسنِ سلوک کرو گے والدین کے ساتھ اور رشتے داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، پھر تھوڑے سے لوگوں کے ماسوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور تم منہ پھیرنے والے ہو۔" (البقرہ:83)

4۔ یتیم پر سختی نہ کرو

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (الضحیٰ:9،10)

پھر رہا یتیم تو تم سختی نہ کرو۔(9) اور رہا سائل تو نہ جھڑکو۔(10)

5۔ یتیموں پر مال خرچ کرو

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ: 215)

"وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دو کہ جو مال تم خرچ کرو گے تو والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور جو بھلائی تم کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے۔"

6۔ یتیموں کے مال کی کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھایا کرو۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (النساء2)

اور یتیموں کے مال اُن کے حوالے کردو۔ اور ناپاک مال کو پاک مال سے نہ بدلو۔ اور اُن کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھایا کرو۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔(2)

7۔ یتیموں کا مال ان کے حوالے کرتے ہوئے گواہ ٹھہرا لو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ (النساء:6)

اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان میں سمجھ بوجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو۔ اور اس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اُن کا مال اسراف سے جلدی جلدی نہ کھا جاؤ۔ اور جو مالدار ہو تو چاہیے کہ وہ پرہیز کرے۔ اور جو فقیر ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ دستور کے مطابق کھائے۔ پھر جب تم اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو اُن پر گواہ ٹھہرا لو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے کے لیے کافی ہے۔(6)

8۔ یتیم کا مال باطل طریقے سے کھانے والوں کا انجام جہنم میں داخلہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ (النساء:10)

''یقیناوہ لوگ جو یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں، یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔اور عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

9۔یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں محمد ﷺ کے ساتھ ہوگا:

سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِى الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى . (بخاری:6005،5304)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملایا۔''

9۔محتاجوں غرباء اور مساکین کے حقوق

1۔بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلسَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهُ قَالَ ... يَشُكُّ الْقَعْنَبِىُّ ... : كَالْقَآئِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّآئِمِ لَا يُفْطِرُ . (بخاری:6007)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔''(عبداللہ قعنبی کو اس میں شک ہے۔) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا''اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے، تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو برابر روزے رکھتا چلا جاتا ہے، افطار ہی نہیں کرتا۔''

2۔مال میں محتاجوں، مساکین کے لئے حصہ ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ (البقرۃ:215)

''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دو کہ جو مال تم خرچ کرو گے تو والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔اور جو بھلائی تم کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے۔''

3۔صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں اور ان پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبہ:60)

''یقیناً صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں اور ان پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیفِ قلب کی گئی ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔''

4۔مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے ترغیب دِلانی چاہئے۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (الفجر:18)

اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اُبھارتے۔(18)

5۔مساکین سے بدسلوکی کرنے والا آخرت کے دن کو جھٹلاتا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (الماعون:3 - 1)

کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جو جزا سزا کو جھٹلاتا ہے؟(1) وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔(2) اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دِلاتا۔(3)

6۔مساکین کے حقوق پورے کرنے والا ہی کامیاب ہوگا:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الروم:38)

پھر رشتہ دار کو اُس کا حق دے دو اور مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔(38)

10۔بزرگوں کے حقوق

1۔بوڑھے مسلمان کی عزت اللہ کی عزت کا حصہ ہے۔

عَنْ اَبِی مُوسَی الاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :"اِنَّ مِنْ اِجلاَلِ الله اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیهِ وَالجَافِی عَنْهُ، وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ. (ابو داؤد:4843)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بلاشبہ بوڑھے مسلمان اور صاحب قرآن کی عزت کرنا جو اس میں غلو اور تقصیر سے بچتا ہو اور (اسی طرح) حاکم عادل کی عزت کرنا، اللہ عزوجل کی عزت کرنے کا حصہ ہے۔

2۔بڑوں کی عزت نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :"لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیرَنَا وَیوَقِّرْ کَبِیرَنَا وَیَاْمُرْ بِالمَعْرُوفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ". (ترمذی 1921،1919)

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔‘‘

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَمْرٍو یَروِیهِ قَالَ ابنُ السَّرْحِ: عن النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:"مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ حَقَّ کَبِیرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا. (ابو داؤد:4943)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت

نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔

3۔بڑے کے مرتبے اور عزت کا خیال رکھو۔

سیدنا عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر پہنچے تو وہ دونوں باغات میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔(دریں اثناء) عبداللہ بن سہل قتل کر دیئے گئے، تو عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے ساتھی کے معاملے میں انہوں نے گفتگو کی تو عبدالرحمٰن نے ابتدا کی جب کہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’بڑے کے مرتبے اور عزت کا خیال رکھو۔‘‘ (بخاری:5791)

4۔بڑوں کے ساتھ ہی خیر وبرکت ہے،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے: ’’تمہارے بڑوں کے ساتھ ہی تم میں خیر و برکت ہے۔‘‘ (مستدرک حاکم:210)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ہمارے بڑوں کی وجہ سے ہی ہم میں خیر وبرکت ہے۔ پس وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔‘‘ (طبرانی: 7895)

5۔بوڑھے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی انبیاء علیہم السلام کی زندگی سے مثالیں:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاۗءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاۗءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ڷ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ (القصص:24-22)

اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف رُخ کیا۔ اُس نے کہا: ’’اُمید ہے کہ میرا ربّ سیدھے راستے کی طرف میری راہ نمائی کرے گا۔‘‘ اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچا تو اُس نے وہاں لوگوں کی

ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔ اوراُن سے الگ دوعورتوں کو پایا جو اپنے جانوروں کو روک رہی تھیں۔ موسیٰ نے کہا: ''تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہم پانی نہیں پلاسکتیں یہاں تک کہ چرواہے اپنی بکریاں نکال لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔'' پھراُس نے اُن دونوں کے جانوروں کو پانی پلادیا۔ پھر وہ سائے کی طرف چلا گیا۔ پھراُس نے کہا: ''اے میرے ربّ! یقیناً جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کردے، میں محتاج ہوں۔''

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (یوسف:78)

اُنہوں نے کہا: ''اے عزیز! یقیناً اس کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ پھراس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے۔ یقیناً ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں۔''

6۔ جب لوگوں کو نماز پڑھائیں تو ہلکی نماز پڑھائیں اور بزرگوں کا خیال رکھیں۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔'' (بخاری:671)

7۔ بوڑھوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی بارے میں اللہ کے احکامات:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (الاسراء:23,24)

''اور تیرے ربّ نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اُس کی۔ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان دونوں کو اُف تک نہ کہو، اور نہ ان دونوں کو جھڑکو۔ اوران دونوں سے اچھی اور نرم بات

کرو۔(23) اوران دونوں کے لیے نرمی اور رحمت سے عجز کے بازو جھکادو۔ اور کہو کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح اُن دونوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔(24)

11۔ معذوروں کے حقوق

1۔ معذور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَاۗءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ (عبس:1 - 4)

تُرش رُو ہوا اور بے رُخی برتی۔(1) یہ کہ اُس کے پاس اندھا آ گیا۔(2) اور تمہیں کیا معلوم شاید کہ وہ پاکیزگی اختیار کرے۔(3) یا نصیحت قبول کرے۔ پھر نصیحت اُس کو فائدہ دے جائے۔(4)

2۔ اندھے، لنگڑے اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں۔

لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَاۗىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (النور:61)

اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور لنگڑے پر کوئی تنگی نہیں اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں اور نہ تم پر کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جس گھر کی چابیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم لوگ مل

کرکھاؤ یا الگ الگ۔ پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو۔ دُعائے خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بڑی بابرکت اور پاکیزہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ (61)

3۔ اندھے پر اور لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (الفتح:17)

نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور جو منہ پھیرے گا اُسے وہ دردناک عذاب دے گا۔ (17)

12۔ مزدوروں کے حقوق

1۔ نبی ﷺ نے خادموں کو کبھی اُف نہیں کہا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِي: اُفٍّ، وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟، وَلَا: اَلَا صَنَعْتَ (بخاری:6038)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

2۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔

سیدنا ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو (جو میرا غلام تھا) گالی دی یعنی اس کو اس کی ماں سے غیرت وعار دلائی تھی۔ (یہ خبر) نبی ﷺ (کو پہنچی تو آپ ﷺ) نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ذر! کیا تم نے اسے اس کی ماں سے غیرت وعار دلائی ہے؟ بے شک تم ایسے آدمی ہو کہ (ابھی تک) تم میں جاہلیت (کا اثر باقی) ہے۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ ان کو اللہ نے تمہارے قبضے

میں دیدیا۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے اسے بھی کھلائے اور جو خود پہنے اس کو بھی پہنائے اور (دیکھو) اپنے غلاموں سے اس کام کو (کرنے کا) نہ کہو جوان پر شاق ہو اور جو ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔'' (بخاری:2545)

3۔ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن مزدور کو اس کی مزدوری نہ دینے والے کے مدعی بنیں گے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''قَالَ اللّٰهُ: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ اَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهُ.'' (بخاری:2227)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے فرمایا اللہ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا: ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا، اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جو کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجر پر رکھا۔ اس سے پوری طرح کام لیا۔ لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔''

4۔ خادم کھانا لائے تو اس میں سے اس کو کچھ کھلا دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے (کیونکہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔ (بخاری:5460)

5۔ مزدوروں کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهُ، قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ. (ابن ماجه:2443)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مزدوروں کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔

6۔ ہم خادم کو کس قدر معاف کریں؟

عن العبّاسِ ابنِ جُلَيْدِ الْحَجْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَمْ نَعْفُو عن الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ قَالَ: "اَعْفُو عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً. (ابو داؤد:5164)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ،ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم خادم کو کس قدر معاف کریں؟ تو آپ خاموش رہے۔اس نے پھر سوال کیا،تو آپ خاموش رہے۔پھر جب تیسری بار پوچھا،تو آپ نے فرمایا:''اسے ہر روز ستر بار معاف کرو۔

13۔جانوروں کے حقوق

1۔جانوروں کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

نبی ﷺ ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ اترے۔ایک پرندہ (سرخاب) آکر آپ ﷺ کے سر کے اوپر پھڑ پھڑانے لگا گویا وہ آپ ﷺ کی پناہ میں رو کر شکوہ کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے اس کے انڈے لے کر اس پر ظلم کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''کس نے اس کے انڈے لے کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کے انڈے لئے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر رحم کرو اور اس کے انڈے واپس کردو۔'' (صحیح الادب المفرد:382، الصحیحہ:25)

2۔جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے۔

جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ہم نے اس کے بچے پکڑ لیے تو ان کی ماں اپنے بچوں پر گرنے لگی۔نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا: اس کو اس کے بچوں سے کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کردو۔۔۔اور آپ ﷺ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک بل ہم نے

جلا ڈالا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہم نے جلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ربّ (اللہ تعالی) کے سوا کسی کو روا نہیں کہ کسی کو آگ سے عذاب دے۔ (ابوداؤد:5268)

3۔معصوم جانوروں پر ظلم کرنا منع ہے۔

نبی معظم ﷺ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی۔اس نے بلی کو باندھا اور اسے نہ کھلایا اور نہ پلایا اور نہ ہی اسے قید سے چھوڑا کہ زمین کے جانور شکار کر کے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ (بخاری:3318)

4۔موذی جانوروں کو مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جانوروں میں سے پانچ ایسے جانور ہیں کہ ان کے قتل کرنے میں احرام والے پر کوئی گناہ نہیں: کوا، چیل، بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا۔ (مسلم 2873,5552، بخاری:3318,3319,3314)

اَذکار

ذکر کی فضیلت

ذکر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ ذِکر شکر کی بنیاد ہے۔ ذِکر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دُعاؤں کا باعث ہے۔ ذِکر تمام مشکلات کا حل ہے۔ ذِکر قوتِ جسمانی کا باعث ہے۔ ذِکر دل کی دوا ہے۔ ذِکر دل کی زندگی اور آخرت کا نور ہے۔ ذِکر انسان کے پراگندہ دل، پراگندہ ارادے، پراگندہ محبت، پراگندہ خشوع اور پراگندہ عزائم کو جمع کرتا ہے اور تمام پراگندگیاں دور کرتے ہوئے تمام چیزوں کو درست کرتا ہے۔ ذِکر کریں تو دکھ دور ہوتے ہیں، شیطان بھاگ جاتا ہے، برائیاں دور ہوتی ہیں۔ ذِکر سے انسان ربّ کو پہچاننے لگتا ہے، اس کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے، اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ بندے اور ربّ کے تعلق میں دہشت اور گھبراہٹ حائل نہیں ہوتی۔ انسان کا دل سکون میں آجاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بھولنے سے بچ جاتا ہے۔ اس کے دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اس سے ربّ راضی ہو جاتا ہے، اس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

ذِکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی معیت اور حفاظت میں ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس وقت بندہ میرا ذِکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو اس وقت میں اپنے اس بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔'' (نسائی:3792)

ذِکر کرنے والے سبقت لے جانے والے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مُــفــرِدون سبقت لے گئے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مُــفــرِدون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' (مسلم:6808)

ذِکر کی مجلسیں بہت فضیلت کی حامل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ پر گواہی دیتے ہوئے کہا: ''جو قوم بھی بیٹھ کر اللہ ربّ العزت کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور (اللہ عزوجل کی) رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس والوں میں ان کا ذِکر فرماتا ہے۔'' (مسلم:6855)

اسی لیے ربّ العزت نے فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ (الاحزاب:41)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دائمی ذِکر کرنے والوں میں شامل فرمالے اور ہماری خطائیں معاف فرمائے۔ آمین

ذِکر کے آداب

اللہ تعالیٰ کا ذِکر افضل اعمال میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان سے اس کا حکم دیا ہے اور اس کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذِکر کے کچھ آداب ہیں جن کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے:

1۔ ذِکر میں اِخلاص ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر بات اور ہر عمل میں اخلاص کسی بھی عمل کی درستگی اور قبولیت کے لئے شرط ہے۔ (الزمر:11) ریاکاری انسان کے عمل کو ضائع کردیتی ہے اس لئے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذِکر کرنا چاہئے۔

2۔ ہر حالت میں کثرت سے ذِکر کرنا چاہئے۔ ذِکر کرنا افضل اعمال میں سے ہے اور عبادات میں جو کمی رہ جاتی ہے ذِکر اس کمی کو پورا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ (الاحزاب:41) ذِکر کی کثرت کے لئے کچھ امور انسان کے لئے مددگار ہوتے ہیں۔

i۔ ذِکر کرنے والوں کے ثواب کا علم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب 35)

ii۔ جنت اور جہنم کا ذہن میں ہمیشہ تصور رکھنا کیونکہ انسان جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کے لئے ذِکر کرتا ہے۔

iii۔ ذِکر کرتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھیں گے جو انسان کے دل میں ہمیشہ تردّد پیدا کرتا ہے۔

iv۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کو ذہن میں حاضر رکھنا کہ وہ مجھے دیکھتا ہے اور میری سنتا ہے اور جب میں اس کا ذِکر کرتا ہوں وہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ (بخاری 7405)

v۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ ذِکر بہت سی عبادات کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ ذِکر کرتے ہوئے یہ ذہن میں رکھنا کہ

انسان پر بہت ہلکی عبادت ہے جس کے لئے کم مشقت کرنی پڑتی ہے اور جس کے لئے مال نہیں لگانا پڑتا۔

vi۔ ذِکرانسان کو دوسری عبادات کے لئے تیار کرتا ہے۔

3۔ ذِکر میں دل، زبان اور اعضاء کو جمع کرنا چاہئے۔ ذکر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال، اس کی قربت، اس کی نگرانی اور اس کی معیت کا احساس ہونا دل کو حاضر کر دیتا ہے۔ زبان جتنے کام کرتی ہے ان میں سب سے افضل ذِکر ہے۔(ترمذی3375،ابن ماجہ3793) جہاں تک اعضاء کا تعلق ہے تو انسان کا اپنے ہاتھ پر تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل کہنا ہے۔ اِس طرح انسان دل، زبان اور اعضاء کو جمع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور حرام سے دور رہنا بھی اعضاء کا ذِکر ہے۔

4۔ کسی ایک جگہ پر جب بہت سے ذِکر کرنے والے اکٹھے ہوں تو یہ افضل اعمال میں سے ہے۔(بخاری6408، مسلم6839) اس سے مراد وہ مجالس نہیں ہیں جو صوفیاء کے یہاں ہوتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے یہاں نہیں ہوتی تھیں جن میں اکٹھے ایک آواز میں ذِکر کیا جاتا ہے۔ اس کی کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

5۔ دل کی نرمی اور آنسوؤں کے ساتھ ذِکر کرنا چاہئے۔(بخاری660، مسلم2380) اللہ تعالیٰ کی تخلیق، اس کے جلال، کمال اور قدرت پر غور وفکر انسان کے دل کو نرم کر دیتا ہے۔(الزمر:23)

6۔ ذِکر کے دوران آواز پست رکھنی چاہئے۔ اِخلاص اور خشوع کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی آواز پست رکھے۔ (بخاری6384) آواز کے بلند ہونے سے ریاکاری کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

7۔ ذِکر میں بدعات سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بدعات سے پرہیز کرے۔ جیسے طویل وقت یا اللہ یا اللہ کہنا یا یالطیف کا ورد کرنا کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سنت سے اعراض کرنا ہے اور جہاں نیک کام کرنے کا ارادہ ہو وہاں برائی ہو جاتی ہے اور انسان کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔(الکھف 104)

8۔ کثرت سے تلاوتِ قرآن کی حرص رکھنی چاہئے۔ افضل اور اعظم ذکر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کسی ذِکر پر اتنا اجر نہیں جتنا کلام اللہ پر اجر ہے۔(ترمذی2910، صحیح الجامع6469)

9۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ اَذکار کرنے چاہئیں جیسے صبح وشام کے اَذکار، نماز کے بعد کے اَذکار وغیرہ۔

10۔ اِستغفار کثرت سے کرنی چاہئے۔ اِستغفار پر مغفرت اور ثواب کا وعدہ ہے۔(نوح:10،ھود:3، مسلم:6858)

11۔ جن اَذکار کو رسول اللہ ﷺ نے خاص اوقات اور خاص جگہوں کے لئے مختص کیا ان کو پہلے انجام دینا چاہئے۔ جس حال میں، جس مقام اور جس وقت پر ذِکر کرنا افضل ہے رسول اللہ ﷺ نے ہماری راہ نمائی فرمائی ہے اس لئے ان ہی اَذکار کو پہلے کرنا چاہئے۔

12۔ ان اَذکار کی حرص رکھنی چاہئے جن کی فضیلت اور ثواب عظیم ہے۔

مسنون اَذکار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه	نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔'' (ترمذی:3383)
اَلْحَمْدُ لِلّٰه	''الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے۔'' (مسلم:534)
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰه	''یہ کلمہ زمین وآسمان کے درمیان کی جگہ کو بھر دیتا ہے۔'' (مسلم:534)
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (100مرتبہ)	''جس شخص نے روزانہ سو مرتبہ یہ کلمہ کہا اُس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' (بخاری:3293)
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم	''یہ دو کلمے زبان پر ہلکے پھلکے، میزانِ اعمال میں بڑے بھاری اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔'' (بخاری:6682)
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ	''اس دنیا کی وہ تمام چیزیں جن پر سورج کی روشنی پڑتی ہے اُن سے مقابلے میں مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ یہ کلمات کہوں۔'' (مسلم:6847)

نماز کے بعد کے مسنون اَذکار

اَللّٰهُ اَكْبَرُ	''اللہ سب سے بڑا ہے۔'' (بخاری:842)
اَسْتَغْفِرُ اللّٰه (3مرتبہ) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام	''میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔'' ''الٰہی! تو السلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذو الجلال والاکرام! تو بڑا ہی بابرکت ہے۔'' (مسلم:1334)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْـحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَـاْخُـذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَـوْمٌ ط لَـهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّـذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْـنَ اَیْـدِیْهِـمْ وَمَـا خَـلْـفَهُـمْ ج وَلَا یُـحِیْـطُـوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَـآءَ ج وَسِـعَ كُـرْسِیُّـهُ السَّـمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَـئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ	’’اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے۔ قائم رکھنے والا ہے۔ اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اُس کے پاس سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم میں سے اس کی مرضی کے بغیر کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔ اور ان دونوں کی حفاظت اُسے نہیں تھکاتی۔ اور وہی بلند مرتبہ، عظمت والا ہے۔‘‘ (نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ)
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْـمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ	’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطاء کوئی روکنے والا نہیں اور تیری دی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔‘‘ (مسلم:1342)
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْـمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَـعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاهُ لَـهُ النِّـعْـمَةُ وَلَـهُ الْفَضْلُ وَلَـهُ الثَّنَـآءُ الْـحَسَنُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ مُـخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ	’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے۔ اسی کے لیے اچھی تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کی اطاعت کرتے ہیں اگرچہ کافر برا منائیں۔‘‘ (مسلم:1343)

سورة الاخلاص سورة الفلق سورة الناس	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد یہ سورتیں پڑھنے کا حکم دیا۔‘‘ (ابوداؤد:1523)
اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِکَ وَشُكْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ	’’اے میرے ربّ! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔‘‘ (ابوداؤد:1522)
سُبْحَانَ اللّٰهِ (33 مرتبہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (33 مرتبہ) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (33 مرتبہ) لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْـمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (1 مرتبہ)	’’اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔‘‘ ’’ساری تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے۔‘‘ ’’اللہ سب سے بڑا ہے۔‘‘ ’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے ساری بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔‘‘ (مسلم:1352)

صبح کے اَذکار

سورة الاخلاص (3 مرتبہ) سورة الفلق (3 مرتبہ) سورة النّاس (3 مرتبہ)	معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص تین مرتبہ صبح اور شام کے وقت (معوذات) پڑھے تو یہ اُس کے لیے دنیا کی ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہیں۔‘‘ (ابوداؤد:5082)
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِـی الْاَرْضِ وَلَا فِـی السَّـمَـآءِ وَهُـوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (3 مرتبہ)	’’اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان و زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔‘‘ (ابوداؤد:5088)
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ	’’اے زندہ جاوید ہستی! کائنات کے نگران! میں تیری رحمت کے ذریعے سے فریاد کرتا ہوں۔ تو میرا ہر کام سنوار دے اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے اپنے نفس کے سپرد نہ کرنا۔‘‘ (بزار:3107، مجمع الزوائد:17008)

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (3مرتبہ)	''اے اللہ! مجھے میرے جسم میں عافیت دے۔ اے اللہ! مجھے میرے کانوں میں عافیت دے۔ اے اللہ! مجھے میری آنکھوں میں عافیت دے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اے اللہ! میں کفر اور تنگ دستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔'' (ابوداؤد:5090)
اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ اَنَّکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ فَاِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَشِرْکِهٖ وَاَنْ نَّقْتَرِفَ سُوْٓءً ا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا اَوْ نَجُرُّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ	''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کے جاننے والے! آپ تمام چیزوں کے ربّ ہیں اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر یقیناً ہم اپنے نفسوں کے شر سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور شیطانِ مردود کے شر سے اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ ہم اپنی جانوں پر برائی کریں یا کسی مسلمان کی طرف برائی کھینچ کر لائیں۔'' (ابوداؤد:5083)
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ	''اے اللہ! تو ہی میرا ربّ ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعے سے اُس چیز کے شر سے جس کا ارتکاب میں نے کیا۔ میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے تیرے انعام کا جو مجھ پر ہوا اور میں اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا۔ لہٰذا تو مجھے معاف کردے۔ بیشک گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا۔'' (بخاری:6323)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ م بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ	''اے اللہ! بیشک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اپنے دین اور دنیا میں اور اپنے اہل و مال میں معافی کا اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں میں امن دے۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے اور میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے ناگہاں ہلاک کیا جاؤں۔'' (ابوداؤد:5074)
اَللّٰهُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ	''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (ترمذی:3391)
اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی کَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ	''ہم نے فطرتِ اسلام پر، کلمۂ اخلاص پر اور اپنے نبی ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام حنیف مسلم کی ملت پر صبح کی اور وہ مشرک نہیں تھے۔'' (مسند احمد:15434)
اَللّٰهُمَّ مَآ اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ	''اے اللہ! مجھ پر یا تیری مخلوق میں سے کسی پر جس نعمت نے بھی صبح کی ہے وہ صرف تیری طرف سے ہے۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لیے شکر ہے۔'' (ابوداؤد:5073)

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَهٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْٓءِ الْکِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ	’’صبح کی ہم نے اور صبح کی سارے ملک نے جو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔اے میرے ربّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس دن کی بہتری کا اور اس دن کی بہتری کا جو اس کے بعد آنے والا ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دن کے شر سے اور اس کے بعد آنے والے دن کے شر سے۔اے میرے ربّ! میں کاہلی اور بڑھاپے کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔اے میرے ربّ! میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔‘‘ (مسلم:6908)

شام کے اَذکار

سورۃ الاخلاص سورۃ الفلق سورۃ الناس	معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص تین مرتبہ صبح اور شام کے وقت (معوذات) پڑھے تو یہ اُس کے لیے دنیا کی ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہیں۔‘‘ (ابوداؤد:5082)
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (3مرتبہ)	’’اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان وزمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔‘‘ (ابوداؤد:5088)
اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (3مرتبہ)	’’میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے اُس کی پیدا کردہ تمام مخلوقات سے پناہ مانگتا ہوں۔‘‘ (مسند احمد:7885)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ وَلَا تَکِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ	’’اے زندہ جاوید ہستی! کائنات کے نگران! میں تیری رحمت کے ذریعے سے فریاد کرتا ہوں۔تو میرا ہر کام سنوار دے اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے اپنے نفس کے سپرد نہ کرنا۔‘‘ (بزار:3107،مجمع الزوائد:17008)
اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (3مرتبہ)	’’اے اللہ! مجھے میرے جسم میں عافیت دے۔اے اللہ! مجھے میرے کانوں میں عافیت دے۔اے اللہ! مجھے میری آنکھوں میں عافیت دے۔تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔اے اللہ! میں کفر اور تنگ دستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔‘‘ (ابوداؤد:5090)
اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَالْمَلَآئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ اَنَّکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ فَاِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَشِرْکِهٖ وَاَنْ نَّقْتَرِفَ سُوْٓءًا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا اَوْ نَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ	’’اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو نئے سرے سے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کے جاننے والے! آپ تمام چیزوں کے ربّ ہیں اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔پھر یقیناً ہم اپنے نفسوں کے شر سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور شیطانِ مردود کے شر سے اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ ہم اپنی جانوں پر برائی کریں یا کسی مسلمان کی طرف برائی کھینچ کر لائیں۔‘‘ (ابوداؤد:5083)
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ	’’اے اللہ! تو ہی میرا ربّ ہے۔نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں۔اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعے سے اُس چیز کے شر سے جس کا ارتکاب میں نے کیا۔میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے تیرے انعام کا جو مجھ پر ہوا اور میں اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا۔لہٰذا تو مجھے معاف کردے۔بیشک گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا۔‘‘ (بخاری:6323)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْأَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ م بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ	:’’اے اللہ! بیشک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! بیشک میں تجھ سے اپنے دین اور دنیا میں اور اپنے اہل و مال میں معافی کا اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں میں امن دے۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے اور میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے ناگہاں ہلاک کیا جاؤں۔‘‘ (ابوداؤد:5074)
اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ	’’اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی اور تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری طرف اکٹھا کیا جانا ہے۔‘‘ (ترمذی:3391)
اَمْسَیْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی کَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ	’’ہم نے فطرتِ اسلام پر، کلمۂ اِخلاص پر اور اپنے نبی ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام حنیف مسلم کی ملت پر شام کی اور وہ مشرک نہیں تھے۔‘‘ (مسند احمد:15434)
اَللّٰھُمَّ مَآ اَمْسٰی بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ	:’’اے اللہ! مجھ پر یا تیری مخلوق میں سے کسی پر جس نعمت نے بھی شام کی ہے وہ صرف تیری طرف سے ہے۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لیے شکر ہے۔‘‘ (ابوداؤد:5073)

اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَھَا رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ	’’شام کی ہم نے اور شام کی سارے ملک نے جو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے ربّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس رات کی بہتری کا اور اس رات کی بہتری کا جو اس کے بعد آنے والی ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس رات کے شر سے اور اس کے بعد آنے والی رات کے شر سے۔ اے میرے ربّ! میں کاہلی اور بڑھاپے کی خرابی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے ربّ! میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔‘‘ (مسلم:6908)

درود

رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

درود اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرنا ہے کہ محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے جس طرح آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائی تھیں۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ (الاحزاب:56)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔''

نبی ﷺ پر دُرود بھیجنے کی بڑی فضیلت ہے:

1۔ ایک مرتبہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں ہوتی ہیں۔ (مسلم 912)

2۔ دس درجات بلند ہوتے ہیں، دس برائیاں دور ہوتی ہیں۔ (صحیح سنن نسائی للالبانی الجزء الاول 1298)

3۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (مسلم 849)

4۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے درود بھیجنے والے کا نام پیش کیا جاتا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی الجزء الرابع 1530)

5۔ جنت کی دلیل ہے۔ (رواہ ابن ماجہ فی سننہ برقم 908)

6۔ قبولیتِ دعا کا باعث ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی الجزء الخامس 2035)

7۔ تمام غموں اور گناہوں کی مغفرت کے لیے کافی ہے۔ (ترمذی 1999)

درود کب بھیجا جائے؟

1۔ دعا کرتے ہوئے (ترمذی 2765)

2۔ اذان کے بعد (مسلم 849)

3۔ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے ہوئے (ابن ماجہ 625)

4۔ مجلس میں (ترمذی 2691)

5۔ تشہد کے آخر میں (ترمذی 2767)

6۔ صبح وشام (صحیح الجامع الصغیر للالبانی 6233)

7۔ نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد (مسند شافعی 581)

8۔ صفا اور مروہ پر (فضل الصلاۃ علی النبي لاسماعیل بن اسحاق القاضي، ص 87)

9۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہونے پر (ترمذی 3546)

10۔ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک پر (ذکرہ مالک في الموطا 1/166)

11۔ غم کی حالت میں اور مغفرت مانگتے ہوئے (ترمذی 1999)

12۔ ہر جگہ اور ہر وقت (فضل الصلاۃ علی النبي للالباني 20)

13۔ جمعہ کے دن اور رات میں (صحیح الجامع الصغیر الجزء الاول 1219)

مسنون درود

1. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ(عَلٰى) اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاری:3370)

2. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (احمد:4/119)

3. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بخاری:6360)

4. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ (بخاری:6358)

5. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسند احمد:1714)

6. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ (نسائی:1293)

دُعائیں

دُعا کی فضیلت

1۔ دُعا دل سے نکلنے والی پکار ہے۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:186)

”اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔“

2۔ دعا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا عمل ہے۔ (ترمذی 3370)

3۔ دعا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرنے کا سبب ہے۔ (ترمذی)

4۔ دُعا تمام نازل ہونے والی آفات کو دور کرنے والی ہے۔ (ترمذی 2813)

5۔ دُعا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ (بخاری 7405)

6۔ سجدوں میں دُعاؤں کی کثرت کو لازم پکڑ لینا چاہئے کہ سجدہ کرتے ہوئے بندہ اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم 1083)

7۔ افضل دعا وہ ہے جو کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں کی جائے۔ (مسلم 6927)

8۔ دُعا سے رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ (ترمذی)

9۔ دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (مستدرک حاکم)

10۔ دعا سے تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا کی جاتی ہے:

i۔ دُعا کے مطابق انسان کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے

ii۔ یا اللہ تعالیٰ اس دعا کو آخرت کے لیے ذخیرۂ اجر بنا دیتا ہے

iii۔ یا دُعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے۔ (احمد)

11۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے شرم آتی ہے۔ (ترمذی 3556)

قبولیتِ دُعا کے اوقات اور مقامات:

1۔ لیلۃ القدر میں۔
2۔ رات کے آخری حصے میں اور ہر رات کی ایک گھڑی۔
3۔ اذان اور اقامت کے درمیان۔
4۔ فرض نمازوں کے بعد۔
5۔ بارش کے وقت۔
6۔ میدانِ جنگ میں۔
7۔ جمعہ کے دن۔
8۔ آبِ زم زم پیتے وقت۔
9۔ سجدے کی حالت میں۔
10۔ رات کو آنکھ کھلے تو اُس وقت۔
11۔ آخری تشہد میں۔
12۔ مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا۔
13۔ یومِ عرفہ (9 ذی الحجہ) کی دُعا۔
14۔ روزہ افطار کرتے وقت۔
15۔ ذکر کی مجلسوں میں۔
16۔ مصیبت کے وقت۔
17۔ سفر کی حالت میں۔
18۔ رمی کے بعد کی گئی دُعا۔
19۔ کوہِ صفا پر کی گئی دُعا۔
20۔ کوہِ مروہ پر کی گئی دُعا۔
21۔ کعبہ میں داخل ہوتے وقت۔
22۔ مشعرِ حرام کے پاس کی دُعا۔

وہ لوگ جن کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے:

1۔ مظلوم کی دعا۔
2۔ باپ کی اپنے بچے کے لیے دعا۔
3۔ مسافر کی دُعا۔
4۔ روزہ دار کی دُعا۔
5۔ امامِ عادل کی دُعا۔
6۔ نیک اولاد کی اپنے والدین کے لیے دُعا۔
7۔ توبہ کرنے والے کی دُعا۔
8۔ حج اور عمرہ کرنے والے کی دُعا۔
9۔ بیمار کی دُعا۔

آدابِ دُعا

اسلام میں دُعا کا مقام بہت بڑا ہے۔ دُعا بندے کی حاجت کو ربّ تعالیٰ کے سامنے ظاہر کرتی ہے اس طرح انسان کا اپنے ربّ سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ دُعا تو اس کی طرف توجہ کرنا ہے جو ساری قوتوں کا مالک ہے، جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے، جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ دُعا مانگنے کے کچھ آداب ہیں۔ جب دُعا مانگنے والا ان کا خیال رکھتا ہے تو اس کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی۔

1۔ دُعا میں کچھ بھی طلب کرنے سے پہلے انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کو قائم کرنے کی نیت کرنی چاہیے کیونکہ دُعا بڑی عبادات میں سے ہے۔ اس طرح انسان اپنی حاجات کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیتا ہے۔ جو شخص بھی اپنی حاجت کو ربّ سے جوڑ لیتا ہے کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ (مریم:4)

2۔ دُعا چونکہ عبادت ہے اس لئے اس میں کثرت ہونی چاہئے۔ (غافر:60، ترمذی3548، صحیح الجامع3409)

3۔ دُعا مانگنے کے لئے وضو افضل ہے لیکن باوضو نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

4۔ دُعا مانگتے ہوئے ہتھیلیاں پھیلانی چاہئیں۔ (ابوداؤد1486) مانگنے والے کو ہاتھ پھیلا کر مانگنا چاہئے۔

5۔ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنی چاہئے۔ (ترمذی3603)

6۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ابتدا کرنی چاہئے۔ دُعا کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ضروری ہے۔ انسان کو اپنے ہر کام میں ہی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنی چاہئے اور مؤمن کو یہ یقین ہوتا ہے کہ آج حمد کروں گا تو کل اللہ تعالیٰ مجھے حمد کرنے والوں میں شامل فرمادیں گے۔ (ابوداؤد1481، ترمذی3477)

7۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے۔ (صحیح الجامع4523)

8۔ پہلے اپنے لئے دُعا کرنی چاہئے بعد میں دوسروں کے لئے۔ پیغمبروں نے اسی طرح سے دُعائیں مانگیں کہ پہلے اپنے لئے دُعا کی۔ (نوح:28، الاعراف:151، الحشر:10، ابوداؤد3984، ترمذی3385)

9۔ انسان کو دُعا تردّد سے نہیں مانگنی چاہئے نہ اسے اِستثناء کرنا چاہئے بلکہ دُعا میں پختہ عزم کرنا چاہئے۔ (بخاری6339، مسلم3679)

10۔ دُعا میں صرف زبان کی حاضری نہیں چاہئے ایسے کہ دل غیر حاضر ہو بلکہ دل کی حاضری سے مانگنی چاہئے۔

(ترمذی3479، حاکم1/493) انسان کو غور وفکر سے دُعا مانگنی چاہئے۔ اسے پتہ ہونا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ زبان سے بات نکلنے سے پہلے دل سے نکلنی چاہئے۔

11۔ مانگتے ہوئے قبولیت کا یقین ہونا چاہئے۔ (البقرۃ186، ترمذی3479)

12۔ اپنے یا اپنے بچوں کے لیے بددُعا نہیں کرنی چاہئے۔ انسان کو ڈرنا چاہئے کہ کوئی وقت بھی قبولیت کا ہوسکتا ہے۔ (مسلم3009)

13۔ گناہ اور قطع رحمی کی دُعا نہیں کرنی چاہئے۔ (ترمذی3381)

14۔ دُعا میں حد سے نہیں بڑھنا چاہئے۔ (الاعراف:55، ابوداؤد1480، صحیح ابوداؤد1313، ابن ماجہ3864، صحیح ابن ماجہ3116)

15۔ مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے موت کی دُعا نہیں مانگنی چاہئے۔ (بخاری6351)

16۔ دنیا میں سزا مل جانے کی دُعا نہیں کرنی چاہئے۔ کچھ لوگ آخرت کے شدید خوف کی وجہ سے دنیا میں ہی عذاب کا مطالبہ کردیتے ہیں۔ (مسلم2688)

17۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور دَرماندگی کا اظہار کرنا چاہئے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے قبولیت میں مدد ملتی ہے۔ انسان کا سر جھکا ہوا ہو اور ہاتھ اُٹھے ہوئے ہوں، یہی عبودیت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی مُلک کا مالک ہے اور ہم اس کے فقیر ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے۔ اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ جو اس عاجزی کے ساتھ دُعا مانگتا ہے اس کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی۔

18۔ جامع اور مسنون دُعائیں مانگنی چاہئیں۔ نبی ﷺ کی دُعاؤں میں دنیا اور آخرت کی بھلائی جمع ہوگئی ہے۔ (ابوداؤد1482)

19۔ اللہ تعالیٰ سے کثرت سے عافیت مانگنی چاہئے۔ (صحیح الجامع1198، ترمذی3514)

20۔ دُعا میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کا وسیلہ اختیار کرنا چاہئے۔ (الاعراف180، آل عمران193)

21۔ اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے وسیلے سے سوال کرنا چاہئے۔ (ترمذی3535، ابن ماجہ3857)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے: **والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم** اور سورہ آلِ عمران کی ابتدائی آیت **الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم** میں۔“ (ابوداؤد:1496)

22۔ دُعا میں اِلحاح اور کثیر مطالبہ ہونا چاہئے۔ (ابن حبان 866، صحیح الجامع 59)

23۔ اپنے ربّ سے دنیا اور آخرت طلب کرنی چاہئے۔ (ابن ماجہ 3847، ترمذی 3373)

24۔ بدحالی میں کثرت سے دعا کرنی چاہئے۔ انسان پر مصیبت اور تکلیف اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اس لئے دُعا مانگنے میں کمی نہیں کرنی چاہئے۔ (الانعام 42)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں سچی روح اور بہترین کیفیت کے ساتھ دُعائیں مانگنا سکھا دے اور ہماری دُعائیں قبول فرمائے۔ آمین

روزمرہ کی دُعائیں

بے دار ہوتے ہوئے	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (مسلم:6887،بخاری:6312)	''شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں مار کر زندہ کیا (یعنی سلا کر جگایا کیونکہ سونا بھی ایک طرح کی موت ہے) اور اُسی کی طرف اٹھایا جانا یا لوٹنا ہے۔''
سوتے ہوئے	بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیَا (مسلم:6887)	''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں۔''
Toilet جاتے ہوئے	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری:142)	''اے اللہ! میں خبیث (جنوں) اور خبیث (جنیوں) سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''
Toilet سے نکلتے ہوئے	غُفْرَانَکَ (ترمذی:7،ابو داؤد:30)	''(اے اللہ! میں) تیری بخشش (چاہتا ہوں)۔''
وضو سے پہلے	بِسْمِ اللّٰہِ (ابو داؤد:101)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔''
وضو کے بعد	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (مسلم:553،ترمذی:55)	''میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنا دیجئے۔''

کپڑے پہننے کی دُعا	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا (الثَّوْبَ) وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةً (ابو داؤد:4020)	''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کی برائی اور جس چیز کے لیے اس کو بنایا گیا اس کی برائی سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔''
نئے کپڑے پہننے کی دُعا	اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِهٖ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ (ابو داؤد:4020)	''اے اللہ! تیرے ہی لیے تمام تعریف ہے۔ تو نے ہی مجھے یہ پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا۔''
نئے کپڑے پہننے والے کو یوں دُعا دیں	تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰہُ تَعَالٰی (ابو داؤد:4020) اِلْبَسْ جَدِیْدًا وَّعِشْ حَمِیْدًا وَّمُتْ شَھِیْدًا (ابن ماجہ:3558)	''تم اس کو بوسیدہ کرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے بدلے اور عطا فرمائے۔'' ''تم نیا کپڑا زیب تن کرو اور قابلِ ستائش زندگی گزارو اور تمہیں شہادت کی موت نصیب ہو۔''
کھانا شروع کرتے وقت	بِسْمِ اللّٰہِ (ترمذی:1858)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔''
اگر بھول جائیں تو	بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ (ترمذی:1858)	''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔''
کھانا کھانے کے بعد	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا. (بخاری:5458،ترمذی:3456)	تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف پاکیزہ اور بابرکت جس کو کافی نہ سمجھا گیا (کہ یہ آخری کھانا ہے) نہ ہی اسے وداع کیا گیا ہے (اب مزید کی ضرورت نہیں) اور اے ہمارے ربّ نہ ہی اس سے بے پرواہی کی جا سکتی ہے۔
دودھ پینے کی دعا	اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (ترمذی:3455)	''اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بھی زیادہ عطا فرما۔''

اپنے میزبان کو یوں دُعادیں	اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ (مسلم:2042)	''اے اللہ! تونے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں ان کے لیے برکت فرما اور ان پر رحم فرما۔''
افطاری کروانے والے کو یوں دُعادیں	اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَآئِکَۃُ (ابوداؤد:3854)	''روزہ دار تمہارے پاس افطار کرتے رہیں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں اور تمہارے لیے فرشتے دُعائیں کرتے رہیں۔''
روزہ دار گالی دینے والے کو کیا کہے؟	اِنِّیْ صَائِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ (مسلم:1151)	''یقیناً میں روزہ دار ہوں، یقیناً میں روزہ دار ہوں۔''
مجلس سے اٹھتے ہوئے	سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (ترمذی:3433)	''پاک ہے تیری ذات اے اللہ تیری تعریفوں کے ساتھ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''
گھر سے نکلنے کی دُعا	بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابوداؤد:5095)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اُسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اس کے سوا کسی کے پاس ہٹانے اور کام کرانے کی طاقت نہیں ہے۔''
گھر میں داخل ہونے کی دُعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا (ابوداؤد:5096)	''اے اللہ! میں آپ سے گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی ہم گھر میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی ہم باہر نکلے اور اپنے ربّ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا۔''
مسجد میں داخل ہوتے ہوئے	بِسْمِ اللّٰہِ (ابن ماجہ:771) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (ترمذی:314) اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مسلم:713)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام ہو۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

مسجد سے نکلتے ہوئے	بِسْمِ اللّٰہِ (ابن ماجہ: 771) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (ترمذی:314) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (ابوداؤد:465)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام ہو۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل وعنایت کا سوال کرتا ہوں۔''

خاص مواقع کی دُعائیں

جس سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت ہو اسے کیا کہیں؟	اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ (ابوداؤد:5125)	''بے شک میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں۔''
جواب میں کیا کہیں؟	اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ (ابوداؤد:5125)	''تم سے وہ ہستی محبت کرے جس کے لیے تم نے مجھ سے محبت کی۔''
جب کوئی تعریف کرے تو کیا کہیں؟	اَللّٰھُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ (وَاجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِّمَّا یَظُنُّوْنَ) (الادب المفرد:761)	''اے اللہ! جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس سے میری گرفت نہ کرنا اور مجھے معاف فرمادے جس چیز کو یہ نہیں جانتے (اور جو یہ گمان کر رہے ہیں مجھے اس سے بہتر بنادے)۔''
جب کسی کی برائی کریں تو اس کے لئے دُعا کریں	اَللّٰھُمَّ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُہٗ فَاجْعَلْ ذٰلِکَ لَہٗ قُرْبَۃً اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (بخاری:6361، مسلم:2601)	''اے اللہ! جس کسی مومن کو میں نے برا بھلا کہا تو اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا۔''
جب کوئی کام مشکل ہو رہا ہو تو کیا کہیں؟	اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلًا (صحیح ابن حبان :24217)	''اے اللہ! نہیں ہے کوئی کام آسان مگر وہی جسے تو آسان کردے۔ اور تو مشکل کام کو آسان کر دیتا ہے جب تو چاہے۔''

Responses

تعجب اور خوشی کے موقع پر کیا کہیں؟	سُبْحَانَ اللهِ اللّٰہُ اَکْبَر (بخاری:6218)	''پاک ہے اللہ تعالیٰ۔'' ''اللہ سب سے بڑا ہے۔''
جب کسی قوم کا یا بادشاہ کا خوف ہو	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُورِھِمْ وَ نَعُوذُبِکَ مِنْ شُرُورِھِمْ (ابو داؤد:1537)	''اے اللہ! بے شک ہم تجھ کو ہی ان کے مدمقابل کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔''
دشمن سے ٹکراؤ کے وقت کیا کہیں؟	اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ بِکَ اَجُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ (ابو داؤد:2632)	''اے اللہ! تو ہی میرا بازو ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے۔ میں تیری ہی مدد سے گھومتا پھرتا ہوں اور تیری ہی توفیق سے حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی (مدد) سے لڑتا ہوں۔''
مرغ کی اذان کے وقت	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مسلم:6920)	''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''
گدھے کے ہنہنانے پر	اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (مسلم:6920)	''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔''
بدشگونی سے کراہت کے وقت	اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ (احمد:220/2)	''اے اللہ! بدشگونی نہیں ہے مگر تیری بدشگونی (تیرے ہی حکم سے) کوئی بھلائی نہیں ہے مگر تیری ہی بھلائی ہے اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''
نیا پھل دیکھنے کی دُعا	اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِی مُدِّنَا (مسلم:1373)	''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھل میں برکت عطا فرما اور ہمارے لیے ہمارے شہر میں برکت عطا فرما اور ہمارے لیے ہمارے مُدّ (ناپ تول کا پیمانہ) میں برکت عطا فرما۔''
مال لانے والے کے لئے دُعا	بَارَکَ اللهُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ (بخاری)	''اللہ تیرے لیے تیرے اہل وعیال اور تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔''

قرض کی ادائیگی کے لئے دُعا	اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (ترمذی:3563)	''اے اللہ! تو مجھے اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے کافی ہو جا اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کر دے۔''
قرض لوٹانے وقت کی دُعا	بَارَکَ اللهُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اِنَّمَا جَزَآءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَآءُ (ابن ماجہ:2424)	''اللہ تعالیٰ آپ کے لیے آپ کے اہل ومال میں برکت عطا فرمائے۔ قرض کا صلہ تو صرف شکریہ اور ادائیگی ہی ہے۔''
بازار میں داخل ہوتے وقت کی دُعا	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترمذی:3428)	''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے۔ اسی کے لیے ہی تمام تعریف ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''
مصیبت کے وقت کی دُعا	اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا (مسلم:2126)	''ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور ہم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس کا بہتر بدلہ عطا فرما۔''
غم دور کرنے کی دُعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ (بخاری:6369)	''اے اللہ! میں فکر وغم سے، کم ہمتی سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''
غصہ کے وقت کی دُعا	اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (بخاری:6115)	''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔''
گھبراہٹ کے لئے دُعا	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ (مسلم:2208/4)	''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''
چھینک آنے کی دُعا	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (بخاری:6224)	''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

چھینکنے والے کو کیا دعا دیں	يَرْحَمُكَ اللهُ (بخاری:6224)	''اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔''
يَرْحَمُكَ اللهُ کہنے والے کو کیا دُعا دیں	يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (بخاری:6224)	''اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔''
کافر کے چھینکنے پر کیا جواب دیں	يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُم (ترمذی:2739)	''اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست فرمائے۔''

مخصوص اوقات کی دُعائیں

نیا چاند نکلنے کے وقت کی دُعا	اَللهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللهُ (ترمذی:3415)	''اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! تو اس کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس کو اے ہمارے پروردگار تو پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔ ہمارا رب اور (اے چاند) تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔''
تیز ہوا یا آندھی کے وقت	اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ (مسلم:899)	''اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ اور میں اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی۔''
بارش کے لئے دُعائیں	اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا (بخاری:1014، مسلم:897)	''اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔ اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔ اے اللہ! ہم کو بارش عطا فرما۔

بارش ہوتے وقت	اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا (بخاری مع الفتح:518/2)	''اے اللہ! اس بارش کو نفع بخش، فائدہ مند بنا دے۔''
گرج سننے کے وقت کی دُعا	سُبْحَانَ اللهِ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ (المؤطا:992/2)	''پاک ہے وہ ذات جس کی حمد کے ساتھ یہ گرج تسبیح کرتی ہے اور اس کے خوف سے فرشتے (اس کی تسبیح پڑھتے ہیں)۔''
بارش کے بعد کی دُعا	مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهٖ (بخاری:846، مسلم:71)	''ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے بارش برسائی گئی۔''
جب بارش کثیر ہو اور ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو	اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ (بخاری:224/1، مسلم:614/2)	''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا اور ہم پر نہ (برسا)۔ اے اللہ! ٹیلوں پر، پہاڑوں کی چوٹیوں پر، وادیوں کے اندر اور درخت اگنے کی جگہوں پر (بارش برسا)۔''

نکاح کے موقع کی دُعائیں

نکاح کرنے والے کو کیا دُعا دیں؟	بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِىْ خَيْرٍ (ترمذی:1091)	''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم پر برکت فرمائے اور جمع کرے تم دونوں کو خیر و خوبی کے ساتھ۔''
شوہر بیوی کو شادی کی رات کیا دُعا دے؟	اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. (صحیح ابن ماجہ:32/4)	''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جس پر تو نے اس کو پیدا فرمایا ہے اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔''
جماع سے پہلے کی دُعا	بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری:6388)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ یا اللہ! مجھے شیطان کے شر سے بچانا اور جو اولاد ہمیں دینا شیطان کو اس سے دور رکھنا۔''

اولاد کو کیسے اللہ کی پناہ میں دیا جائے؟	اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّۃٍ (بخاری:3371)	''میں تمہیں پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظرِ بد سے۔''

عیادت اور وفات سے متعلق دعائیں

بیمار کے جسم پر کیسے دم کریں؟	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ (مسلم:5737)	''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی، اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں آئندہ سے''۔ (درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر سات مرتبہ یہ دُعا پڑھیں۔)
مریض کو کیسے دُعا دی جائے	لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (بخاری:5656) اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ (ترمذی:2083) بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ (مسلم:5700) اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا (ابن ماجہ:3520)	''کوئی حرج نہیں، یہ بیماری ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے لیے گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہوگی۔'' ''میں بڑی عظمت والے اللہ تعالیٰ سے جو عرشِ عظیم کا رب ہے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے۔'' ''اللہ تعالیٰ کے نام سے میں تمہارے لیے شفا طلب کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تمہیں تکلیف پہنچاتی ہے۔ ہر نفس کے شر سے یا حاسد کی نظر بد سے۔ اللہ تعالیٰ تم کو شفا عطا فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ کر تمہارے لیے شفا طلب کرتا ہوں۔'' ''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دُور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا سوائے تیری شفا کے ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔''
جس کی زندگی جا رہی ہو وہ کیا کہے؟	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (بخاری:10/7، مسلم:1893/4)	''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے سب سے اعلیٰ رفیق کا ساتھ نصیب فرما۔''

جب کوئی چارہ کار نہ رہے	اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ (بخاری:5671)	''یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے زندہ رہنے میں بھلائی ہے اور مجھے اس وقت وفات دے جب وفات میں میرے لیے بھلائی ہو۔''
جس کا عزیز فوت ہو جائے تو کیا کہیں؟	اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا (مسلم:918)	''بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس کا بہتر بدلہ عطا فرما۔''
جنازے کی دُعائیں	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (مسلم:2232، ابن ماجہ:1500) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا . اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِسْلَامِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (ابو داؤد:3201)	''اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے عافیت دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کی باعزت مہمانی فرما اور اس کے داخل ہونے کی جگہ (قبر) کھلی فرما۔ اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے (اس کے گناہوں کو) اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا ہے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی کے بدلے بہتر بیوی عطا فرما۔ اس کو جنت میں داخل کر دے اور اس کو عذابِ قبر سے بچا اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' ''اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو، مردوں کو اور عورتوں، حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھنا اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دینا۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔''

بچے کی میت پر	اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا (بخاری تعلیقاً)	''یا اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیشوا، پیش رو اور باعثِ اجر بنا۔''
میت کو قبر میں داخل کرتے وقت کیا کہیں؟	بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (احمد) وَفِی رِوَایَةٍ : وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ابو داؤد:3213)	''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر (میں اسے قبر میں اتارتا ہوں۔)'' اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر (میں اسے قبر میں اتارتا ہوں۔)
زیارتِ قبور کی دُعا	اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ (وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ) اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ (مسلم:974، 975)	''اے ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ اور بے شک ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''
تعزیت کی دُعا	اِنَّ لِلّٰهِ مَآ اَخَذَ وَلَهٗ مَآ اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. (بخاری:7377، مسلم:923)	''بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے عطا کیا اور ہر چیز اس کے پاس مقرر وقت کے ساتھ ہے۔ لہٰذا تمہیں صبر کرنا چاہیے اور ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔''

سفر کی دُعائیں

سوار ہونے کی دُعا	بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف:13,14)(جامع ترمذی:3446، ابو داؤد:2602)	''اللہ کے نام سے۔ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اس (سواری) کو مسخر کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور ایک روز ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔''

سفر کی دُعا	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ. (مسلم:3275)	''اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی اور تقویٰ کا اور ایسے عمل کا جسے تو پسند کرتا ہے سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! اس سفر کو ہم پر آسان کر دے۔ اس کی دوری کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور گھر والوں کا نگران ہے۔ اے اللہ! سفر کی سختی سے، برے مناظر سے اور واپسی پر مال اور گھر میں بری تبدیلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔''
مسافر کی مقیم کے لئے دُعا	اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ (ابی داؤد:2601)	''میں تمہارے دین، امانت اور خاتمۂ اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''
مقیم کی مسافر کے لئے دُعا	اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ (ترمذی:3443) زَوَّدَکَ اللّٰهُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ (ترمذی:3444)	''میں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا خاتمۂ اعمال اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔'' ''اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا توشہ عطا کرے۔ تیرے گناہ معاف کرے اور جدھر بھی جائے اچھائی کی طرف تجھے آسانی عطا کرے۔''
دورانِ سفر کسی منزل پر اُترنے کی دُعا	اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (مسلم:6880)	''میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کی اس کی مخلوق کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔''
اوپر جاتے ہوئے	اَللّٰهُ اَکْبَرُ (بخاری:2993)	''اللہ سب سے بڑا ہے۔''
نیچے اترنے کی دُعا	سُبْحَانَ اللّٰهِ (بخاری:2993)	''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔''
سفر سے واپسی کی دُعا	آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (بخاری:6385)	''ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی ہی تعریف کرنے والے ہیں۔''

حج اور عمرے کے اذکار و دُعائیں

حج یا عمرے کے لئے تلبیہ	لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (بخاری:1549)	”حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں۔ تمام حمد تیرے ہی لیے ہے اور تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں۔ ملک تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“
رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان کی دُعا	رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة:201، ابوداؤد:126)	”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“
صفا اور مروہ پر وقوف کے وقت کی دُعا	اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا لا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ (البقرة:158) اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (مسلم1318)	”یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پھر جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔ اور جو کوئی شوق سے کوئی نیکی کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ قدردان ہے، جاننے والا ہے۔“ ”میں اسی سے ابتداء کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء کی ہے۔“ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا لشکروں کو شکست دی۔“
یوم عرفہ کی دُعا	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترمذی:3585)	”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

توبہ کی دُعائیں

تیری مغفرت بہت وسیع ہے۔	اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (مستدرک حاکم)	”اے اللہ! میرے گناہوں کے مقابلے میں تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور میرے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ امید ہے۔“
گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا۔	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ (بخاری :834)	”اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی جانب سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔“
میری مغفرت فرما۔	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ (بخاری:6399)	”اے اللہ! میری خطا اور نادانی اور میرے کاموں میں زیادتی سے درگزر فرما اور اس گناہ سے بھی جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھے ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما اس بات سے جس کو میں نے ارادے اور سنجیدگی سے کیا اور اس سے بھی جس کو ہنسی اور دل لگی میں کیا اور ان کاموں سے بھی جنہیں میں نے بھول چوک میں کیا اور ان سے بھی جنہیں میں نے دانستہ طور پر کیا۔“
ہمارے گناہ اور بے اعتدالیاں معاف کردے۔	رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (آل عمران:147)	”اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کام میں ہماری بے اعتدالیوں کو معاف کر دیجئے اور ہمیں ثابت قدم رکھئے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمایئے۔“
ہمارے گناہ معاف کردیجئے برائیاں دور کردیجئے۔	رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران:193)	”اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری بُرائیوں کو ہم سے دور کردے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کرنا۔“

بھول چوک یا غلطی پر ہمیں نہ پکڑنا۔	رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:286)	''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑنا۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈالنا جس طرح کا بوجھ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر ان اعمال کا بوجھ نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ پھر کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''
ہمیں معاف کردے۔	رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المومنون:109)	''اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پھر ہمیں معاف کردے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔''
ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔	رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:16)	''اے ہمارے رب! یقیناً ہم ایمان لائے۔ پھر آپ ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیجئے''۔
مجھے بخش دیجئے۔	رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (القصص:16)	''اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ پھر تو مجھے بخش دے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا۔ یقیناً وہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''
میرے گناہوں کو دھو ڈالیے۔	رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ (ابوداؤد:1510)	''اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرمالے۔ میرے گناہوں کو دھو ڈال۔ میری دُعا قبول فرما۔ میری حجت ودلیل کو باقی رکھ۔ میرے دل کو ہدایت دے۔ میری زبان کو سچا بنا اور میرے سینے کی سیاہی نکال دے۔''
میری توبہ قبول فرما لے۔	رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (ابن ماجہ:3814)	''اے میرے رب! مجھے بخش دے۔ میری توبہ قبول فرما۔ تو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔''

میں معافی مانگتا ہوں	اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ (ابوداؤد:1517)	''میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔ وہ زندہ جاوید ہے اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اور اس کے حضور میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔''
مجھے گناہوں سے پاک کردے	اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری:744)	''یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دُوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری رکھی۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ (اپنی بخشش کے ساتھ) پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔''
میرے چھوٹے اور بڑے تمام گناہ معاف کردے۔	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (مسلم:1084)	''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے تمام گناہوں کو معاف فرما۔ جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں اور وہ جو پوشیدہ ہیں یا ظاہر۔''
اگر تو نے معاف نہ کیا تو	رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:23)	''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''
اللہ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔	اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (ترمذی:3513)	''اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس تو مجھے معاف فرمادے۔''

غم کی دُعائیں

یا اللہ! رحمت کی فریاد ہے۔	يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ (ترمذی:3524)	''اے زندہ جاوید ہستی! اے کائنات کے نگران! میں تیری ہی رحمت کے ذریعے سے فریاد کرتا ہوں۔''

پریشانی اورغم کا شکوہ صرف اللہ سے۔	اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (یوسف:86)	''یقیناً میں تو اپنی ہر پریشانی اورغم کا شکوہ صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''
ربّ ہر جان دار کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے۔	اِنِّیۡ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیۡ وَرَبِّکُمۡ ؕ مَا مِنۡ دَآبَّۃٍ اِلَّا ہُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (ھود:56)	''یقیناً میرا بھروسہ تو اس اللہ تعالیٰ پر ہے جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔کوئی جاندار نہیں مگر جس کو اس کی پیشانی سے وہ پکڑنے والا نہ ہو۔ یقیناً میرا ربّ سیدھے راستے پر ہے۔''
ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔	رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ (الممتحنہ:4)	''اے ہمارے ربّ! ہمیں اُن لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا جن لوگوں نے کفر کیا۔اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے۔یقیناً تو ہی زبردست ہے، دانا ہے۔''
میں ظالموں میں سے تھا۔	لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیاء:87)	''تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تیری ذات پاک ہے۔ یقیناً میں ظالموں میں سے تھا۔''
یااللہ! تیری رحمت کی امید ہے۔	اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَکَ اَرۡجُوۡا فَلَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ وَّاَصۡلِحۡ لِیۡ شَاۡنِیۡ کُلَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ (ابوداؤد:5090)	''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس تو مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے سارے کاموں کو درست فرمادے۔تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔
اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہے۔	حَسۡبِیَ اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ (بخاری:4563)	''میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔''
اللہ ہی ربّ ہے۔	لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبِّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ (ابن ماجہ3883)	''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔وہ بردبار اور بزرگی والا ہے۔پاک ہے اللہ تعالیٰ وہ عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔پاک ہے اللہ تعالیٰ وہ سات آسمانوں اور عرشِ کریم کا ربّ ہے۔''

شِفا کی دُعائیں

اللہ مجھے شفا دیتا ہے۔	وَاِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ (الشعراء:80)	''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔''
تو شفا دینے والا ہے	اَذۡھِبِ الۡبَاۡسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا (ابن ماجہ:3520)	''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دُور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔نہیں ہے شفا سوائے تیری شفا کے ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔''
میں مغلوب ہوں۔	رَبِّ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (القمر:10)	''یقیناً میں مغلوب ہوں۔پھر انتقام لے۔''
وہ حفاظت کرتا ہے	اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَفِیۡظٌ (ھود:57)	''یقیناً میرا ربّ ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔''
میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ وَقُدۡرَتِہٖ مِنۡ شَرِّ مَاۤ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ (مسلم:5737)	''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی، اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں آئندہ سے''۔ (درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر سات مرتبہ یہ دُعا پڑھیں۔)
ہر چیز کی برائی سے مجھے پناہ دے دیجئے	اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنۡ کُلِّ شَیۡطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنۡ کُلِّ عَیۡنٍ لَّامَّۃٍ (ابن ماجہ3525)	''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے۔''
مجھے بیماری لگ گئی ہے۔	اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (الانبیاء:83)	''یقیناً مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''
اے آگ! ٹھنڈی ہو جا سلامتی بن جا۔	قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰھِیۡمَ (الانبیاء:69)	''ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم کے لیے۔''
وہ بے قرار کی سنتا اور بُرائی دور کرتا ہے	اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل:62)	''یا کون ہے جو بے قرار کی دُعا سنتا ہے جب وہ اُسے پکارے؟ اور تکلیف دور کرتا ہے۔''

میں اللہ تعالیٰ سے صحت کا سوال کرتا ہوں۔	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ (مشکوۃ:2385)	”اے اللہ! میں تجھ سے تندرستی، پاک دامنی، امانت، اچھے اخلاق اور تقدیر پر رضامندی کا سوال کرتا ہوں۔“

حفاظت کی دُعائیں

ہر جان پر نگہبان ہے	اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (الطارق:4)	”کوئی جان ایسی نہیں ہے جس پر نگہبان نہ ہو۔“
رب ہر چیز پر نگران ہے	وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (سبا:21)	”اور تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔“
تم پر نگہبان مقرر ہیں	وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ (الانفطار:10)	”اور یقیناً تم پر نگہبان مقرر ہیں۔“
شیطان سے حفاظت میں رکھیے۔	رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (المؤمنون:97,98)	”اے میرے رب میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے پاس آئیں۔“
شیطان کی پھونک سے حفاظت کی دعا	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ (3 بار صبح وشام) (ابوداؤد:764)	”میں پناہ حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی، شیطان سے اور اس کی پھونک سے، اس کے تھوک اور اس کے چوکے سے۔“
شیطان جنوں اور انسانوں سے حفاظت	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (نسائی:5509)	”میں جنوں کے شیطانوں اور انسانوں کے شیطانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔“
نگاہوں سے حفاظت کی دعا	اَعُوْذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسِ (نسائی:5496)	”اے اللہ! میں جنوں اور انسانوں کی نگاہوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“
اپنے نفس سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (ابوداؤد:5090)	”اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس تو مجھے ایک لمحے کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے سارے کاموں کو درست فرما دے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

دنیا اور روز قیامت کی تنگی سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابوداؤد:5085)	”اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور قیامت کے دن کی تنگی سے۔“
اللہ کی ناراضگی سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ (مسلم:6943)	”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہونے سے، تیری عافیت کی تبدیلی سے اور تیرے ناگہانی عذاب اور تیری تمام ناراضگیوں سے۔“
دنیا اور آخرت کے فتنوں سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا (يَعني فِتْنَةِ الدَّجَّالِ) وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری:6365)	”اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور آپ کی پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاؤں اور دنیا کے فتنوں یعنی مسیح دجال کے فتنے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“
بُری موت سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَالْهَدْمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرِيْقِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا (نسائی:5533)	”اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں مکان سے گر کر مرنے سے اور مکان کے نیچے دب کر مرنے سے اور ڈوب کر مرنے سے اور جل کر مرنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ مرنے کے قریب شیطان مجھ کو اچک لے اور یہ کہ تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر مارا جاؤں اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ (سانپ وغیرہ کے) ڈسنے سے مروں۔“
بری تقدیر سے حفاظت کی دعا	اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرَكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ (بخاری:6616)	”اے اللہ! میں مصیبت کی سختی، بدبختی کے پہنچنے، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کے غصے سے حفاظت کی دعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِرِضَاکَ مِنۡ سَخَطِکَ وَاَعُوۡذُ بِمُعَافَاتِکَ مِنۡ عُقُوۡبَتِکَ وَاَعُوۡذُ بِکَ مِنۡکَ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡکَ اَنۡتَ کَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِکَ (ترمذی:3566)	''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کی تیرے غصے سے، تیری معافی کی تیرے عذاب سے اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''
بے خوف دل سے حفاظت کی دعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ عِلۡمٍ لَّا یَنۡفَعُ وَمِنۡ قَلۡبٍ لَّا یَخۡشَعُ وَمِنۡ نَّفۡسٍ لَّا تَشۡبَعُ وَمِنۡ دُعَآءٍ لَّا یُسۡمَعُ (نسائی:5538)	''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔''
برے اخلاق، اعمال اور خواہشات سے حفاظت کی دعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ مُّنۡکَرَاتِ الۡاَخۡلَاقِ وَالۡاَعۡمَالِ وَالۡاَھۡوَاءِ (ترمذی:3591)	''اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق اور برے اعمال سے اور بری خواہشات سے۔''
سوتے میں وحشت کی دعا	اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنۡ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنۡ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیۡنِ وَاَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ (ابوداؤد:3893)	''میں اللہ تعالیٰ کے ہمہ گیر کلمات کی پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غضب و غصے سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کے کچوکوں (وسوسوں) سے اور اس سے کہ وہ شیطان میرے پاس آئیں۔''
برے ہمسائے سے حفاظت کے لیے	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ جَارِ السَّوۡءِ فِیۡ دَارِ الۡمُقَامِ فَاِنَّ جَارَ الۡبَادِیۡ یَتَحَوَّلُ عَنۡکَ (نسائی:5504)	''میں سکونت کے گھر میں برے ہمسائے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس لیے کہ جنگل کا ہمسایہ تو بدل جاتا ہے (لیکن بستی کا ہمسایہ اپنی جگہ جما رہتا ہے)۔''
گھر سے باہر حفاظت کے لیے دعا	اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ (ابن ماجہ:3884)	''اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا پھسل جاؤں یا (کسی کے ساتھ) ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا (کسی کے ساتھ) جہالت کے کام کروں یا میرے ساتھ کوئی جہالت و نادانی سے پیش آئے۔''

جامع دعا	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡئَلُکَ مِنۡ خَیۡرِ مَا سَئَلَکَ مِنۡہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَ مِنۡہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنۡتَ الۡمُسۡتَعَانُ وَعَلَیۡکَ الۡبَلَاغُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ترمذی:3521)	''اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے ہر اس چیز کی بھلائی مانگتے ہیں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی اور ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی اور اے اللہ! تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے اور تیرے ہی ذمہ حق پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر گناہوں سے پھرنے کی طاقت اور عبادت کی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔''

حلال وحرام

سوال: حلال سے کیا مراد ہے؟

جواب: پاک اور طیب چیز حلال ہے سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (المائدہ:4)

سوال: حرام سے کیا مراد ہے؟

جواب: حرام صرف وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شریعت نے بتایا ہے۔ (البقرہ:29)

سوال: اسلام میں حلال وحرام کے کیا اصول ہیں؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں اصلاً حلال ومباح ہیں، حرام صرف وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت کے بارے میں اللہ کی شریعت نے بتایا ہے۔ (البقرہ:29)

2۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جس کو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہیں۔ (مستدرک الحاکم:375/2)

3۔ حلال وحرام کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ جو شخص بھی اس کی جسارت کرے گا وہ حد سے تجاوز کرنے کا مرتکب ہوگا۔ اس کی اتباع کرنا اور اس کے عمل سے اس پر اظہارِ رضامندی کرنا شرک کے مترادف ہے۔ (الشوریٰ:31)

4۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا شرک ہے۔ اسلام نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو تحلیل وتحریم کے مختار بن جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’میں نے اپنے بندوں کو دینِ حنیف پر پیدا کیا لیکن شیطانوں نے انہیں بہکایا اور ان پر ان چیزوں کو حرام کر دیا جن کو میں نے حلال کیا تھا، اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان کو شریک ٹھہرائیں جن کے شریکِ خدا ہونے کی میں نے ہرگز سند نازل نہیں کی۔‘‘ (مسلم:2865، مسند احمد:17484، معجم الکبیر للطبرانی:995)

5۔ حرام چیزیں نقصان دہ ہیں۔ (البقرہ:219) 6۔ حلال حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (النساء:28)

7۔ جو چیز حرام کا باعث بنے وہ بھی حرام ہے۔

8۔ حرام کے لیے حیلے کرنا بھی حرام ہے۔ (مسند احمد:22709، ابن ماجہ:3385، مستدرک حاکم:147/4، نسائی:5661)

9۔ نیک نیتی حرام کو حلال نہیں کرتی۔ (مسلم:1015، ترمذی:2989، مسند احمد:8348، سنن الکبریٰ للبیہقی:346/3)

10۔ حرام میں مبتلا ہو جانے کے اندیشہ سے مشتبہات سے بچنا چاہیے۔ (بخاری:52)

11۔ حرام سب کے لیے حرام ہے۔ (بخاری:3475)

سوال: حرام کب حلال ہو سکتا ہے؟

جواب: ایک مسلمان شدید ضرورت کے پیش آ جانے پر اپنی جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام چیز کھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور سؤر کے گوشت کی حرمت کا حکم دینے کے بعد فرمایا:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرہ:173)

پھر جو شخص مجبور ہو جائے، نہ وہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

دعوت الی اللہ

سوال: دعوت الی اللہ کیا ہے؟

جواب: دعوت مسلمانوں کے لئے زندگی کی علامت ہے۔ دعوت الی اللہ دین کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد ایک طرف لوگوں کو اسلام کے دائرے میں شامل کرنا ہے یعنی وسعتِ اسلام کے لیے کوشش کرنا ہے اور دوسری طرف اہلِ اسلام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے تیار کرنا ہے اور انہیں بگاڑ سے بچانا ہے یعنی ان کے دین کا تحفظ کرنا ہے۔ اسلام نے دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کا پورا پروگرام دیا ہے۔ کیونکہ

1۔ دعوت کے بغیر انفرادی تشخص برقرار رکھنا ممکن نہیں۔

2۔ دعوت کے بغیر مسلمانوں کو اندرونی بگاڑ سے نہیں بچایا جا سکتا۔ اسی لئے ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (المائدۃ: 67)

''اے رسول! جو کچھ تم پر تمہارے ربّ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے بچالے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (67)

دعوت الی اللہ دین کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت عمل میں آئی۔ انہوں نے دعوت الی اللہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس فریضے کی ذمہ داری کو علماء نے ہر دور میں انجام دیا۔ اگر اس سے غفلت برتی جائے، لوگ نہ علم حاصل کریں، نہ اسے عملی حیثیت دیں تو نبوت کے مقاصد ہی فوت ہو جائیں، دین کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں، معاشرے میں گمراہی اور بگاڑ پھیل جائے، اللہ کے بندے ہلاکت میں مبتلا ہوں اور یہ احساس ہی ختم ہو جائے کہ ہم گمراہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جنہیں انبیاء علیہم السلام کی وراثت ملی وہ اس کے اہل ثابت نہ ہو سکے۔ آج جو لوگ اس خلاء کو پر کریں گے وہ بلاشبہ اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے۔

سوال: کیا دعوت الی اللہ فرض ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو امتِ محمدیہ ﷺ پر فرض قرار دیا ہے۔

1۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران: 104)

''اور تم میں سے ضرور ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

2۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر (ہاتھ سے بدلنے کی) استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔'' (مسلم: 177)

3۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ گواہ ہو جا! یہاں موجود شخص غیر حاضر شخص کو پہنچا دے۔ کتنے لوگ جنہیں بات پہنچائی جاتی ہے خود سننے والوں سے بات کو زیادہ سمجھنے والے ہوتے ہیں۔'' (بخاری: 1741)

4۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً آپ ﷺ کی امت کو یہی وصیت ہے کہ موجود لوگ غیر حاضر لوگوں تک (آپ ﷺ کی بات) پہنچا دیں۔'' (بخاری: 1739)

5۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

’’حدیث سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ علمِ دین کی تبلیغ فرضِ کفایہ ہے اور بعض لوگوں کے حق میں فرض عین ہوجاتی ہے۔‘‘ (فتح الباری 3/576)

سوال: امت کے اعزاز کا سبب کیا ہے؟

جواب: امت کے اعزاز کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ ارشاد ربّ العالمین ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران: 110)

’’تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘

سوال: رسول اللہ ﷺ کو دعوت الی اللہ تعالیٰ کی کیا ذمہ داری سونپی گئی؟

جواب: 1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (السبا: 28)

اور ہم نے تمہیں تمام انسانوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

2۔ ایک اور جگہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ (المائدہ: 67)

اے رسول! جو کچھ تم پر تمہارے ربّ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے بچا لے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

3۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہر ایک امت میں اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمایا جو انہیں خیر کا حکم دیتا اور شر سے بچنے کی تلقین کرتا اور ’خیر‘ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی عبادت کرنا ہے اور ’شر‘ طاغوت کی اطاعت کرنا ہے۔‘‘ (الکشاف: 2/409)

4۔ ربّ العزت نے فرمایا:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ (النساء: 165)

’’رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔‘‘

5۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’دعوت الی اللہ رسولوں اور ان کے پیروکاروں کا مشن ہے۔‘‘ (جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد ﷺ خیر الانام: 415)

6۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

’’گروہِ رسول مخلوق کی راہ نمائی کرنے والا تھا۔ وہ ہدایت کے امام تھے اور سب جن و انس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کی دعوت دینے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرما کر بندوں پر عنایت و شفقت فرمائی۔ ان کے ذریعے راہِ حق کو واضح کیا، صراطِ مستقیم کو اجاگر کیا تاکہ لوگوں کے لیے حق خوب آشکارا ہوجائے۔‘‘ (الدعوۃ الی اللہ تعالیٰ واخلاق الدعاۃ: ص 8)

سوال: دعوت الی اللہ کی کیا اہمیت اور ضرورت ہے؟

جواب: 1۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی برتنے والے اور اس میں مبتلا ہوجانے والے کی مثال ایک ایسی قوم کی سی ہے جس نے ایک کشتی پر سفر کرنے کے لیے جگہ کے بارے میں قرعہ اندازی کی۔ پھر نتیجے میں کچھ لوگ نیچے سوار ہوئے اور کچھ اوپر۔ نیچے کے لوگ پانی لے کر اوپر کی منزل سے گزرتے تھے اور اس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس خیال سے نیچے والا ایک آدمی کلہاڑی سے کشتی کا نیچے کا حصہ کاٹنے لگا تاکہ نیچے ہی سے سمندر کا پانی لے لیا کرے۔ اب اوپر والے آئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ تم لوگوں کو میرے اوپر آنے جانے سے تکلیف ہوتی تھی اور میرے لیے بھی پانی ضروری تھا۔ اب اگر انہوں نے نیچے والے کا ہاتھ پکڑ لیا تو انہیں بھی نجات دی

اور خود بھی نجات پائی لیکن اگر اسے یونہی چھوڑ دیا تو انہیں بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہو گئے۔'' (صحیح بخاری: 2686)

2۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اچھے کام کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اس سے پہلے کہ تم دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔'' (بیہقی، احمد بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

3۔ انبیاء علیہم السلام کو دعوت کے لیے بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والے چنتا ہے۔ فرمایا:

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج: 75)

اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

4۔ امام احمد نے درّہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ قرآن کریم پڑھے، سب سے زیادہ متقی ہو، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا ہو، اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔ (مسند احمد: 432/6)

سوال: دعوت دین کے بارے میں خواتین کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی لیکن جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق آیات نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس: 5843) اشاعتِ اسلام ایک بڑی خدمت ہے اور صحابیات اس میدان میں بھی پیچھے نہیں رہیں۔

1۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی دعوت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ (اسد الغابہ: 519/5)

2۔ ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا جو نہایت مخفی طور پر ان کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں۔ قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔ (الاصابہ: 466/8)

3۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ترغیب سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آستانۂ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ (الاصابہ: 461/8)

4۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے۔ (موطا، کتاب النکاح: 1143)

5۔ غزوۂ احد میں جبکہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند جاں نثار رہ گئے تھے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب آپ ﷺ کی طرف بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ ابن قمیہ جب آپ ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر روکا اور ان کے کندھے پر زخم آیا۔ انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لیے کارگر نہ ہوئی۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد: 301/8)

6۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے پورا قرآن حفظ کیا ہوا تھا۔ (فتح الباری: 52/9 کتاب فضائل القرآن)

7۔ حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا اس لیے انہوں نے درخواست کی کہ ایک مؤذن بھی مقرر فرما دیجئے چنانچہ مؤذن اذان دیتا اور وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ: 626/5)

8۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم کو کبھی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کوئی معلومات نہ ملی ہوں۔ (زرقانی: 267/3)

جہاد فی سبیل اللہ

سوال: جہاد کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟

جواب: انسان کی جان محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعتوں اور انسانوں کے بنائے ہوئے مہذب قوانین میں انسانی جان کے احترام کا اصول موجود رہا ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر معاشرت منظم ہوتی ہے۔ انسانی زندگی کی ساری سرگرمیاں اسی کے گرد گھوم رہی ہیں مثلاً تجارت، زراعت، صنعت وغیرہ ایک مقصد کو ظاہر کرتے ہیں کہ انسانی جان کا تحفظ اور احترام ہے۔ ربّ العزت نے فرمایا:

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ (المائدہ:32)

''ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ یقیناً جو شخص کسی کو قتل کرے بغیر (اس کے کہ اس نے) کسی شخص (کو قتل کیا ہو) یا زمین میں فساد (پھیلائے) تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے کسی ایک کی جان بچالی تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو بچالیا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان:68)

''اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ۔''

رسول اللہ ﷺ نے انسانی جان کے احترام کی تلقین کی ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا، نسائی کتاب تحریم الدم)

جب انسانی جان کا احترام اٹھ جائے اور انسانی حقوق سلب کئے جائیں تو اجتماعی فساد پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مذہبی آزادیاں پامال ہوتی ہیں، نسلیں اور کھیتیاں برباد ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں جنگ فرض ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ ظالموں کا خون بہایا جائے اور فتنہ وفساد پھیلانے والوں سے مظلوم اور بے بس افراد کو نجات دلائی جائے۔ اگر ایسے موقع پر وعظ ونصیحت اور دعوت وتلقین بے اثر ہو جائے تو طاقت کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ربّ العزّت نے فرمایا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ (الحج:40)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب ڈھا دیئے جائیں۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ:251)

اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے جنگ اس وقت جائز ہو جاتی ہے جب وہ اسلام کی دعوت کی آزادی اور امن وامان برقرار رکھنے کے لیے لڑی جائے اور اس دوران شجاعت اور شرافت کے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ (الرسول القائد:19)

سوال: جہاد کا کیا مقصد ہے؟

جواب: 1۔ جہاد کا مقصد شر کو دفع کرنا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا ہے۔ اس کے لیے قوت کا استعمال صرف ان ہی طبقوں کے خلاف ہوگا جو عملاً جنگ کریں۔ باقی تمام انسانوں کو اس سے محفوظ رہنا چاہیے۔

2۔ اسلام نے جہاد کے لیے رائج الوقت اصطلاحات کو چھوڑ کر فی سبیل اللہ کی اصطلاح وضع کی جو وحشیانہ جنگ کے تصورات سے اس کے تصور کو بالکل جدا کر دیتی ہے۔ (الجہاد فی الاسلام:177) اسلام نے جو تصور دیا اس کو اس دور کے انسانوں کی عقلیں سمجھنے سے قاصر تھیں کہ جنگ نہ مال ودولت کے لیے ہوگی، نہ زمین ہتھیانے کے لیے، نہ شہرت اور ناموری کے لیے ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ہوگی۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ! آدمی لوٹ کے لئے لڑتا ہے اور آدمی نام کے لئے لڑتا ہے اور آدمی اپنا مرتبہ دکھانے کو لڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔ (مسلم: 4919، بخاری: 2810)

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگ دور ہو گئے تو ان سے اہلِ شام میں سے ایک آدمی نے کہا: اے شیخ! آپ ہمیں ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لیے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ تحقیق وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔ یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم: 4923)

3۔ اسلام کی تعلیم جنگ کو ہر قسم کے دنیاوی مقاصد سے پاک کر دیتی ہے۔ اسلام میں جنگ کا مقصد عقیدے کی آزادی کی حفاظت اور اس کی دعوت و تبلیغ کے حق کی آزادی کے لیے امن و امان قائم رکھنا ہے۔ نیز اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ مسلم علاقوں پر خارجی ظلم و جور کا استیصال ہوتا رہے۔ (از رسول القائد: 19)

سوال: جہاد کن سے کیا جائے گا؟

جواب: 1۔ ائمہ کفر سے یعنی وہ افراد جو اپنے قائدانہ مقام کی وجہ سے اسلام کے خلاف اُٹھنے والی movement کی قیادت کر رہے ہوں۔ (التوبہ: 12)

2۔ ان سے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرتے ہیں۔

3۔ ان سے جو اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول ﷺ کے حرام کردہ کو حرام نہیں ٹھہراتے۔

4۔ ان سے جو سچے دین کو نہیں اپناتے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر کسی اور کے قانون پر چلتے ہیں۔

6۔ اسلام کے سوا کسی اور کے اقتدارِ اعلیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

سوال: کیا اسلام نے طریقۂ جنگ کی تطہیر کی ہے؟

جواب: اسلام نے طریقۂ جنگ کی تطہیر کی ہے:

1۔ اہلِ قتال اور غیر اہلِ قتال میں فرق کیا گیا۔ غیر اہل قتال میں بوڑھے، بیمار، زخمی، عورتیں، معذور، دیوانے، سیاح، عبادت گزار اور بے ضرر لوگ شامل ہیں۔ اسلام نے اہلِ قتال سے جنگ کا حکم دے کر غیر اہلِ قتال سے روک دیا ہے۔

2۔ اسلام نے اہلِ قتال کے حقوق مقرر کیے:

i۔ غفلت میں حملہ نہ کیا جائے۔
ii۔ آگ میں نہ جلایا جائے۔
iii۔ دشمن کو باندھ کر، اذیتیں دے کر قتل نہ کیا جائے۔
iv۔ تباہی نہ کی جائے۔
v۔ لوٹ مار نہ کی جائے۔
vi۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
vii۔ سفیروں کو قتل نہ کیا جائے۔
viii۔ بدعہدی نہ کی جائے۔
ix۔ غیر اہل قتال کو تنگ نہ کیا جائے۔

3۔ وحشیانہ اعمال کے خلاف عام ہدایات دیں:

i۔ عورتیں بچے اور بوڑھے قتل نہ کیے جائیں۔
ii۔ مثلہ نہ کیا جائے۔
iii۔ راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کے معابد مسمار کیے جائیں۔
iv۔ کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتاں جلائی جائیں۔
v۔ آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔
vi۔ جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔
vii۔ بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔
viii۔ جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان و مال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا ہے۔
ix۔ اموالِ غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔
x۔ جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔ (موطا کتاب الجہاد، باب النھی عن قتل النساء والولدان فی الغزو)

سوال: جہاد کب تک جاری رہے گا؟

جواب: 1۔ جب تک فتنہ باقی ہے۔ 2۔ جب تک دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہو جاتا۔ (الانفال: 39)

سوال: دین صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جانے اور فتنہ باقی نہ رہنے سے انسانیت کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: 1۔ انسانیت کو عزت، وقار اور شرف اسی صورت میں حاصل ہوسکتا ہے جب دین اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

2۔ انسانیت اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی غلامی سے آزاد ہوسکتی ہے۔ انسانوں کو اس سے حقیقی فوائد نصیب ہوں گے۔
اسی مقصد کے لئے اسلام مسلمانوں کو اُٹھاتا ہے کہ کوئی فتنہ نہ رہے۔

سوال: اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: 1۔ اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جو لوگ صلح پر مائل ہوں، دشمنی کا اظہار نہ کرتے ہوں، اسلامی حکومت کے خلاف کاروائی نہ کرتے ہوں تو انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ صلح قبول کر لی جائے۔

2۔ اس معاملے میں اگر خیانت کریں یا سازش کریں تو مطمئن رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے اس لئے اس پر بھروسہ رکھیں جو سننے والا، جاننے والا ہے۔ (الانفال:61)

سوال: مفتوح لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا؟

جواب: فتح کے بعد پچھلے ظلم وستم کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ:

1۔ حق کے غلبے کے بعد اسلام کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

2۔ اسلام کا اصل مقصد لوگوں سے انتقام لینا نہیں، لوگوں کی گردنوں کو ربّ کے سامنے جُھکانا ہے۔ جب لوگ جُھک جائیں تو بدلہ لینے کی گنجائش اجتماعی معاملات میں نہیں رہ جاتی۔ (الانفال:38)

3۔ فتح کے بعد کوئی ایسا کام کرے جسے اسلامی قانون میں جُرم قرار دیا گیا تو ضروری کاروائی کی جائے گی اور اس کو وہی سزا ملے گی جو اسلامی قانون میں اس جُرم کے لئے مقرر ہے۔

سوال: جزیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی حکومت کی جانب سے غیر مسلموں سے اپنے دین پر باقی رہنے کے لیے لی جانے والی فیس ہے۔

سوال: جزیہ سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

1۔ جزیہ دے کر اسلام کے راستے کی رکاوٹ نہ بننے کا اعلان ہوتا ہے۔

2۔ اسلام آزادی، مال اور عزت کا تحفظ دیتا ہے اس کے عوض اسلامی مملکت کے اخراجات میں حصہ ڈالا جاتا ہے۔

3۔ بیت المال سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی کفالت ہوتی ہے۔ مسلمان زکوٰۃ دیتے ہیں جب کہ غیر مسلم جزیہ۔

سوال: کیا فیصلہ کُن جنگ اسلحے اور ساز و سامان سے ہوتی ہے؟

جواب: 1۔ فیصلہ کُن جنگ صرف اسلحے اور ساز و سامان پر نہیں ہوتی بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کی تدبیر اور اس کی مشیت فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔

2۔ فیصلہ کُن جنگ میں اصل متاع توکل علی اللہ ہوتا ہے۔

3۔ فیصلہ کُن جنگ میں اللہ تعالیٰ سے آہ و فریاد کرنا، اس کی طرف توجہ کر کے دُعائیں کرنا، اس کی تدبیر اور تقدیر اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ (الانفال:13)

4۔ حق اور باطل کی جنگ میں دونوں قوموں میں کوئی توازن نہیں ہوتا۔ مومنوں کا حامی و مددگار اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور کافروں کے ساتھ اُن جیسے ہی انسان ہوتے ہیں اس لیے فریقین کے درمیان جنگ کا طریقہ پہلے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

5۔ جنگ میں اہلِ ایمان کی شکست کا سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ:

i۔ جنگ میں اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیروں کو کمزور کرتا ہے۔

ii۔ جنگ میں اللہ تعالیٰ کافروں کی سازشوں کو ناکام بنا دیتا ہے۔

iii۔ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نشانات اور علامات ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی مدد کب آتی ہے؟

جواب: 1۔ جب کبھی زمین پر کوئی جماعت اللہ کا نظام لے کر اُٹھے اور اسلامی نظامِ حیات قائم کرے۔

2۔ جب یہ جماعت ثابت قدمی سے اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوششیں کرے۔

3۔ جب یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی راہ میں اطمینان سے کام کرے۔

4۔ جب کوئی جماعت ربّ پر بھروسہ کرے اور اپنے سفر کو جاری رکھے۔

5۔ جب اس جماعت کے خلاف اللہ تعالیٰ کے دشمن محاذ آرائی شروع کر دیں۔

6۔ جب دشمن قوت والا اور رُعب والا ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس جماعت کے لیے آتی ہے۔

سوال: مسلمانوں کو کافروں کے بالمقابل کھڑے ہونے کے موقع پر کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: 1۔ ثابت قدم رہنا۔ 2۔ فرار اختیار نہ کرنا۔ (الانفال 15)

3۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہنا۔ 4۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا۔

5۔ اپنے لیڈر کی اطاعت کرنا۔ 6۔ باہمی اختلافات سے بچنا۔

7۔ مشکلات کو برداشت کرنا۔ 8۔ اترانے سے گریز کرنا۔

9۔ ریاکاری سے بچنا۔ 10۔ اپنی قوت کی وجہ سے سرکشی سے بچنا۔ (الانفال: 45)

سوال: میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: فتح کے راستے کا پہلا قدم ثابت قدمی ہے۔ مسلمان اُس وقت ثابت قدم رہ سکتے ہیں جب اُن کو یقین ہو کہ:

1۔ فتح وشکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

2۔ فتح وشکست کا فیصلہ صرف ظاہری اسباب پر نہیں ہوتا۔

3۔ جنگ کی تدبیر اور کمان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کے ہاتھوں سے کافروں کو قتل کرواتا ہے۔

5۔ اسلحے کا صحیح نشانے پر استعمال وہی کرواتا ہے۔

6۔ اللہ تعالیٰ ہی کافروں کو مسلمانوں سے مرعوب کرواتا ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ کافروں کی ہر تدبیر کو اُلٹا کرتا ہے اور دنیا وآخرت میں عذاب سے دوچار کرتا ہے۔

8۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاد کا ثواب عطا کرتا ہے۔

سوال: دشمن کے سامنے کے وقت ذکرِ الٰہی کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: 1۔ ثبات حاصل ہوتا ہے۔

2۔ انسان کا رابطہ ایک ایسی قوت سے ہو جاتا ہے جس پر غلبہ رکھنے والی کوئی نہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی وجہ سے انسان اس پر بھروسہ کرتا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کی وجہ سے جنگ کی حقیقت، جنگ کے اسباب اور مقاصد ذہن میں حاضر رہتے ہیں۔ انسان

جب اللہ تعالیٰ کی خاطر لڑتا ہے، زمین پر اللہ تعالیٰ کی حکومت کے قیام کے لئے لڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے، طاغوتی قوتوں کو ختم کرنے کے لئے لڑتا ہے تو اسے ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

سوال: جہاد کرنے والوں کو کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: 1۔ جہاد میں شرکت ایسے حالات میں نہ کریں کہ اپنی کثرت پر یا قوت پر نازاں ہوں۔

2۔ اپنی قوت کو ان راستوں میں خرچ نہ کریں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں۔

3۔ مومن یاد رکھیں کہ وہ قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلے ہیں اس لیے لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کا غلام بنانے کی کوشش کریں۔ اپنی بڑائی نہیں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لیے کام کریں۔ (الانفال: 47)

سوال: جہاد کے فوائد کیا ہیں؟

جواب: 1۔ مسلمانوں کے دلوں کو شفا، ٹھنڈک اور تسکین نصیب ہوتی ہے۔ (التوبہ: 14)

2۔ کافروں کے بارے میں غیظ وغضب مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے اُس کے ٹھنڈا ہونے کی صورت ہی جنگ ہے۔ (التوبہ: 15)

3۔ جنگ کی صورت میں قومی دشمن ذلیل ہو جاتے ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ کے لئے لڑنا دراصل اس کی مشیت کی صورت بننا ہے اور یہی بات مسلمانوں کے لئے باعثِ تسکین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا اور اپنے دشمن کو ہمارے ذریعے موڑا ہے۔

5۔ مسلمانوں کی فتح کے نتیجے میں کافروں کے دل اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔

6۔ کافروں کی بصیرت ان کی توجہ اسلام کے مستقبل کی طرف مبذول کرواسکتی ہے کہ مستقبل اسلام کا ہے۔

7۔ کافروں کو مسلمانوں کی فتح سے یہ شعور نصیب ہوسکتا ہے کہ اوپر کوئی طاقت ہے جو مسلمانوں کو قوت دے رہی ہے۔

8۔ مسلمانوں کو جنگ میں دوہرا اجر ملتا ہے: جہاد کا اور کافروں کے مسلمان ہونے کا۔ (التوبہ: 15)

9۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد کرنے والوں کا درجہ بلند ہے۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (التوبہ: 20)

10۔ جہاد کرنے والوں کو اللہ نے اپنی رحمتوں اور رضامندی کی بشارت دی ہے۔ (التوبہ: 21)

11۔ ان کو اللہ تعالیٰ جنتوں کی بشارت دیتا ہے۔

12۔ان کے لئے مستقل عیش کے سامان اور اجرِ عظیم کی خوشخبری ہے۔(التوبہ:22)

سوال: اسلام میں میدانِ جہاد سے بھاگنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: 1۔میدانِ جنگ اسلام اور کفر کے لیے آخری فیصلے کا وقت ہوتا ہے۔ بھاگنے والا حق کو بچانے کے مقابلے میں اپنے آپ کو بچانا زیادہ اہم سمجھتا ہے اس طرح وہ اپنے مقصد کے مقابلے میں ذات کو ترجیح دیتا ہے۔اس لئے میدان جنگ سے بھاگنا بدترین جرم ہے۔(الانفال:16)

2۔میدان جنگ سے فرار کی اجازت ہے اگر:

i۔فرار کسی جنگی چال کی صورت میں ہو۔ ii۔فرار بہترین مواقع کے لیے۔

iii۔فرار بہترین منصوبے کی خاطر ہو۔ iv۔فرار مسلمانوں کی کسی دوسری فوج سے ملنے کے لیے ہو۔

v۔فرار دوبارہ حملے کے لیے ہو۔(الانفال:16)

3۔ان صورتوں کے ماسوا اگر فرار ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ:

i۔ایسا شخص اللہ کے غضب میں گھر جائے گا۔ ii۔ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

سوال: سچے ایمان اور نمائشی دین داری کے کاموں میں کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب: 1۔سچے مومن کی ساری وفاداریاں اسلام سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔اسلام اس کے لیے زندگی موت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔قربانی کے موقع پر وہ پوری طرح اسلام پر قائم رہتا ہے۔(التوبہ:38)

2۔نمائشی دینداری میں آگے لوگوں کی حقیقی دلچسپیاں کہیں اور ہوتی ہیں وہ اسلام کا اقرار بھی کرتے ہیں۔نمائشی دینداری میں آگے ہوتے ہیں اور قربانی کے موقع پر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

3۔زمین کے کون سے بوجھ انسان کو زمین سے اٹھنے نہیں دیتے؟

i۔زمین کا لالچ۔ ii۔مال کے نقصان کا یا ضائع ہونے کا خوف۔

iii۔آرام اور سکون کے ختم ہو جانے کا خوف۔ iv۔زندگی کے چلے جانے کا خوف۔(التوبہ:38)

4۔جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نہ نکلنے کا بڑا سبب عقیدے کی کمزوری ہے۔

5۔دل میں نفاق کی موجودگی جہاد کے لئے نہیں نکلنے دیتی کہ:

i۔نفاق انسان کو موت سے ڈراتا ہے حالانکہ موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ii۔نفاق مال ضائع ہونے سے ڈراتا ہے اور جہاد سے روکتا ہے حالانکہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

iii۔نفاق انسان کو بلندی تک ،کمال تک پہنچنے سے روکتا ہے۔

iv۔منافق کا دل ایمان کی دولت سے خالی ہوتا ہے اور وہ شک کا مریض ہوتا ہے۔(التوبہ:45)

سوال: جہاد سے پیچھے رہنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: 1۔جو لوگ جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں وہ ذلت کے عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔(التوبہ:39)

2۔وہ بھلائی کے کاموں میں حصہ لینے سے محروم رہتے ہیں۔یہ کام پھر دشمن کرتے ہیں۔

3۔جو قوم جہاد چھوڑتی ہے وہ دشمن کے لیے لقمۂ تر بن جاتی ہے۔دشمن اسے غلام بنا لیتا ہے اور یہی ذلت کا عذاب ہے۔

4۔جہاد نہ کرنے والوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نیا گروہ لے آئے گا۔(التوبہ:39)

i۔جو اپنے عقائد پر جما ہوا ہوگا۔ ii۔جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے والا ہوگا۔

iii۔جو قربانیاں دینے والا ہوگا۔

5۔اللہ تعالیٰ نے عذر کرنے والوں، گھر بیٹھنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔(التوبہ:93)

سوال: جہاد سے پیچھے رہنے کی اجازت کن افراد کے لیے ہے؟

جواب: حقیقی معذور یعنی ضعیف، مریض اور وہ جو اپنے سفر کا خرچ نہیں پاتے بشرطیکہ وہ محسن ہوں۔ان کے دل اور ضمیر اور جذبات اللہ اور رسول کے ساتھ ہوں۔(التوبہ:91)

گناہ اور اس کا کفارہ

سوال: گناہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نیکی کی بابت پوچھنے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ہاں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دل سے پوچھو۔ نیکی وہ ہے جس پر دل مطمئن ہو اور دل میں کوئی کھٹک نہ ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور دل میں اس کی بارے میں تردد ہو اگرچہ لوگ تجھے (اس کے جواز کا) فتویٰ دے دیں۔'' (مسند احمد: 228/4، سنن دارمی: 2536)

سوال: گناہ کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: گناہ کی دو اقسام ہیں: 1۔ صغیرہ 2۔ کبیرہ

سوال: گناہِ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: 1۔ کبیرہ گناہ اسے کہتے ہیں جس پر لعنت یا غضب یا جہنم یا کسی سزا کی وعید آئی ہو۔

2۔ کبیرہ گناہ اسے کہتے ہیں جس پر حد جاری کرنے کا حکم آیا ہو۔

سوال: کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟

جواب: کبیرہ گناہوں میں سے وہ ہیں جن کو کبیرہ متعین کر دیا گیا لیکن ان کے درجات میں فرق ہے۔ ان میں سے بعض کفرِ اکبر ہیں اور بعض کبیرہ گناہ معصیت کے کام ہیں۔

سوال: کون سے گناہ کبیرہ کفرِ اکبر ہیں؟

جواب: 1۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا 2۔ جادو کرنا

سوال: کون سے گناہ کبیرہ کفرِ اکبر نہیں ہیں؟

جواب: 1۔ ناحق قتل کرنا 2۔ میدانِ جہاد سے فرار اختیار کرنا

3۔ یتیم کا مال کھا جانا 4۔ جھوٹ 5۔ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا

6۔ شراب پینا 7۔ والدین کی نافرمانی کرنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''گناہ کبیرہ سات کی بجائے ستر زیادہ مناسب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کتاب و سنت میں جن کاموں پر لعنت یا غضب یا عذاب کی وعید آئی ہے ان کی تعداد 70 سے زیادہ ہے۔''

سوال: کیا انسان کے گناہ دُھل سکتے ہیں؟

جواب: 1۔ انسان کے گناہِ صغیرہ نیک کاموں سے دُھل جاتے ہیں۔ ربّ العزت کا فرمان ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (هود: 114)

یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا (النساء: 31)

''اگر تم اُن کبیرہ گناہوں سے بچتے رہے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہاری برائیاں دور کر دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔''

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ. (جامع ترمذی: 1987)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں ہو اللہ سے ڈرو ہر برائی کو بھلائی کے ساتھ مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلقی کے ساتھ پیش آؤ۔''

2۔ انسان کے گناہِ کبیرہ اور صغیرہ دونوں خالص توبہ سے مٹ جاتے ہیں۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (التحریم: 8)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ۔ ہو سکتا ہے تمہارا ربّ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔''

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۖ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ (آل عمران:135)

"وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی کھلی برائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر ڈالیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔"

سوال: اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے والے اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے کرتے وفات پا جائیں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟

جواب: 1۔ اُس دن کسی نفس پر ظلم نہ ہوگا۔ (الانبیاء:47) 2۔ وزن اُس دن برحق ہوگا۔ (الاعراف:8،9)

3۔ انسان اپنا اچھا برا سامنے موجود پائے گا۔ (آل عمران:30)

4۔ ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (النحل:111، الزلزال:6-8)

5۔ جس سے حساب لیا گیا وہ عذاب میں پھنسا۔ (بخاری:6536)

اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے والے نافرمانوں کے تین طبقات ہوں گے۔

پہلا طبقہ: جن کی نیکیاں گناہوں پر بھاری ہوں گی۔

ان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسرا طبقہ: جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔

یہ لوگ برائیوں کی وجہ سے جنت میں نہ جا پائیں گے اور نیکیوں کی وجہ سے آگ میں داخل نہیں ہوں گے۔

یہ اصحاب اعراف ہوں گے۔ انہیں ٹھہرا لیا جائے گا بعد میں ان کو جنت داخلے کی اجازت دے دی جائے گی۔ (الاعراف:46-49)

تیسرا طبقہ: کبیرہ گناہ اور نافرمانیوں پر اصرار کرنے والوں کا ہے۔

ان کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہوں گے۔ یہ اپنے گناہوں کے مطابق جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ وہ طبقہ ہے جن کے لئے نبی ﷺ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ (بخاری:44)

سوال: کبیرہ گناہوں پر اگر کسی پر حد جاری کی گئی ہو تو کیا یہ حد اس کے گناہوں کا کفارہ ہے؟

جواب: حد گناہوں کا کفارہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے، معروف میں نافرمانی نہیں کرو گے، جو تم میں سے ان چیزوں کو پورا کرے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے اجر ملے گا اور جو ان کاموں میں سے کسی کام کا ارتکاب کرے گا اسے دنیا میں سزا مل جائے تو یہ سزا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی اور اگر کسی نے ان گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کر لی تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر چاہے تو معاف کر دے ورنہ سزا دے"۔ حضرت عبادہ کہتے ہیں پھر ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔" (بخاری:6784)

سوال: گناہوں کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: **1۔ دل پر اثرات:**

i۔ دل میں وحشت اور ذلت پیدا ہو جاتی ہے۔ ii۔ گناہ بندے کے دل کو رب سے دور رکھتے ہیں۔

2۔ اعمال پر اثرات:

گناہ انسان کے نیک اعمال اور ان کی قبولیت کے راستے کی رکاوٹ بنتے ہیں۔

3۔ رزق پر اثرات:

i۔ گناہوں کی وجہ سے انسان رزق سے محروم رہتا ہے۔ ii۔ مال کی برکت ختم ہوتی ہے۔

iii۔ گناہوں کی وجہ سے نعمت کو زوال آ جاتا ہے۔

4۔ دین پر اثرات:

i۔ گناہوں کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

ii۔ گناہوں کی وجہ سے انسان فرشتوں اور مؤمنوں کی دُعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے۔

5۔ افراد پر اثرات:

i۔ گناہوں کی وجہ سے عمر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ii۔ انسان کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔

iii۔ انسانی معاملات میں پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔

6۔معاشرے پر اثرات:

i۔معاشرے کا امن ختم ہو جاتا ہے۔

ii۔مہنگائی ہو جاتی ہے۔

iii۔ظالم حکمران مسلّط ہو جاتے ہیں۔

iv۔بارشوں میں کمی آجاتی ہے۔

v۔دشمن مسلّط ہو جاتے ہیں۔

بعض ایسے کام جن کے ارتکاب سے روکا گیا ہے:

1۔تکبر (صحیح مسلم:265)

2۔ریا و نمود (صحیح بخاری:6499)

3۔فحش کلامی (مسلم:6596)

4۔جھوٹ (سنن ابوداؤد:4990)

5۔جاسوسی کرنا (صحیح بخاری:7042)

6۔تصویر (صحیح بخاری:5951،5960)

7۔چغلی کھانا (صحیح بخاری:6056)

8۔غیبت (صحیح مسلم:6593)

9۔لعنت کرنا (صحیح بخاری:6047،صحیح مسلم:6612)

10۔راز فاش کرنا (صحیح مسلم:3542)

11۔عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا (ترمذی:2787)

12۔مسلمان کو کفر سے متہم کرنا (صحیح بخاری:6104)

13۔اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا (صحیح بخاری:4326،6768)

14۔مسلمان کو خوف دلانا (سنن ابوداؤد:5004،صحیح مسلم:6666)

15۔منافق اور فاسق کو سردار کہنا (سنن ابوداؤد:4977)

16۔عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا (ترمذی:1055)

17۔عورت کی اپنے شوہر سے جدائی (صحیح بخاری:5193)

18۔رعیت کو دھوکہ دینا (صحیح بخاری:7150)

19۔بغیر علم کے فتوی دینا (سنن ابوداؤد:3657)

20۔عورت کا طلاق مانگنا (ترمذی:1187)

21۔جانوروں کی گردن میں گھنٹی لگانا (سنن ابوداؤد:2555،2556)

22۔لاپروائی سے جمعہ ترک کرنا (سنن ابوداؤد:1052)

23۔زمین غصب کرنا (صحیح مسلم:4132)

24۔ایسا کلام جو اللہ کو ناراض کرے (جامع ترمذی:2314)

25۔ذکر الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں کرنا (جامع ترمذی:2411)

26۔عورت کا بال جوڑنا اور جڑوانا (صحیح مسلم:5565،5571)

27۔مسلمانوں کی باہمی جدائی (مسند احمد:9081،18100،سنن ابوداؤد:4915)

28۔جنس مخالف کی مشابہت اختیار کرنا (سنن ابوداؤد:4098)

29۔ہبہ کر کے واپس لینا (صحیح بخاری:2622،2623)

30۔دنیا حاصل کرنے کے لئے علم سیکھنا (ابن ماجہ:252)

31۔حرام چیزوں کو دیکھنا (صحیح بخاری:6243)

32۔اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا

33۔بغیر ولی کے عورت کا شادی کرنا (جامع ترمذی:1102،سنن ابوداؤد:2083)

34۔نکاح شغار ''وٹہ سٹہ کی شادی'' کرنا (دونوں عورتوں کو ایک دوسری کا مہر تصور کیا جائے) (صحیح مسلم:3465)

35۔لوگوں کو راضی کرنے کے لیے کوئی عمل کرنا (صحیح مسلم:7475)

36۔بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا (صحیح بخاری:1088)

37۔نوحہ و ماتم کرنا (بخاری:1292،سنن ابوداؤد:3128)

38۔نمازیوں کو تکلیف دینا (صحیح مسلم:1252)

39۔غیر اللہ کی قسم کھانا (جامع ترمذی:1535،صحیح مسلم:4259)

40۔جھوٹی قسم کھانا (سنن ابوداؤد:3243)

41۔خرید و فروخت میں قسم کھانا (سنن ابوداؤد:3335)

42۔کافروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا

43۔قبر پر عمارت کی تعمیر کرنا (صحیح مسلم:2245)

44۔قبر پر بیٹھنا (صحیح مسلم:2248)

45۔میت کا سوگ (بخاری:1280)

46۔گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا (صحیح مسلم:1260)

47۔نمازی کے سامنے سے گزرنا (صحیح مسلم:1132)

48۔نماز میں کوتاہی کرنا (جامع ترمذی:2621،صحیح مسلم:246)

49۔جو شخص گمراہی کی طرف دعوت دے (صحیح مسلم:6804)

50۔کتا پالنا (صحیح مسلم:4023)

51۔حیوانوں کو عذاب دینا (صحیح بخاری:2365)

52۔سود کھانا (صحیح مسلم:4092)

53۔شراب کا عادی ہونا

54۔اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھنا (صحیح بخاری:6502)

55۔دیارِ اسلام میں طالبِ امن کو قتل کرنا (صحیح بخاری:6914)

56۔وارث کو میراث سے محروم کرنا (ابن ماجہ:2703)

سوال: گناہوں کو مٹانے والے اعمال کون سے ہیں؟

جواب: 1۔اذان سنتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔(مسلم:851)

2۔وضو کرنا۔(صحیح مسلم:578)

3۔نماز پڑھنا (صحیح بخاری:528)

4۔باجماعت نماز ادا کرنا (بخاری:647)

5۔رات کا قیام اور استغفار کرنا (بخاری:1145)
6۔صدقہ کرنا (بخاری:3586)
7۔جمعہ کے آداب کا خیال رکھنا (بخاری:883)
8۔رمضان کے روزے رکھنا (صحیح بخاری:38)
9۔رمضان میں قیام کرنا (مسلم:1779.1780)
10۔قیامِ لیلۃ القدر کرنا (بخاری:6405)
11۔سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو مرتبہ کہنا (مسلم:6843)
12۔عاشورہ کا روزہ رکھنا (صحیح مسلم:2746)
13۔عمرہ کرنا (بخاری:1773۔۔مسلم:1349)
14۔حج کرنا (بخاری:1521)
15۔وقوفِ عرفہ کرنا (مسلم:3288)
15۔عرفہ کا روزہ رکھنا (مسلم:2746.2747)
17۔بخار (صحیح مسلم:6570)
18۔بیماریاں غم اور مصائب (مسلم:6562،6568)
19۔کفارۂ مجلس کی دُعا پڑھنا (جامع ترمذی:3433)

یہ اقوال اور اعمال کے عظیم کفارے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے اپنے اس وقت کو غنیمت جانیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے ان کاموں کی جن سے وہ محبت رکھتا ہے اور جن سے وہ راضی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ اور ہماری غلطیاں معاف فرمائیں۔صالح زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

5۔ برائیوں سے طبیعت خراب ہونا اور ان سے لذت نہ لینا۔ (نسائی:3939)

6۔ ہر برائی سے نجات مل جانا۔ (شعب الایمان للبیہقی:206/3)

7۔ اللہ تعالیٰ کا تعریف کرنا (المعارج:27-28، الانبیاء:90، الزمر:9، الرعد:19-21)

8۔ دشمنوں کے مقابلے میں مدد اور زمین کی وراثت کا ملنا (ابراہیم:13،14)

9۔ ذکر وفکر اور عبادت کی طرف راغب ہونا

آخرت کا بدلہ

1۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے جگہ پانا (بخاری:660، مسلم:1031)
2۔ آگ سے نجات پانا (ترمذی:1633)

3۔ قیامت کے دن خوف کا دور ہونا (صحیح ابن حبان:640)
4۔ مغفرت اور رحمت کا حصول (بخاری:3478)

5۔ جنت میں داخلہ (الرحمٰن:46)
6۔ جنت کی نعمتوں کی میسر آنا
7۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کا ملنا (البینۃ:8)

خوف پیدا کرنے کے طریقے

1۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا علم حاصل کرنا اور اس کا تذکرہ کرنا (آل عمران:28، الزمر:67، ابن ماجہ:198)

2۔ قرآنِ مجید پر غور وفکر کرنا (مدارج السالکین:452/1-453، الذکروفی الوعظ:73-74)

3۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سیرت میں غور وفکر کرنا
4۔ اعمال کے قبول نہ ہونے سے ڈرنا (المائدۃ:27)

5۔ پچھلے گناہوں کو یاد کرنا
6۔ واجبات میں کوتاہی نہ کرنا

7۔ موت کو یاد کرنا (مجمع الزوائد:554/10)
8۔ قبر کے حالات پر غور وفکر کرنا

9۔ قیامت کے حالات میں غور وفکر کرنا (الحج:1)
10۔ جہنم پر غور وفکر کرنا (المدثر:35)

11۔ لوٹ جانے پر غور وفکر کرنا

12۔ کامیاب ہونے والوں کی صفات پر غور وفکر کرنا (طٰہٰ:82، العصر:3)

13۔ اپنے شعور میں یہ بات بٹھانا کہ جہنم جنوں اور انسانوں سے بھر جائے گی۔ (السجدہ:13)

14۔ توبہ کے درمیان حائل ہونے والے معاملات پر غور وفکر کرنا (المؤمنون:99-100)

15۔ بُرے خاتمے کا خوف رکھنا (الانفال:50)
16۔ گناہوں کو حقیر سمجھنے پر غور وفکر کرنا

17۔ خوفِ الٰہی رکھنے والوں کے حالات پڑھنا (الجزار:84، ترمذی کتاب الزھد، باب جاء فی الریاء والسمعۃ:2382)

18۔ درس سننا
19۔ صالحین کی مجلسوں میں شرکت (الکہف:28)

20۔ دُعا (ترمذی:3551، 3501)
21۔ خوف دور کرنے والے کاموں سے دور رہنا

خوف تو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ جو عبادت گزاروں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس سے خشیت پیدا کر دیتا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنا

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اُمید دل کا محبوب کی طرح کھنچنا اور اس کی طرف میلان ہونا ہے۔ (الروح:246)
اُمید ربّ تعالیٰ کے جود وکرم پر اعتماد رکھنا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:21)

”یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرے۔“

اُمید اور تمنا میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ تمنا میں سستی ہوتی ہے اسی لئے تمنائیں کرنے والا کبھی عمدہ طریقے سے کوشش نہیں کرتا۔ جب کہ امید رکھنے والا اسباب کے ساتھ اُمید رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (البقرۃ:218)

”یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

تمنا کے بارے میں ارشاد ہے:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ

دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾ (النساء:123)

”نہ تمہاری اُمیدوں کی بات ہے، نہ اہلِ کتاب کی آرزوں کی۔ جو بھی بُرا عمل کرے گا اُسے اُس کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے لیے کوئی دوست اور مددگار نہ پائے گا۔“

علماء نے سچی اُمید رکھنے کے چار عوامل بتائے ہیں:

1۔ بندے کا اللہ تعالیٰ کے سابقہ فضل کو یاد کرنا
2۔ اللہ تعالیٰ کے کثیر ثواب کو یاد رکھنا
3۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو ہر حال میں یاد رکھنا
4۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد رکھنا

اللہ تعالیٰ سے حقیقی اُمید تب بندھتی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنے کے فوائد

اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنے کے بے شمار فوائد ہیں:

1۔ عبادات پر کاربند رہنا
2۔ عبادت میں لذّت پانا
3۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار کرنا
4۔ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرنا
5۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا علم حاصل کرنا
6۔ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھنا
7۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا
8۔ اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہونا
9۔ مقامِ شکر عبودیت کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے جو رجاء کی وجہ سے نصیب ہوتا ہے۔
10۔ اللہ تعالیٰ کا دائمی ذکر کرنا

اُمید کی اقسام

پسندیدہ امید

1۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وجہ سے ثواب کی اُمید۔
2۔ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور گناہوں کے مٹ جانے کی اُمید

ناپسندیدہ امید

ابو عثمان الحیری کہتے ہیں کہ بدبختی کی علامات میں سے ہے کہ تم نافرمانی کرو اور نجات کی اُمید رکھو۔

اُمید کے درجات

1۔ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھنے والے کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔
2۔ اپنے نفس سے جہاد کرنے والوں کا ہے۔ وہ دین کے احکامات کا علم حاصل کرتے ہیں۔
3۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اشتیاق رکھنا

”پھر جو کوئی اپنے ربّ کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔“ (الکہف:110)

مؤمن خوف اور اُمید کے درمیان ہوتا ہے

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ (بنی اسرائیل:57)

”اور وہ اس کی رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اور وہ اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔“

اُمید اور گناہ

اللہ تعالیٰ نے اُمید کا دروازہ اپنے بندوں کے لئے کھولا تا کہ وہ گناہ معاف کر دے۔ (صحیح بخاری:2441)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ (الزمر:53)

”کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

اُمید علاج ہے

1۔ اُمید علاج ہے اُن لوگوں کے لئے جن پر نا اُمیدی غالب آ جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دیتے ہیں۔
2۔ امید دوا ہے ایسے شخص کے لئے جس پر خوف غالب آ جاتا ہے تو وہ اپنے نفس اور اپنے گھر والوں کو تکلیف دیتا ہے۔

مؤمن کو خوف اور اُمید کے درمیان رہنا چاہئے۔ مناوی کہتے ہیں خوف اور اُمید عبودیت کے دو پر ہیں۔ (فیض القدیر:3/315)

جنّت ______ خوابوں کا گھر

جہاں کبھی کسی کی جوانی کو بڑھاپا نہیں آتا،
جہاں کسی کی خوشیوں کو غم نہیں ڈستا،
جہاں کسی کی صحت کو بیماری نہیں پکڑتی،
جہاں کسی کی مالداری پر زوال نہیں آتا،
جہاں کسی کی زندگی کو موت نہیں آئے گی،
جہاں کوئی مشقت نہیں، جہاں کوئی تھکاوٹ نہیں،
جہاں رنگ ہیں، روشنیاں ہیں، خوشبوئیں ہیں، ذائقے ہیں،
لازوال خوشیاں ہیں، جہاں عزت ہے، ذلت نہیں،
جہاں کوئی دُکھ، پریشانی اور ملامت نہیں،
جہاں بے فکری ہے، عیش کی زندگی ہے، جہاں رونقیں ہیں، لذتیں ہیں،
جہاں امن ہے، جہاں وسعتیں ہیں، جہاں ہر خواہش اظہار سے پہلے پوری ہو۔
وہی خوابوں کا گھر جنت ہے۔ وہی ہمارا گھر Home Sweet Home ہے۔
اُس گھر کا راستہ ہم سے کھو گیا۔

جنّت کا راستہ کیا ہے؟

پاک زندگی گزارنے کا طریقہ
جس میں فکر کی پاکیزگی کے لئے عقیدہ ہے
جس میں رب کی عبادت کے احکامات ہیں۔
جس میں دل اور زبان کی عبادت کے طریقے ہیں
جس میں تعلقات کی پاکیزگی کے لئے حقوق و فرائض ہیں
جس میں دل اور زبان کی پاکیزگی کے لئے اخلاقیات ہے
جس میں جسم کی پاکیزگی کے لئے طہارت کے احکامات ہیں

www.alnoorpk.com
alnoorint@hotmail.com